مکمل و مدلل

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد ۱۱-۱

کتاب الطلاق، عدت، ثبوت النسب، حضانت، نفقہ

افادات

مفتی اعظم ہند عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانیؒ

مرتب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

مکمل و مدلل

فتاوی دارالعلوم دیوبند

جلد ۱۰

کتاب الطلاق نصف آخر

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانیؒ

مرتب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

مقدمہ طبع جدید

الحمدُ للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، امابعد:-

اللہ جل شانہٗ نے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (ترتیبِ جدید) کو محض اپنے فضل وکرم سے قبولیتِ عام عطا فرمائی ہے مسلسل ایڈیشن چھپتے رہے جس کی وجہ سے اس کی پلیٹیں خراب ہوچکی تھیں، نیز عصرِ حاضر کا ذوق بھی متقاضی تھا کہ فتاویٰ کا معیارِ طباعت بلند کیا جائے، اسلئے بنامِ خدا آفسیٹ سے اب طبع کیا جارہا ہے۔

اس موقع پر مناسب سمجھا گیا، اور بہت سے اہلِ علم قارئین نے توجہ بھی دلائی تھی کہ نظرِ ثانی کی ضرورت ہے، بعض جگہ مسائل کی تصحیح بھی ضروری تھی، اور بعض جگہ مرتب نے جو حواشی لکھے تھے ان کی تصحیح وتکمیل کی بھی حاجت تھی، اس لئے احقر نے متعدد اساتذۂ دارالعلوم دیوبند کو یہ خدمت سپرد کی، انھوں نے دیدہ ریزی کے ساتھ اس جلد کی تصحیح کی اور بالغ نظری کے ساتھ ضروری اصلاحات کیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ اس سے کتاب کی افادیت میں دوچند اضافہ ہوگا۔ اور کتاب پہلے سے زیادہ دلچسپی اور اعتماد کے ساتھ پڑھی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ادارہ کی اس خدمت کو قبول فرمائیں۔ اور مسلمانوں کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(حضرت مولانا) مرغوب الرحمٰن غفرلہٗ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد دہم

باب ہشتم طلاق رجعی سے متعلق احکام ومسائل — ۱۴۵

باب نہم خلع سے متعلق احکام ومسائل ۱۷۰

باب سیزدہم، نامرد، مجنون متعنت اور دوسرے عیوب کی وجہ سے تفریق اور فسخ نکاح کے احکام ومسائل ۲۱۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد دہم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کی پہلی جلد خاکسار مرتب ومحشی نے ۱۳۸۲ھ میں پیش کی تھی، اس کے بعد تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اس کی بعد والی جلدیں حاضر کرتا رہا اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ انعام واحسان ہے کہ آج اس کی دسویں جلد پیش ہورہی ہے۔ اس موقع سے خاکسار مرتب ومحشی کا دل حمد وشکر خداوندی سے لبریز اپنے رب بے نیاز کے آگے سجدہ ریز ہے، جس کی توفیق سے یہ خدمت انجام پذیر ہوئی۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے فضل وکرم سے یہ خدمت قبول فرمالے اور اپنے شکرگذار بندوں میں اس حقیر کا نام بھی درج کردے۔

یہ سب دراصل دارالعلوم دیوبند کا فیض ہے، جو ایک سو چودہ سال سے مسلسل کتاب وسنت اور ملک وملت کی ہمہ گیر خدمات میں منہمک ہے، خدا کرے تاقیامت اس کا یہ بحر بےکراں موجزن رہے، اور کائنات انسانی اس سے مستفید ہوتی رہے۔

یہاں پہنچ کر بےساختہ زبان قلم پر اپنے مرشد ومربی حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم کا نام نامی آرہا ہے۔ جنہوں نے اولاً اس خدمت گرامی کے لئے

خاکسار کا انتخاب فرمایا، اور اعتماد کا اظہار کیا، اللہ تعالیٰ صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کی دولت سے نوازے، اور آپ کے حسن ظن کی لاج رکھ لے، اور فتاویٰ کا جو حصہ باقی رہ گیا ہے، اسے بھی بحسن وخوبی مرتب کرنے کی توفیق عطا فرمادے، وماذلک علی اللہ بعزیز

فتاویٰ کے اہم اور پھیلے ہوئے حصّہ کی اس جلد پر تکمیل ہوگئی، کیونکہ عام مسلمانوں کو جو دلچسپی اور جیسی ضرورت طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور نکاح وطلاق سے متعلق مسائل واحکام کی ہوا کرتی ہے، دوسرے ابواب سے متعلق مسائل واحکام سے نہیں ہوتی۔

ظاہر ہے کہ طلاق کے مسائل اپنے اندر بڑی نزاکت رکھتے ہیں، اور ان کے نتائج دوررس ہوتے ہیں، اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ طلاق کے استعمال میں پوری احتیاط اور بیدار دماغی سے کام لیں، ذرا ذرا سی بات اور خفگی پر اس لفظ یا اس کے ہم معنی الفاظ زبان پر لانے سے پرہیز رکھیں۔

نکاح اس لئے نہیں منعقد ہوتا ہے کہ اس کو توڑا جائے، بلکہ اس کا مقصد باہم محبت ومودّت اور طمانیت وسکینت قلبی ہے، ارشاد ربانی ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ
اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ
مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً۔ (سورۃ الروم - ۳)

اور اس کی نشانیوں سے یہ، کہ بنادیئے تم کو تمہاری قسم سے جوڑے، کہ چین پکڑو ان کے پاس، اور رکھا تمہارے درمیان پیار اور محبت۔

لیکن یہ بھی درست ہے کہ کبھی مزاجوں کی ناموافقت کی وجہ سے حالات ناسازگار ہوجاتے ہیں اور بظاہر نباہ مشکل محسوس ہونے لگتا ہے، ادھر یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلّم ہے کہ اسلام نہ تو طلاق کو پسند کرتا ہے اور نہ طلاق دینے والے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، بلکہ اس عمل کو مبغوض قرار دیتا ہے، اور رشتۂ ازدواج کو شکست وریخت سے بچانے کے لئے ایسی تدبیروں پر عمل کی تاکید کرتا ہے جن سے باہمی غلط فہمیاں دور

ہوکر آپس کے تعلقات استوار ہوجائیں۔

زن وشو کی ملی جلی زندگی میں صدر کی حیثیت اسلام نے مرد کو دی ہے۔ چنانچہ اختلاف کے وقت میں شوہروں کو ہدایت ربانی ہے۔

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ
وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ
وَاضْرِبُوْھُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ
فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْھِنَّ سَبِیْلًا۔
(سورۃ النساء - ٦)

تم اپنی جن بیویوں سے نافرمانی کا خطرہ محسوس کرو، انھیں زبانی سمجھاؤ، اگر باز نہ آئیں تو ان کے ساتھ ہمبستری ترک کردو، اگر اس کا بھی اثر قبول نہ کرے تو ان کو پیٹو، اگر فرمانبردار بنجائیں تو پھر ان کے خلاف کوئی الزام نہ تلاش کرو۔

پہلے مرحلے میں نفع ونقصان اور معاملات کے نشیب وفراز سمجھانے کی سعی کی جائے، اور رفیقۂ حیات کو راہ راست پر گامزن رکھنے کی مخلصانہ جدوجہد کی جائے، اس سعی میں اس بات کا پورا لحاظ رکھا جائے کہ اس کے جذبات واحساسات کو ٹھیس نہ لگنے پائے۔

دوسرے مرحلے میں شوہر اپنی دلی اذیت اور دل شکستگی کو اس طرح ظاہر کرے کہ اپنا بستر الگ کرلے، تاکہ شریک زندگی اپنی زیادتی اور بیجا ضد محسوس کرنے پر مجبور ہو۔

اخیر مرحلے میں شوہر کو معمولی سرزنش کا اختیار دیا گیا ہے، عموماً انسانی طبائع کے یہی تین درجے ہوتے ہیں، ان میں سے جس مرحلہ میں بات بن جائے اور صلح صفائی ہوجائے خدا کا شکر ادا کرے، اور اس قیمتی رشتہ کو ہرگز مجروح نہ ہونے دے جو اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے۔

اگر شوہر ذاتی طور پر اپنی تدبیروں میں ناکام ہوجائے، تو ان دونوں کے مخلصوں اور بہی خواہوں کا فرض ہے کہ وہ مل کر بذریعہ خداترس پنچ ان کے معاملات کو درست کرنے کی سعی بلیغ کریں۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِھِمَا فَابْعَثُوْا

اگر تم اوپر والوں کو ان دونوں میاں بیوی کے

حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۔ (سورۃ النساء - ۶)

درمیان کشاکشی کا اندیشہ ہو، تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی لائق تصفیہ عورت کے خاندان سے بھیجو، اگر ان دونوں کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالی ان دونوں میں اتفاق پیدا کردیں گے، اللہ علم والے خبر والے ہیں۔

مختصر یہ کہ ہر طرح کوشش کی جائے کہ جو رشتہ قائم ہو چکا ہے وہ ٹوٹنے نہ پائے، عورتوں کے سلسلہ میں اس ارشاد نبوی کو بھی سامنے رکھا جائے جس میں عورتوں کی مزاجی کیفیت کی نشاندہی کی گئی ہے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

استوصوا بالنساء خیرا فانھن خلقن من ضلع و انہ اعوج شیئ فی الضلع اعلاہ فان ذھبت تقیمہ کسرتہ وان ترکتہ لم یزل اعوج فاستوصوا بالنساء (بخاری باب الوصاۃ بالنساء)

عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کی بات قبول کرو کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور سب سے زیادہ ٹیڑھا پن اوپر کی پسلی میں ہوتا ہے، اگر تم اس کو بالکل سیدھا کرنے کی بات کروگے تو توڑ ڈالوگے اور یونہی چھوڑ دوگے تو جوں کی توں کجی باقی رہے گی، لہذا عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اختیار کرو۔

نئی تحقیقات نے بھی ثابت کردیا ہے، کہ عورت کے عضلات مرد کے عضلات کے مقابلے میں کمزور ہیں، اور یہی تفاوت مرد وعورت کے دماغ اور عقل میں بھی ہے، پھر عورت میں انفعال اور ہیجان کا مادہ زیادہ ہے، جس کے نتیجہ میں یہ تلون مزاجی کا بآسانی شکار ہو جاتی ہے، اس میں عورت کی ترکیب جسمانی کا بھی بڑا دخل ہے۔

مرد کے ہاتھ میں طلاق کی باگ ڈور دوسرے وجوہ کے ساتھ اس وجہ سے بھی

دی گئی ہے، تاکہ طلاق اور تفریق کی نوبت کم سے کم آئے۔ تفصیل کے لئے خاکسار کی کتاب "اسلام کا نظام عفت وعصمت" مطالعہ کی جائے۔

یہ ذہن نشین رہے کہ بلاوجہ طلاق دینا قابل تعزیر فعل ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے مکروہ تحریمی تک قرار دیا ہے۔ اور علماء اسلام نے متفقہ طور پر اس کے بیجا استعمال سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔

موجودہ دور میں عوام جس طرح طلاق کا استعمال کرتے ہیں، وہ سراسر غلط اور اصول شرع کے خلاف ہے، پہلے علماء سے معلوم کرنا چاہئے کہ کن حالات میں طلاق دینے کی اجازت ہے، عجلت سے ہرگز کام نہیں لینا چاہئے۔

خدانخواستہ جب کبھی طلاق دینا ناگزیر ہی ہوجائے اور اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار باقی نہ رہ جائے۔ تو اس وقت صرف ایک طلاق صریح دے کر چھوڑ دے تاآنکہ اس کی عدت گذر جائے، اور طلاق ایسے وقت میں دی جائے جب عورت ایام حیض سے نکل کر ایام طہارت میں داخل ہو چکی ہو، اور اس زمانۂ طہارت میں شوہر کو اس سے ہمبستر ہونے کی نوبت نہ آئی ہو۔

فالاحسن ان یطلق الرجل امراتہ تطلیقۃ واحدۃ فی طھر لم یجامعھا فیہ ویترکھا حتی تنقضی عدتھا لان الصحابۃ کانوا یستحبون ان لایزیدوا فی الطلاق علی واحدۃ حتی تنقضی العدۃ (ھدایہ ص ۳۴۴ ج ۲)

سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے اور طلاق اس طہر میں دے جس میں اس سے جماع نہ کیا ہو تاآنکہ اس کی عدت گذر جائے، اس لئے کہ صحابہ کرامؓ ایک سے زیادہ طلاق دینا پسند نہیں کرتے تھے جبتک عدت پوری نہ ہوجائے۔

اس طریقہ میں دونوں کا فائدہ ہے، عورت کا فائدہ یہ ہے کہ عدت کے دن کم ہوں گے، اور مرد کا فائدہ یہ ہے کہ دوران عدت میں اسے رجعت کا حق حاصل

ہوگا، خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو، اور عدت پوری ہوجانے کے بعد عورت کی رضامندی سے وہ نکاح جدید کرسکتا ہے۔

حالت حیض میں طلاق دینے سے روکا گیا ہے اور اسے گناہ اور بدعت قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح تین طلاق دینے کو بھی معصیت کہا گیا ہے، اور اس سے منع کیا گیا ہے عہد نبوی میں جب ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی اور اس کی اطلاع سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو سخت غضبناک ہوئے اور فرمایا۔

ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظھرکم (دارقطنی) کیا وہ میرے موجود ہوتے ہوئے کتاب اللہ سے کھیل کرتا ہے۔

مجھے پوری توقع ہے کہ شریعت کی یہ بات عوام تک پہنچائی جائے گی، اور عوام اس باب میں پوری احتیاط، خدا ترسی اور دوراندیشی سے کام لیں گے۔

یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ انسانی بھول چوک سے اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو قارئین بلاتردد اس سے مطلع کریں، تاکہ آئندہ اڈیشن میں اس کی اصلاح کردی جائے۔

اخیر میں اپنے اساتذہ کرام، سرپرست شعبہ اور اراکین مجلس شوریٰ دامت برکاتہم کی خدمت عالیہ میں ہدیہ امتنان وتشکر پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جن کی توجہات، دعاؤں اور تعاون سے یہ خدمت انجام پارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ حقیر خدمت قبول فرمائے اور خاکسار مرتب کے لئے زاد آخرت بنائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ○ —— طالب دعاء

محمد ظفیر الدین غفرلہٗ

مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

۱۱/محرم ۱۳۹۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ وصحبہ اجمعین

باب پنجم

تفویض کا بیان اور اس سے متعلق احکام ومسائل

تفویض طلاق

سوال (۶۰۷) عبداللہ نے ہندہ سے بشرائط مندرجہ کابین نامہ نکاح کیا۔ اور یہ بھی لکھ دیا کہ اگر میں ان شرائط کے خلاف کروں گا تو ہندہ کو اختیار تین طلاق کا ہے، چنانچہ بعد نکاح کے عبداللہ نے چند شرطوں کا خلاف کیا، اس بناء پر ہندہ نے اپنے نفس کو تین طلاق دیدیں، اور بعد عدت زید نے نکاح کرلیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور عبداللہ شوہر اول ہندہ کا اور چند آدمی کہتے ہیں کہ کابین نامہ جھوٹ بنالیا ہے، اور ہندہ اور ہندہ کا باپ کہتا ہے کہ کابین نامہ صحیح ہے، اور زید کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور زید پر کچھ گناہ ہے یا نہیں؟

الجواب:- اگر دو گواہ عادل علاوہ ہندہ اور ہندہ کے باپ کے

شرائط کابین نامہ کے ہیں تو تین طلاق ہندہ پر واقع ہوگئیں[1]، اور دوسرا نکاح زید سے درست ہے اور زید کے پیچھے نماز درست ہے اور زید پر کچھ گناہ نہیں۔

اگر اتنے دنوں خبر گیری نہ کروں تو تم کو طلاق واقع کرنے کا اختیار ہے اس شرط پر نکاح کیا، کیا حکم ہے

سوال (۶۰۸) زید نے ہندہ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ اگر میں چھ مہینہ تم سے جدا رہوں اور اس اثناء میں تمہاری خبر گیری یعنی خورد ونوش ادا نہ کروں تو تم کو تین طلاق کا اختیار ہے، لہذا بعد وجود شرط اگر تمہاری مرضی ہو تو تم اپنے آپ مطلقہ ہو کر دوسرے کے نکاح میں جا سکتی ہو، اس صورت میں عورت کو اختیار طلاق کا ہوگا یا نہیں، یہ شرط عورت کی جانب سے تھی، اگر اس شرط کی ابتداء زوج کی طرف سے ہو تو کیا حکم ہے۔

الجواب: - اس صورت میں تحقق شرط کے بعد عورت کو اختیار طلاق لینے کا ہے، اور دونوں صورتیں برابر ہیں، درمختار میں ہے قال لها اختاری او امرك بيدك ينوى تفويض الطلاق او طلقى نفسك فلها ان تطلق فی مجلس علمها به مشافهة او اخبارا[2] الخ۔

اگر تمہاری اجازت کے بغیر نکاح کروں تو تم کو اختیار ہے اس اختیار کے بعد عورت کی طلاق واقع ہوگی

سوال (۶۰۹) ایک شخص نے بوقت تزویج زوجہ کو یہ اختیار دیا کہ اگر میں بلا اذن تمہارے دوسرا نکاح کروں تو اس حالت میں تم کو اختیار ہوگا کہ اس

[1] اقول وظاهر ان التعليق كالتنجيز فی وقت تحقق الشرط (رد المحتار باب الامر باليد ص ۶۶۶ ج ۲)، وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين او رجل وامرأتين سواء كان الحق مالا او غير مال مثل النكاح والطلاق والوكالة والوصية ونحو ذلك (هدایہ کتاب الشهادة ص ۱۵۴ ج ۳) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب تفويض الطلاق ص ۶۵۳ ج ۲ ۔ظفیر۔

دوسری بی بی کو طلاق بائن دے کر میرے عقد سے دور کردو، اس صورت میں اس عورت کو طلاق کا اختیار دینا صحیح ہے یا نہیں، اور اس کو اختیار ہوگا یا نہیں۔

الجواب: - اس صورت میں عورت کو اختیار دینا درست ہے، اور اگر وہ اس وقت طلاق دے گی تو واقع ہوجاوے گی[1]۔

کابین نامہ کے بموجب مدت مذکورہ کے بعد عورت خود کو طلاق دے سکتی ہے

سوال (۶۱۰) ایک عورت کا خاوند چھ سات سال سے مفقود الخبر ہے اور وہ نکاح کے وقت اپنی زوجہ کو ایک کابین نامہ بدیں مضمون لکھ دیا تھا کہ اگر میں نامرد ہوجاؤں یا مفقود الخبر یا قید، یا پردیس رہ کر تمہارے پاس آمد ورفت نہ رکھوں، اور خبر گیری نان ونفقہ کی نہ کروں تو دو سال میرا انتظار کر کے مجھے طلاق دینے کا جو حق اور اختیار ہے وہ تمہیں سپرد کرتا ہوں تم تین طلاق دے کر دوسرے شخص سے نکاح کر لینا، اس صورت میں موافق شرط کابین نامہ عورت طلاق لے کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - اس صورت میں بعد تحقق شرط عورت کو تین طلاق لینے کا اختیار ہے، لیکن یہ شرط ہے کہ جس مجلس میں وہ مدت پوری ہو جس کے بعد شوہر نے اختیار طلاق کا دیا ہے، یعنی دو برس کی مدت، اسی وقت اور اسی مجلس میں عورت اگر اپنے نفس کو تین طلاق دے کر شوہر کی زوجیت سے علیحدہ ہوجاوے تو ہو سکتی ہے قال لها اختاری (الی ان قال) او طلقی نفسك فلها ان تطلق فی مجلس علمها به مشافهة او اخبارا او ان طال يوما او اكثر ما لم يوقته ويمضى الوقت قبل علمها[2] الخ (در مختار) قوله ما لم يوقته فلو قال جعلت لها ان تطلق نفسها

[1] ذكر ما يوقعه غيره باذنه وانواعه ثلاثة تفويض وتوكيل ورسالة الخ وامانی طلقی ضرتك فيصح رجوعه ولم يقيد بالمجلس لانه توكيل محض (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التفويض ص ۶۵۳ ج ۲۰) ظفیر۔ [2] ایضا۔ ظفیر۔

الیوم اعتبر مجلس علمها فی هذا الیوم فلو مضی الیوم ثم علمت خرج الامر عن یدها وکذا کل وقت قید التفویض به[1] اھ شامی ص ۶۷۵ ج ۲ ۔ اقول وظاهر ان التعلیق کالتنجیز فی وقت تحقق الشرط قال فی الشامی والتخییر بمنزلة التعلیق[2] ص ۶۶۲ ج ۲ ۔ وفی الدر المختار لکن فی البحر عن القنیة ظاهر الروایة ان المعلق کالمنجز[3] ص ۶۶۲ ج ۲ ۔ وفی الدر المختار ایضاً ومن الالفاظ المستعملة الطلاق یلزمنی والحرام یلزمنی وعلی الطلاق وعلی الحرام فیقع بلا نیة للعرف[4] اھ ص ۵۹۳ ج ۲ شامی وفیه تفصیل حققه فی الشامی ۔

اختیار سپرد کرنے کے مطابق عورت اپنے کو طلاق دے سکتی ہے

سوال (۶۱۱) زاہد علی ولد عابد علی کا نکاح مسماۃ کریما بنت عبد اللہ کے ساتھ بہ اقرار امر بالید منعقد ہو کر نکاح نامہ لکھا گیا جس میں یہ الفاظ تحریر ہیں، مسماۃ کریما موصوفہ کو برضامندی خود بلا اجبار و اکراہ احدی مضمون امر ہا بید ہا پر مختار کر دیا، یعنی مسماۃ کریما ممدوحہ جب چاہیں اپنی ذات کو میرے عقد نکاح سے خارج کر کے آزاد کر لیں مجھ کو کبھی کسی طرح اپنے نکاح قائم رہنے کا دعویٰ نہ ہو سکے گا، کیونکہ بموجب اختیار مضمون امر ہا بید ہا اس وقت قطعاً یقیناً وہ میرے عقد نکاح سے خارج ہو جائیں گی، اب محمد زاہد علی کے افعال ناشائستہ کی وجہ سے مسماۃ کریما زاہد علی کے نکاح سے علیحدہ ہو کر عقد ثانی کرنا چاہتی ہے، پس مسماۃ کریما کن الفاظ اردو سے مضمون طلاق کو رو برو چند گواہوں کے اپنی زبان سے ادا کرے کہ طلاق واقع ہو جائے، اور اپنی ذات کو اس کے عقد سے آزاد کر لیوے ۔

الجواب: ۔ اس صورت میں کریما کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے اپنا نکاح

[1] رد المحتار کتاب الطلاق باب تفویض الطلاق ص ۶۵۳ ج ۲ و ص ۶۵۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر [2] رد المحتار باب الامر بالید ص ۶۶۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الامر بالید ص ۶۶۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر [4] ایضاً کتاب الطلاق باب الصریح ص ۵۹۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر

فسخ کرے، اور وہ یہ الفاظ کہہ لیوے کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق بائنہ دی اور اپنے شوہر زاہد علی کے نکاح سے اپنے نفس کو خارج کر دیا، تو اس حالت میں کریما پر طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی، اور وہ زاہد علی کے نکاح سے خارج ہو جاوے گی، بعد عدت کے اس کو درست ہے کہ دوسرے مرد سے نکاح کر لیوے مگر یہ شرط ہے کہ شوہر نے الفاظ امر بالید بہ نیت طلاق کہے ہوں، کما فی الدر المختار قال لها اختاری وامرک بیدک ینوی تفویض الطلاق لانهما کنایة فلا یعملان بلا نیة الخ فلها ان تطلق[1] الخ ۔

نکاح سے پہلے تفویض نامہ صحیح نہیں، ہاں بطور تعلیق ہو تو درست ہے

سوال (۶۱۲) ایک شخص قبل از عقد نکاح اپنی عورت کو جس سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے تفویض طلاق کا اختیار دیتا ہے یعنی جس وقت عورت چاہے مرد سے اپنی ذات کو بذریعہ طلاق جدا کر لے اور مطلقہ ہو جاوے، یہ تفویض قبل از نکاح درست ہے یا نہیں؛

الجواب: ۔ نکاح سے پہلے تفویض طلاق نہیں ہو سکتی لیکن اگر بطریق تعلیق و اضافت کہے اس طرح کہ جب تجھ سے نکاح کروں تو تجھ کو اختیار طلاق لینے کا ہے یا یہ کہے کہ بعد نکاح کے تجھ کو اختیار طلاق لینے کا ہے تو اس طرح تفویض صحیح[2] ہے ۔

اقرار نامہ کے مطابق عورت طلاق لے سکتی ہے

سوال (۶۱۳) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو یہ اقرار نامہ لکھ دیا تھا کہ مسماۃ کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہوگی، اگر ہو تو مسماۃ کو اختیار ہے کہ وہ اپنا فیصلہ کرے ۔ اس کے بعد عورت نے شوہر کی مرضی کے خلاف کام کیا جس کی وجہ سے شوہر نے عورت کو مارا، عورت فرار ہو کر والدین کے گھر چلی گئی اور عدالت میں دعویٰ کیا، عدالت نے

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق باب تفویض الطلاق ص ۶۵۳ ج ۲ ظفیر

[2] شرطه الملک کقوله لمنکوحته ان ذهبت فانت طالق او الاضافة الیه ای الملک کان نکحتک فانت طالق الخ فلغا قوله لاجنبیة ان زرت زیدا فانت طالق (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۹۰ ج ۲) ظفیر ۔

اقرار نامہ کی وجہ سے حکم طلاق کا دیدیا، اس حالت میں عورت اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- جب کہ شوہر نے ایسا اقرار نامہ لکھ دیا تھا اس کے موافق شرط کے پائے جانے پر عورت کو اختیار طلاق لینے کا ہے[1]، اور بعد عدت کے دوسری جگہ اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔

کابین نامہ کی شرط جب نہیں پائی گئی تو طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال (۶۱۴) مولوی زید نے اپنی لڑکی خالدہ کا نکاح بکر سے کر دیا، ایک کابین نامہ بچند شرائط لکھوایا منجملہ ان شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہے اگر میں دائم المرض یا دائم الحبس یا مفقود الخبر ہو جاؤں یا طاقت جماع نہ رہے تو تین سال انتظار کے بعد خالدہ کو اختیار ہوگا کہ اپنے کو مطلقہ کر کے دوسرے شخص سے نکاح کرلیوے، چند روز بعد سسر داماد میں ناچاقی ہوئی، بکر نے میل جول اپنی زوجہ سے قطع کر دیا، مولوی نے فتویٰ دیا کہ بعد وجود شرط طلاق واقع ہوگئی، اس پر زید نے اپنی دختر خالدہ کا نکاح ثانی کر دیا، شوہر نے اس سے وطی بھی کر لی، اس صورت میں جس نے فتویٰ دیا اور شوہر ثانی کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- جب شرط کابین نامہ متحقق نہیں ہوئی تو عورت کو اختیار طلاق لینے کا نہیں ہے اور نکاح ثانی اس کا صحیح نہیں ہوا، باقی شوہر ثانی نے جب کہ بر بنا فتویٰ نکاح اور وطی کی ہے تو وہ مواخذہ سے بری ہے، گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے۔

[1] والثانی تعلیق التفویض بالشرط وانہ اقسام احدہا تعلیق التفویض بالغیبۃ الخ ان فلانا جعل امر امرأتہ فلانۃ بیدہا معلقا بشرط انہ متی غاب عنہا من کورۃ کذا او من مکان کذا الخ ولو بعید الیہا فی ہذہ المدۃ فانہا تطلق تطلیقۃ واحدۃ بائنۃ بعد ذلک متی شاءت الخ القسم الثانی تعلیق التفویض بترک نقد المعجل الی وقت کذا الخ القسم الثالث تعلیق التفویض بشرط قمارہ او بشربہ الخمر او ضربہ ضربا موجعا الخ (عالمگیری کتاب الشروط فصل ثالث ص ۲۲۲ و ص ۲۲۳ ج ۶) ظفیر۔

حلالہ میں یہ شرط لگانا باطل ہے کہ جب میں چاہوں گی طلاق دیکر آزاد ہو جاؤں گی

سوال (۶۱۵) زید اگر اپنی زوجہ مطلقہ سے حلالہ اس شرط سے کرائے کہ خود زوجہ مطلقہ زید وقت نکاح ثانی یہ شرط لگائے کہ میں جب چاہوں گی، شوہر ثانی سے طلاق بائنہ لے کر آزاد ہو جاؤں گی تو کیا اس صورت میں حلالہ درست ہو جائے گا یا نہیں۔

الجواب:- شوہر ثانی جس وقت بعد وطی کے اس کو طلاق دے گا تو عدت کے بعد وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال ہے، اور عورت کا یہ شرط کرنا قبل از نکاح باطل ہے اس سے عورت کو خود اختیار طلاق کا حاصل نہ ہوگا، البتہ اگر یہ شرط کہ بعد نکاح میں جس وقت چاہوں گی طلاق لے لوں گی، اور شوہر ثانی اس کو منظور کرلے کہ بعد نکاح کے تجھ کو اختیار طلاق لینے کا ہے تو عورت جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہے[1]، اور وطی شوہر ثانی کی حلالہ میں ضروری ہے۔

بہ نیت تین طلاق بیوی سے کہا طلقی نفسک تو کتنی طلاق واقع ہوگی

سوال (۶۱۶) اگر زید نے بہ نیت سہ طلاق اپنی بیوی سے کہا طلقی نفسک، اس سے تین طلاق پڑیں گی یا ایک رجعی۔

الجواب:- اگر وہ تین طلاق اپنے نفس پر واقع کرے گی تین طلاق واقع ہو جاویں گی اور اگر ایک طلاق دے گی تو ایک واقع ہوگی[2]۔

[1] شہدوا ان فلانا جعل امر امرأتہ فلانۃ بیدہا علی ان تطلق نفسہا ما شاءت ومتی شاءت ابدا او انہا قبلت منہ ہذا الامر (عالمگیری مصری مختصرا ص ۲۲۲ ج ۶) قال لہا طلقی نفسک فلہا ان تطلق فی مجلس علمہا بہ مشافہۃ او اخبارا وان طال یوما او اکثر مالم یوقتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب تفویض الطلاق ص ۶۵۳ ج ۲) ظفیر

[2] قال لہا طلقی نفسک فلہا ان تطلق نفسہا (در مختار) ہذا تفویض بالصریح ولا یحتاج الی نیۃ والواقع بہ رجعی وتصح فیہ نیۃ الثلاث کما سیذکرہ المصنف اول فصل المشیئۃ (رد المحتار باب التفویض ص ۶۵۳ ج ۲) ظفیر

طلقی نفسک کہہ کر سال بھر خاموش رہا تو کیا حکم ہے

سوال (۶۱۷) زید اپنی بیوی کو طلقی نفسک کہہ کر ایک سال تک خاموش رہا، اس صورت میں زید کی نیت تین طلاق کی سمجھی جاوے گی یا نہیں۔

الجواب:- نہیں[1]۔

طلاق سے جب جاہلوں کے عرف میں تین طلاق مراد ہو تو کیا حکم ہے

سوال (۶۱۸) جاہلوں کے عرف میں طلاق کا لفظ بمعنی طلاق مغلظ ہے، اس عرف کا کچھ اعتبار ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس عرف کا اعتبار نہیں ہے[2]۔

---

[1] او طلقی نفسک فلها ان تطلق (در مختار) هذا تفویض بالصریح ولا یحتاج الی نیته والو بنبترا رجعی (رد المحتار باب التفویض ص ۶۵۲ ج ۲) بغیر شوہر کی نیت کے صرف مدت دراز گزرنے سے کچھ نہیں ہوتا قال لها طلقی نفسک ولم ینو او نوی واحدة فطلقت وقعت رجعیة وان طلقت ثلاثا ونواه وقعن (ایضاً ص ۶۶۶ ج ۲) ظفیر

[2] والطلاق یقع بعدد قرن به لا به (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الطلاق غیر المدخول بها ص ۶۲۷ ج ۲) ظفیر۔

باب ششم

طلاق معلق کے احکام و مسائل

مرد نے کہا اگر فلاں جگہ جاؤں تو مجھے تین طلاق، کیا حکم ہے

سوال (۶۱۹) زید نے بحالت غصہ سخت اپنی ہمشیرہ کے ساتھ جھگڑا کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں علاقہ بار کے چک میں جاؤں تو مجھے تین طلاق ہیں، ان الفاظ سے کیا ثابت ہوگا، کیا یہ الفاظ معلق بالشرط ٹھہریں گے، اور ان الفاظ سے کونسی طلاق ہوگی۔

الجواب:- اس صورت میں تین طلاق شرط مذکور پر معلق ہوں گی۔ اگر اس فعل کو کرے گا تو تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو جاویں گی، اور بدون حلالہ کے اس کی زوجہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی قال فی الدر المختار ومن الالفاظ المستعملة الطلاق یلزمنی والحرام یلزمنی وعلیّ الطلاق وعلیّ الحرام فیقع بلا نیة[1] الخ والتفصیل فی الشامی[2]۔

جس کے انکار پر طلاق کو معلق کیا۔ اس نے انکار کر دیا تو طلاق نہیں ہوئی

سوال (۶۲۰) زیدی گوید کہ وقتے کہ ہمراہ عمر فساد و نیادی کردہ بودم آں وقت خالد من را زدو کوب ساخت، شخصے جوابش داد کہ خالد ہرگز با تو زدو کوب نہ کردہ است،

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الصریح ص ۵۹۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] دیکھئے رد المحتار للشامی باب الصریح ص ۵۹۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

پس زید گفت کہ اگر خالد مرا زدوکوب نہ کردہ باشد وحلفاً منکر می شود، پس زوجۂ مرا سہ طلاق است بعد ازاں خالد بروئے جماعت مسلمین حلف شرعی نمود کہ ہرگز کدام گونہ با زید زدوکوب نہ کردہ ام، دریں صورت زید را چہ حکم است، سہ طلاق واقع شود یا نہ۔

الجواب:- ہرگاہ زید بر قول خود مقر است و می گوید کہ خالد مرا زدوکوب کردہ است طلاق بر زوجہ اش واقع نخواہد شد[1]۔

اگر بچہ فلاں جگہ ہوا تو طلاق یہ جملہ کہے تو کیا حکم ہے

سوال (۶۲۱) زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تیرے بچہ تیری ماں کے گھر ہوا تو تجھ پر طلاق ہے، چنانچہ بچہ اس کی ماں کے گھر پیدا ہوا تو طلاق ہوئی یا نہیں۔ زوجہ نے خود قرآن شریف ہاتھ میں لے کر میرے سامنے حلف سے بیان کیا اور رشتہ دار زوجہ کا سب کا یہی بیان ہے، اس کے زوج سے دریافت کیا تو اس نے جامع مسجد میں قرآن شریف ہاتھ میں لے کر حلف کیا کہ میں نے طلاق نہیں دی، ایک خط زوج کا لکھا ہوا زوجہ کے نام میرے پاس تھا، اس میں لکھا تھا کہ اگر تیری ذات کو مجھ سے دھبہ لگتا ہے تو میں نے قطع تعلق کیا، افسوس صد افسوس کیا خیال تھا کیا ہو رہا ہے۔ اس خط کو دکھلایا تو اقرار کیا کہ میرا ہی ہے مگر میری یہ نیت نہیں تھی، اس صورت میں اس کا قول معتبر ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر شوہر نے واقعی ایسا کہا یا لکھا کہ اگر بچہ تیری ماں کے گھر ہوا تو تجھ پر طلاق ہے اور پھر بچہ ماں کے گھر ہوا تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی[2]، لیکن اگر شوہر اس تحریر و تقریر تعلیق سے انکار کرے، اور کوئی ثبوت اس کا باقاعدہ شرعیہ نہ ہو تو حکم طلاق کا نہ ہوگا۔ کیونکہ اس بارے میں قول شوہر کا معتبر ہوتا ہے، اور قطع تعلق کے لفظ میں نیت کا

[1] وان اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط (عالمگیری کشوری ص ۴۲۰ ج ۲)، (اور یہاں شرط نہیں پائی گئی۔ ظفیر۔

[2] فاذا اضافہ ای الطلاق الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقاً (عالمگیری کشوری باب التعلیق ص ۴۲۰ ج ۲) ظفیر۔

اعتبار ہے، اگر شوہر نیت طلاق کو تسلیم نہ کرے تو اس لفظ سے شرعاً طلاق واقع نہ ہوگی لیکن اگر عورت کو یقین طلاق کا ہو مثلاً یہ کہ اس نے خود طلاق کا لفظ سنا ہے یا اس کی تحریر میں دیکھا ہے تو اگر وہ اپنے آپ کو بچا سکے اور علیحدہ رہ سکے تو علیحدہ رہے اور بمجبوری گناہ شوہر کے ذمہ ہوگا، عورت پر مواخذہ نہیں[1] ہے۔

طلاق معلق میں شک ہو تو طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال (۶۲۲) زید نے قسم کھائی کہ اگر میں نے عمر کی شکایت کی ہو تو میری بیوی پر طلاق مغلظہ ہے، کچھ دنوں کے بعد اس کو یاد آیا کہ میں نے اس قسم کھانے سے پہلے فلاں شخص سے جو عمر کی شکایتوں سے واقف تھا مثلاً کلکتہ میں یہ کہا تھا کہ جب بنارس جاؤ تو عمر کی شکایت فلاں شخص سے کرنا، بنارس جا کر اس نے شکایت بھی کر دی تھی، مگر اس قسم میں زید کو یہ شبہ ہے کہ قسم کھاتے وقت کسی جگہ اور مکان کی تخصیص کی تھی یا نہیں، مثلاً اس طرح کہا تھا کہ اگر میں نے عمر کی شکایت بنارس میں کسی سے کی ہو تو میری بیوی پر طلاق مغلظہ ہے یا یہ کہ مطلق کسی جگہ وغیرہ کی تخصیص نہیں کی تھی، اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- شک سے طلاق واقع نہیں ہوتی، پس جب کہ صورت مسئولہ میں اس کو تعمیم و تخصیص مکان میں شک ہے، تو تحقق شرط سے طلاق واقع نہ ہوگی، علم انہ حلف ولم یدر بطلاق او غیرہ لغا کما لو شك اطلق ام لا (الدر المختار[2])۔

طلاق کو بیوی کے کسی کام پر صیغۂ استقبال کے ساتھ معلق کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی

سوال (۶۲۳) اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو یہ کلمہ کہے کہ اگر تو نے فلاں کام کیا تو تجھ کو

[1] والمرأۃ کالقاضی اذا سمعتہ او اخبرھا عدل لا یحل لھا تمکینہ الخ انما ترفع الامر الی القاضی فان حلف ولا بینۃ لھا فالاثم علیہ (رد المحتار کتاب الطلاق باب الصریح ص ۵۹۳ ج ۲) ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق باب الصریح ص ۶۲۳ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

طلاق دیدوں گا، اگر عورت غلطی سے وہ کام کرے، اور مرد عورت پر کلمہ مذکور کا استعمال نہ کرے تو پہلے ہی کلمہ سے کیا عورت پر طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں۔

الجواب:- اگر وہ عورت اس کام کو کرے گی تو اس پر طلاق واقع نہ ہو گی، البتہ اگر شوہر طلاق دیدے گا تو طلاق واقع ہو گی، بدون طلاق دیئے اس پہلے کلمہ سے طلاق واقع نہ ہو گی[1]۔

ساتھ روانہ کردو، ورنہ طلاق دیتا ہوں یہ کہا اور بیوی روانہ نہیں کی گئی تو طلاق ہو گئی

سوال (۶۲۴) زید اپنی سسرال بیوی واسطے لینے اپنی اہلیہ کے گیا، بعد گفت وشنید بسیار کے اس نے بحالت غصہ اپنی اہلیہ کی نسبت لوگوں سے یہ کہا کہ میری بیوی کو میرے ساتھ روانہ کردو، ورنہ میں طلاق دیتا ہوں یا دیدوں گا لو طلاقنامہ لکھوالو، اور یہ الفاظ مختلف مجلسوں میں پندرہ بیس مرتبہ ادا کئے، ان الفاظ کی خبر لوگوں نے ہفتہ عشرہ تک زید کے خسر اور اس کی اہلیہ کو نہیں کی، اور زید کی اہلیہ کو اس کے ہمراہ روانہ نہیں کیا اور وہ بے نیل مرام واپس چلا گیا، اب اس واقعہ کو پندرہ بیس روز کا عرصہ گذر گیا تو زید کی بیوی کو طلاق ہو گئی یا نہیں، ایک ہوئی یا تین۔

الجواب:- (لفظ ورنہ میں طلاق دیتا ہوں) سے بوقت تحقق شرط طلاق واقع ہو جاوے گی، اور "دیدوں گا" میں طلاق واقع نہ ہو گی لانہ وعد کذا فی الشامی[2] اور لفظ "لو طلاقنامہ لکھوالو" سے بھی طلاق واقع نہ ہو گی اور اگر قائل کو شک ہے کہ "طلاق دیتا ہوں" کہا ہے یا "طلاق دیدوں گا" تو صورت شک میں طلاق واقع نہیں ہوئی اور جس صورت میں طلاق واقع ہو گی ایک طلاق واقع ہو گی، اور متعدد مجلسوں میں نقل کرنے سے اگر غرض اس کی اخبار از طلاق اول ہے تو اس تکرار سے جدید طلاق واقع نہ ہو گی فی الدر المختار

[1] انا اطلق نفسی لم یقع لانہ وعد (در مختار) دعبارۃ الجوھرۃ وان قال طلقی نفسک فقالت انا اطلق لم یقع قیاسا واستحسانا (رد المحتار باب تفویض الطلاق ص ۱۵۵/ ۲۰۷) ظفیر۔

[2] دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار للشامی ص ۶۵/ ۲-۲ ۱۲ ظفیر

علم انہ حلف ولم یدر بطلاق او غیرہ لغا کما لو شک اطلق ام لا، و لو شک اطلق واحدۃ او اکثر بنی علی الاقل[1] اھ۔

طلاق کو امر محال پر معلق کرنے سے طلاق نہیں ہوئی

سوال (۶۲۵) زید بالغ کا نکاح ہندہ بالغہ کے ساتھ ہوا، زید نے کسی رنجش سے یہ قسم کھائی کہ جب میں نکاح اپنی زوجہ ہندہ سے کروں تو وہ مجھ پر حرام ہے، لیکن قسم سے طلاق کی نیت نہ تھی بلکہ یہ سمجھتا تھا کہ اس قسم میں شرط لغو ہے نکاح تو ہو چکا، اب ایسی قسم کا اثر نکاح پر نہ ہو گا، البتہ قبل نکاح یہ قسم کھاتا تو ہندہ سے نکاح نہ ہو سکتا، اس صورت میں زید پر ہندہ حرام ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- در مختار باب التعلیق میں ہے وشرط صحتہ کون الشرط معدوما علی خطر الوجود فالمحقق کان کان السماء فوقنا تنجیز والمستحیل کان دخل الجمل فی سم الخیاط لغو (در مختار) قولہ لغو فلا یقع اصلا لان غرضہ منہ تحقیق النفی حیث علقہ بامر محال وھذا یرجع الی قولھم امکان البر شرط انعقاد الیمین[2] الخ شامی جلد ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر امر مستحیل پر طلاق کو معلق کرے گا تو وہ لغو ہے، پس صورت مسئولہ میں ظاہر ہے کہ منزوجہ سے جب تک وہ اس کی زوجہ ہے نکاح نہیں ہو سکتا اور منکوحہ محل نکاح نہیں ہے، پس بسبب کہ یہ کلام لغو ہوا، تو اگر بعد طلاق کے پھر اس سے نکاح کرے گا تب بھی اس پر طلاق واقع نہ ہو گی، پس بحالت موجودہ جب کہ وہ عورت اس کے نکاح میں پہلے سے ہے اس پر بسبب تعلیق مذکور کے طلاق واقع نہ ہو گی۔

طلاق کو روپیہ دینے پر معلق کیا ہے تو بغیر روپیہ دیئے طلاق نہیں ہو گی

سوال (۶۲۶) زید کو یہ کہا گیا کہ ہندہ جو تیری منکوحہ ہے اس کو طلاق دیدے ہم تیرا دوسرا نکاح پڑھا دینگے

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۶۲۳/ ۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۷۹/ ۲-۲ ۱۲ ظفیر۔

اور اس قدر روپیہ بھی دیں گے، اس پر زید نے طلاقنامہ بھی لکھ دیا، مگر طرف ثانی سے اب تک کوئی معاہدہ پورا نہیں ہوا نہ روپیہ دیا نہ نکاح کرایا، اور زید نے صرف یہ طلاقنامہ لکھا زبانی طلاق نہیں دی، آیا یہ عورت زید کے گھر میں رہ سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - جب کہ طلاقنامہ کا لکھوانا روپیہ دینے پر تھا اور روپیہ نہیں دیا گیا تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔

بیوی سے کہا آٹھ دن تک کھانا کھائے تو تجھ پر طلاق، تین دن بعد بیوی نے کھالیا کیا حکم ہے

سوال (۶۲۷) ایک شخص نے بموجودگی والدہ وہمشیرہ کے اپنی زوجہ کو غصہ میں یہ کہا اگر تو آٹھ روز تک کھانا کھاوے تو تجھ پر طلاق ہے، زوجہ مذکورہ نے دو تین روز تک کھانا نہ کھایا زوجہ کے بھائی نے باصرار اس کو کھانا کھلا دیا معیاد کے اندر، اور شوہر الفاظ مذکورہ کے کہنے سے انکار کرتا ہے، عورت مذکورہ کہتی ہے کہ بیشک کہے ہیں، تو طلاق ہوئی یا نہیں، بعد چھ ماہ کے زبردستی شوہر زوجہ کو اپنے گھر لے آیا۔

الجواب: - جب کہ شوہر منکر ان الفاظ کہنے کا ہے اور دو گواہ عادل ومعتبر موجود نہیں ہیں تو قضاءً شوہر کا قول معتبر ہوتا ہے اور طلاق ثابت نہیں ہوتی[1]، لیکن جبکہ عورت کو یقیناً معلوم ہے کہ شوہر نے یہ الفاظ کہے ہیں اور بوجہ متحقق ہونے شرط کے طلاق واقع ہوگئی ہے تو عورت کو حتی الوسع اس سے علیحدہ رہنا چاہئے اور بمجبوری گنہ شوہر پر ہے[2]، اور چونکہ اس صورت میں موافق بیان زوجہ کے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور عدت کے اندر رجعت نہیں ہوئی جیساکہ واقعہ سوال سے معلوم ہوتا ہے، تو اب حلال ہونے کی صورت عند اللہ یہ ہے کہ شوہر کو اس پر راضی کیا جاوے کہ تجدید نکاح کرلیا جاوے یعنی دو آدمیوں کے سامنے پھر ایجاب و

[1] فان اختلفا فی وجود الشرط فالقول له مع الیمین لانکاره الطلاق (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص ۷۹۰ ج ۲) ظفیر۔ [2] اذا سمعت المرأة الطلاق ولم تسمع الاستثناء لا یسعها ان تمکنه من الوطء (رد المحتار للشامی باب التعلیق ص ۷۳۰ ج ۲) ظفیر۔

قبول کریں، اور تین چار روپیہ مہر کے مقرر کرلیں۔

جب طلاق دیتے وقت اس کو کسی کام پر معلق نہیں کیا تو بعد میں کہنے سے کچھ نہیں ہوتا طلاق ہوگئی

سوال (۶۲۸) ہندہ کو اس کے شوہر زید نے اثناء گفتگو میں یہ الفاظ کہے کہ شرک کرنا تمہارا ثابت ہوا، میں نے تجھ کو طلاق دی، میں نے تجھ کو طلاق دی، میں نے تجھ کو طلاق دی، بعد چند روز کے عدت پوری نہ ہوئی تھی کہ ہندہ کو اپنے گھر لے جاکر رکھا اور اب تک اس کے پاس ہے، اب ہندہ کہتی ہے کہ میں نے شرک کروانے کی نیت نہیں کی تھی، اور زید کہتا ہے کہ میں نے اسی شرط پر طلاق دی ہے کہ اگر شرک ثابت ہوگا تو میں تجھ کو طلاق دیدوں گا، لہذا شرک ثابت نہیں ہوا اس وجہ سے میں نے رجوع کرلیا، جائز ہے یا نہ۔

الجواب: - اس صورت میں زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی، اب بدون حلالہ کے زید کی زوجہ زید کے لئے حلال نہیں ہے، اور رجوع کرنا اور نکاح جدید کرنا اس سے بدون حلالہ کے درست نہیں ہے، کیونکہ زید کے اخیر الفاظ یہ ہیں کہ شرک کرنا تمہارا ثابت ہوا میں نے تجھ کو طلاق دی الخ پس اس میں طلاق کسی شرط پر معلق نہیں کی بلکہ بلا کسی شرط کے طلاق دی ہے، اور صریح الفاظ میں نیت ضروری نہیں ہے[1] اور حالت غصہ میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اور حالت جنون ثابت نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے ثلث جدهن جد وهزلهن جد[2] الحدیث۔

زبان سے طلاق دی اور دل میں تعلیق کا ارادہ کیا تو زبان کا اعتبار ہوگا

سوال (۶۲۹) ایک طالب علم نے آپ کے فتوی کو دیکھ کر یہ شبہ ظاہر کیا ہے کہ سائل نے طلاق دل میں دی ہے زبان سے کچھ نہیں کہا، حالانکہ شوہر نے طلاق کا لفظ تین بار زبان سے کہا، لہذا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے، جب کہ تعلیق طلاق دل میں ہو، زبان سے نہ کہی جائے

[1] ویکفیه مبانته بما دون الثلث (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرجعة ص ۷۳۶ ج ۲) ظفیر۔ [2] مشکوٰۃ باب الطلاق ص ۲۸۴ ج ۲ ظفیر۔

اور طلاق زبان سے دی جاوے تو طلاق فی الحال واقع ہو جاتی ہے، صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اقول باللہ التوفیق یہ امر صحیح ہے کہ اگر تعلیق زبان سے نہیں کی جاوے بلکہ دل میں ہو۔ اور طلاق زبان سے دی جاوے تو طلاق فی الحال واقع ہو جاتی ہے، احقر نے جو جواب پہلے لکھا تھا وہ غالباً اس وقت اس بناء پر تھا کہ تعلیق یعنی الفاظ شرط اور لفظ طلاق دونوں زبان سے کہے ہیں۔ کیونکہ پہلا سوال جو یہاں رجسٹر میں منقول ہے اس کے سیاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کے بیان کو سچ خیال کرکے یہ کہا کہ اگر ہندہ کا بیان سچا ہے تو میں نے تین طلاق دیدی ہیں اور پھر وہ بیان غلط ثابت ہوا، تو چونکہ شرط طلاق نہ پائی گئی۔ اس لئے جواب یہ لکھا گیا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی۔ پس اگر واقعہ یہ ہے کہ شوہر نے زبان سے شرط کو ظاہر نہیں کیا۔ صرف دل میں خیال کیا اور طلاق زبان سے دی کہ اس میں کوئی شرط زبان سے ادا نہیں کی تو طلاق فوراً واقع ہو گئی، کما ذکر فی الدر المختار[1]

یہ کام نہ کرنا ورنہ طلاق دیدوں گا یہ جملہ تعلیق نہیں ہے

سوال (۶۳۰) زید نے اپنی بیوی سے یہ کہا تم فلاں بات کسی سے نہ کہنا بلکہ کوئی بات گھر کی کسی سے کہنا اور بغیر میرے حکم کے گھر سے باہر قدم نہ رکھنا نہیں تو طلاق دیدوں گا، اور اس کے بعد زید نے اپنی ماں سے یہ کہا میں نے بیوی کو شرطیہ طلاق دیدی۔ اب زید اس طلاق کو واپس لے کر زوجہ کو ان امور کا اختیار دیدے جن امور سے منع کیا تھا اور جن امور پر طلاق کو معلق کیا تھا، یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ درحقیقت زید نے جو الفاظ کہے تھے وہ شرطیہ طلاق نہ تھی بلکہ ایک وعدہ اور اظہار ارادہ کا تھا کہ اگر تو فلاں کام کرے گی تو طلاق دیدوں گا، تو اس سے تعلیق طلاق نہیں ہوئی بلکہ یہ وعدہ طلاق کا تھا[2]، اس کو اختیار تھا کہ اگر اس کی زوجہ ان کاموں سے کوئی کام

[1] صریحہ مالم یستعمل الا فیہ لا یقع بہا ای بہذہ الالفاظ وما بمعناہا من الصریح الا واحدۃ رجعیۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الصریح ص ۵۹۰ ج ۲) ظفیر [2] انا اطلق نفسی لم یقع لانہ وعد (در مختار) وعبارۃ الجوہرۃ وان قال طلقی نفسک فقالت انا اطلق لم یقع قیاساً واستحساناً (رد المحتار باب تفویض الطلاق ص ۶۵۵ ج ۲) ظفیر۔

کرتی ہے تو چاہے وہ طلاق دیتا یا نہ دیتا یعنی اس وعدہ کا ایفاء کرتا یا نہ کرتا، لیکن جب کہ اس نے اپنی ماں سے یہ کہا کہ میں نے شرطیہ طلاق دیدی تو یہ شرطیہ طلاق ہو گئی[1]۔

جب شرط نہیں پائی گئی تو طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال (۶۳۱) زید، بکر، عمر، خالد ہر چہار چار سیر دانہ گندم میں شریک ہیں، عمر اور بکر نے کچھ دانہ گندم فروخت کر کے ضروری معاش میں خرچ کر دیا اور زید نے بھی کچھ خرچ کئے، نیم پاؤ قدر دانہ گندم جو رہ گیا وہ خالد نے جب دیکھا تو دل میں کہا کہ میرا حصہ بھی تھا، مگر خالد ہر چہار میں کمزور طالب علم تھا، اس نے نیم پاؤ کو بیچ کر مٹی لے کر پارجات رنگ کر دیئے، زید نے کہا کہ دانہ کہاں خرچ ہوا، ہر ایک منکر ہوا، اس نے کہا سب طلاق اضافی سے کہو تو ہر ایک نے طلاق اضافی سے کہا، جب خالد کی باری آئی تو اس نے نیت میں یہ ارادہ کیا کہ میں بھی حصہ دار شریک ہوں چور نہیں ہوں۔ اس نے کہا میں چور نہیں ہوں اگر چوری کی ہو تو جب میں نکاح کروں تو میرے پر وہ عورت طلاق ہے، اس صورت میں خالد پر طلاق اضافی عائد ہو گی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں خالد پر طلاق اضافی عائد نہ ہو گی، کیونکہ درحقیقت وہ چور نہیں ہے اور اس امر میں وہ صادق ہے کہ میں چور نہیں ہوں، پس یہ شرط کہ اگر چوری کی ہو لہٰذا اس پر عائد نہیں ہوتی۔

کابین نامہ میں ہے کہ اگر جبراً کہیں لے جاؤں گا تو آپ کو علاقہ زوجیت قطع کرنے کا اختیار ہو گا کیا حکم ہے

سوال (۶۳۲) کابین نامہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ آپ کو حسب دلخواہ جگہ میں رکھوں گا، اور جبراً کہیں نہیں لے جاؤں گا، اگر لے جاؤں گا تو آپ کو علاقہ زوجیت قطع کرنے کا اختیار ہو گا، اب شوہر عورت کو غیر مرضی کی جگہ میں لے جانا چاہتا ہے جس کو عورت ناپسند کرتی ہے، اس صورت میں عورت کو طلاق کا اختیار ہو گا یا نہیں۔

[1] صریحہ لا یقع بہا ای بہذہ الالفاظ وما بمعناہا من الصریح الا واحدۃ رجعیۃ (رد المحتار باب الصریح ص ۵۹۰ ج ۲) ظفیر۔

الجواب:- اس صورت میں عورت کو طلاق بائن لینے کا حق حاصل ہوگا کما ھو حکم التعلیق من انہ تنحل الیمین بعد وجود الشرط[1] - در مختار -

تم نہیں جاؤگی تو طلاق دیدوں گا کہنا وعدہ ہے تعلیق نہیں

سوال (۶۳۳) اصغر علی سکینہ بی بی سے شادی کر کے سسرال میں رہتا تھا، بعدہ بیمار ہوکر آپس میں صلح کر کے گھر میں آیا اور دس ماہ تک بدستور میاں بی بی رہے، بعد اس کے زیادہ بیمار ہوکر برائے علاج بنگال چلا گیا، اور آپس میں خطوط بھی جاری رہے، اب اس کی غیبوبت میں سکینہ بی بی نے طلاق کی دعوے دائر کی، باحضار مجلس رو برو دو پیش امام صاحبان اس طرح دعویٰ کیا کہ میرے شوہر نے میرے والد سے لڑائی کے وقت مجھ کو کہا تھا تم میرے ساتھ جاؤگی یا نہیں، سکینہ بولی میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی، بعد تکرار مجھ کو تین طلاق دیدیا تھا سکینہ کی خالہ اور خالہ کی بیٹی اور دادا گواہ موجود ہیں، ان گواہوں نے بعینہ تین طلاق کی گواہی دی، اس بناء پر مولوی صاحب نے تین طلاق کا حکم کیا، بعد اس کے اصغر علی نے واپس آکر زوجہ کے مطلقہ ہونے کا شہرہ سنا، اور اصغر علی نے چند لوگوں کے سامنے بقسم کہا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق نہیں دی، ہاں بوقت فساد اتنا کہا تھا کہ تم میرے ساتھ نہ جاؤگی تو تم کو طلاق دیدوں گا، اور بی بی سے بھی پوچھا گیا وہ بھی یہی کہتی ہے کہ ہم کو ساتھ جانے کو بلوایا تھا، ہم نے انکار کیا، تب اس نے کہا کہ اگر نہ جاؤگی تو طلاق دوں گا۔

اس حالت میں پیش امام مذکور نے گواہوں سے پوچھا کہ تم لوگوں نے پہلی مرتبہ تین طلاق دینے کی گواہی دی تھی، اب کیوں جھوٹ بولتے ہو، گواہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگوں کو سکینہ بی بی کے ایک رشتہ دار نے یہ کہا کہ تم تین طلاق دینا بیان کرنا، اس رشتہ دار سے دریافت کیا وہ بھی اقرار کرتا ہے کہ میں نے بغرض دوسری شادی کرنے کے ایسا کہا تھا، صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص ۲/۶۹۹ ۲۰۲ ظفیر۔

الجواب:- اصغر علی نے جو الفاظ بیان کئے ہیں کہ تم میرے ساتھ نہ جاؤگی تو تم کو طلاق دوں گا، ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ اس میں وعدہ طلاق کا ہے۔ ایقاع طلاق نہیں ہے اور وعدہ طلاق سے طلاق نہیں پڑتی کما صرح بہ الفقہاء[1] - اور طلاق کے گواہوں نے جب کہ اپنے بیان کی تغلیط کی اور ان ہی الفاظ کا اقرار کیا جو شوہر نے بیان کیا تو ان کی گواہی غیر معتبر اور ساقط ہوگئی، البتہ قضاء قاضی کے بعد گواہوں کا رجوع مبطل حکم طلاق نہیں ہے۔ مگر مولوی صاحب جنہوں نے حکم طلاق کیا نہ قاضی ہیں نہ محکم فان رجعا قبل الحکم بھا سقطت الخ وبعدہ لم یفسخ الحکم مطلقاً لترجحہ بالقضاء[2] در مختار۔ الحاصل صورت مذکورہ میں تین طلاق ثابت نہیں ہوئی، سکینہ بی بی بدستور اصغر علی کی زوجہ ہے۔

تعلیق غیر متعین کی صورت میں بوقت موت طلاق واقع ہوگی

سوال (۶۳۴) ایک شخص اور اس کی زوجہ میں جھگڑا ہوا، شوہر نے زوجہ کی ہمراہی عورتوں سے یہ کہا کہ اگر میں تم کو جہلم تک نہ پہنچا دوں تو میری عورت پر تین طلاق ہیں۔ تعلیق غیر متعین کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- اس صورت میں تعلیق بالطلاق ہوگئی، اگر شوہر شرط کو پورا نہ کرے گا یعنی جہلم تک ان عورتوں کو نہ پہنچا دے گا تو تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو جائیں گی، مگر چونکہ وقت اس کا متعین نہیں کیا، اس لئے آخر عمر تک انتظار کیا جاوے گا، بوقت موت تین طلاق واقع ہوں گی، قال فی الشامی بخلاف ما اذا کان شرط الحنث امراً عدمیاً مثل ان لم اکلم زیداً او ان لم ادخل فانہا لا تنحل بفوت المحل بل یتحقق بہ الحنث للیأس من شرط البر وھذا اذا لم یکن شرط البر مستحیلاً[3]

---

[1] انا اطلق نفسی لم یقع لانہ وعد (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التفویض ص ۲/۶۵۶ ۲۰۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الرجوع عن الشہادۃ ص ۴/۵۹۳ ۴۴۰ ظفیر۔ [3] دیکھئے رد المحتار باب التعلیق ص ۲/۶۹۶ ۲۰۲ مطلب فی مسئلۃ الکوز۔ ظفیر

تعلیق میں شرائط کے وجود سے طلاق ہو جاتی ہے

سوال (۶۳۵) ایک شخص نے موافق رسم قبیلہ کے وقت نکاح کے یہ لکھ دیا کہ اگر میں زوجہ کو گھر سے نکالوں یا سخت گالیاں دوں یا ماروں یا نفقہ میں تنگی کروں تو میری طرف سے اس عورت کو تین طلاق ہیں، مجمع عام میں ان شرائط کا اقرار کیا، بعد نکاح کے امور مذکورہ میں سے کوئی امر وقوع میں آگیا تو موافق شرط کے اس زوجہ پر تین طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- اگر نکاح سے پہلے یہ شرط لکھی ہے تو وہ لغو ہے اس کا کچھ اثر بعد نکاح کے نہ ہوگا جیسا کہ کتب فقہ میں ہے شرطہ الملک حقیقۃً او الاضافۃ الیہ در مختار[1] اور اگر بعد نکاح کے یہ شرط لکھی ہیں تو بوقت وجود شرط تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو جاویں گی

اگر اتنے دن خرچہ نہ دوں تو حق شوہری نہیں طلاق کی نیت سے کوئی کہے تو شرط پائے جانے کی صورت میں طلاق واقع ہوگی

سوال (۶۳۶) شوہر اور زوجہ میں تکرار ہوا، بعدہ شوہر نے یہ اقرار نامہ لکھ دیا کہ میں اگر چھ ماہ تک خرچ نہ دوں تو اس عورت پر میرا خاوندی کا حق نہیں بلکہ یہ اپنی خوشی سے جہاں جی چاہے نکاح کرلے، اس صورت میں کیا حکم ہے، آیا عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر شوہر نے یہ الفاظ کہ اس عورت پر میرا خاوندی کا حق نہیں ہے بہ نیت طلاق کہے ہیں تو در صورت پائے جانے شرط طلاق کے اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی[2]۔ عدت کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

طلاق کو مہر کی معافی کی شرط پر معلق کیا تو جب تک مہر معاف نہ کرے گی طلاق واقع نہیں ہوگی

سوال (۶۳۷) زوجہ کا اپنے شوہر سے یہ معاہدہ ہوا کہ شوہر مجھ کو طلاق دیدے اور میں مہر معاف کر دوں، چنانچہ شوہر نے بدیں الفاظ طلاق دی کہ اگر زوجہ نے مہر معاف کر دیا،

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۸۰ / ج ۲ ۱۲ ظفیر۔
[2] وتنحل الیمین اذا وجد الشرط مرۃ (ایضاً ص ۶۸۸ / ج ۲) ظفیر۔

تو میری طرف سے طلاق ہے لیکن زوجہ بعد حصول طلاق فیصلہ مذکور کی پابند نہ رہی اور مہر کا دعویٰ قائم کر دیا، چونکہ شوہر نے طلاق باشرط دی تھی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- جب کہ طلاق معلق تھی زوجہ کی طرف سے مہر معاف ہونے پر تو اگر زوجہ نے مہر معاف نہیں کیا تو طلاق واقع نہیں ہوئی، ھذا حکم التعلیقات کذا فی المعتبرات[1]۔

صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال (۶۳۸) زید اور اس کی منکوحہ میں کچھ تکرار ہو رہی تھی، اس کی زوجہ نے مغلوب الغضب ہو کر گھر سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا چونکہ دن کا وقت تھا بے پردگی اور رسوائی کا سبب تھا، زید نے غصہ میں آکر اپنی زوجہ سے کہا کہ یاد رکھ جیسے ہی گھر سے باہر نکلی تجھ کو طلاق ہے، اس کی زوجہ ڈر گئی، اور اپنے اس قصد سے باز رہی رات کو پھر کچھ چھیڑ چھاڑ ہوئی، اور اب زید مغلوب الغضب ہو کر زوجہ کو دھمکانے کی غرض سے باہر چلا، اس وقت چونکہ بے پردگی وغیرہ کا کچھ احتمال بھی نہ تھا اور یہ خیال کر کے کہ زید کہیں چلا نہ جاوے، اس کی زوجہ بھی ساتھ ہولی، بعدہٗ دہلیز کے باہر نکل آئی، اس صورت میں اس پر طلاق ہوئی یا نہ۔

الجواب:- اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی کما ھو مذکور فی کتب الفقہ فی یمین الفور[2]۔

اگر قرآن نہ پڑھے گی تو طلاق دیدوں گا کہا تو نہ طلاق دینا لازم نہ کفارہ۔

سوال (۶۳۹) زید نے اپنی زوجہ سے تہدیداً قسم کھا کر کہا کہ اگر تو قرآن شریف نہ پڑھے گی تو میں تجھ کو طلاق دیدوں گا، اب اس کی زوجہ نے کچھ پارے قرآن پاک کے ختم کئے۔ اور

[1] وتنحل الیمین اذا وجد الشرط مرۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۸۸ / ج ۲) ظفیر۔
[2] وشرط للحنث فی قولہ ان خرجت مثلاً فانت طالق لمرید الخروج فعلہ فوراً لان قصدہ المنع عن ذلک الفعل عرفاً ومدار الایمان علیہ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار مطلب یمین الفور ص ۱۱۵ / ج ۳) ظفیر

ابھی گاہ بگاہ قرآن پاک کا سبق پڑھتی ہے. درصورت نہ ختم ہونے قرآن شریف کے زید کو طلاق دینا لازم آوے گا یا قسم کا کفارہ:۔

الجواب:۔ اس صورت میں نہ طلاق دینا لازم ہے اور نہ کفارۂ قسم واجب ہے

> اگر لکھا کہ اتنے دن نفقہ نہ دوں تو اس کے بعد تم مطلقہ بسہ طلاق ہوکر شادی کرسکوگی کیا حکم ہے

سوال (۶۴۰) ایک شخص نے اپنی بیوی کو لکھ دیا کہ اگر میں تمہارا نفقہ شش ماہ نہ دوں یا بے اجازت تمہاری دوسری شادی کروں تو تم باختیار خود مطلقہ سہ طلاق ہوکر بعد عدت دوسری شادی کرسکوگی، بعدہ شوہر سے بعض افعال صادر ہوئے اور زوجہ معلوم ہونے پر خاموش رہی، اس صورت میں کیا حکم ہے ۔

الجواب:۔ اختیار کے لفظ میں عدم تبدیل مجلس شرط ہے، اگر مجلس بدل گئی اختیار ساقط ہے کذا فی الدر المختار[1]۔

> اگر اس صحن میں روزہ رکھوں تو بیوی پر طلاق یہ کہا تو دوسری جگہ رہ کر روزہ رکھے

سوال (۶۴۱) میں نے غصہ کی حالت میں روزہ کے بارے میں یہ کہا کہ جو کوئی اس صحن میں روزہ رکھے گا اس پر زن طلاق ہے، یہ جملہ میں نے اپنے حق میں کہا ہے، اب مجھ کو کیا کرنا چاہیے روزہ رکھوں یا نہ رکھوں، روزہ رکھنے سے نکاح میں کچھ نقصان آوے گا یا نہیں ۔

الجواب:۔ یہ تو ظاہر ہے کہ روزے رمضان شریف کے رکھنے چاہئیں، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ موافق شرط کے روزہ رکھنے سے طلاق پڑ جاوے گی، پس اس طرح کرنا چاہیے کہ اس صحن میں روزے نہ رکھے جاویں، یعنی روزہ کہیں اور جاکر اور رہ کر رکھنا چاہیے، بحالت روزہ اس صحن میں جس کی نسبت شرط کی ہے نہ جاوے ۔

[1] فلها ان تطلق فی مجلس علمها به لا تطلق بعده ای المجلس (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب التفویض ص ۶۵۵ ج ۲) ظفیر

> میری بیوی کو فلاں تاریخ تک نہ بھیجوگے تو طلاق ہوجائے گی یہ جملہ لکھا کیا حکم ہے

سوال (۶۴۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کے باپ کو خط لکھا کہ میری عورت فلاں تاریخ تک میرے پاس بھیج دو تو بہتر ورنہ طلاق ہوجائے گی، یعنی مطلقہ سمجھی جائے گی، عورت کے باپ نے خوشامد کرکے شوہر کو راضی کرلیا کہ تاریخ مذکور تک تمہاری زوجہ نہیں آسکتی بعد میں بھیجونگا اس صورت میں عورت مطلقہ ہوگی یا نہ ۔

الجواب:۔ اس صورت میں اگر اس عورت کا باپ تاریخ معین پر اس عورت کو خاوند کے پاس نہ بھیجے گا عورت مطلقہ ہوجاوے گی. بوجہ تحقق شرط طلاق[1] کے، مرد کا راضی ہوجانا اس تعلیق سابق کو باطل نہیں کرتا[2]۔

> بیوی سے کہا صورت دکھاؤ گی تو یہی طلاق ہے کیا حکم ہے

سوال (۶۴۳) ایک شخص نے بحالت ناراضی اپنی زوجہ کو کہا کہ ابھی میرے مکان سے چلی جاؤ. اگر صورت دکھاؤ گی تو یہی طلاق ہے ایسا کہنے سے رجعی واقع ہوگی یا بائن، طلاق بائن میں تجدید نکاح کی ضرورت ہوتی ہے یا حلالہ کی ۔

الجواب:۔ اس لفظ سے کہ ابھی میرے مکان سے چلی جا اگر نیت طلاق کی ہے طلاق بائنہ واقع ہوگی[1]، اور اگر ان الفاظ سے کہ اگر صورت دکھاؤ گی تو یہی طلاق ہے، اگر زوجہ نے اس کے بعد صورت دکھائی طلاق رجعی واقع ہوگی[2]۔ اور اگر پہلے لفظ میں نیت طلاق تھی جس کی وجہ سے طلاق بائنہ واقع ہوئی تو دوسرے لفظ سے بھی طلاق بائنہ ہوگی، اس صورت میں دو طلاق بائنہ واقع ہوں گی، اس میں تجدید نکاح کی ضرورت ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے ۔

[1] فالکنایات لا تطلق بها الا بنیة او دلالة الحال الا فنحو اخرجی واذهبی وقومی (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الکنایات ص ۶۳۵ ج ۲) ظفیر۔ [2] و تنحل الیمین اذا وجد الشرط (ایضاً باب التعلیق ص ۶۸۸ ج ۲) ظفیر۔

اگر اس احاطہ میں بود و باش کروں تو میری بیوی پر طلاق یہ کہا تو کیا حکم ہے

سوال (۶۴۴) ماقول العلماء الذین وارث الانبیاء ایدہم اللہ تعالیٰ بمزید الارتقاء والبقاء کہ ایک شخص بتنازع والدین کہتا ہے کہ اگر میں اس احاطہ میں سکونت کروں جس میں آپ رہتے ہیں تو میری منکوحہ مجھ پر سہ طلاق ہے، اب معروض تحریر امر یہ ہے کہ آیا وہ اس میں بود و باش کرے حانث ہوگا یا مطلقاً خواہ اس میں اقامت کرے خواہ عبادت کے طور پر داخل ہو تو حانث ہو جاوے گا، علاوہ ازیں قائل قول معروض بالاخدمت والا بیاں کرتا ہے کہ میں نے عند التلفظ بود و باش کا قصد کیا تھا یعنی میرا یہ ارادہ تھا کہ اگر میں یہاں رہوں تو میری بیوی پر تین طلاق ہیں ورنہ نہیں، چنانچہ حالف نے اسی احاطہ میں سے ایک مکان کا دروازہ جو اسی احاطہ کے اندر کی طرف تھا وہ بند کر کے اس کا دوسرا دروازہ دوسرے احاطہ میں نکال کر مقیم ہے تو کیا اب حانث ہوا یا نہیں؟۔

الجواب:- بود و باش کرنے سے حانث ہوگا صرف داخل ہونے سے نہیں، مکان چونکہ اس احاطہ میں ہے جس میں داخل ہونے کی قسم کھائی ہے، اس لئے اس میں سکونت کرنے سے حانث ہو جائے گا، اگرچہ دروازہ بدل دیا ہے۔

فلاں سے بات کروں تو میری بیوی نکاح سے باہر ہو جائے اور بغیر حلالہ نکاح میں نہ آوے تعلیق ہے

سوال (۶۴۵) ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر میں نے جھوٹی قسم کھائی یا فلاں شخص سے کلام کیا تو میری زوجہ نکاح سے باہر ہو جاوے اور بغیر حلالہ کے میرے نکاح میں نہ آوے بوقت تحقق شرط کے کونسی طلاق واقع ہوگی، اور اگر دوبارہ شرط پائی جاوے تو پھر بھی طلاق واقع ہوگی یا نہ؟

الجواب:- اگر شرط پائی گئی تو طلاق مغلظہ واقع ہوگی اور حلالہ کے بعد اگر شوہر اول کے نکاح میں وہ مطلقہ آوے گی اور دوبارہ شرط پائی جاوے تو دوبارہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ او قال نویت البینونۃ الکبریٰ الخ در مختار وفی الدر المختار

باب التعلیق وفیہا کلہا تنحل الیمین الخ اذا وجد الشرط مرۃ الا فی کلما فلا یقع ان نکحہا بعد زوج آخر[۱] الخ۔

یہ کہنا میں جتنی شادی کروں گا تین طلاق

سوال (۶۴۶) چند آدمی طلاق کی گفتگو کر رہے تھے، ایک شخص نے کہا کہ میں جتنی شادی کروں گا تین طلاق، اس صورت میں وہ شخص اگر شادی کرے گا تو کیا اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوں گی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوں گی تو اس کو کہتے وقت یہ مسئلہ معلوم نہ تھا۔

الجواب:- اس طرح کہنے سے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے واقعی جب وہ نکاح کرے گا تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو جاویں گی، کیونکہ ذکر اسی مسئلہ کا تھا، اور تذکرہ منکوحہ پر طلاق واقع ہونے کا تھا یہی مراد قائل کی سمجھی جاوے گی اور جہل عذر نہیں ہے[۲]۔

یہ کہنا کہ میں اپنے پچاس جبراً نہ لوں تو میری بیوی کو تین طلاق

سوال (۶۴۷) ایک شخص نے اپنے چچا کو کہا کہ اگر میں پچاس روپیہ جو میرے تم پر ہیں جبراً نہ لوں تو میری زوجہ بسہ طلاق حرام ہے، اب اگر یہ چچا مرضی سے روپیہ دیدے تو کیا حکم ہے اور اگر مرضی سے نہ دے اور وہ جبراً نہ لے سکے تو کیا حکم ہے۔

الجواب:- اگر چچا رضا سے روپیہ دیدے تو یمین ساقط ہوئی، وہ شخص حانث نہ ہوگا اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ وکذا لو حلف ان یجرہ الی باب القاضی ویحلفہ فاعترف الخصم او ظہر شہود سقط الیمین لتقییدہ من جہۃ المعنی بحال انکارہ[۳] در مختار۔ اور اگر وہ رضا سے نہ دے اور یہ جبراً

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المختار ص ۶۸۸ ۲ ظفیر۔ [۲] او الاضافۃ الیہ کان نکحت امرأۃ او ان نکحتک وکذا کل امرأۃ ویکفی معنی الشرط الا فی المعینۃ باسم او نسب او اشارۃ فلو قال المرأۃ التی اتزوجہا طالق تطلق بتزوجہا (در مختار باب التعلیق ص ۶۹۲/۲) ظفیر۔ [۳] الدر المختار علی ہامش رد المختار کتاب الایمان مطلب حلف لایفارقنی ص ۱۲۶/۳ ۔ ظفیر

وصول نہ کر سکے تو چونکہ یمین مطلقہ ہے، اس لئے آخر حیات میں حانث ہوگا اور اس کی زوجہ مطلقہ ہوگی، اگر وہ اس وقت تک زندہ رہی، کذا فی الدر المختار[1] والشامی۔

نابالغ شوہر کا اقرار معتبر نہیں

سوال (۶۴۸) ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص کے لڑکے سے اس اقرار پر کیا کہ اتنی مدت تک لڑکا بلا اجازت کہیں نہ جاوے ورنہ بالطلاق زوجہ اس پر حرام، لڑکے نے یہ اقرار لکھ دیا، اور پھر خلاف شرط بلا اجازت بھاگ گیا، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- نابالغ کا اقرار اور عہد کچھ معتبر نہیں ہے، اس صورت میں اس لڑکے کے بھاگ جانے سے طلاق واقع نہیں ہوئی اور شرط لغو ہے۔

اگر کہا کہ فلاں کے سوا دوسری عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق اس صورت میں کیا حیلہ کرے

سوال (۶۴۹) خالد نے کہا کہ اگر میں سلمہ کے سوا دوسری عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے تو اب کس حیلہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

الجواب:- اس صورت میں طلاق اس منکوحہ پر واقع ہو جاوے گی اور حیلہ اس کا فقہاء نے نکاح بذریعہ فضولی کے لکھا ہے فلیراجع[2]۔

---

[1] حلف لیاتینہ فعوان یاتی منزلہ او حانوتہ لقیہ ام لا فلم یاتہ حتی مات احدھما حنث فی آخر حیاتہ وکذا کل یمین مطلقۃ (در مختار) ای لا خصوصیۃ للاتیان بل کل فعل حلف ان یفعلہ فی المستقبل واطلقہ ولم یقیدہ بوقت لم یحنث حتی یقع الیاس عن البر او تحقق الیاس عن البر یکون بفوت احدھما (رد المحتار کتاب الایمان مطلب حلف لا یخرج الی مکۃ ص ۱۱۲ ج ۳) ظفیر۔ [2] والحیلۃ فیہ ما فی البحر من انہ یزوجہ فضولی ویجیز بالفعل کسوق الواجب الیہا (رد المحتار باب التعلیق ص ۷۲۵ ج ۲) حلف لا یتزوج فزوجہ فضولی فاجاز بالقول حنث وبالفعل لا یحنث بہ یفتی خانیہ وکل امرأۃ تدخل فی نکاحی فکذا فاجاز نکاح فضولی بالفعل لا یحنث (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان مطلب کل امرأۃ تدخل فی نکاحی ص ۱۰۲ ج ۳) ظفیر۔

تعلیق ایک مرتبہ میں ختم ہو جاتی ہے دوبارہ نکاح میں طلاق نہیں ہوتی

سوال (۶۵۰) عمر نے قسم کھائی کہ میں زبیدہ سے نکاح نہ کروں گا اگر کروں تو زبیدہ کو طلاق ہے۔ اب اگر ایک مرتبہ نکاح میں لاوے گا تو طلاق پڑ جاوے گی، پھر دوبارہ نکاح میں لا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہ قسم ایک دفعہ میں ختم ہو جاوے گی، دوبارہ نکاح زبیدہ سے کر سکتا ہے وفیہا کلہا تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرۃ[1]

یہ کہا مہر کے بدلہ اپنی بیوی کو حرام کیا، کیا حکم ہے

سوال (۶۵۱) شخصے در غیبت زوجہ خود گفت کہ نفس مسماۃ فلانہ کہ زوجہ من است در بدل مہر کہ بذمہ من واجب بیک طلاق بائن حرام کردم و مطلقہ گردانیدم، زوجہ مذکور شنیدہ گفت کہ ہر گز شوہر خود را از مہر خود بری الذمہ نمی کنم، دریں صورت طلاق شود یا نہ۔

الجواب:- کما لو قال طلقتک علی الف درہم لا یقع مالم تقبل[2] شامی۔ پس معلوم شد کہ دریں صورت طلاق واقع نہ شود۔

اگر تمہاری چیز لی ہو تو طلاق

سوال (۶۵۲) زید عمر کے یہاں سے حقیقتاً ایک بیش قیمت چیز اٹھا لایا، عمر نے زید سے کہا کہ کہو اگر میں نے تمہاری چیز لی ہو تو میری زوجہ پر طلاق ہے، زید نے کہا اگر تمہاری چیز لی ہو تو طلاق۔ یہ الفاظ جبراً بلا نیت زید نے کہے تو طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- اگر یہ لفظ کہ "اگر تمہاری چیز لی ہو تو طلاق" کسی دوسری عورت کا خیال کر کے زید نے کہا تھا اپنی زوجہ کا دل میں خیال نہ تھا اور اس کی طرف نسبت

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۶۰ ج ۲ - ظفیر

[2] رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۵ ج ۲ - ظفیر

کرنا طلاق کا نیت میں نہ تھا تو زید کی زوجہ پر طلاق کسی قسم کی واقع نہیں ہوئی [۱]۔

اگر علیحدہ نہ کروں تو میری بیوی کو طلاق ایک ماہ بعد علیحدہ کر لیا کیا حکم ہے

سوال (۶۵۳) ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو کہا کہ تم شرکت میں کام اچھا نہیں کرتے، اگر میں تم سے مال علیحدہ نہ کروں تو میری زوجہ مطلقہ ہے، اس کے ایک ماہ بعد مال علیحدہ کیا، اس پر بعض علماء نے کہا کہ طلاق واقع ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ طلاق واقع نہیں ہوئی، اب اس صورت میں کس کا قول صحیح ہے۔

الجواب:- اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی، اس صورت میں عدمِ وقوعِ طلاق کا فتوی صحیح ہے [۲] (اس لئے کہ اس نے مال علیحدہ کر لیا، لہٰذا طلاق کی شرط پائی نہیں گئی۔ ظفیر)۔

قبل نکاح کی تعلیق لغو ہے

سوال (۶۵۴) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر سے کر دیا اس شرط پر کہ اگر بکر زید کے مکان پر رہ کر امداد کاروبار میں نہ کرے تو بندہ پر طلاق ہے اب اگر بکر عہد شکنی کرے تو یہ عہد شکنی طلاق سمجھی جاوے گی یا نہیں۔

الجواب:- اگر قبل از نکاح زید نے بکر سے تحریراً و تقریراً تعلیق مذکور کرائی تھی تو وہ لغو ہے، طلاق واقع نہ ہوگی، فلغا قولہ لاجنبیۃ ان زرت زیداً فانت طالق فنکحھا فزارت [۳] (درمختار) اور اگر بعد از نکاح بکر نے یہ شرط کی ہے تو درصورت پورا نہ کرنے شرط کے بندہ پر طلاق واقع ہو جاوے گی۔ شرطہ الملک کقولہ لمنکوحتہ او معتدتہ ان ذھبت فانت طالق او الاضافۃ الیہ [۴] (درمختار)

---

[۱] ویؤیدہ ما فی البحر لو قال امرأتہ طالق او قال طلقت امرأتہ ثلاثا و قال لم اعن امرأتی یصدق۔ (رد المحتار باب الصریح ص ۵۹۱ ج ۲) ظفیر۔ [۲] واذا اضافہ الی الشرط (ھدایہ ص ۳۶۲ ج ۲ باب الایمان فی الطلاق) ظفیر۔ [۳] دیکھئے الدر المختار علی ھامش رد المحتار ص ۶۸۱ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ [۴] ایضاً ص ۶۸۰ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

امید وفا پر طلاق کی تعلیق

سوال (۶۵۵) ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں نے فلاں شخص سے کسی قسم کی امید وفا نہیں رکھی، اگر رکھی ہو تو میری زوجہ پر طلاق ہے، دو مرتبہ یہی الفاظ کہے اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- قسم کھانے والے سے دریافت کرنا چاہئے کہ امید وفا کی اس کو تھی یا نہیں اگر تھی تو دو دفعہ میں دو طلاق رجعی واقع ہوئی اور اگر امید وفا نہ تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی [۱]۔

بلا اجازت جانے پر طلاق کی تعلیق اور اس کا حکم

سوال (۶۵۶) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ اگر تو بلا اجازت اپنے باپ کے گھر گئی تو تجھ کو طلاق ہے، چنانچہ زوجہ بلا اجازت چلی گئی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں شرعاً طلاق واقع ہوگئی کذا فی الدر المختار [۲] اور طلاق رجعی ہوئی عدت کے اندر رجعت بلا نکاح جائز ہے اور بعد عدت کے نکاح بلا حلالہ صحیح [۳] ہوگا۔

یہ کہنا کہ جب میں نکاح کروں طلاق مغلظ

سوال (۶۵۷) ایک شخص بیگانی عورت کو اغوا کر کے لے گیا، اس سے کسی عالم نے یوں طلاق دلائی کہ یہ عورت جب میں نکاح کروں اور جس حیلہ سے کر کے دی جائے اور جب حیلہ کیا جائے تو مجھ پر یہ عورت طلاق مغلظہ ہے، اب کوئی صورت جواز نکاح کی ہو سکتی ہے یا کیا؟۔

الجواب:- اقول وباللہ التوفیق قال فی الدر المختار کل

---

[۱] فاذا اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لامرأتہ ان دخلت الدار فانت طالق (عالمگیری کشوری ص ۴۴۴ ج ۲) ظفیر۔ [۲] وتنحل الیمین اذا وجد الشرط مرۃ الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار ص ۶۹۹ ج ۲) ظفیر۔ [۳] واذا طلق الرجل امرأتہ تطلیقۃ رجعیۃ او تطلیقتین فلہ ان یراجعھا فی عدتھا رضیت بذلک او لم ترض الخ (ھدایہ ص ۳۷۳ ج ۲) ظفیر۔

امرأۃ تدخل فی نکاحی الخ فکذا فاجاز نکاح فضولی بالفعل لا یحنث الا ومثلہ ان تزوجت امرأۃ بنفسی او بوکیلی او بفضولی او دخلت فی نکاحی بوجہ ما الخ وانما ینسد باب فضولی لو زاد او اجزت نکاح فضولی ولو بالفعل فلا مخلص لہ[1] الخ وقال الشامی وقال الفقیہ ابوجعفر وصاحب الفصول حیلتہ ان یزوجہ فضولی بلا امرہما فیجیزہ ہو فیحنث قبل اجازۃ المرأۃ الی جزاء لعدم الملک ثم تجیزہ ہی فاجازتہا لا تعمل فیجدد ان العقد فیجوز اذا الیمین انعقدت علی تزوج واحد[2] الخ شامی ۔

تحقق شرط کے بعد طلاق واقع ہو جائے گی

سوال (۶۵۸) عبدالرحمن کا عبدالرزاق کی بیٹی کے ساتھ نکاح ہوا، قبل از ایجاب وقبول یا بعد ازاں عبدالرزاق نے اپنے داماد عبدالرحمن سے کہا کہ اگر تو اس شہر سے منتقل ہوکر کسی اور شہر میں گیا (یعنی مع اہل وعیال برائے سکونت کلیہ) تو میں اپنی لڑکی کو تمہارے ساتھ نہ جانے دوں گا، سو معاً ہی عبدالرحمن نے اقرار کیا کہ ہاں اگر میں منتقل ہوا تو ہمارا تمہاری لڑکی یعنی اپنی زوجہ سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ رہا یا اگر میں نے ایسا کیا تو ہماری زوجہ مجھ پر حرام، یا اس کو طلاق، یا اپنی زوجہ سے خطاب کرکے کہا کہ اگر تم کو میں مثلاً لاہور سے ملتان میں رہنے کو لے گیا تو ہمارا تمہارا کوئی تعلق نہ رہا، یا تو مجھ پر حرام، یا تجھے طلاق۔ تو بوقت ایجاب شرط مذکورہ اس کی منکوحہ مطلقہ ہو جاوے گی یا نہیں۔

الجواب:- طلاق معلق بالشرط بوقت تحقق شرط واقع ہو جاتی ہے، پس اگر طلاق صریح کو معلق کیا تھا تو بلانیت بعد تحقق شرط طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اور اگر بلفظ کنایہ تعلیق کی ہے تو اگر نیت طلاق سے وہ الفاظ کہے ہیں تو بعد تحقق شرط طلاق واقع ہو جاتی ہے درمختار میں ہے وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً لکن ان وجد فی الملک

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان مطلب کل امرأۃ تدخل فی نکاحی ۳/۱۰۳ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار کتاب الایمان مطلب ایضاً ۳/۱۰۹ ۱۲ ظفیر

طلقت[1] الخ وفی باب الکنایات منہ ففی حالۃ الرضا توقف الاقسام الثلثۃ علی نیتہ[2] الخ

کہا کہ پچاس روپیہ دے کر ایسا نہ کروں تو میری بیوی پر طلاق اور دیا صرف بیس روپے کیا حکم ہے

سوال (۶۵۹) فتو شاہ اور کرم شاہ دونوں شادی شدہ ہیں، دونوں نے لڑکیوں کے والدین کو یہ شرط تحریر کردی کہ اگر ہم ۲۰ ماہ بیساکھ کو مبلغ پچاس روپیہ دے کر اپنی زوجات کو اپنے گھر نہ لے جائیں یعنی اگر پچاس روپیہ ادا نہ کریں اور تاریخ پر نہ آئیں تو ہماری زوجات تین طلاق کے ساتھ ہمارے نفس پر حرام ہیں۔

اب فتو شاہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوا مگر نقدی صرف بیس روپے لایا، اور کرم شاہ حاضر نہ ہوا۔ اس صورت میں فتو شاہ اور کرم شاہ کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔

الجواب:- جب کہ شرط طلاق کی پائی گئی طلاق واقع ہوگئی، کیونکہ طلاق معلق بوقت تحقق شرط واقع ہو جاتی ہے، پس جب کہ پچاس روپیہ اس تاریخ معین پر دونوں نے ادا نہ کئے اور ایک حاضر بھی نہیں ہوا تو دونوں کی عورتوں پر تین تین طلاق واقع ہوگئیں[3]۔

جس جگہ جانے پر طلاق کو معلق کیا تھا جس طرح بھی جائے طلاق واقع ہو جائے گی

سوال (۶۶۰) زید نے عورت کو معلق طلاق دی کہ اگر میں فلاں چک کے قطعہ زمین میں جاؤں تو میری زوجہ پر طلاق۔ اب اگر وہ شخص اس قطعہ یا اس چک میں زمین اپنی خرید کر چلا جاوے تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں، کیونکہ زید کی طلاق معلق تھی کہ یار کے چک فلاں میں اگر جاؤں تو زوجہ میری پر طلاق ہے، اب وہ اس چک سے زمین خرید کر اپنی ملکیت میں جانا چاہتا ہے، کیا اس صورت میں اس کی گنجائش جانے کی ہوگی یا نہیں۔

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ۲/۴۹۰ ۔ ظفیر [2] ایضاً باب الکنایات ۲/۴۷۲ ۔ ظفیر [3] وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً لکن ان وجد فی الملک طلقت (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ۲/۴۹۰) ظفیر

الجواب :- مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ چونکہ بنی ایمان کا الفاظ ہیں نہ اغراض، جیساکہ درمختار میں ہے الایمان مبنیۃ علی الالفاظ لا علی الاغراض[1] صورت مسئولہ میں بوجہ عموم لفظ اگر زید اس چک میں سے کوئی قطعہ زمین خرید کر اس میں جاوے گا تو زوجہ اس کی مطلقہ ہوجاوے گی کما ھو حکم التعالیق۔

تعلیق کی صورت مذکورہ میں طلاق واقع ہوگئی

سوال (۶۶۱) عبدالعزیز نے اپنی زوجہ کو یہ اقرار نامہ لکھ دیا کہ میری بیوی حلیمہ اور میرے میں کچھ روز سے تنازع تھا، اس میں آج پنچوں کے سامنے یہ طے ہوا کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنی بیوی کو اچھی طرح سے رکھوں گا اور دوسرا عقد نہ کروں گا جب تک وہ میری زوجیت میں رہے گی، اگر خلاف اقرار ہذا کے کروں یعنی دوسرا نکاح کروں تو میری بیوی کو اختیار ہوگا کہ بذریعہ عدالت یا برادری کے طلاق لے لیوے، اگر میں طلاق نہ دوں تو یہی اقرار نامہ طلاقنامہ سمجھا جاوے، جب حلیمہ کے باپ نے حلیمہ کو رخصت نہ کیا تو عبدالعزیز نے دوسرا نکاح کرلیا، اس صورت میں مسماۃ مذکورہ پر طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں یعنی جب کہ شوہر نے دوسرا نکاح کرلیا تو اس کی زوجہ اولیٰ پر طلاق واقع ہوگئی[2]۔

زیور اور روپیہ پر تین طلاق معلق لکھوائی تو شرط پائے جانے سے اسکی بیوی مطلقہ ہوجائیگی

سوال (۶۶۲) زید نے اپنے خسر کو پانچ آدمیوں کے روبرو اس مضمون کا خط لکھوایا کہ اگر ہمارا زیور جو تمہاری لڑکی کے پاس ہے دیدو اور مہر معاف کردو اور پانسو روپیہ زیادہ دو تو تمہاری لڑکی کو تین طلاق ہیں، سسرال خبر بھیجنے کے بعد اب زید انکار کرتا ہے اور پانچ آدمی اس امر

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان مطلب الایمان مبنیۃ علی الالفاظ ص ۶۹ ج ۳۔ ظفیر۔ [2] وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۹۰ ج ۲) ظفیر۔

کی گواہی دے رہے ہیں کہ ہمارے سامنے یہ خط لکھوایا ہے، اس صورت میں وہ اشخاص صادق مانے جائیں گے یا نہیں۔

الجواب :- جب کہ تحریر زید کی موجود ہے اور اس کے لکھنے والے بھی پانچ شخص مسلمان عاقل بالغ ثقہ عادل موجود ہیں تو اگر واقع میں زید نے ان گواہوں کے سامنے یہ الفاظ کہے ہیں تو تعلیق ثابت ہوگئی اور بصورت پائے جانے شرط کے اس پر طلاق مغلظہ واقع ہوجاوے گی اور پھر بدون حلالہ کے شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی[1]۔

شوہر نے کہا کہ اگر باپ کے گھر گئی تو طلاق اب اگر باپ کے مرنے کے بعد جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۶۶۳) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو یہ کہا کہ اگر تو اپنے باپ کے گھر جائے گی تو تجھ پر طلاق، پس ہندہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد گئی تو اس صورت میں اس پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی، کیونکہ باپ کا گھر باپ کے مرنے کے بعد بھی باپ کا گھر ہی عرفاً کہلاتا ہے، شامی میں ہے اذا علمت ذلک ظھر لک ان قاعدۃ بناء الایمان علی العرف معناہا ان المعتبر ھو المعنی المقصود فی العرف من اللفظ المسمّی[2] الخ وفیہ ایضاً اعلم انہ اذا حلف لا یدخل دار زید فدارہ مطلقاً دار یسکنہا[3] الخ۔

شرائط کے لکھنے کے بعد عمل نہ کرے تو اس کی بیوی مطلقہ ہوگی یا نہیں

سوال (۶۶۴) ایک شخص نے حسب ذیل شرائط روبرو گواہان عادل لکھ دیئے ہیں اور پھر ان پر کاربند نہیں رہا، کیا بوجہ عدم تعمیل شرط رابع وسادس یا مجموعہ شرائط بموجب شریعت

[1] فان اختلفا فی وجود الشرط فالقول لہ مع الیمین لانکارہ الطلاق الخ لیکن یہاں گواہ موجود ہیں اس لئے شوہر کی بات نہیں مانی جائے گی۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار للشامی کتاب الایمان مطلب الایمان مبنیۃ علی الالفاظ ص ۱۰۰ ج ۳۔ ظفیر۔ [3] ایضاً مطلب لا یضع قدمہ فی دار فلان ص ۱۱۴ ج ۳۔ ظفیر۔

محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم عورت منکوحہ مطلقہ بائنہ ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر ہو سکتی ہے تو کس طرح یعنی خود بخود آپ کو مطلقہ تصور کرے یا حاکم وقت اور قاضی شہر کی اجازت درکار ہے، اور عدت کب سے شروع ہوگی، تفصیل شرائط ۔

(۱) زوجہ خود کو بخوشی و خرمی بخانہ خود آباد رکھوں گا یعنی نان ونفقہ بحسب توفیق خود برابر دیتا رہوں گا، نیز کسی امر کی تکلیف بھی نہیں دوں گا، اور زوجہ خود کو بخانہ خود واقع موضع جستروال تحصیل انبالہ ضلع امرتسر میں آباد رکھوں گا، علاوہ ازیں کسی دوسری جگہ بلا اجازت خسرم یا زوجہ خود نہ لے جاؤں گا ۔

(۲) زوجہ خود کو والدین اور اس کے قریبی لواحقین کے آنے جانے سے مانع نہ ہوں گا یعنی اس کو رخصت ہوگی کہ میری اجازت سے والدین یا لواحقین خود کے کسی غمی اور شادی کے موقع پر آیا جایا کرے ۔

(۳) اگر برخلاف ۱ و ۲ زوجہ خود کو کسی قسم کی تکلیف دوں اور آباد نہ کروں یعنی نان ونفقہ نہ دوں تو مبلغ ماہانہ (دس روپیہ) بابت نان ونفقہ جہاں چاہے میری حاضر ذات اور میری ہر قسم کی جائداد سے مع خرچہ و ہرجہ وصول کرے مجھے کوئی عذر نہ ہوگا ۔

(۴) اگر آج سے بعد کوئی ایسا فعل خسرم یا زوجہ خود کروں جو قانونا خلاف ہو یا کسی قسم کا خسرم اور زوجہ خود کو بہتان لگاؤں تو روبرو حکام وقت بہ تحریر ہذا کاذب ہوں گا بلکہ مرتکب مواخذہ فوجداری ہوں گا ۔

(۵) جو زیورات میں نے زوجہ خود کو بوقت نکاح ڈالا ہے یا آئندہ ڈالوں اس تمام زیورات کے علاوہ مہر معجل اور غیر معجل زوجہ خود مالک ہوگی میرا اور میرے کسی لواحق کا حق نہ ہوگا ۔

(۶) بصورت عدم ادائیگی نان ونفقہ بشرح الصدر متواتر تا عرصہ چھ ماہ یعنی بموجب ۳ اگر متواتر تا عرصہ چھ ماہ مبلغ دس روپیہ بابت نان ونفقہ نہ دوں نیز ۴ اگر مواخذہ فوجداری

کا بھی مرتکب ہوں تو زوجہ خود سے دست بردار ہوں گا اور بموجب تحریر ہذا طلاق بائنہ تصور ہوگی ۔ آیا عورت مطلقہ ہو سکتی ہے یا نہیں ۔

الجواب :- اگر نکاح کے بعد شرائط مذکورہ لکھی گئی ہیں اور شوہر نے بعد نکاح کے ان شروط کو تسلیم کیا ہے تو بموجب شرط سادس بصورت خلاف ورزی کل شرائط اس کی زوجہ مطلقہ بائنہ ہو جائے گی کما ہو حکم التعالیق قال فی الدر المختار وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا[۱] الخ شامی ص ۵۰۲ ج ۲ ۔ فقط

سوال (۶۶۵) کہا اگر فلاں نے یہ کام نہ کیا ہو تو طلاق اس کا حکم کیا ہے

اگر یمین غموس طلاق کے ساتھ اٹھائی جاوے تو طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں ۔

الجواب :- اگر کسی شخص نے اس طرح کہا کہ اگر اس نے فلاں کام زمانہ ماضی میں نہ کیا ہو تو اس کی زوجہ مطلقہ ہے، اور در حقیقت اس نے وہ کام نہ کیا تھا تو اس کی زوجہ مطلقہ ہو جاوے[۲] گی ۔

سوال (۶۶۶) اگر کسی نے طلاق مغلظ کی شرط پر بغیر سے دستخط یا انگوٹھا لگایا تو کیا حکم ہے

ایک مسجد کا امام مرزائی خیالات ہونے کے علاوہ شریر اور اہل اسلام میں نفاق واختلاف ڈالتا رہتا ہے، اکثر مسلمان اس کے پیچھے نماز نہ پڑھتے تھے اور بعض اس کے طرفدار و حمایتی پڑھ لیتے تھے، وہاں کے باشندگان نے باتفاق ایک دیگر عالم کو کہا کہ آپ ہماری مسجد کی آبادی و بہتری اور اہل اسلام میں اتفاق کے لئے جو کچھ تجویز کریں گے ہم سب اس کو منظور کر لیں گے، عالم نے کہا کہ مجھ کو ایک شرط لکھ دو اور انگوٹھے لگا دو تاکہ تم میرے فیصلہ کو باتفاق تسلیم کر لو، انھوں نے کہا آپ جو شرط چاہتے ہیں لکھو لیوں ہم سب انگوٹھے لگا دیویں گے اور دستخط کر دیں گے ۔ چنانچہ اس عالم نے یہ شرط لکھی کہ ہم سب

[۱] الدر المختار علی هامش رد المختار باب التعليق ص ۶۹۰ ۔ ظفیر ۔ [۲] وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا الدر المختار علی هامش رد المختار باب التعليق ص ۶۹۰ ۔ ظفیر ۔

اقرار کرتے ہیں کوئی ایک بھی ہم میں سے اس فیصلہ کے خلاف کرے گا تو اسی وقت ہماری عورتوں کو ہماری طرف سے تین تین طلاق شرعاً ہو جاویں اور ہماری بیویاں ہم پر ابد الآباد تک مطلقہ ثلثہ سے موصوف ہو جاوے گی اور ہم پر مطلقاً حرام ہوں گی۔ اس کے بعد مولوی صاحب مذکور نے ہر ایک کو کہا کہ دیکھو یہ شرط بہت سخت ہے آپ کو منظور ہے تو انگوٹھے لگاؤ، چنانچہ ہر ایک نے بغیر سنے اس شرط کے تحریر شدہ شرط کے نیچے یکے بعد دیگرے انگوٹھے ودستخط کر دیئے، اس کے بعد مولوی صاحب نے فیصلہ لکھا کہ اس امام کو نکال دو اور مسجد کا امام پندرہ روز تک اور تجویز کرد تو اہل اسلام میں اتفاق ہوگا ورنہ نہیں، پھر وہ شرط اور فیصلہ دونوں سب باشندگانِ گاؤں کو سنا دیا گیا تو انھوں نے کہا کہ ہمارے سر ماتھے پر، اور بعض خاموش ہو رہے، اب عملی طور پر بعض آدمی اس امام کو نہیں نکالتے حالانکہ ایک ماہ فیصلہ کو ہو گیا ہے تو کیا اب اس صورت میں ان بعض کی عورتیں مطلقہ ثلثہ ہوں گی یا سب کی عورتوں پر تین تین طلاق پڑجائیگی یا کہ جو لوگ اس کو وہاں رکھنے پر رضامند ہیں صرف ان کی عورتوں پر طلاق پڑے گی اس شرط میں یہ بھی تحریر تھا کہ ہم میں سے جس کی بیوی نہیں ہے وہ فیصلہ کو نہ ماننے کی صورت میں مدرسہ نعمانیہ لاہور کو دوسَو روپیہ نقد دے گا تو جو ایسے مسلمان فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتے اور ملا کو نہیں نکالتے ان کو دوسَو روپے مدرسہ نعمانیہ کو دینا ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- جن لوگوں نے اس شرط اور فیصلہ کو سُن کر کہا ”ہمارے سر ماتھے پر“ ان کی زوجات پر بصورت خلاف کرنے کے طلاق ہو جاوے گی اور جنہوں نے سکوت کیا ان کی زوجات مطلقہ نہ ہوں گی اور چونکہ پہلے سب کا انگوٹھا لگانا بدون سنے شرط کے تھا اس لئے وہ معتبر نہیں ہے اور جو لوگ مخالفت فیصلہ کرنے والوں میں سے متزوج نہیں ہیں ان کے ذمہ جو جرمانہ دوسو روپیہ کا رکھا گیا ہے وہ باطل اور لغو ہے ان کو دوسو روپیہ مدرسہ نعمانیہ میں داخل کرنا ضرور نہ ہوگا قال فی الدر المختار لا باخذ المال فی المذہب[1] الخ وفی الحدیث

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعزیر مطلب فی التعزیر باخذ المال ص ۲۴۶/۳۰۲ ظفیر

الا لا یحل مال امرء مسلم الا بطیب نفس منہ الحدیث[1]۔

نکاح ثانی پر طلاق کو معلق کیا ہے تو نکاح ثانی کے بعد طلاق ہو جائیگی

سوال (۶۶۷) زید بسماۃ کریمہ نکاح کرد، اولیائے کریمہ از زید یک قطعہ کابین نامہ گرفتہ بود ودراں چند شرائط مرقوم بود۔ از شرائط شرطے مرقوم بود کہ اگر بلا اذن کریمہ نکاح ثانی کند پس بر ہر دو منکوحہ طلاق ثلاثہ خواہد شد، بعد چند سال زید بلا اذن کریمہ نکاح ثانی بسماۃ حلیمہ کرد، پس اندریں صورت حکم شرع چیست۔

الجواب:- اگر زید بعد نکاح بسماۃ کریمہ کابین نامہ مذکور نوشتہ است یا اقرار ہاں کردہ است یا شرط مذکور را زبانی تسلیم کردہ است پس مفتی را رواست کہ بصورت تحقق شرط حکم طلاق بکند و کار مفتی ہمیں است کہ بدیں طور جواب دہد کہ اگر شوہر شرط مذکور تسلیم کردہ است تحریراً یا تقریراً وآں شرط محقق شدہ است طلاق واقع است کما ھو حکم التعالیق[2]۔

نکاح کی طرف اضافت کر کے تعلیق کی گئی ہے تو شرط پائے جانے سے عورت کو طلاق کا حق ہوگا

سوال (۶۶۷) زید نے ہندہ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ اگر بلا رضا ہندہ مدت معلومہ تک زید اسے چھوڑ کر چلا جائے تو ہندہ کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو خود مطلقہ ہو جائے گی یا دوسرا نکاح کرنے پر اس کو یا جدیدہ کو طلاق۔ اب بر تقدیر وقوع شرط اس کی جزا مرتب ہوگی یا کیا، اگر ہو تو اس پر یہ خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ قواعد کلیہ اور بعض فقہاء کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح معلق بالشرط الفاسد ہونے سے نکاح صحیح اور شرط بلا ثمرہ رہجائے اگر ہو تو پھر شرط فاسد ہونے کے کیا معنی؟۔

الجواب:- یہ صورت تعلیق طلاق کی ہے اگر بعد نکاح کے یہ تعلیق کی گئی ہے یا قبل نکاح بطریق اضافت الی النکاح تعلیق مذکور کی گئی ہے تو شرط محقق ہونے پر جزا مرتب

[1] مشکوۃ المصابیح ص ۲۵۵۔ ظفیر۔ [2] و تنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۹۰) ظفیر۔

ہوگی اور طلاق باختیار عورت جو کچھ معلق کیا ہے وہ ثابت ہوگا اور اگر شرط مذکور قبل نکاح و بلا اضافۃ الی النکاح ذکر کی گئی ہے تو خود شرط باطل اور لغو ہے اور نکاح صحیح ہے[1] ۔

کہا کہ اس کے بعد جو عورت نکاح میں ہے یا آئے گی اس پر تین طلاق کیا حکم ہے

سوال (۶۶۹) ایک شخص گناہ کبیرہ کرنے کے بعد تائب ہوتا ہے اور بوقت توبہ یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ اگر اس کے بعد پھر یہ کبیرہ گناہ مجھ سے صادر ہوا اور میں نے اس کا ارتکاب کیا تو اب سے بعد جو عورت میرے نکاح میں ہے یا جو عورت میں نکاح کروں گا وہ تین طلاقوں سے ہر بار مطلقہ ہوگی تو ایسے شخص کی منکوحہ سابقہ یا جو آنے والی ہے ان الفاظ مذکورہ کے کہنے سے کیا حال ہوگا۔

الجواب:- اس صورت میں اگر شرط پائی جاوے گی تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو جاوے گی اور اگر یہ کہا ہے کہ جو عورت میں نکاح میں لاؤں وہ مطلقہ ثلثہ ہے تو جس عورت سے وہ نکاح کرے گا اس پر سہ طلاق واقع ہو جاویں گی کما فی الدر المختار وفیھا کلھا تنحل الیمین اذا وجد الشرط مرۃ الا فی کلما فانہ ینحل بعد الثلث[2]

لکھا کہ سسرال میں نہ رہوں تو بیوی کو طلاق کا اختیار ہے اس صورت میں کیا حکم ہے

سوال (۶۷۰) ایک شخص محمد خاں نے اپنی زوجہ کے متعلق یہ تحریر لکھی کہ دو ماہ کے بعد استعفاء منظور ہونے پر میں آکر سسرال میں رہوں گا، اگر میں آکر سسرال میں نہ رہوں تو دولت خاں کی لڑکی کو اختیار ہے کہ خود طلاق پختہ کر سکتی ہے اور دوسرا نکاح کر سکتی ہے تو اس تحریر کے بموجب لڑکی کو اختیار نکاح کا حاصل ہے یا نہیں ۔

الجواب:- شوہر کے تحریر میں طلاق کے متعلق یہ الفاظ ہیں، اگر سسرال میں

[1] وشرطہ الملک حقیقۃ کقولہ لمنکوحتہ او معتدتہ ان ذھبت فانت طالق او الاضافۃ الیہ ای الملک الحقیقی الا کان نکحتک فانت طالق (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص۶۰۶ ج۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص۶۶۶ ج۲ ۔ظفیر۔

نہ رہوں تو دولت خاں کی دختر کو اختیار ہے کہ خود طلاق پختہ کر سکتی ہے، پس یہ تعلیق اختیار ہے سسرال میں نہ رہنے پر سو اگر بعد دو ماہ کے استعفا منظور ہونے کے بعد محمد خاں مذکور سسرال میں آکر نہ رہا تو اس کی زوجہ کو اختیار ہے کہ وہ طلاق لے لیوے، اگر اس وقت اس نے طلاق لے لی تو طلاق اس پر واقع ہوگی عدت کے بعد دوسرا نکاح اس کا درست ہے اور اگر اسی عورت نے اس وقت طلاق نہ لی تو طلاق واقع نہ ہوئی[1] ۔

کہا کہ اگر مسجد کا کام کروں تو بیوی پر طلاق اب اگر کام کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۶۷۱) مسجد کے ملا سے اور زید سے مسجد میں کسی بات پر تکرار ہوا، ملا نے غصہ میں آکر کہا کہ اب اگر مسجد کا کام کرے تو اس کی بیوی پر طلاق ہے، لفظ طلاق یاد نہیں کہ ایک مرتبہ کہا یا دو مرتبہ کہا یا اس سے بھی زیادہ۔ ایسی صورت میں اگر ملا مسجد کا کام کرے تو اس کی بیوی پر طلاق ہو جاوے گی یا نہیں ۔

الجواب:- اس قسم کی تعلیقات میں الفاظ اور عرف کا اعتبار ہوتا ہے پس چونکہ اس نے مطلقاً یہ کہا ہے کہ اب اگر مسجد کا کام کرے تو اس کی بیوی پر طلاق ہے، اور مراد اپنی ذات ہے، لہٰذا اس کے بعد اگر وہ مسجد کا کام کرے گا تو اس کی زوجہ مطلقہ ہو جاوے گی، اور جس صورت میں یہ یاد نہ ہو کہ ایک طلاق دی یا دو یا زیادہ تو یہ دیکھے کہ غالب گمان کیا ہے جو کچھ گمان غالب ہو اس پر عمل کرے اور شامی نے خانیہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی جانب مرجح نہ ہو تو احتیاط یہ ہے کہ زیادہ کو لیوے ولعلہ لانہ یعمل بالاحتیاط خصوصاً فی باب الفروج[2] شامی جلد ثانی ۔

[1] وشرط للحنث فی قولہ ان خرجت فانت طالق الخ فعلہ فوراً لان قصدہ المنع عن ذلک الفعل عرفاً ومدار الایمان علیہ وھذہ تسمی یمین الفور الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان مطلب فی یمین الفور ص۱۱۵ ج۳) ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الصریح قبیل باب طلاق غیر المدخول بھا ص۶۳۲ ج۲ ۔ظفیر

صورت مذکورہ میں کیا حکم ہے

سوال (۶۷۲) زید در حالت غضب عمر را مخاطب ساختہ می گفت جیرا شخص، یا جیکو شخص، یا ہر کس کہ بہ برادر من بکر خویش دارد پس زنے طلاق کہ من بانکس ہرگز خویشے ندارم یا ایں الفاظ ترجمہ من است یا کلما وغیرہ و بر تقدیر وقوع طلاق بخویش داشتن یک کس مع برادر مذکور حلف منحل شود یا بثلاث انجامد و ایں تعلیق خاص بحالف تعلق است و یا باہل وعیال حالف، نیز در کدام حالت یعنی در حالت اجتماعی وانفرادی مع برادر خود بخویشے داشتن ہر کس طلاق واقع شود، پس آں کدام حیلہ است کہ در صورت مذکور در حالت اجتماعی بہر کس بہ مذکور طلاق واقع نہ شود۔

الجواب:- ایں الفاظ ترجمہ کل من یفعل ھذا الفعل است، پس حالت ایں کہ ہر کس بہ برادر حالف خویش کرد و حالف بانکس خویش کرد زن او مطلقہ گردد الی ان ینتھی الی ثلث طلقات و ایں تعلیق خاص بذات حالف مخصوص است اگر اہل وعیال او بانکس کہ بہ برادر حالف خویش کرد خویشے کنند بر زوجہ حالف طلاق واقع نہ شود، قال فی الدر المختار وفیھا کلھا تنحل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرۃ الا فی کلما فانہ ینحل بعد الثلث لاقتضائھا عموم الافعال کاقتضاء کل عموم الاسماء[1] (در مختار) قال فی الشامی ولو قال المصنف الا فی کل وکلما لکان اولی[2] الخ وحیلہ کہ بصورت وجود شرط طلاق واقع نہ شود بندہ را معلوم نیست۔

بیوی کی بلا اجازت اگر نکاح کروں تو اس پر طلاق اس کے بعد اگر نکاح کیا تو کیا حکم ہے

سوال (۶۷۳) زید نے ہندہ سے نکاح اور کابین نامہ میں یہ شرط کی با تو ر موصوفہ کی روح قالب میں رہنے تک اس کی بلا اجازت دوسری شادی یا نکاح نہ کر سکوں گا۔

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص ۴۸۹ / ج ۲۔ ظفیر

[2] رد المحتار باب التعلیق ص ۶۹۹ / ج ۲۔ ظفیر

اگر دوسری شادی کی ضرورت ہو تو بی بی موصوفہ کا کل مہر ادا کر کے دوسرا مکان بنا کر بی بی مسطورہ سے ایک حکمنامہ رجسٹری شدہ دے کر کر دے گا اور ماہواری چھ روپیہ کر کے بابت خور و پوش کے کروں گا ما سوائے اس کے اگر ہنر حکمت سے یا خفیہ دوسری بیوی کو اپنی زوجیت میں لاؤں تو منکوحہ ثانیہ پر تین طلاق، اتفاقاً بحکم خدا زوجہ اولیٰ سخت بیماری میں مبتلا ہو کر مثل مجنوں کے ہو گئی، قابل خدمت کے نہ رہی، اس لئے مجبوراً اس کو تین طلاق دے کر دوسری بی بی کو زوجیت میں لایا، اب منکوحہ ثانیہ مطلقہ ہوئی یا نہ۔

الجواب:- اقول وباللہ التوفیق رد المحتار جلد ثالث ص ۱۳۶ باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک میں ہے وعلی ھذا لو قال لامرأتہ کل امرأۃ اتزوجھا بغیر اذنک فطالق فطلق امرأتہ طلاقاً بائناً او ثلاثاً ثم تزوج بغیر اذنھا فطلقت لانہ لم تتقید یمینہ ببقاء النکاح[1] الخ پس اس روایت سے صراحۃً اس جزئیہ خاص کا حکم معلوم ہو گیا اور مطلقہ ہونا زوجہ ثانیہ کا ثابت ہوا۔

کابین نامہ کے خلاف ہوا تو طلاق ہوگی یا نہیں

سوال (۶۷۴) بنگال میں کابین نامہ نکاح میں چند شرائط لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی شرط فوت ہو جاوے تو منکوحہ پر تین طلاق ہے اگر اس کابین نامہ کو عند النکاح یا بعد النکاح ناکح کو سنا کر یا دکھلا کر دستخط کرا لئے اور زبان سے ناکح نے کچھ نہیں کہا تو اس صورت میں اگر شرائط مذکورہ میں سے کوئی شرط فوت ہو گئی تو منکوحہ پر تین طلاق ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- نکاح کے بعد یہ تعلیق صحیح ہو سکتی ہے اور بصورت پائے جانے شرط کے طلاق ہو جاوے گی۔

[1] رد المحتار باب الیمین فی الضرب والقتل ص ۱۸۸ / ج ۳۔ ظفیر

ایک ماہ تک نہ آئی تو طلاق اس کہنے کے بعد شوہر انتقال کر گیا تو کیا حکم ہے

سوال (۶۷۵) ایک شخص کی بیوی بھاگ گئی۔ شوہر نے نوٹس دیا کہ اگر تم ایک ماہ تک نہ آئی تو میں تم کو طلاق دے چکا۔ وہ شخص انتقال کر گیا، اب اس کی ملکیت میں حصہ کی دعویدار ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر وہ عورت ایک ماہ تک نہ آئی تو بموجب شرط کے اس پر طلاق ہو گئی[1] اور وہ وارث شوہر کی نہ ہوگی اور شوہر کے ترکہ سے حصہ نہ پاوے گی، البتہ اپنا مہر ترکہ شوہر ہی سے لے سکتی ہے، اور اگر یہ تعلیق وغیرہ مرض شوہر میں ہوئی اور پھر عدت مطلقہ کے اندر شوہر مر گیا تو عورت وارث شوہر کی ہوگی والتفصیل فی کتب الفقہ۔

اگر فلاں تاریخ کو اتنے روپے ہر ماہ منی آرڈر نہ کروں تو بیوی کو طلاق، اب اگر روپیہ کسی اور ذریعہ سے پہنچائے تو طلاق نہیں ہوگی

سوال (۶۷۶) زید سے یہ تحریر کرا لیا کہ میں اپنی منکوحہ کو مبلغ چار روپیہ بذریعہ منی آرڈ بھیجتا رہوں گا اگر کسی ماہ کی ۲۸ تاریخ کو روانہ کروں تو یہ اقرار نامہ مثل طلاقنامہ کے تصور کیا جاوے اگر اور کسی طور پر یہ چار روپیہ پہنچاؤں تو اس کو باطل خیال کیا جاوے، اس صورت میں اگر زید روپیہ منی آرڈر نہ کرے بلکہ اور طریق سے روپیہ پہنچادے تو طلاق پڑے گی یا نہیں۔

الجواب:۔ منی آرڈر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اگر دوسرے طریق سے بھی چار روپیہ پہنچاتا رہے تو طلاق واقع نہ ہوگی[2]۔

اگر میرے گھر سے باہر گئی تو مجھ پر حرام ہے یہ کہا تو کیا حکم ہے

سوال (۶۷۷) اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو کہے کہ اگر تو میرے گھر سے باہر کسی جگہ حتی کہ اپنے والدین کے گھر گئی تو مجھ پر حرام ہے، اس صورت میں کیا فتوی ہے۔

[1] وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۹۰ / ۲) ظفیر [2] مقصد روپیہ پہنچانا ہے ذریعہ خواہ کچھ ہو۔ ظفیر۔

الجواب:۔ اس صورت میں اگر عورت اپنے باپ کے گھر جاوے گی تو شوہر پر حرام ہو جاوے گی یعنی طلاق بائنہ اس پر واقع ہو جاوے گی[1]، پس بعد اس کے کہ عورت کہیں باہر والدین کے گھر چلی جاوے تو اس مرد کو اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہئے مہر جدید کے ساتھ۔

بیوی کے اس کہنے سے کہ فلاں تاریخ تک مہر نہ ادا کروگے تو زوجیت سے علیحدہ ہو جاؤں گی کچھ نہیں ہوتا

سوال (۶۷۸) عورت شوہر کو بذریعہ تحریر مقید کرتی ہے کہ اگر فلاں عرصہ تک تم مہر ادا نہ کروگے تو میں تمہاری زوجیت سے اپنے آپ کو علیحدہ سمجھ کر عقد ثانی کرلوں گی تو بعد میعاد مطلقہ ہوگی یا نہ۔

الجواب:۔ عورت کی ایسی تحریر سے وہ مطلقہ نہیں ہو سکتی ہے[2]۔

کہا اگر ایسا نہ کروں تو بیوی کو اختیار ہے کہ وہ دوسرا طریقہ اختیار کرے کیا حکم ہے

سوال (۶۷۹) زید نے ہندہ سے بایں شرط نکاح کیا کہ اگر میں تین سال تک ہندہ کو خرچ نہ دوں اور خبر گیری نہ کروں تو اختیار ہے کہ وہ اپنی گذران اور جوانی کی امنگوں کو پورا کرنے کا دوسرا طریقہ اختیار کرلے۔ اب ہندہ ان شروط کے پائے جانے پر مختار دوسرا طریقہ اختیار کرنے پر ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر زید کی نیت الفاظ مذکورہ سے طلاق کی ہو تو بوقت پائے جانے شرط کے ہندہ کو اختیار طلاق لینے کا اور دوسرا عقد کرنے کا ہے[3]۔

مذکورہ صورت کا کیا حکم ہے

سوال (۶۸۰) ایک شخص نے بوقت نکاح منجملہ دیگر شرائط

[1] صورت مذکورہ میں طلاق بائن واقع ہوگی کیونکہ لفظ حرام دراصل کنایہ ہے لیکن اس کا استعمال عرف عام میں طلاق میں ہونے لگا اس لئے بلانیت طلاق واقع ہوگی مگر بائن ہوگی اسی لئے متأخرین پر بغیر نیت وقوع طلاق کا حکم آرہا ہے۔ ۱۲ [2] طلاق کی مالک عورت نہیں شوہر ہوتا ہے۔ ظفیر

[3] ذکر ما یوقعہ غیرہ باذنہ وانواعہ ثلاثۃ تفویض وتوکیل ورسالۃ والفاظ التفویض ثلاثۃ تخییر وامر بید ومشیۃ قال لہا اختاری او امرک بیدک ینوی التفویض الطلاق لانہما کنایۃ فلا یعملان بلانیۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۶۵۳ / ۲) ظفیر

کہ ایک شرط یہ بھی تحریر کی تھی کہ اگر چھ ماہ کے اندر زیور مقرر کی ادائیگی سے قاصر رہوں تو جو کچھ میرا اب خرچ ہوا ہے یا آئندہ ہوگا اس سے دست بردار اور لادعوی ہوں گا اور یہ نکاح میرا ساقط اور کالعدم متصور ہوگا، اور تا ایفاء وعدہ کوئی حق زن وشوہر مجھ کو حاصل نہ ہوگا۔ اور زیور دینے کے بعد کل حقوق مجھ کو حاصل ہوں گے اس مدت میں چھ ماہ تک برابر پردہ رہا اور کوئی حق زن وشوہر کا حاصل نہ ہوا۔ لیکن شوہر نے چھ ماہ گذرنے کے بعد آج تک اپنا وعدہ پورا نہیں کیا جس کو عرصہ ۷ سال ۴ ماہ کا ہوتا ہے یہ نکاح قائم رہا یا نہیں، اور مہر مقررہ مبلغ ایک ہزار اس سے وصول کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی اور مہر مؤجل کا مطالبہ قبل طلاق یا موت کے نہیں ہو سکتا، اور شرط دست برداری لغو ہے۔

کسی کو مجبور کر کے قسم لے لے کہ اگر وہ راز ظاہر کریگا تو جس سے شادی کرے اس پر طلاق کیا حکم ہے

سوال (۶۸۱) اگر کوئی شخص کسی کو جبراً یہ قسم دیوے کہ اگر تم میرا فلاں راز کسی سے کہو تو جب تم شادی کرو تمہاری بیوی پر طلاق پڑے، اور یہ شخص مجبوراً قسم کھا بھی لیوے پھر وہ اس راز کو ظاہر بھی کردیوے تو اس کے لئے بعد نکاح کیا حکم ہے اور نکاح صحیح ہوگا یا نہیں اگر طلاق پڑ جائے تو رجوع کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس کی زوجہ پر بعد نکاح کے طلاق واقع ہو جاوے گی اور عدت میں اس کو رجوع کر سکتا ہے کیونکہ معلق طلاق واحد ہے، اور اگر عدت میں رجوع نہ کیا تو اگر بعد عدت کے پھر اس سے نکاح کرے گا تو پھر طلاق واقع ہوگی۔

شرط معلق واپس نہیں ہوسکتی

سوال (۶۸۲) ایک شخص کو کسی دوست نے مجبور کر کے اور یہ کہہ کر کہ یہ نکاح صحیح نہیں ہے طلاق معلق لکھ کر دستخط کرائے۔ اب یہ شرط واپس ہو سکتی ہے یا نہ؟

الجواب:- شرط مذکور واپس نہیں ہوسکتی لقولہ علیہ السلام ثلث

جدھن جد وھزلھن جد الحدیث[1]۔

دھوکہ دے کر کہلوایا کہ بیوی اپنے نفس پر حرام کی تو کیا حکم ہے

سوال (۶۸۳) فدوی کا عقد ہوا۔ اس کے بعد میرے مخالفوں نے مجھے بہکا کر اور دھوکہ دے کر مجھ سے یہ الفاظ کہلا دیئے کہ مسماۃ فلاں کو میں نے اپنے نفس پر حرام کی یعنی چھوڑ دی، اس صورت میں نکاح رہا یا فسخ ہوگیا، اب کیا کرنا چاہئے۔

الجواب:- اس صورت میں پہلا نکاح فسخ ہوگیا دوبارہ نکاح ہونا چاہئے

آئینہ نہ دیکھوگی تو تم پر طلاق نہیں پھر شوہر نے آئینہ دکھادیا کیا حکم ہے

سوال (۶۸۴) مرد کی زبان سے بے ساختہ اور بھولے سے نکلا کہ تم کو طلاق ہے اگر آئینہ نہ دیکھو اگر آئینہ نہ دیکھوگی تو تم پر طلاق نہیں پڑے گی، مرد نے آئینہ اٹھا کر عورت کو دکھا دیا تو طلاق پڑی یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں طلاق نہیں پڑی۔

تحریر کیا کہ اگر چھ ماہ میں جائداد ان کے نام منتقل نہ کردوں تو نکاح منسوخ و باطل کیا حکم ہے

سوال (۶۸۵) ایک شخص نے ایک عورت کو نکاح کرنے سے ایک گھنٹہ پہلے یہ معاہدہ اپنے قلم سے تحریر کردیا کہ میں اس عورت کے نام جس کے ساتھ میں اب اس وقت نکاح کرنے والا ہوں اپنی فلاں جائداد اندر چھ ماہ کے منتقل کردوں گا۔ اگر چھ ماہ تک اپنی فلاں جائداد اس عورت کے نام منتقل نہ کردوں تو بمجرد گذرنے چھ ماہ کے یہ نکاح منسوخ و باطل ہوگا۔ اب چھ ماہ گذر گئے اس شخص نے منکوحہ کے نام جائداد منتقل نہیں کی۔ آیا وہ نکاح باطل ہوگیا یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں اگر لفظ مذکور شوہر نے بہ نیت طلاق کہا ہو

[1] مشکوۃ کتاب الطلاق والخلع ص۲۸۴۔ ولیس للزوج ان یرجع فی ذلک (عالمگیری کشوری باب تفویض الطلاق ص۲۸) ظفیر۔

تواس کی زوجہ پر بصورت معاہدہ پورا نہ کرنے کے ایک طلاق بائنہ واقع ہوجاوے گی اور نیت کا حال شوہر سے دریافت کرلیا جاوے جیسا کہ شامی میں ہے ومثلہ قولہ لم انزوجك اولم یکن بیننا نکاح اولا حاجۃ لی فیك الی ان قال ونفی النکاح فی الحال یکون طلاقا اذا نوی۔[1]

کوئی اپنے بھائی کو طلاق کا مالک بنادے اور وہ اس کی بیوی کو طلاق دیدے تو کیا حکم ہے

سوال (۶۸۶) اسمٰعیل نے اپنے بڑے بھائی آدم کو اختیار دیا کہ میری عورت خدیجہ کو طلاق دینا نہ دینا تمہارے اختیار میں ہے۔ چنانچہ آدم نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی کی عورت خدیجہ کو طلاق دیدی آیا یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں خدیجہ پر طلاق واقع ہوگئی کذا فی کتب الفقہ۔[2]

اگر میں نے اس سے زنا کیا ہو یا ارادہ کیا ہو تو جس سے شادی کروں اس پر طلاق یہ کہا تو کیا حکم ہے

سوال (۶۸۷) زید مسماۃ زینب اہلیہ عمر سے تعلق ناجائز رکھتا تھا جب عمر کو یہ معلوم ومشاہدہ ہوا تو اس نے زید کو مجلس میں بلا کر یہ کہا کہ میری اہلیہ سے تعلق ناجائز کیوں رکھتے ہو زید نے انکار کیا تو عمر نے کہا کہ یہ کہدو کہ اگر میں نے تمہاری اہلیہ زینب سے زنا کیا ہو یا ارادہ کیا ہو تو جب میں شادی کروں تو میری زوجہ پر طلاق ہے۔ زید نے بوجہ ناواقفی بعینہٖ یہی الفاظ کہدیئے اس صورت میں اگر زید نکاح کرے تو شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے اور زید کو دیگر ائمہ ثلاثہ امام شافعی ومالک واحمد کے مذہب پر عمل کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر درحقیقت زید نے زینب اہلیہ عمر سے ارتکاب فعل کیا ہو یا ارادہ

---

[1] ردالمحتار باب الصریح ج۲ ص۶۳۲۔ ظفیر۔

[2] ولو قال امراتی أتی بید فلان شہرا فہی علی الشہر الذی یلیہ ویبطل بمضیہ بلا علم (عالمگیری کشوری ج۲ ص۶۰) ولو قال لغیرہ طلق امرأتی فقد جعلت ذلك الیك فہو تفویض (ایضاً) ظفیر۔

کیا ہو تو جب وہ نکاح کرے گا اس کی منکوحہ پر عند الحنفیہ طلاق واقع ہوجاوے گی اور دیگر مذاہب پر اس بارہ میں حنفیہ کو عمل کرنا درست نہیں ہے، البتہ منکوحہ پر طلاق نہ پڑنے کا یہ حیلہ حنفیہ نے لکھا ہے کہ اس کا نکاح فضولی کرے اور وہ فعل کے ساتھ اس کو جائز رکھے مثلاً یہ کہ مہر بھیج دے تو اس منکوحہ پر طلاق واقع نہ ہوگی کما فی الدر المختار حلف لا یتزوج فزوجہ فضولی فاجاز بالقول حنث وبالفعل لا[1] (در مختار) قولہ وبالفعل کبعث المہر اوبعضہ بشرط ان یصل الیہا وقیل الوصول لیس بشرط الخ شامی۔[2]

اگر تمہارے لئے اس کے ہاتھ کا کھانا حرام ہے تو تین طلاق یہ کہا تو کیا حکم ہے

سوال (۶۸۸) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو اپنے والد کے ناراض ہونے پر یہ کہا کہ اگر تمہارے لئے اس کے ہاتھ کا کھانا حرام ہے تو میں نے اس کو تین طلاق دیا تو اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ جس شرط پر اس نے طلاق کو معلق کیا ہے وہ شرط موجود نہیں ہے۔ کیونکہ کھانا اس کے ہاتھ کا حرام نہیں ہے۔

وطی حرام کروں تو مجھ کو طلاق یہ کہا تھا اور گدھے سے وطی تو کیا حکم ہے

سوال (۶۸۹) میں نے حلف اٹھایا تھا کہ اگر میں نے زنائے حرام اور وطی حرام اور لواطہ حرام کا ارتکاب کیا تو مجھ کو طلاق ہے، لیکن اب بوجہ نسیان حلف طلاق سے، وطی بہیمہ حمار کا مرتکب ہوا ہوں، آیا وطی حمار بھی اس حلف میں داخل ہے یا نہیں، اور یہ بھی یاد نہیں کہ میں نے حلف طلاق مغلظہ کا اٹھایا تھا یا بائنہ کا، اس بارے میں شرعاً کیا حکم ہوگا۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان مطلب حلف لا یتزوج فزوجہ فضولی ج۳ ص۱۴۴۔ ظفیر۔

[2] رد المحتار کتاب الایمان مطلب ایضاً ج۳ ص۱۸۹۔ ظفیر۔

الجواب:- وطی حمار بیشک و بلاشبہ وطی حرام میں داخل ہے اور چونکہ الفاظ تعلیق میں وطی حرام بھی مذکور ہے۔ لہذا بمقتضائے وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا ای سواء وجد الشرط فی الملک اولا ولکن ان وجد فی الملک طلقت[1] الخ در مختار و شامی ص۔ وطی حمار سے طلاق واقع ہوئی ہے۔ پس اگر تعلیق اس لفظ سے کی تھی جو کہ استفتاء کی ابتداء میں مذکور ہے یعنی تا مجھ کو طلاق ہے تو اس صورت میں ایک طلاق واقع ہوئی ہے۔ اور اگر سہ طلاق کے لفظ سے تعلیق کی تھی تو حرمت مغلظہ واقع ہوئی ہے۔ اور بصورت شک ایک ہی طلاق واقع ہوگی کما فی الدر المختار لو شک اطلق واحدۃ او اکثر بنی علی الاقل[2] الخ۔

سوال (۶۹۰) بکر نے صالحہ سے شادی کی تو تم کو طلاق دیدونگا شادی کے بعد طلاق نہیں ہوئی

زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے کہا کہ بکر جو زید و ہندہ کا لڑکا ہے اگر صالحہ کے ساتھ جو ہندہ کی بھانجی ہے شادی کرے گا تو خدا کی قسم ہندہ کو طلاق دیدوں گا، چنانچہ بکر نے صالحہ سے نکاح کر لیا تو ہندہ پر طلاق ہوئی یا نہیں، اور زید پر کفارہ قسم کا واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہ صورت وعدہ طلاق کی ہے طلاق نہیں ہے، اس واسطے طلاق واقع نہیں ہوئی، عالمگیری میں ہے وفی المحیط لو قال بالعربیۃ اطلق لا یکون طلاقا الا اذا غلب استعمالہ للحال فیکون طلاقا[3] اور چونکہ زید نے قسم کھائی ہے اور شرط مذکور پائی گئی اس واسطے اگر زید نے اپنی حیات میں طلاق نہ دی تو کفارہ قسم کا اس کے ذمہ لازم ہوگا، اور حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص بری بات کی قسم کھاوے تو اس کو چاہئے کہ اس کام کو نہ کرے اور اپنی قسم کے توڑنے کا کفارہ ادا کرے۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص ۲/۶۹۱۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۲/۶۲۳۔ ظفیر۔ [3] عالمگیری مصری ص ۱/۳۸۴۔ ظفیر

سوال (۶۹۱) کہا کہ اس دروازہ سے گئی تو طلاق۔ اب دوسرے دروازے جائے گی تو طلاق نہیں ہوگی

ایک شخص نے اپنی عورت سے ایک دروازہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا کہ اگر تو اس دروازہ سے باہر گئی تو تجھ پر تینوں طلاق ہے، چونکہ اس مکان سے باہر جانے کے کئی دروازہ تھے، اس کا منشاء اس وقت محض دھمکانے کا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ دوسرے دروازے سے یہ باہر جا سکتی ہے اور ہمیشہ کے لئے باہر جانے سے روکنا نہ تھا وہ عورت دوسرے دروازے سے باہر جا سکتی ہے یا اگر وہ دروازہ بند کرا دیا جائے تو بھی وہ کسی دوسرے دروازہ سے باہر جا سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- جب کہ خاص دروازہ مکان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اگر تو اس دروازہ سے الخ تو دوسرے دروازہ سے باہر جانے کی صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی، اور اس دروازہ کو بند کر دینے کی صورت میں بھی طلاق واقع نہ ہوگی لعدم تحقق الشرط۔

سوال (۶۹۲) کہا کہ گھر میں لاؤں تو طلاق اب عورت خود آگئی تو طلاق نہیں ہوئی

زید نے تعلیق کی کہ میں اپنی عورت ہندہ کو اسی کے موضع میں نفقہ دیا کروں گا اس کو اپنے موضع اور گھر میں کبھی نہ لاؤں گا اگر اس کو اپنے گھر لاؤں تو وہ میرے اوپر مطلقہ ثلثہ ہوگی، بعدہ ہندہ خود بلا کہے کسی کے آگئی اور زید نے اس کو اپنے گھر میں رکھ لیا تو طلاق ہوئی یا نہ۔

الجواب:- اس صورت میں موافق تصریح فقہاء کرام طلاق نہیں ہوئی کیونکہ تعلیق طلاق اپنے گھر لانے پر تھی، پس جب کہ شوہر اس کو نہیں لایا تو شرط نہ پائی گئی پس جزاء بھی واقع نہ ہوگی، لانہ اذا فات الشرط فات المشروط در مختار میں ہے وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا[1] ونظیرہ ما فی الدر المختار ان لم تجیئ بفلان او ان لم تردی ثوبی الساعۃ فانت طالق فجاء فلان من جانب آخر بنفسہ و اخذ الثوب قبل دفعہا لا یحنث[2] الخ۔

[1] الدر المختار علی رد المحتار باب التعلیق ص ۲/۶۹۱۔ ظفیر۔ [2] ایضا باب

کہا کہ اگر عمرو اور اس کی اولاد کو زمین دوں تو میری بیوی پر طلاق، اس کے داماد کو زمین دی کیا حکم ہے

سوال (۶۹۳) زید نے حلف اٹھائی کہ اگر میں عمرو اور اس کی اولاد کو زمین مزارعت پر دوں تو میری عورت پر تین طلاق ہے۔ اب عمر کے داماد کو زمین مزارعت پر دینے سے حانث ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- عمر کے داماد کو زمین مزارعت پر دینے سے حانث نہ ہوگا اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

سادہ کاغذ نکلنے پر طلاق معلق کی تھی مگر لکھا ہوا کاغذ نکلا کیا حکم ہے

سوال (۶۹۴) زوجین میں باہم رنجش ہوئی، زید نے زوجہ کو وطن بھیجا اور یہ کہدیا کہ جس وقت میرا بند خط تیرے پاس پہنچے اور اس کے اندر سادہ کاغذ نکلے تو سمجھ لینا کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی پھر اس کا خط آیا اس میں سادہ کاغذ نہیں نکلا بلکہ چند اشعار زوجہ کو لکھے تھے مثلاً ایک کو چھوڑ تین کو یاد کر ؛ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- چونکہ شرط نہ پائی گئی، لہذا اس صورت میں اس کی زوجہ پر کسی قسم کی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

جس کوتاہی پر طلاق کو معلق کیا ہے اس کے پائے جانے پر طلاق واقع ہوگی

سوال (۶۹۵) زید شوہر ہندہ نے عدالت شرع شریف میں نفقہ کی بحث پر ایک تعلیق نامہ لکھا جس میں تین شرط مندرج ہیں (۱) اگر زوجہ ام مدعیہ میری اطاعت کرے گی اور میرے پاس رہے گی تو اس حالت میں میں بحکم عدالت معرفت عدالت دو روپیہ ماہوار نفقہ میں اور تین جوڑے پارچہ بحسب اندازہ نفقہ اور دو جوڑے جوتہ سالانہ ادا کرتا رہوں گا. اگر خدانخواستہ چار ماہ کا نفقہ مسلسل مجھ پر چڑھ جاوے تو مسماۃ زوجہ ام مدعیہ کو طلاق بائن ہے — (۲) اگر مسماۃ صغری زوجہ ام مدعیہ بدون اجازت و خلاف مرضی میرے میرے مکان سے باہر قدم رکھے گی یا کسی دوسری جگہ جاوے گی، یا رہے گی تو میں اپنی زوجہ

کو ہرگز نفقہ نہیں دوں گا — (۳) اگر خدانخواستہ میں بحالت بیماری و بحالت مقیدی وغیرہ کسی آفت میں مبتلا ہو جاؤں کر کما نہ سکوں، یا بوجہ عسرت اپنے خورونوش سے محروم ہو جاؤں تو ایسی حالت مجبورانہ میں بھی یہ لفظ طلاق غیر مستند عدالت ہوگا، بعدہ زید بوجہ بے روزگاری خود و بحالت پریشانی و بوجہ عسرت ریاست غیر میں بتلاش روزگار چلا گیا اور ایک ماہ کا نفقہ ہندہ مدعیہ کو پیشگی ذریعہ عدالت دے گیا، اور دو ماہ بعد رقم نفقہ ہندہ مدعیہ کو بذریعہ منی آرڈر بھیج دیا، ہندہ زوجہ زید بعد چلے جانے زید کے دوسرے ہی روز اس مکان سے جو زید نے برائے سکونت زوجہ خود کو دیا تھا چھوڑ کر دیگر مکان میں چلی گئی، اس خبر کے معلوم ہونے پر زید نے سلسلہ ارسال رقم نفقہ کو حسب شرائط لے روک لیا، اور پانچ ماہ گذرنے کے بعد ہندہ نے ایک درخواست عدالت میں پیش کی کہ مجھ کو پانچ ماہ کا نفقہ میرے شوہر سے وصول نہیں ہوا - چنانچہ مفتیان شرع نے شرط اول کے صرف اس فقرہ پر نظر ڈال کر اگر خدانخواستہ چار ماہ کا نفقہ مسلسل مجھ پر چڑھ جائے تو زوجہ ام کو طلاق بائن ہے، زوجہ زید پر حکم وقوع طلاق بائن کا کیا آیا تعلیق مؤثر طلاق کیلئے صرف وجود اول شرط کا کافی ہے یا دیگر شروط مذکورہ کو بھی تعلیق میں دخل ہے۔

الجواب:- شرط اول چونکہ مستقل ہے اور بوقت تکلم بشرط اول اور کوئی شرط شوہر نے ظاہر نہیں کی، لہذا بعد میں جو قیود لگائی اور شرطیں کی وہ شرط اول کے ساتھ ملحق نہ ہوں گی بلکہ موافق شرط اول کے جس وقت چار ماہ کا نفقہ زوجہ کو وصول نہ ہوگا۔ اور شوہر ادا نہ کرے گا عورت مطلقہ بائنہ ہو جاوے گی، اور شرط اول کے اخیر کے الفاظ صرف یہ ہیں (اگر خدانخواستہ چار ماہ کا نفقہ مسلسل مجھ پر چڑھ جاوے تو مسماۃ زوجہ ام مدعیہ کو طلاق بائن ہے) پس موافق ان الفاظ کے جب چار ماہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ مسلسل لازم ہو جاوے گا طلاق بائنہ واقع ہو جاوے گی، اس شرط و جزا میں اطاعت کرنے اور پاس رہنے کی بھی قید نہیں ہے اور یہ خود مستقل کلام ہے، ماقبل و مابعد پر موقوف نہیں ہے، لہذا

فیصلہ جو عدالت نے دقوع طلاق کا کیا صحیح ہے[1]۔

> فلاں تاریخ کو گھر نہ آئی تو طلاق، اس تاریخ کو نہ آئی تو طلاق واقع ہوگئی

سوال (۶۹۶) مسماۃ بی بی بتول زوجہ صدیق کے چچازاد ہمشیرہ کی کسی اولاد کی شادی کی تقریب تھی، اس تقریب میں مسماۃ بتول ہمراہ اپنی والدہ وحقیقی بھائی کے اپنے میکہ رائے پور سے موضع سوریا گئی، جب یہ خبر اس کے شوہر کو معلوم ہوئی تو اس کے شوہر نے حسب ذیل تحریر لکھ کر بھیجی۔ وہ تحریر یہ ہے۔

"مسماۃ بی بی بتول عرصہ ساڑھے پانچ سال سے میرے عقد میں تھی۔ اور بلا رضامندی ہمارے جانے بخانہ غیر میں، اس کو ساتھ اس اقرار کے طلاق دیتا ہوں کہ اگر وہ تاریخ ۱۶/ رجب ۱۳۳۵ھ کو بوقت بارہ ۱۲ بجے تک اپنے گھر آجاوے تو بہتر، ورنہ تاریخ مذکورہ بوقت مذکورہ بالا کے بعد اپنے کو طلاق سمجھے"۔

اب عرض یہ ہے کہ مسماۃ بی بی بتول موضع سوریا سے بتاریخ ۲۰/ رجب ۱۳۳۵ھ کو رائے پور آئی تو موافق شرع کے طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو کونسی اور اگر شوہر پھر اس کو رکھ سکتا ہے تو کیا صورت ہے۔

الجواب:- اس صورت میں مسماۃ بی بی بتول پر طلاق رجعی واقع ہوئی، عدت کے اندر رجوع کرنا صحیح ہے۔ کما فی عامۃ کتب الفقہ[2]۔

> جب تعلیق کے مطابق میکے نہیں گئی تو طلاق ثلثہ واقع ہوگئی

سوال (۶۹۷) زید نے بحالت غصہ اپنی بیوی زینب سے جو حاملہ ہے یہ کہا کہ اگر تم کل تک اپنے میکہ نہ جاؤگی تو تم پر تین طلاق بائن ہیں، اگر زینب اس روز معہودہ کو اپنے میکہ نہ جاوے بلکہ اس قریہ میں ٹھہری

---

[1] فاذا اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لامرأتہ ان دخلت الدار فانت طالق (عالمگیری کشوری کتاب الطلاق باب رابع فصل ثالث ص ۴۲۸ ج ۲) ظفیر۔

[2] فاذا اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط (ایضاً ص ۴۲۸ ج ۲) ظفیر

رہے تو ایسی صورت میں اس پر کس قسم کی طلاق ہوگی، اور رجعت کی کوئی صورت ہے یا نہ۔ عدت کا نان نفقہ زید کے ذمہ ہے یا نہیں، وضع حمل ہونے پر جو لڑکا یا لڑکی پیدا ہو۔ اس کی پرورش کا حق کس کو ہے اور نفقہ کس کے ذمہ ہے۔

الجواب:- وقت مقررہ پر میکہ نہ جانے پر عورت پر تین طلاق واقع ہوگئی، اور وہ مغلظہ بائنہ ہوگئی، رجعت صحیح نہیں ہے[1] اور بدون حلالہ کے شوہر اول سے نکاح نہیں ہوسکتا[2]، عدت اس کی وضع حمل ہے[3]، تا وضع حمل نفقہ اس کا بذمہ شوہر ہے، مدت حضانت میں پرورش لڑکا لڑکی کی ان کی والدہ کا حق ہے اور خرچ بذمہ شوہر ہے[4]۔

> نکاح کے بعد کہا کہ اگر پہلی بیوی نکلے تو اس کو طلاق، لہذا نکلنے پر طلاق ہوگی

سوال (۶۹۸) زید نے ہندہ سے عقد کرنا چاہا اور قبل نکاح باہم یہ شرط قرار پائی کہ اگر زید کی زوجہ یا اولاد ثابت ہوئی تو یہی فیصلہ بھی طلاق ہے اور بعد نکاح کے زید نے وہی الفاظ شرط جو قبل از نکاح زبان سے کہے تھے کہ اگر میری زوجہ یا اولاد نکلے تو یہی فیصلہ بھی طلاق ہے کہے، بعد قرار داد شرط مذکور بعد از عقد تحقیق سے معلوم ہوا کہ زید کی زوجہ اول اور نیز زوجہ اول سے اولاد ہے، ایسی صورت میں زید کی زوجہ ہندہ پر طلاق پڑگئی یا نہ۔

الجواب:- جب کہ زید نے نکاح کے بعد الفاظ مذکورہ کہے اور شرط محقق ہوئی

---

[1] فاذا اضافہ الی الطلاق وقع عقیب الشرط (عالمگیری کشوری کتاب الطلاق باب رابع فصل ثالث ص ۴۲۸ ج ۲) ظفیر۔

[2] وان کان الطلاق ثلثا الخ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا (ہدایہ باب الرجعۃ ص ۳۹۹ ج ۲) ظفیر

[3] وان کانت حاملا فعدتہا ان تضع حملہا لقولہ تعالیٰ اولات الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن (ایضاً باب العدۃ ص ۴۰۴ ج ۲) ظفیر۔

[4] واذا وقعت الفرقۃ بین الزوجین فالام احق بالولد الخ والنفقۃ علی الاب الخ (ہدایہ باب حضانۃ الولد ص ۴۱۳ ج ۲) ظفیر۔

تو ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی۔[1]

تعلیق طلاق منظور کرنے کے بعد شرط پائی گئی تو طلاق واقع ہوجائے گی

سوال (۶۹۹) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر سے اس شرط پر کیا کہ اگر بکر تین یا چار مہینہ مکان چھوڑ کر چلا جاوے یا شوہر کے گھر سے لڑکی بوجہ مخاصمت کے چلی جاوے اور تین یا چار مہینہ گذر جاویں تو زوجہ منکوحہ مذکورہ پر تین طلاق پڑجاویں گی، بکر نے ان شرائط کو قبول کیا، بر تقدیر وقوع شرط منکوحہ مذکورہ پر طلاق پڑجائے گی یا نہ۔

الجواب: اگر شوہر نے بعد نکاح اس شرط کو قبول کیا اور تعلیق طلاق کو منظور کیا تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں، کیونکہ قبل نکاح اس قسم کی شرط لغو ہوتی ہے۔[2]

شرط پائے جانے کے بغیر عورت کو طلاق کا حق نہیں ہے

سوال (۷۰۰) کسی شخص نے ایک عورت سے یعنی ہندہ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ اگر عورت مذکورہ مجھ سے تین ماہ کے پہلے پہلے مہر طلب کرے گی تو میں اس کو مہر دیدوں گا ورنہ عورت کو اپنے نفس کا اختیار ہے کہ اپنے کو طلاق دے لے۔ اتنے میں اس شخص کی اپنے خسر سے ناموافقت ہوگئی۔ اور خسر ایک مولوی کو ہمراہ لے کر داماد کے مکان پر گیا، داماد مکان پر موجود نہیں تھا مگر اس کے خسر نے سب پڑوسیوں کو جمع کر کے اپنی لڑکی کا مہر طلب کیا، اس صورت میں عورت مذکورہ طلاق اپنے نفس کو دے سکتی ہے یا نہیں۔ اور اس کے ہمراہ جو مولوی صاحب آئے تھے وہ دعوے سے کہتے ہیں کہ میں بغیر طلب مہر کے تم سے خلاصی اور رہائی کرائے دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرا دیتا ہوں۔ یہ قول کیسا ہے۔

الجواب: عورت طلاق اس وقت لے سکتی ہے کہ شرط پائی جائے اور شرط

[1] واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط (عالمگیری کشوری ص ۲/۴۴۴) ظفیر

[2] وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا لكن ان وجد فى الملك طلقت (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ص ۲/۶۹۸) ظفير۔

یہ تھی کہ تین ماہ سے پہلے اگر عورت مجھ سے مہر طلب کرے اور میں نہ دوں تو اس کو اختیار طلاق لینے کا ہے، بدون اس شرط کے پائے جانے کے عورت کو اختیار طلاق لینے کا نہیں ہے۔ اور جو مولوی صاحب یہ کہتے ہیں کہ بغیر طلب مہر کے اور بدون تحقق شرط کے عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے وہ غلطی پر ہیں، ان کا قول معتبر نہیں ہے کما فی الدر المختار وفيها كلها تنحل اى تبطل اليمين ببطلان التعليق اذا وجد الشرط مرة الخ[1]

جب تعلیق میں مطلق جمعہ کہا تو اس سے پہلا جمعہ مخصوص نہ ہوگا، لہذا طلاق نہ ہوگی

سوال (۷۰۱) مدیون نے دائن سے کہا کہ اگر تمہارا دین جمعہ کو نہ دوں تو میری عورت پر تین طلاق ہے، نہ تو جمعہ کو باول یا ثانی مقید کیا اور نہ دین کو بجز، یا کل مقید کیا، بعدہ کچھ دین اول جمعہ میں دیا اور کچھ دین بقیہ دوسرے جمعہ میں دیا۔ اور شہود میں سے ایک شاہد ثقہ بلفظ اشہد کہتا ہے کہ معلق نے جمعہ کو اس طور پر مقید کیا تھا کہ اگر اس جمعہ کو نہ دوں تو، او اور تقیید پورے دین کی اگرچہ معلق سے نہیں سنی مگر عرف اور قرینہ کی روش میں یہی سمجھا تھا کہ سارا دین اس آئندہ جمعہ کو دے گا، دوسرا شاہد ثقہ بلفظ اشہد کہتا ہے کہ تعیین زمان یعنی جمعہ وتعیین دین بکل دونوں میں عرف کی روش سمجھا تھا، کیونکہ اہل بازار دنخاس ایسی مطلق مواعید سے متصل آنے والا جمعہ، ہفتہ، ماہ، سال مراد لیتے ہیں، پس ایسی شہادت اور عرف عام کی رو سے مطلق جمعہ سے اول مراد ہوگا یا نہ، بر تقدیر اول جب کہ اس نے اس جمعہ میں پورا دین ادا نہ کیا تو کیا یہ تادیہ جزو دین مثل تادیہ کل دین کے متصور ہو کر موجب بر ہوگا یا کالعدم ہو کر موجب حنث ہوگا۔ اور معلق کی زوجہ مطلقہ ہوگی یا نہیں۔

الجواب: چونکہ جمعہ کلام حالف میں مطلق ہے اور دین بھی مطلق ہے، لہذا بقاعدہ المطلق يجرى على اطلاقه اور بقاعده الايمان مبنية على الالفاظ

[1] الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ص ۲/۶۹۲ ۔ ظفير

لا علی الاغراض در مختار باب الیمین فی الدخول والخروج الخ[1] صورت مسئولہ میں حالف حانث نہ ہوگا اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی و تحقیقہ فی الشامی تحت قولہ الایمان مبنیۃ علی الالفاظ[2] شامی ص ۷۲ ج ۳ -

ولی کا کسی شرط پر طلاق کو معلق کرنا موجب وقوع طلاق نہیں

سوال (۷۰۲) ہندہ کا نکاح بحالت نابالغی بولایت اس کے والد ہمراہ زید نابالغ بولایت ان کے نانا کے ہوا۔ بوقت نکاح شرائط مندرجہ ذیل قرار پائی -

(۱) مہر معجل بتعداد دو ہزار روپیہ نقد بروقت ادا کر دیا جاوے گا۔ (۲) شہر جے پور میں دکانات مالیتی ڈھائی ہزار روپیہ جن کے کرایہ کو ہندہ علاوہ نان نفقہ کے دیگر ذاتی مصارف میں لے سکتی ہے خرید کر دی جاویں گی زید کو ان کے بیع و رہن کا اختیار نہ ہوگا (۳) ایک مکان قیمتی دو ہزار روپیہ ہندہ و زید بہ دو کی بود و باش کے واسطے جے پور میں خرید کیا جاوے گا یہ بھی ملک ہندہ سمجھا جاوے گا، (۴) ہم سب لوگ مع اہل وعیال سکونت اجمیر کی ترک کر کے یہاں جے پور میں رہا کریں گے ـــــ چنانچہ شرط اول کا ایفاء اس طور سے ہوا کہ بجائے دو ہزار روپیہ نقد کے زیور جو بوقت نکاح دو ہزار کا بیان کیا گیا تھا بعد کو پندرہ سو کا نکلا امانتاً رکھا جا کر یہ اقرار کیا گیا کہ ایک ماہ کے بعد روپیہ دے کر زیور لے لیا جاوے گا جس کا ایفاء بوجہ اس کے کہ زیور تعداد مہر سے کم تھا نہیں کیا گیا۔ باقی ہر سہ شرائط کا ایفاء بمدت ایک سال بدیں شرط کہ اگر مدت معینہ میں شرائط مذکورہ بالا کا ایفاء نہ ہو تو مسماۃ کو طلاق ہے، چنانچہ اس کو دو سال گذر گئے آج تک ولی زید کی طرف سے شرائط کا ایفاء نہیں ہوا۔ اور اب ہندہ بالغہ ہے اور اپنے شوہر کے یہاں جانے سے ناراضگی ظاہر کرتی ہے۔ ایسی صورت میں ہندہ کو بوجہ نہ ہونے ایفاء شرائط طلاق ہوئی یا نہیں، اور وقت بلوغ ناراضی ظاہر کرنے پر نکاح فسخ ہوگا یا نہیں۔

الجواب :- قال فی الدر المختار لا یقع طلاق المولی علی امرأۃ عبدہ لحدیث ابن ماجہ الطلاق لمن اخذ بالساق الخ والمجنون والصبی ولو مراھقا[1] الخ وفی الشامی قال ای الرملی وقد افتیت بعدم وقوعہ فیما اذا زوجہ ابوہ امرأۃ وعلق علیہ متی تزوج او تسری علیہ فکذا فکبر فتزوج عالما بالتعلیق اولا[2] الخ اس عبارت سے واضح ہوا کہ ولی کا کسی امر پر طلاق کو معلق کرنا موجب وقوع طلاق نہیں ہے اگرچہ شرط پائی جائے، لہذا صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہ ہوگی اور صورت موجودہ میں زوجہ کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ نکاح کا نہیں ہے -

جس چیز پر تعلیق کی ہے اس کے بغیر طلاق نہ ہوگی اور شوہر اپنے قول سے رجوع نہیں کر سکتا

سوال (۷۰۳) زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم میرا بھات اپنے بھات کے ساتھ پکاؤ گی تو تم پر طلاق ہے۔ اگر زید کی بیوی زید کے لئے اور کوئی کھانا روٹی وغیرہ اپنی روٹی کے ساتھ پکاوے تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں، اور زید اس قول سے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ طلاق خاص بھات کے ساتھ بھات پکانے پر معلق تھی[3]، اور زید اپنے قول سے رجوع نہیں کر سکتا[4]۔

---

[1] دیکھئے الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الیمین فی الدخول والخروج ص ۹۹ ج ۳ ظفیر

[2] اسکے لئے دیکھئے رد المحتار باب الیمین فی الدخول والخروج ص ۹۹ ج ۳ - ظفیر۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۸۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار کتاب الطلاق تحت قولہ والصبی ص ۵۸۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[3] ففی البحر انت طالق بدخول الدار او بحیضتک لم تطلق حتی تدخل او تحیض رد المحتار باب التعلیق ص ۶۸۲ ج ۲، وفی ان حضت لا یقع برؤیۃ الدم لاحتمال الاستحاضۃ فان استمر ثلاثا وقع (ایضاً ص ۶۹۵ ج ۲) ظفیر۔

نابالغہ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ میں تنہا ہوں دوسرا کوئی نکلے تو طلاق، دوسری بیوی ہوگی تو اس کو طلاق ہوگی

سوال (۷۰۴) زید نے ہندہ نابالغہ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ میں تنہا و اکیلا ہوں میرا کوئی نہیں، اگر میرا کوئی نکلے تو نکاح باطل سمجھا جائے۔ عقد ہو جانے کے بعد اگر کسی کا بھی ہونا ثابت ہوگا تو یہی فیصلہ طلاق ہے۔ اس شرط کے بعد ورثاء ہندہ نے زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح کر دیا۔ بعد نکاح کے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ زید کی زوجہ ولڑکی موجود ہے اور ورثاء ہندہ نے ہندہ کو رخصت بھی نہیں کیا تھا، علاوہ ازیں جس وقت ہندہ بالغ ہوئی فوراً اپنا نکاح فسخ کر دیا۔ کیا یہ نکاح صحیح ہوا تھا، زید کے قول کے مطابق ہندہ پر طلاق پڑی یا نہیں اور ہندہ کے فسخ کرنے سے نکاح فسخ ہوا یا نہیں، ہندہ رخصت کئے جانے پر رضامند نہیں کیا بالجبر رخصت کر سکتے ہیں۔

الجواب:- نکاح ہو گیا تھا مگر موافق شرط کے ہندہ پر طلاق واقع ہو گئی[1]۔ باقی خیار بلوغ کی وجہ سے نکاح فسخ کرنے کی جو شرائط ہیں وہ اس زمانہ میں بوجہ قاضی نہ ہونے کے متحقق نہیں ہو سکتی۔ اور جہاں قاضی شرعی ہو وہاں یہ مسئلہ جاری ہو سکتا ہے مگر اس کی ضرورت نہیں ہے، اور رخصت کرانے کے متعلق یہ جواب ہے کہ غیر مدخولہ پر طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے، پس اس میں رجعت کرنا اور رخصت کرانا درست نہیں۔

نکاح سے پہلے کا اقرار نامہ طلاق کے لئے معتبر نہیں ہے

سوال (۷۰۵) اگر کوئی شخص قبل از نکاح اپنی زوجہ کے ولی کو ایک قطعہ اقرار نامہ تحریر کر دے کہ اگر میں بلا مرضی اپنی زوجہ کے اس جگہ سے دیگر جگہ چلا جاؤں اور مجھ کو وہاں پر ایک ماہ کا عرصہ منقضی ہو جاوے یا ایک ماہ کے اندر خرچ نان نفقہ کے لئے نہ پہنچے تو یہی اقرار نامہ بطور طلاقنامہ کے سمجھا جاوے گا اگر یہ شخص نکاح کرنے کے بعد بلا مرضی اپنی منکوحہ مذکورہ کے پردیس چلا جائے اور ایک

[1] فاذا اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا (عالمگیری کشوری فصل ثالث فی تعلیق الطلاق ص ۴۲۴ ج ۲) ظفیر۔

ماہ سے زیادہ عرصہ منقضی ہو جائے اور میعاد مذکور کے اندر خرچ وغیرہ اس زوجہ کو نہ پہنچے، تو موافق تحریر اقرار نامہ کے طلاق پڑ جاوے گی یا نہیں۔ اگر یہ عورت اس کے گھر میں رہنا نہ چاہے تو پھر طلاق لینے کی ضرورت ہوگی یا نہیں۔ (۲) عورت مہر وصول کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- قبل از نکاح جو اقرار نامہ شوہر نے لکھا وہ معتبر نہیں ہے۔ اور طلاق واقع نہ ہوگی[1]، پس اگر عورت اس سے علیحدگی چاہے تو شوہر سے طلاق لے یا خلع کرے۔ (۲) اگر شوہر طلاق دیدے اور زوجہ مدخولہ ہو تو کل مہر شوہر سے لے سکتی ہے۔ بدون طلاق اور مفارقت کے مہر موجل وصول نہیں کر سکتی ہے[2]۔

تعلیق میں شرط پائے جانے کی صورت میں طلاق بائن ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۷۰۶) طلاق تعلیق میں شرط پوری ہونے پر طلاق بائن پڑ جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر صریح طلاق معلق کی ہے تو بعد تحقق شرط رجعی طلاق واقع ہوگی اور اگر بائنہ کو معلق کیا ہے تو بائنہ واقع ہوگی، غرض جیسی طلاق معلق کی ہے بوقت تحقق شرط ویسی ہی واقع ہوگی[3]۔

[1] ولا یصح اضافۃ الطلاق الا ان یکون الحالف مالکا او یضیفہ الی ملک، والاضافۃ الی سبب الملک کالتزوج کالاضافۃ الی الملک فان قال لاجنبیۃ ان دخلت الدار فانت طالق ثم نکحہا فدخلت الدار لم تطلق (عالمگیری کشوری فصل ثالث فی تعلیق الطلاق ص ۴۲۴ ج ۲) ظفیر۔

[2] ویتأکد عند وطء او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدہما الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۵۴ ج ۲) ظفیر

[3] واذا اضافہ الی شرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول لامرأتہ ان دخلت الدار فانت طالق (ہدایہ باب الایمان فی الطلاق ص ۳۶۶ ج ۲) الطلاق علی ضربین صریح وکنایۃ فالصریح قولہ انت طالق ومطلقۃ وطلقتک فہذا یقع بہ الطلاق الرجعی الخ واذا وصف الطلاق بضرب من الزیادۃ والشدۃ کان بائنا مثل ان یقول انت طالق بائن (ہدایہ باب ایقاع الطلاق ص ۳۳۵ وص ۳۳۹ ج ۲) ظفیر۔

نکاح کے وقت جو شرط کی ہے اس کی خلاف ورزی سے طلاق واقع ہوجائیگی

سوال (۷۰۷) ایک شخص نے نکاح کرتے وقت اپنی بیوی کو یہ لکھ دیا کہ اگر میں تمہارے ساتھ مثل میاں بیوی کے معاشرت نہ کروں یا ایک ماہ تک نفقہ نہ دوں تو تم تین طلاق بائنہ لے کر دوسرا نکاح کر سکوگی۔ اب ناکح نے ایک ماہ سے زائد سے نفقہ نہیں دیا تو شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:- قال فی الدر المختار فی باب التعلیق شرطه الملك او الاضافة الیه[1] وفیه ایضاً تنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً لکن ان وجد فی الملك طلقت وعتق والا لا[2] الخ پس اگر یہ اقرار اور تعلیق شوہر نے بعد نکاح کے کی تھی یا یہ کہا تھا کہ اگر تجھ سے نکاح کے بعد ایسا کروں الخ تو بعد تحقق شرط عورت مطلقہ ثلاثہ ہوجاوے گی۔ اور اگر نکاح سے پہلے یہ اقرار اور تعلیق کی ہے اور اضافت الی النکاح بھی نہیں کی تو یہ تعلیق لغو ہے کما مر عن الدر المختار[3]۔

کابین نامہ لکھا کہ اگر ایسا ہوگا تو میری طرف سے طلاق ہوگی، کیا حکم ہے

سوال (۷۰۸) شخصے در کابین نامہ زوجہ خود نوشتہ داد وہم بزبان خود اقرار نمود کہ من بغیر تو بزندگی خود ہیچ نکاحے نخواہم کرد۔ اگر بغایت ضرورت افتد کل مہر تو ادا نمودہ رجسٹری شدہ اجازت نامہ از تو گرفتہ نکاحے خواہم کرد بغیر ازینہا ہر گاہ ہر نکاحے کہ کنم در آں وقت بر ہر یکے ازاں زنان صاف سہ طلاق من خواہد شد۔ تعلیق طلاق بصیغہ استقبال نمود، پس از چند سال شخصے مذکور بضرورت از زن خود مہر معاف کنانیدہ واجازت نامہ ازو گرفتہ نکاحے دیگر کرد۔ اما اجازت نامہ رجسٹری شدہ بجا نیاوردہ۔ پس شرعاً بعدم ایفاء شرط

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۸۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔
[2] ایضاً ص ۶۹۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [3] فلغا قوله لاجنبیة ان زرت زید افانت طالق فنکحها فزارت الخ (ایضاً ص ۶۸۱ ج ۲) ظفیر۔

بر زن جدیدہ اش سہ طلاق گردیدہ یا نہ۔ بعض گویند از جہت صیغہ استقبال طلاق نخواہد شد وبعض می گویند طلاق خواہد شد۔ کدام فریق برحق اند۔

الجواب:- دریں صورت فریق ثانی برصواب است چرا کہ صیغہ استقبال در تعالیق محمول بر وعدہ نمی شود بلکہ بعد تحقق شرط وقوع جزا مرتب می شود کما یظهر من الطحطاوی فی شرح قوله فی نحو طلبیة واسمیة الخ قوله وبلن نحو وما یفعلوا من خیر فلن یکفروه۔ قوله وبالتنفیس نحو ومن یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی الله بقوم۔ ومثال ما یناسب المقام علی الترتیب ان دخلت الدار فطلقی او فانت طالق او فعسی ان تطلقی او فما انت لی بزوجة نادیا الطلاق او فقد طلقتك او فلن تکونی معی علی ذمتی نادیاً او فسوف اطلقك والظاهر انه فی عسی وسوف لا تطلق ویحرر الخ طحطاوی باب التعلیق[1]۔ پس استثناء عسی وسوف دلیل است بآنکہ اگر در جزاء لن استقبالیہ آید جزا مرتب خواہد شد کما مثل به او فلن تکونی معی علی ذمتی نادیاً وترجمہ اش ظاہر است کہ ایں است اگر تو داخل دار شدی پس ہرگز با من نخواہی ماند و در ذمہ من نخواہی بود۔ در انحالیکہ نیت طلاق باشد کہ ایں کنایہ است و در کنایہ نیت شرط است۔ ونیز در طحطاوی در باب تفویض الطلاق فی شرح قوله او انا اطلق نفسی لم یقع لانه وعد قوله لانه وعد وهو غیر لازم الخ وفی البزازیة لو قال انا احج لا یلزمه شئ بخلاف ما لو قال ان شفی الله مریضی فانا احج کان نذراً لان المواعید باکتساب التعالیق یصیر لازمة۔ طحطاوی باب تفویض الطلاق[2]۔

[1] طحطاوی علی الدر المختار باب التعلیق ص ۱۵۳ ج ۲ وص ۱۵۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔
[2] طحطاوی علی الدر المختار باب تفویض الطلاق ص ۱۴۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

> اگر کہا فلاں کو قتل نہ کیا تو میری بیوی پر طلاق ہے، شرط جب پائی جائے گی طلاق واقع ہوگی

سوال (۷۰۹) زید نے اثنائے گفتگو میں کہدیا کہ اگر میں نے عمر کو قتل نہ کیا تو میری منکوحہ پر اوپر تین شرائط پر طلاق ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ تین شرطیں جو اس نے کہی ہیں اس کی نیت کیسی تھی۔ اب وہ عمر کے قتل پر قادر نہ ہوا۔ پس ایسی طلاق صحیح ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر صحیح ہوتی ہے تو دوسری صورت مندرجہ ذیل میں کیا حکم ہے کہ منکوحہ زید تو مطلقہ ہوئی، اب اسی کا نکاح دوسرے زوج سے ابھی نہیں ہوا تھا کہ یہ عورت مرتدہ ہوگئی، پس بار دوم ہدایت اسلام سے اس کا نکاح زوج اول سے بلا حلالہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- ایسی یمین مطلقہ میں آخر حیات میں حانث ہوتا ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ قبل الموت اس فعل کو کرلیوے قال فی الدر المختار حلف لیاتینہ الخ فلو لم یاتہ حتی مات احدھما حنث فی آخر حیاتہ وکذا کل یمین مطلقۃ قال فی الشامی قولہ وکذا کل یمین مطلقۃ الخ ای لا خصوصیۃ للاتیان بل کل فعل حلف ان یفعلہ فی المستقبل واطلقہ ولم یقیدہ بوقت لم یحنث حتی یقع الیاس عن البر مثل لیضربن زیدا[1] الخ اور دوسری صورت کا جواب یہ ہے کہ بلا حلالہ کے اس صورت میں شوہر اول سے نکاح صحیح نہیں ہے کما فی الشامی ان الردۃ واللحاق والسبی لم تبطل حکم الظھار واللعان کما لم تبطل حکم الطلاق[2] الخ۔

> نکاح سے پہلے کہا کہ اگر ایسا ہوا تو میری بیوی کو مطلقہ سمجھا جائے کیا حکم ہے

سوال (۷۱۰) کسی شخص نے قبل النکاح یہ شرط کی کہ اگر میں اپنی زوجہ کو والدین کے گھر جانے سے روکوں یا نان نفقہ نہ دوں تو مطلقہ سمجھی جاوے گی۔ اب لڑکی کے والد نے دعوی

[1] رد المحتار کتاب الایمان باب الیمین فی الدخول والخروج ص۱۲۱ ج۳ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب الرجعۃ ص۴۲۱ ج۲ - ظفیر

کیا ہے تا کہ لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کردے، آیا یہ شرط قبل النکاح معتبر شرعاً ہوگی یا نہیں

الجواب:- قبل النکاح بدون اضافت الی النکاح ایسی تعلیق صحیح نہیں ہے۔ لہذا زوجہ اس کی اس صورت میں بعد تحقق شرط مطلقہ نہ ہوگی کما فی الدر المختار باب التعلیق شرطہ الملک الخ او الاضافۃ الیہ کان نکحت امرأۃ او ان نکحتک فانت طالق الخ فلغا قولہ لاجنبیۃ ان زرت زیدا فانت طالق فنکحھا فزارت[1] الخ۔

> بیوی سے کہا کہ تیری زندگی میں شادی کروں تو ایسا ایسا، شوہر اگر اس کو طلاق دیکر شادی کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۷۱۱) زید نے زوجہ کے ساتھ یہ شرط کی کہ تیری زندگی میں دوسرا نکاح نہ کروں گا۔ اگر کروں تو تجھ کو پانسو روپیہ مہر اور چھ روپیہ ماہوار دے کر بعد کو تیری رضامندی سے کروں گا، ورنہ اس پر ایک طلاق دو طلاق، تین طلاق ہیں۔ اب زید نے بلا ادائے شرط بالا بلکہ زوجہ سابقہ کو طلاق دے کر دوسری عورت سے نکاح کرلیا تو اس پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں، اگر ہوگی تو کونسی۔ اور آج کل جو شرائط کابین نامہ میں لکھی جاتی ہیں ان میں سے کیا کیا شرائط معتبر ہیں۔

الجواب:- شامی ص۱۳۶ جلد ثالث ایمان میں ہے وعلی ھذا لو قال لامرأتہ کل امرأۃ اتزوجھا بغیر اذنک فطالق فطلق امرأتہ طلاقاً بائناً او ثلاثاً ثم تزوج بغیر اذنھا طلقت لانہ لم تتقید یمینہ ببقاء النکاح[2] الخ پس موافق اس جزیہ مصرحہ کے صورت مسئولہ میں زوجہ ثانیہ پر طلاق ہو جاوے گی، کیونکہ شوہر نے بقاء نکاح کی قید نہیں لگائی مطلقاً زندگی زوجہ اولی میں کہا ہے، اور چونکہ تین طلاق کی تعلیق کی ہے اس لئے تین طلاق واقع ہوں گی، اور

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص۶۳۶ ج۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب الایمان ص۹۳ ج۳ ۱۲ ظفیر۔

شرائط کابین نامہ وہ معتبر ہوتی ہیں جو بعد نکاح کے ہوں۔ اور جو شرائط قبل نکاح ویلا اضافت الی النکاح کی جاویں وہ غیر معتبر ہیں۔

یہ لکھوانا جائز ہے یا نہیں کہ پہلی بیوی کی موجودگی میں شادی کروں تو اس کو تین طلاق

سوال (۷۱۲) کابین نامہ میں جس قدر شروط لکھواتے ہیں وہ سب معتبر ہیں یا نہیں مثلاً یہ شرط لگانا کہ تیری موجودگی میں دوسرا نکاح کروں تو اس کو تین طلاق ہے۔ اس صورت میں طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ کابین نامہ جو قبل از عقد لکھا جاتا ہے اور عدم ایفاء بعض شرط پر مثلاً اس کی طلاق کو معلق کیا جاتا ہے وہ معتبر نہیں ہوتی اور جو ایسا لکھا کہ تیری موجودگی اور منکوحہ ہونے اور زوجہ رہنے کی حالت میں جو دوسرا نکاح کروں تو وہ مطلقہ ہے یہ صحیح[1] ہے۔

معافی مہر کی شرط پر طلاق دی اب طلاق کے بعد عورت مہر معاف نہیں کرتی کیا حکم ہے

سوال (۷۱۳) ہندہ نے بوساطت اپنے ورثاء کے اپنے خاوند زید سے شرطیہ طلاق چاہی کہ خاوند مجھ کو طلاق دیدے، اور میں مہر معاف کردوں۔ چنانچہ زید کی جانب سے طلاقنامہ اور ہندہ کی طرف سے دست برداری زر مہر۔ ہر دو کاغذات کاتب نے تحریر کئے، ہندہ نے دستاویز دست برداری معافی مہر پر اپنا نشان انگوٹھا ثبت کیا، اسی طرح زید نے طلاقنامہ پر دستخط کئے۔ بعد از تکمیل طلاقنامہ ہندہ کے ورثاء کو اور دست برداری زید کو دیدی۔ بعد حصول تحریر طلاقنامہ ہندہ نے معافی مہر سے انکار کر دیا اور بلا اتمام عدت نکاح ثانی کر لیا، اور اب مہر کا دعوی کرتی ہے۔ ایسی صورت میں شرعاً نکاح

[1] شرطہ الملک الخ او الاضافۃ الیہ الخ کان نکحت امرأۃ او ان نکحتک فانت طالق (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص۶۱۸/۲ و ص۶۱۹/۲) ظفیر۔

ثانی حلال ہے یا حرام، جب کہ طلاق مشروط بشرط معافی مہر پر معلق تھی واقع ہوئی یا نہ

الجواب (از جائے دیگر) جب کہ مہر کی معافی طلاق پر معلق اور طلاق معافی مہر پر معلق ہے تو نہ طلاق بغیر معافی مہر کے ہو سکتی ہے اور نہ معافی مہر بغیر طلاق کے ہو سکتی ہے، اگر عورت مہر معاف نہ کرے گی تو دعوی وقوع طلاق غلط ہوگا، اور ایسی صورت میں اول ہی خاوند کی منکوحہ رہے گی۔ ایام عدت میں نکاح حرام ہے اور اگر باوجود علم کوئی اس کو جائز بتائے وہ فاسق ہے اور جو اس کے مرتکب ہیں اگر توبہ نہ کریں تو ان سے تعلقات اسلامی ترک کر دینا زجراً جائز ہے۔

الجواب:۔ (از حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ) جب کہ شوہر نے مضمون طلاقنامہ سن کر یا پڑھ کر اس پر دستخط کر دیئے اور عورت نے معافی مہر کے کاغذ پر نشان انگوٹھا لگا دیا یعنی اس کو تسلیم کر لیا تو معاملہ خلع کا پورا ہو گیا۔ اب نہ شوہر طلاق سے رجوع کر سکتا ہے اور نہ عورت معافی مہر سے انکار کر سکتی ہے، لہذا صورت مسئولہ میں طلاق بائنہ واقع ہو گئی اور مہر ساقط ہو گیا۔ اور عدت میں جو نکاح ہوا وہ باطل ہوا۔ درمختار میں ہے وشرطہ الخ وصفتہ ماذکرہ بقولہ ہو یمین فی جانبہ لانہ تعلیق الطلاق بقبول المال فلا یصح رجوعہ عنہ قبل قبولہا الخ وفی جانبہا معاوضۃ بمال فصح رجوعہا قبل قبولہ[1] الخ اس سے معلوم ہوا کہ بعد قبول شوہر کے عورت لزوم مال سے رجوع و انکار نہیں کر سکتی اور جیسا کہ دستخط شوہر کے بعد سننے اور دیکھنے مضمون طلاقنامہ کے تسلیم بافیہ ہے، اسی طرح عورت کا نشان انگوٹھا لگانا تسلیم بافیہ ہے۔ شامی میں ہے ولو استکتب من آخر کتاباً بطلاقہا وقرأہ علی الزوج فاخذہ الزوج وختمہ الخ وقع ان اقر الزوج انہ کتابہ[2] الخ۔

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الخلع ص۷۶۸/۲ و ص۷۶۹/۲ ظفیر

[2] رد المحتار کتاب الطلاق ص۵۸۹/۲ ظفیر۔

کابین نامہ کی خلاف ورزی کی صورت میں کیا حکم ہے

سوال (۱۴۱۷) شخصے در کابین نامہ زوجہ خود نوشتہ داد کہ اگر کابین نامہ ہذا اندرون پانزدہ روز رجسٹری کردہ نہ دہد زوجہ مطلقہ بسہ طلاق خواہد شد، وہمچنیں اگر تا بقائے نکاح بلا اجازت زن موصوفہ زن دیگر بنکاح آرد زن اولی مطلقہ بسہ طلاق خواہد شد الی غیر ذلک من الشرائط اکنوں شخص مذکور اندرون پانزدہ روز کابین نامہ زوجہ اولی رجسٹری کردہ نہ داد، ونیز بلا اجازت زن موصوفہ زن دیگر را بحبال نکاح خود آورد۔ پس زن اولی مطلقہ بسہ طلاق گردید یا نہ۔ ایں جا درمیان علماء اختلاف واقع شدہ۔ بعض می فرمایند کہ در تعلیقات مذکورہ در جزاء لفظ خواہد شد صیغہ مستقبل است واز صیغہ مستقبل طلاق نہ شود۔ بعض می گویند کہ دریں صورت برزن اولی طلاق واقع گردد، زیرا کہ از لفظ مستقبل اگرچہ در تنجیز طلاق واقع نہ گردد اما در صورت تعلیق از مستقبل نیز طلاق شود، دریں صورت چہ حکم است۔

الجواب: - قال فی الطحطاوی ان دخلت الدار فاطلقی او فانت طالق او فعسی ان تطلقی الخ او فلن تکونی معی علی ذمتی نادیا او فسوف، اطلقت والظاهر ان فی عسی وسوف لا تطلق[1] الخ ص ۱۵۴/۲۔

ازیں عبارت واضح شد کہ سوائے سوف وعسی در ہمہ صور تہا طلاق واقع شود وظاہر است کہ فلن تکونی معی الخ برائے استقبال است ودراں در تعلیق طلاق واقع شود اگر بہ نیت طلاق ایں لفظ گفتہ چرا کہ ایں کنایہ است ودر کنایہ نیت شرط است۔ الحاصل بصورت مذکورہ بعد تحقق شرط سہ طلاق واقع خواہد شد۔

اس بیوی کی تا زندگی دوسری شادی کروں تو اس پر طلاق مغلظہ اب شادی کرسکتاہے یا نہیں

سوال (۱۴۱۵) زید نے لکھا کہ تاحیات ہندہ زوجہ خود۔ اگر نکاح کروں تو عورت

[1] طحطاوی علی الدر المختار باب التعلیق ص ۱۵۴/۲ ۱۲ ظفیر۔

جدیدہ ثانیہ کو میری طرف سے طلاق مغلظہ ہے، وقت تحریر شرط ہذا زید کو یہ علم نہ تھا کہ وہ کون ہوگی، بحیات زوجہ خود زید عقد ثانی کرسکتا ہے یا نہیں۔

اس کے لئے تیسری عورت سے نکاح کا کیا حکم ہے

سوال (۱۴۱۵/۲) بصورت بالا اگر زید نے نکاح ثانی کیا، اور اس کو طلاق مغلظہ ہوگئی تو پھر زید عورت ثالثہ کے ساتھ نکاح کیوں نہیں کرسکتا، اس وجہ سے کہ زید نے یہ شرط کی تھی کہ تاحیات ہندہ زوجہ خود عقد ثانی نہ کروں گا، نہ یہ کہ عقد ثالث ورابعہ بھی نہ کروں گا۔

الجواب: - (۱و۲) درمختار میں ہے وفیہا کلہا تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرۃ الا فی کلما فانہ تنحل بعد الثلث وفی الشامی وای کذلک حتی لو قال ای امرأۃ اتزوجہا فہی طالق لا یقع الا علی امرأۃ واحدۃ[1]، کما فی المحیط وغیرہ اس عبارت سے واضح ہوا کہ اگر زید نے بحیات ہندہ دوسرا نکاح کیا تو اس دوسری زوجہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوگی۔ اس کے بعد اگر اور کسی عورت سے نکاح کریگا تو اس پر طلاق نہ ہوگی۔

اگر فلاں کی اجازت کے بغیر زبیدہ زوجہ فلاں سے نکاح کروں اس پر تین طلاق، زبیدہ کو جب پہلا شوہر طلاق دیدے تو نکاح کرسکتاہے یا نہیں

سوال (۱۴۱۶) اگر زید یہ لکھ دے یا کہدے کہ اگر بدون اجازت بکر زبیدہ سے نکاح کروں تو زبیدہ پر طلاق مغلظ واقع ہوجاوے، زید کی تحریر کے وقت زبیدہ بہ نکاح دیگر تھی بعد علیحدگی از شخص دیگر زبیدہ سے زید عقد کرسکتا ہے کہ نہیں، کیونکہ زید نے یہ لفظ لکھے ہیں کہ زبیدہ پر تین طلاق مغلظ ہیں، زید کے طلاق ڈالنے سے شخص دیگر پر یعنی زبیدہ پر طلاق نہیں پڑسکتی تو پھر زید زبیدہ سے کیوں نہیں نکاح کرسکتا۔

[1] دیکھئے رد المحتار مع ہامشہ باب التعلیق ص ۴۹۸/۲ ۱۲ ظفیر۔

الجواب:- اس صورت میں چونکہ اضافت الی النکاح موجود ہے، اس لئے اگر بلا اجازت بکر زبیدہ سے بعد علیحدگی از شوہر اول نکاح کرے گا تو زبیدہ پر طلاق مغلظہ واقع ہو جاوے گی کما فی الدر المختار شرطہ الملک الخ او الاضافۃ الیہ الخ کان نکحت امرأۃ الخ[1]

> فلاں کی اجازت کے بغیر فلاں سے نکاح کروں تو مجھ پر طلاق، نکاح کرسکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۷/۷) زید نے کہا اور لکھا کہ بدون اجازت عمرو اگر زبیدہ سے نکاح کروں تو مجھ پر طلاق ہے یا محض یہ لفظ کہ بدون اجازت عمرو اگر زبیدہ سے نکاح کروں تو طلاق ہے شکل اول میں زید نے خود پر طلاق ڈالی، اور شکل ثانی میں محض لفظ طلاق کا استعمال کیا اب زبیدہ سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس لفظ سے کہ مجھ پر طلاق ہے طلاق واقع نہ ہوگی اور دوسرے لفظ سے کہ اگر زبیدہ سے نکاح کروں تو طلاق ہے زبیدہ بعد نکاح کے مطلقہ ہو جاوے گی کما فی الشامی انہ لا یلزم الاضافۃ صریحۃ بل تکفی القرینۃ والعادۃ وعبارتہ ھکذا و یؤیدہ ما فی البحر لو قال امرأۃ طالق او قال طلقت امرأۃ ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق الخ ویفہم منہ انہ لو لم یقل ذلک تطلق امرأتہ لان العادۃ ان من لہ امرأۃ انما یحلف بطلاقھا لا بطلاق غیرھا الخ[2]۔

> انشاء اللہ متصلاً کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال (۱۸/۷) زید نے الفاظ سوال سوم اور چہارم کے ہمراہ لفظ انشاء اللہ تعالیٰ بھی کہا۔ اس صورت میں زید زبیدہ سے نکاح کرسکتا ہے کہ نہیں۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۸۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر
[2] رد المحتار کتاب الطلاق باب الصریح ص ۵۹۰ ج ۲ و ص ۵۹۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر

الجواب:- انشاء اللہ متصلاً کہہ دینے سے حکم طلاق ساقط ہو جاتا ہے، قال لھا انت طالق انشاء اللہ تعالیٰ متصلا الخ لا یقع[1]۔

> اگر تم خالہ کے گھر جاؤگی تو طلاق اس کے بعد کسی طرح جاسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۹/۷) زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تم اپنی خالہ کے گھر جاؤگی تو تم پر طلاق ہے، تو ایسی حالت میں وہ عورت باجازت شوہر اپنی خالہ کے یہاں جاسکتی ہے یا نہیں علاوہ اس کے کوئی صورت ایسی ہے کہ بلا وقوع طلاق وہ زوجہ اپنی خالہ کے گھر جاسکتی ہے یا کسی صورت سے بھی جانا ممکن نہیں ہے۔

الجواب:- اس صورت میں تعلیق مطلق ہے، لہٰذا اگر وہ عورت اپنی خالہ کے گھر جاوے گی، اگرچہ باجازت جاوے طلاق واقع ہو جاوے گی۔ لیکن ایک دفعہ واقع ہو کر پھر دوبارہ وسہ بارہ وغیرہ جانے سے طلاق واقع نہ ہوگی، اگر شوہر نے طلاق کا لفظ کہا تین طلاق نہ کہا تھا تو ایک طلاق کے بعد عدت میں رجوع کرلیوے۔

> کہا کہ فلاں سے ملوں تو میرا نکاح فسخ ہے اگر ملے گا تو طلاق ہوگی یا نہیں

سوال (۲۰/۷) قد علق الرجل فسخ نکاحہ علی ملاقات احد فقال ان لقیت بفلان فنکاحی فاسخ۔ فیا ایھا الھداۃ قد طلقت زوجتھا اذا وجد اللقاء المذکور ام لا۔

الجواب:- ان نوی الطلاق بقولہ فنکاحی فاسخ یقع الطلاق البائن بعد وجود الشرط ای اللقاء کما ھو حکم التعلیق قال فی الدر المختار۔ اذھبی الی جہنم یقع ان نوی خلاصۃ وکذا اذھبی عنی و افلحی وفسخت النکاح وانت علی کالمیتۃ[2] الخ۔ فقط

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق مطلب مسائل الاستثناء والمشیۃ ص ۷۰۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔
[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکنایات ص ۶۵۲ ج ۲ ظفیر

کہاکہ زوجہ کوتکلیف دوں تواس پر طلاق اورکپڑانہیں دیاتوکیاحکم ہے

سوال (۷۲۱) ایک شخص نے نکاح کے بعدیہ اقرارکیاکہ اگرمیں اپنی زوجہ کوقصداً تکلیف دوں تومیری زوجہ پرطلاق ہے، بعدازاں زیدنے اپنی منکوحہ کویہ تکلیف پہنچائی کہ زیدکی عدم موجودگی میں زیدکی ماں نے زیدکی منکوحہ سے کھانے کی اشیاء جبراً لے کرصندوق میں بندکردی، مسماۃ منکوحہ نے کپڑابدلنے کے لئے زیدسے کپڑاطلب کیازیدنے کپڑانہیں دیا۔ حالانکہ کپڑے کی سخت ضرورت تھی۔ آیاموافق اقرارنامہ کے طلاق واقع ہوئی یانہیں۔

الجواب:- زیدکی والدہ کافعل زیدکی طرف منسوب نہ ہوگا۔ باقی زیدکا کپڑے بدلنے کونہ دینااس میں یہ تفصیل ہے، درمختارمیں ہے وتفرض لہاالکسوۃ فی کل نصف حول مرۃ لتجدد الحاجۃ حراً وبرداً الخ ثم قال وتزاد فی الشتاء جبۃ وسروال وما یدفع بہ اذی حر وبرد ولحافاً وفراشاً وحدھا الخ قولہ الی ان طلبتہ[1] اورشامی میں ہے قولہ فی کل نصف حول مرۃ الا اذا تزوج وبنی بہا ولم یبعث لہا کسوۃ فتطالبہ بہا قبل نصف الحول والکسوۃ کالنفقۃ فی انہ لا یشترط مضی المدۃ بحر عن الخلاصۃ وحاصلہ انما تجب لہا معجلۃ لا بعد تمام المدۃ واعلم انہ لا یجدد لہا الکسوۃ مالم یتخرق ما عندھا او یبلغ الوقت الذی یکسوھا[2] الخ پس جس تفصیل سے کپڑاپہناناشوہرکے ذمہ لازم ہے اگراس میں اس نے کوتاہی کی ہے تویہ بیشک تکلیف ہے اورطلاق واقع ہوجاوے گی ورنہ نہیں،

[1] الدرالمختارعلی ہامش ردالمحتارباب النفقۃ ص۸۹۳ ج۲ وص۸۹۴ ج۲ وص۸۹۶ ج۲ ۱۲ ظفیر
[2] ردالمحتارباب النفقۃ ص۸۹۳ وص۸۹۴ ۱۲ ظفیر۔

ایک شخص نے کہااگربات کردں تومیری بیوی پر طلاق، دوبیوی میں سے کس پرطلاق ہوگی

سوال (۷۲۲) شخصے گفت اگر من باتوکلام کنم بزوجہ من سہ طلاق، بعد ازاں باوکلام کرد وحالانکہ آں شخص رادوزوجہ است، پس برہرزن سہ طلاق باشد یابریک زن؟ وکدام زن؟۔

الجواب:- بریک زن سہ طلاق واقع خواہدشدواختیارتعیین مرشوہر راست ولو قال امرأتی طالق ولہ امرأتان او ثلث تطلق واحدۃ منہن ولہ خیار التعیین[1] وفی الشامی لافرق فی ذلک بین المعلق والمنجز الخ

طلاق معلق کی اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال (۷۲۳) زیدنے اپنی زوجہ ہندہ کو چندشرائط لکھ دیں، منجملہ ان کے جویہ شرط ہے کہ جب میرے خسریااورکوئی عزیزمیری زوجہ کورخصت کرانے آویں توبوقت رخصت کے میں کوئی مزاحمت نہ کروں گا، اگرکوئی مزاحمت کروں تویہی تحریربجائے طلاق بائن سمجھی جاوے، جب زیدکاخسراپنی لڑکی کورخصت کرانے گیاتوزیدنے پس وپیش کرکے دوتین روزکے بعدرخصت کیا۔ تواس صورت میں طلاق واقع ہوئی یانہ؟۔

الجواب:- اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔

یہ کہاکہ اگرتوفلاں گھرمیں داخل ہوئی توتجھ پر تین طلاق، پھراس نے درج ذیل حیلہ کیاکیاحکم ہے

سوال (۷۲۴) ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہاکہ اگرتوفلاں گھرمیں داخل ہوگی توتجھ پرتین طلاق سے طلاق ہے۔ پھراس شخص نے یہ حیلہ کیاکہ اس عورت کوطلاق بائن دے کرعدت کے اندرنکاح کرلیااورنکاح سے پہلے اس

[1] الدرالمختارعلی ہامش ردالمحتارباب طلاق غیرالمدخول بہا ص۶۲۹ ۱۲ ظفیر

کو گھر میں داخل کیا پھر اس سے نکاح کرلیا، اس صورت میں وہ عورت مطلقہ ثلثہ تو نہ ہوگی ؟

الجواب :- عدت کے اندر گھر میں داخل ہونے سے وہ عورت مطلقہ ثلثہ ہوجاوے گی[1] اور نکاح مطلقہ ثلثہ سے بدون حلالہ کے صحیح نہیں۔

نان نفقہ نہ دوں تو نکاح سے باہر

سوال (۷۲۵) ایک شخص نے کہا اگر میں اپنی زوجہ کو نان نفقہ نہ دوں تو وہ میرے نکاح سے باہر ہوجاوے گی۔ اب سات ماہ گذر چکے کہ اس نے ایک حبہ بھی نہیں دیا تو اس کی عورت پر طلاق واقع ہوئی یا نہ دوسرا نکاح اس عورت کا جائز ہے یا نہ۔

الجواب :- اس صورت میں ایک طلاق بائنہ اس عورت پر واقع ہوگئی[2]۔ بعد عدت کے دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔

صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال (۷۲۶) ایک شخص نے بقر سائم غیر کو چرا گاہ میں کھالیا، چند آدمی اس وقت موجود تھے، بعدہ وقت مخاصمت ومواخذہ کے بخوف تاوان ومعاوضہ کے شخص مذکور نے کہا کہ یہ میرا جانور تھا اور اگر یہ میرا جانور نہیں ہے تو تین شرطوں سے میری موجودہ عورت مطلقہ ہوجاوے تین شرط بجائے تین طلاق کے ہمارے ملک میں مستعمل ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔ اور اگر واقع ہوئی تو کونسی طلاق ہوئی۔

الجواب :- درمختار میں ہے فان غصب وغیر المغصوب فزال اسمہ واعظم منافعہ الی ان قال ضمنہ وملکہ بلا حل انتفاع

[1] فلو ابانہا ای بما دون الثلاث ثم نکحہا فوجد الشرط طلقت لبقاء التعلیق ببقاء محلہ درمختار مع رد المحتار ص۶۹۰ ج۲ مطبوعہ بیروت [2] فاذا اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا (عالمگیری کشوری ص۴۴ ج۲) ظفیر۔

قبل اداء ضمانہ ای رضی مالکہ باداء کذبح شاۃ ای شاۃ غیرہ[1] الخ اس عبارت سے واضح ہوا کہ صورت مسئولہ میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ ذبح کرنے سے غاصب مالک ہوجاتا ہے، اگرچہ بلا ادائے ضمان نفع اٹھانا حرام ہے۔

لکھا اگر بیوی کو جلد نہیں بھیجا تو یہ میرا طلاق نامہ ہے۔ اس صورت میں ایک ماہ سے کم مدت میں بھیج دیا تو طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال (۷۲۷) ایک شخص نے اپنے سالے کے نام خط لکھا جس میں اپنے خسر کو بہت برا بھلا لکھا ہے اور بعد میں یہ بھی لکھا کہ پس مناسب ہے کہ ہزار ہزار تحریر کی یہ ایک تحریر تصور کر کے جلد بڑی بیگم یعنی میری زوجہ کو میرے مکان پر روانہ کردو، اگر اس پر بھی کسی لالچ سے روانہ نہیں کی جاوے گی تو میرا طلاق نامہ ہے۔ اول تو یہ فرمائیے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کس قسم کی۔ مضامین خط سے زوجہ قاضی کے یہاں تفریق کا دعوی کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب :- قال فی الدر المختار الشہر وما فوقہ ولو الی الموت بعید وما دونہ قریب الخ ولفظ السریع کالقریب والاجل کالبعید[2] الخ پس شوہر نے صورت مسئولہ میں اپنی زوجہ کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ جلد اس کو بھیجدو اگر نہ بھیجو گے تو یہی میری طرف سے طلاق ہے، پس ایک ماہ کی مدت سے کم میں بڑی بیگم یعنی زوجہ کاتب کو نہیں بھیجا گیا تو موافق تصریح فقہاء اس پر طلاق معلق واقع ہوگئی۔ عدت کے گذرنے پر جو کہ مطلقہ کے لئے تین حیض ہیں وہ عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے جب کہ موافق تحریر بالا عورت پر

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الغصب ص۱۶۶ ج۵۔ ظفیر۔
[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار الشہر وما فوقہ بعید ص۱۸۲ ج۳۔ ظفیر۔

طلاق واقع ہوگئی تواگرچہ طلاق رجعی ہوتب بھی بعد عدت کے عورت مطلقہ شوہر کے نکاح سے خارج ہوجاتی ہے، پس عدت گذرنے کے بعد عورت دعوی تفریق بے تامل کرسکتی ہے۔ اوروہ دعوی کرے یا نہ کرے خود بخود بعد عدت گذرنے کے نکاح شوہر سے خارج ہوجاوے گی۔

مشروط طلاق کا حکم

سوال (۷۲۸) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو اس شرط پر طلاق دی کہ اگر بکر (زید کے بیٹے) نے اپنی ماں ہندہ کے روبرو زید کی توہین کی اور ہندہ نے بکر کو منع نہیں کیا تو ہندہ پر تین طلاق مگر دریافت سے معلوم ہوا کہ اس وقت ہندہ بکر کے پاس موجود نہ تھی، ہندہ کو کچھ علم بھی نہیں تھا صورت ہذا میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:- صورت مسئولہ میں اگر شرط ایقاع طلاق نہیں پائی گئی یعنی یہ کہ بکر نے اپنی والدہ ہندہ کے روبرو زید اپنے باپ کی توہین نہ کی یا کی مگر اس نے زد کا اور منع کیا تو طلاق واقع نہ ہوئی، اور جب کہ ہندہ اس وقت موجود ہی نہ تھی تو وقوع طلاق کی کوئی وجہ ہی نہیں ہے، پس صورت مسئولہ میں طلاق ہندہ پر واقع نہ ہوئی۔

نکاح کرکے یہ شرط نامہ لکھ دیا کہ دوسرا نکاح کروں تو تم کو طلاق کا اختیار ہے لہذا دوسرے نکاح کے بعد عورت کو اختیار حاصل ہوگا

سوال (۷۲۹) ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور کابین نامہ لکھ دیا کہ اگر میں دوسرا نکاح کروں یا نان نفقہ نہ دوں تو تم کو تین طلاق لینے کا اختیار ہے، اس کے بعد زید نے دوسرا نکاح کرلیا اور نان نفقہ نہیں دیا گواہ موجود ہیں۔ اب اس عورت نے کابین نامہ اپنے شہر کے قاضی کے یہاں پیش کیا اور نکاح فسخ کراکر بعد عدت کے نکاح ثانی عمر سے کیا۔ اب ولی شوہر اول اور ان کے درمیان تنازع ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ کابین نامہ جھوٹ ہے۔ آیا یہ نکاح درست ہے؟ یعنی عمر سے اور عمر کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب:- جب کہ مرد نے شرائط کابین نامہ کو پورا نہ کیا اور خلاف ان شرائط کے کیا تو عورت کو اختیار طلاق لے لینے کا حاصل ہے، پس جب عورت نے اپنے نفس کو تین طلاق دی طلاق ہوگئی، اور بعد گذرنے عدت کے یعنی تین حیض کے نکاح ثانی جو عمر سے کیا وہ صحیح ہے۔ اور عمر پر کچھ گناہ اور مواخذہ نہیں، امامت عمر کی بلا کراہت درست ہے۔

روٹی کپڑا نہ دوگے تو یہی طلاق ہے

سوال (۷۳۰) برادری نے شوہر سے کہا کہ تم اس کو روٹی کپڑا دوگے۔ اگر نہ دوگے تو وہ اپنی دوسری شادی کرلے گی۔ شوہر نے اقرار کرلیا کہ میں روٹی کپڑا دوں گا اور کہا کہ میرا دہی اقرار طلاق سمجھا جائے۔ اب وہ شوہر اس کی خبر گیری نہیں کرتا۔ آیا یہ طلاق لے کر دوسرا نکاح کرسکتی ہے؟

الجواب:- شوہر کا اگر یہ مطلب تھا کہ اگر میں روٹی کپڑا نہ دوں تو اقرار طلاق سمجھا جاوے تو اس صورت میں جبکہ اس نے روٹی کپڑا نہیں دیا موافق اس کے اقرار کے اس کی زوجہ مطلقہ ہوگئی بعد عدت کے دوسرا نکاح کرنا اس کو درست ہے۔

ایک کو طلاق دی تو دوسری عورت پر یا پہلی پر سابق شرط کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی

سوال (۷۳۱) اگر کسی شخص نے ایک عورت کو طلاق دی اور بعد میں اس سے نکاح کیا تو نکاح کے بعد اس کی سابقہ طلاق پڑجائے گی یا نہیں؟ اور اگر کسی شرط کے ساتھ طلاق دے اور پھر اسی عورت سے نکاح کرے اور نکاح کے بعد وہ شرط پائی جائے تو اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب:- قبل از نکاح عورت پر طلاق واقع نہیں نہ منجزاً نہ معلقاً جبکہ تعلیق قبل از نکاح ہو اگرچہ تحقق شرط بعد نکاح ہو۔ مثل قولہ لاجنبیۃ ان دخلت الدار فانت طالق ثم نکحہا فدخلت الدار فلا یقع الطلاق[1]

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص ۵۲۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

تم سے وطی کروں تو ماں بہن سے کروں اس کہنے سے طلاق نہیں ہوگی

سوال (۷۳۲) اگر کسی نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ اگر میں تجھ سے جماع کروں تو اپنی ماں بہن سے کروں اور پھر اس سے جماع کرلیا تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟ اور اگر یہ کہا کہ میں طلاق دے آیا ہوں، حالانکہ طلاق نہیں دی تھی جھوٹ بولا تو اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

الجواب :- اگر کسی نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ اگر تجھ سے جماع کروں تو اپنی ماں بہن سے کروں۔ اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی مگر یہ کہنا گناہ ہے آئندہ ایسا نہ کہے اور اس سے کہ میں طلاق دے آیا ہوں اگرچہ جھوٹ کہا ہو طلاق واقع ہو جاتی ہے لو اقر بالطلاق کاذبا او هازلا وقع قضاءً لا دیانة" شامی[1] ص۵۹۷ ج۲۔

مذکورہ صورت میں کیا حکم ہے

سوال (۷۳۳) دو طالب علموں میں بحث ہوئی ہدایۃ النحو کی عبارت مندرجہ ذیل کے متعلق (الجمعیۃ ولی وهما الخ) ایک کہتا ہے الجمعیۃ غلط ہے للجمعیۃ ہونا چاہئے اگر الجمعیۃ غلط نہ ہو تو میری بیوی پر طلاق ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ اگر الجمعیۃ کا مطلب صحیح نہ ہو تو میری بیوی پر طلاق ہے اس صورت میں کس کی بیوی پر طلاق ہوئی۔

الجواب :- صورت مسئولہ میں دونوں میں سے ایک کی بھی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ ہدایۃ النحو کے تمام نسخوں میں الجمعیۃ کا لفظ موجود ہے جو سیاق کلام اور ترکیب نحوی کے لحاظ سے نہایت صحیح اور برمحل ہے اور مجرور بھی ہو سکتا ہے اور مرفوع بھی۔ ان دونوں صورتوں میں حاصل یہ ہوگا (وہ جمع تنہا دو سببوں کے قائم مقام ہے جن میں ایک جمعیۃ اور دوسرا اس کا لزوم ہے الخ) اور اگر للجمعیۃ ہو تو معنی جب بھی صحیح ہو جائیں گے بلکہ مفاد کے لحاظ سے مناسب تر ہوں گے۔ یعنی جمع دو سببوں کے قائم مقام

[1] رد المحتار کتاب الطلاق ص۵۹۶ ج۲۔ ظفیر۔

اس لئے ہے کہ اس میں جمعیۃ ہے اور لزوم جمعیۃ بھی، پس جب کہ دونوں عبارتوں کا حاصل اپنے اپنے موقع پر صحیح ہے تو وقوع طلاق کی کوئی وجہ نہیں۔ وجود شرط کے بغیر وقوع طلاق متصور نہیں[1]۔

مکرر متعلقہ استفتاء

الجواب :- پہلے جواب میں یہ بات پیش نظر تھی کہ جب قائل اول یوں کہتا ہے کہ اگر الجمعیۃ کا لفظ غلط نہ ہو تو میری بیوی پر طلاق ہے تو گویا وہ یوں کہہ رہا ہے کہ اگر یہ غلط نہ ہو اور للجمعیۃ غلط ہو تو میری بیوی پر طلاق ہے یعنی جس شرط پر اس نے وقوع طلاق کو معلق کیا ہے اس کے دو جزو ہیں الجمعیۃ کا صحیح ہونا اور للجمعیۃ کا غلط ہونا، پس جب کہ للجمعیۃ غلط نہیں تو شرط بتمامہ نہیں پائی گئی لہذا طلاق بھی واقع نہیں ہوئی، لیکن قائل کی مراد یہ نہیں ہے بلکہ صرف لفظ الجمعیۃ کی صحت پر طلاق کو معلق کیا ہے تو چونکہ یہ شرط متحقق ہے لہذا وقوع طلاق میں شبہ نہیں۔ بہرحال الجمعیۃ اور للجمعیۃ دونوں اپنے اپنے موقع پر صحیح ہیں۔ الجمعیۃ کو غلط کہنا جہل اور قواعد نحو سے انتہائی ناواقفیت ہے پس موجودہ صورت میں بھی اگر طلاق واقع ہوگی تو قائل اول کی بیوی پر ہوگی اور قائل ثانی بہرکیف سبکدوش ہے۔

اقرار کے خلاف ہونے کی صورت میں طلاق ہوگی

سوال (۷۳۴) میرا عقد اس اقرار پر ہوا کہ ہماری عورت اپنے والدین کے مکان پر رہے اور ہم اس کا کھانا کپڑا برابر دیں گے چند ماہ بعد ہم اپنے مکان پر چلے آئے، اب ہم رخصتی کے طلبگار ہیں تو عورت کا والد کہتا ہے کہ ہماری لڑکی تمہارے اقرار پر بیٹھی ہے تمہارے ہمراہ نہ جاوے گی تم نے اقرار کے خلاف کیا تمہارا نکاح ٹوٹ گیا۔ آیا موافق شریعت کے ہمارا نکاح ٹوٹ گیا یا قائم ہے۔

[1] وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ص۶۶۵ ج۲) یہاں شرط نہیں پائی گئی لہذا طلاق واقع نہیں ہوئی۔ ظفیر

الجواب:- اگر تم نے نکاح میں یہ شرط کی تھی کہ ہم اپنی زوجہ کو اس کے باپ کے گھر رہ کر کھانا کپڑا دیں گے اور اگر نہ دیں تو اس پر طلاق ہے اور وہ ہمارے نکاح سے خارج ہے، تو بصورت نہ دینے نان ونفقہ کے اس پر طلاق واقع ہو جاوے گی، اور وہ تمہارے نکاح سے خارج ہو جاوے گی۔ اور اگر طلاق کی تعلیق نہ تھی تو پھر اس پر طلاق واقع نہ ہوگی اور نکاح فسخ نہ ہوگا اور تم اپنی زوجہ کو رخصت کرا سکتے ہو۔ (سوال میں تعلیق کا ذکر نہیں ہے لہذا طلاق واقع نہیں ہوئی۔ ظفیر)۔

سوال (۷۳۵) | صورت مذکورہ میں طلاق نہیں ہوگی

ایک شخص نے بعد نکاح اپنے قلم سے تحریر کر دیا کہ اگر میں اس منکوحہ پر دوسری شادی کروں یا اس منکوحہ اور اس کی والدہ کی بلا رضامندی کسی جگہ سکونت اختیار کروں تو یہ منکوحہ میری مطلقہ بہ طلاق بائن ہوگی۔ پھر اس نے بغیر رضامندی دونوں کے ایک گاؤں میں امامت کرلی اور وہاں رہنے لگا۔ بعض ایام میں بعد نماز عشاء گھر آجاتا اور نماز فجر سے پہلے چلا جاتا ہے تو اس کی منکوحہ پر طلاق بائن واقع ہوگئی یا نہیں۔

الجواب:- اقول وباللہ التوفیق ظاہر یہ ہے کہ اس صورت میں اس کی منکوحہ پر طلاق بائنہ واقع نہ ہوگی کیونکہ غرض حالف کے کسی جگہ سکونت کرنے سے یہ ہے کہ مع اہل وعیال کے اس جگہ سکونت کرے کما لا یخفیٰ پس ملازمت کے لئے کسی جگہ جانا اور بضرورۃ ملازمت وہاں رہنا اس مقام کو دائماً جائے سکونت بنانا نہیں ہے قال فی رد المحتار والمساکنۃ بالاستقرار والدوام وذلک باھلہ ومتاعہ[1] ج ۳ وقال قبلہ ومراد المساکنۃ لا تثبت الا باھل کل منھما ومتاعہ[2]

سوال (۷۳۶) | ایسا نہ ہو تو مجھ پر سہ طلاق کہنے سے نہ ہونے کی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی

ایک شخص نے پیشی مقدمہ کے وقت عدالت میں یہ کہا کہ اگر آج اس مقدمہ

[1] رد المحتار کتاب الایمان مطلب حلف لا یساکن فلانا ص ۱۰۶ ج ۳۔ ظفیر [2] ایضاً ص ۱۰۶ ج ۳ ۔ ظفیر

میں فتح نہ پاؤں تو مجھ کو سہ طلاق شرعی ہے، اور مقدمہ میں کامیابی نہ ہوئی تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- فی الدر المختار وعلی الطلاق وعلی الحرام فیقع بلا نیۃ للعرف وتمام تحقیقہ فی رد المحتار[1] پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں تحقق شرط کی حالت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی۔

سوال (۷۳۷) | اس صورت میں جب شرط نہیں پائی گئی طلاق نہیں واقع ہوئی

زید اپنے باپ اور دیگر بھائیوں کے ساتھ دکان کرتا ہے، مکان سکونتی اس کا علیحدہ ہے ایک دوسرا بھائی زید کا ہے اس کے یہاں چوری ہوئی، زید نے حلف کیا کہ میرے چوری نہیں ہوئی اگر میرے ہوئی ہو تو میری عورت پہ تین طلاق ہیں۔ اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں، کیونکہ مال سب کا مشترک ہے لیکن زید کی مراد یہ تھی کہ میرے گھر چوری نہیں ہوئی۔

الجواب:- اگر زید نے یہ نیت کرکے تعلیق کی ہے کہ میرے گھر میں چوری نہیں ہوئی اور اگر ہوئی ہو تو الخ پس اس نیت سے حلف کرنے میں اس کی زوجہ مطلقہ نہیں ہوئی، کیونکہ اس کے مکان میں چوری نہیں ہوئی۔

سوال (۷۳۸) | صورت مسئولہ میں طلاق نہیں ہوئی

ایک شخص نے اپنی زوجہ کو یہ کہا اور لکھ دیا کہ اگر میں غیر عورت سے سوائے تمہارے حرام کروں یا اس کی بابت گفتگو کروں تو بی بی خاتون جنت سے ایسا کروں والعیاذ باللہ تعالیٰ اس کے بعد اس کو ایک غیر عورت سے گفتگو کرتے دیکھا گیا تو اس کی زوجہ اس پر حرام ہوگئی یا نہیں۔ اور اس لفظ سے کفر عائد ہوا یا نہیں؟ -

الجواب:- اس صورت میں اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی، اور

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الصریح ص ۵۹۴ ج ۲ ۔ ظفیر

اس پر طلاق واقع نہیں ہوئی اور کفر بھی اس پر عاید نہیں ہوا۔ جو کچھ کہا اور لکھا اس سے توبہ کرے اور آئندہ ایسا نہ کہے۔

وعدہ تھا کر ساس کے گھر بیوی کو رکھوں گا اب اگر اپنے گھر لے جائے گا تو کیا حکم ہے

سوال (۷۳۹) کمترین نے ایک عورت سے نکاح کیا اور منکوحہ کی والدہ نے قبل نکاح مجھ سے یہ معاہدہ لکھا لیا کہ میں خلاف مرضی اس کی منکوحہ کو اس کے گھر سے باہر نہیں لے جاؤں گا صرف یہی الفاظ تھے کسی قسم کی تعلیق وغیرہ نہیں تھی، اب منکوحہ کو میں اپنے گھر لے جانا چاہتا ہوں تو میرے نکاح میں کچھ فرق آوے گا یا نہیں۔

الجواب: - اس صورت میں چونکہ تعلیق نہیں ہے اس لئے اگر وہ شخص اپنی زوجہ کو بدون اجازت اس کی والدہ کے اس کے مکان سے لے جاوے تو نکاح میں کچھ خلل نہ آوے گا اور طلاق واقع نہ ہوگی، البتہ بسبب معاہدہ کے بلا ضرورت اس شخص کو خلاف معاہدہ نہ کرنا چاہئے اور اپنی زوجہ کو نہ لے جانا چاہئے اور اگر بضرورت لے جاوے تو جائز ہے اور کچھ کفارہ اس پر لازم نہیں ہے۔

قصور ظاہر کردے ورنہ تین طلاق، قصور ظاہر کردیا تو طلاق نہ ہوئی

سوال (۷۴۰) زید کی بیوی حمیدہ سے کوئی قصور ہوگیا تھا، زید نے سخت غصہ میں حمیدہ سے کہا کہ اگر تو اپنا قصور ظاہر کردے تو میں تیرا جرم معاف کردیتا ہوں ورنہ تجھے تین مرتبہ طلاق ہے۔ زید کے اس کہنے سے پیشتر ہی حمیدہ نے زید کی بہن سے اپنے قصور کو ظاہر کردیا تھا جو بعد میں زید پر بھی ظاہر ہوگیا، طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب: - اس صورت میں چونکہ حمیدہ نے اپنا قصور ظاہر کردیا اور زید پر بھی ظاہر ہوگیا، اس لئے حمیدہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، موافق اس قاعدہ کے اذا فات الشرط فات المشروط۔ فقط

❁ ❁ ❁

بلا رضامندی لے جاؤں تو نکاح فسخ ہوگا کہا تو اب کیا حکم ہے

سوال (۷۴۱):- خلاصہ سوال یہ ہے کہ شوہر نے زوجہ کو یہ لکھ دیا کہ بعد نکاح ہونے کے یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر منکوحہ کے بلا رضامندی دوسری جگہ لے جاؤں تو میرا نکاح فسخ ہوگا، عورت نے یہی الفاظ کہہ کر شوہر سے اقرار نامہ لکھوا لیا ہے، اس صورت میں مذاکرہ طلاق ہوگا یا نہیں، اور وقوع طلاق کا کیا حکم ہوگا۔

الجواب: - فسخ نکاح کا لفظ جب کہ صریح طلاق کا لفظ نہیں ہے اور عورت نے یہی لفظ کہا ہے، صراحتاً طلب طلاق نہیں کی تو مذاکرہ طلاق نہ ہوا، لہذا شوہر کی نیت کا اعتبار ہوگا، اور اگر عورت صریح الفاظ میں طلب طلاق معلق کرتی اور اس پر شوہر فسخ نکاح کا لفظ تعلیقاً کہتا تو تحقق شرط کے وقت طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوجاتی، کما فی الدر المختار وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً[1] الخ۔

اگر نکاح نہ کروں تو میری منکوحہ پر تین طلاق اس کہنے کا کیا حکم ہے

سوال (۷۴۲) زید شادی شدہ ہے۔ اور وہ حلف اٹھاتا ہے کہ اگر دیگر نکاح نہ کروں تو مجھ پر اپنی منکوحہ بطلاق ثلاثہ طلاق، اگر زید دیگر شادی نہ کرے تو زید کی منکوحہ کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب: - زید اگر دوسری شادی نہ کرے گا تو خواہ وہ ہندہ سے کرے یا کسی دوسری عورت سے تو اس کی پہلی منکوحہ پر طلاق ثلاثہ واقع ہوجاوے گی، لیکن ابھی اس کی منکوحہ سابقہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ اس نے ابھی کوئی وقت اپنے نکاح ثانی کا مقرر نہیں کیا، پس تمام مدت حیات اس کا وقت ہے، پس آخر حیات تک اگر زید نے دوسرا نکاح نہ کیا تو اس وقت اس کی منکوحہ سابقہ مطلقہ ثلثہ ہوگی۔

خلاف شریعت کوئی کام کروں تو تم کو طلاق کا اختیار ہوگا، اب اگر قبر کو سجدہ کرے تو اختیار ہوگا یا نہیں

سوال (۷۴۳)۔ دولہا کی طرف سے یہ اقرار نامہ تحریر ہوا کہ اگر میں خلاف

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۹۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

شریعت کوئی کام کروں تو دولہن کو اختیار ہوگا کہ مجھ سے علیحدگی کرکے طلاق حاصل کرلیوے جب دولہن اس کے گھر گئی تو اس نے قبروں کو سجدہ کیا، دولہن نے باپ کے گھر آکر خاوند کو کہا کہ تم پابند شریعت ہوجاؤ ورنہ میرا مہر ادا کردو، خاوند نے کچھ نہ کہا، اس بناء پر عورت نے اپنے نفس کو تین طلاق دی، یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب:۔ اس صورت میں یہ تعلیق وتفویض جو شوہر کی طرف سے اپنی زوجہ کے لئے ہوئی تھی صحیح تھی، اور عدم ایفاء شروط کی صورت میں عورت کو طلاق کا اختیار تھا، لیکن یہ اختیار اسی وقت تک تھا جس وقت شوہر سے خلاف شریعت امور صادر ہوئے تھے یعنی بفور صدور اگر عورت اپنے اختیار کو استعمال کرلیتی تو طلاق واقع ہوجاتی، لیکن جب کہ ایک مدت یونہی گذر گئی اور اس نے اپنے مفوضہ اختیار سے کام نہیں لیا تو بظاہر اب یہ اختیار اس کو نہیں رہا کیونکہ تفویض میں کوئی لفظ ایسا نہیں جو اختیار کے استمرار ودوام پر دلالت کرے، لہذا یہ اختیار ٹھیک عدم ایفاء شروط کے وقت تک ہی محدود رہے گا، عورت نے اتنی مدت کے بعد اپنے اختیار سے جو طلاق لی ہے وہ واقع نہیں ہوئی، شامی میں ہے قوله امرك بيدك مثله المعلق كان دخلت الدار فامرك بيدك فان طلقت نفسها كما وضعت القدم فيها طلقت وان بعد ما مشت خطوتين لم تطلق لانها طلقت بعد ما خرج الامر بيدها بحر من المحيط[1]۔ فقط

اس بیوی کی حیات میں دوسری شادی کروں تو اس دوسری کو تین طلاق، اب پہلی کو طلاق دے کر دوسری شادی کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۷۴۴)۔ مسمی علی افسر نے مسماۃ بیوی جان سے نکاح کیا اور یہ لکھ دیا کہ اگر بیوی جان کی حیات میں دوسری عورت سے نکاح کروں تو وہ مطلقہ ثلاثہ ہوگی، اور اب علی افسر نے مسماۃ بیوی جان کو طلاق

لہ رد المحتار باب الامر بالید ص۲۶۲ ج۲ ۔ ظفیر

دے کر دوسری عورت سے نکاح کرلیا ہے تو اس عورت پر طلاق ثلثہ واقع ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں اگر بحیات زوجہ اولیٰ مسماۃ بیوی جان کے علی افسر نے دوسرا نکاح کرلیا تو دوسری زوجہ مطلقہ بطلقات ثلثہ ہوجاوے گی لان الایمان مبنیة على الالفاظ لا على الاغراض۔ درمختار وفی رد المحتار وعلى هذا لو قال لامرأته كل امرأة تزوجها بغير اذنك فطالق فطلق امرأته طلاقا بائنا او ثلاثا ثم تزوج بغير اذنها طلقت لانه لم تتقيد يمينه ببقاء النكاح[1]

طلاق نامہ لکھا مگر کہا کہ جب تک مہر کی معافی نہ لکھ دے یہ تحریر نہ دی جائے کیا حکم ہے

سوال (۷۴۵)۔ زید نے اپنی زوجہ کو طلاق تحریر کرکے اپنے عزیز کے پاس بھیج دی۔ اور تاکید کی جب تک میری زوجہ دین مہر سے دست برداری نہ لکھ دے اس کو یہ تحریر نہ دینا، زید کی زوجہ نے دست برداری دینے سے انکار کردیا تو طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ زید کی یہ تحریر معافی مہر پر معلق تھی جیسا کہ زید کی تصریح مابعد سے معلوم ہوتا ہے، پس اگر اس کی زوجہ نے معافی کو منظور نہیں کیا تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ هكذا حكم التعاليق والعبرة للمعاني۔

کہا کہ آج دن سے اگر میرا بدن چھوے تو تم پر تین طلاق، رات میں چھوا تو کیا حکم ہے

سوال (۷۴۶) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو رات کے وقت غصہ میں یہ کہا کہ آج دن سے اگر تو میرا بدن چھوئے تو تجھ پر تین طلاق، بی بی گھبرا گئی اور شوہر کا ہاتھ پکڑ لیا کہ مجھے معافی دو، شوہر کے کلام میں دن کی قید ہے اور شوہر کی نیت طلاق دینے کی نہ تھی، تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ حکم شرعی یہ ہے کہ صریح لفظ طلاق میں خواہ وہ معلق ہو یا منجز نیت کا اعتبار نہیں ہے بدون نیت کے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے کذا فی الدر المختار

لہ الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان ص۱۸۹ ج۳۔ ظفیر۔

اور ایسے موقع پر دن سے مراد مطلق وقت ہوتا ہے گویا مطلب یہ ہے کہ اس وقت سے اگر تو نے مجھ کو ہاتھ لگایا الخ لہذا اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، بدون حلالہ وہ شخص اپنی زوجہ مطلقہ ثلثہ سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا، کما قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ[1] الآیہ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلث جدھن جد وھزلھن جد[2] الحدیث قال فی الشامی ای لو قال یوم اکلم فلانا فامرأته طالق فهو علی اللیل والنهار[3] الخ

سوال (۷۴۷) - امامت و ملازمت کے سوا اگر تم کو چھوڑ کر سکونت کروں تو بیوی پر طلاق، اس کے بعد دوسرے گاؤں میں امامت کی ملازمت کر لی کیا حکم ہے

ایک عورت نے ایک مسافر کو خانہ داماد رکھا اور یہ کہا کہ اگر تم گھر میں مثل حقیقی فرزند کے سکونت رکھو تو میں اپنی دختر کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں گی ایسا نہ ہو کہ بعد نکاح تم کسی جگہ بغیر میری رضاء کے سکونت کر لو، مسافر نے کہا کہ اگر میں کسی جگہ بغیر رضا، تم دونوں کے تجھ کو چھوڑ کر سکونت کروں، تو منکوحہ میری تمہاری دختر مطلقہ بطلاق بائن ہو، اور امامت و ملازمت کی ممانعت کا اختیار تم کو نہ ہوگا اور ان دونوں سے طلاق واقع نہ ہوگی، بعد اس کے ایک دوسرے گاؤں میں بذریعہ امامت بلا منکوحہ اس نے سکونت کی، تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔؟

الجواب :- اس صورت میں جب کہ مسافر مذکور نے امامت و ملازمت کی سکونت کو مستثنیٰ کر لیا تھا تو اگر امامت و ملازمت کی وجہ سے وہ کسی دوسرے موضع میں سکونت رکھے گا تو شرط حنث نہ پائی گئی، اور اس وجہ سے اس کی زوجہ مطلقہ نہ ہوگی کیونکہ انحلال یمین وجود شرط پر ہے پس جب کہ وجود شرط متحقق نہ ہوگا

[1] سورۃ البقرۃ - ۲۹ - [2] مشکوۃ ص۲۸۴/۲ - [3] رد المحتار کتاب الایمان ص۱۸۴/۳ - ظفیر

تو حنث بھی نہ ہوگا اور جزاء مذکور اس پر مرتب نہ ہوگی کما فی الدر المختار وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا[1] الخ پس جبکہ شرط متحقق نہیں تو حنث یعنی وقوع طلاق بھی نہیں، البتہ اگر نفقہ کے بارے میں یہ تعلیق تھی کہ اگر مسافر مذکور اپنی زوجہ کو نفقہ نہ دے گا تو وہ مطلقہ بائنہ ہے، اور پھر نفقہ معہودہ نہ دیا تو طلاق بائنہ واقع ہو جاوے گی، کیونکہ وجود شرط متحقق ہے، لہذا حنث اس پر مرتب ہوگا۔

سوال (۷۴۸) سائل نے ایک عورت سے نکاح کیا اور کسی قسم کا اقرار بوقت نکاح نہیں ہوا، بعد چھ سال کے جب سرمیل اور رخصتی کا مطالبہ کیا تو منکوحہ کے والدین نے کہا کہ ہم رسومات شادی اس وقت کریں گے جب ہم کو یہ اقرار تحریر کر دو کہ ناکح اپنی منکوحہ کے والدین کے گھر رہے گا، سائل نے مجبور ہو کر اقرار نامہ لکھ دیا کہ اگر جبراً منکوحہ کو اپنے والدین سے جدا کر کے لے جاوے تو نکاح فسخ سمجھا جاوے، اس صورت میں شرط کے پائے جانے پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

نکاح کے چھ سال بعد جو شرط لکھی گئی اس سے بھی طلاق ہوگی

الجواب :- سائل کا یہ عذر صحیح نہیں ہے کہ بروقت نکاح کوئی شرط نہیں ہوئی اور چھ سال کے بعد بوقت سرمیل جو شرط ہوئی وہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ شرعاً بعد نکاح کے بھی اس قسم کی شرط اور تعلیق ہے، پس اگر بہ نیت طلاق شوہر نے یہ اقرار نامہ لکھا ہے کہ جبراً لے جانے پر نکاح فسخ سمجھا جاوے اور جبراً لے جانا ثابت ہو جاوے دو گواہان عادل سے تو عورت پر طلاق واقع ہو جاوے گی، کما فی الدر المختار شرطہ الملک او الاضافۃ الیہ[2] الخ وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً[3] الخ

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص۶۹۰/۲ - ظفیر

[2] ایضاً ص۶۹۲/۲ - ظفیر [3] ایضاً ص۶۹۰/۲ - ظفیر۔

تحریر کے خلاف چھپ کر بھی اس کام کے کرنے سے طلاق ہوجائے گی

سوال (۷۴۹) عبدالرحمن نے ایک اقرار نامہ تحریر کیا، جس کی نقل ارسال ہے، اب عبدالرحمن اس کی بیوی اور اس کے ورثہ چاہتے ہیں کہ شرائط اقرار نامہ کو فسخ کردیا جاوے. یہ جائز ہے یا نہیں اگر عبدالرحمن چھپ کر تاڑی پیوے اور شہادت شرعی نہ ہو تو اس کی بیوی مطلقہ ہوگی یا نہیں.

الجواب:- عبدالرحمن اور اس کے ورثا اس شرط سے پھر نہیں سکتے. اگر عبدالرحمن خلاف اقرار نامہ کرے گا یعنی اپنی زوجہ کو نان ونفقہ کی تکلیف دے گا یا تاڑی پیوے گا ظاہر یا پوشیدہ تو اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوجاویں گی کما قال فی الدر المختار وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا[۱] الخ۔

اگر یہ مقام چھوڑ کر کہیں جائیں تو چھ ماہ بعد بیوی پر تین طلاق، اب صورت ذیل میں کیا حکم ہے

سوال (۷۵۰) زید نے اپنی زوجہ کو یہ اقرار نامہ لکھ دیا کہ ہم گھوسی کے اندر رہیں گے اگر گھوسی چھوڑ کر کہیں چلے جائیں تو چھ مہینہ کے بعد ہماری عورت مسماۃ نظیرن کو تین طلاق بائن پڑجائیں گی، بعد تحریر اقرار نامہ زید دو ماہ گھوسی کے اندر رہا، اس کے بعد دوسری جگہ چلا گیا، پھر چھ ماہ کے اندر ہی گھوسی آیا اور اپنی بی بی کو رخصت کرا کرلے گیا اور ایک شب اپنے گھر رکھ کر میکہ پہنچا دیا اور کچھ دن گھوسی رہکر دوسری جگہ چلا گیا. اب اٹھارہ مہینہ سے گھوسی نہیں آیا تو مسماۃ نظیرن پر موافق اقرار نامہ کے طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں اگر زید یہ کہے کہ میری مراد شرط مذکور سے یہ تھی کہ رخصت کرانے سے پہلے اگر میں گھوسی چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں تو مسماۃ نظیرن پر تین طلاق ہیں تو چونکہ زید رخصت کرانے سے پہلے چھ ماہ کے لئے غائب نہیں ہوا، بلکہ چھ ماہ کے اندر گھوسی آگیا اور اپنی زوجہ کو رخصت کرا کرلے گیا، لہذا شرط طلاق نہیں پائی گئی، اور تین طلاق اس کی زوجہ پر نہیں واقع ہوئی، اور جب ایک دفعہ شرط منحل ہوگئی تو دوبارہ اس شرط سے

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص۶۹۰ ج۲۔ ظفیر

طلاق واقع نہ ہوگی، لیکن اگر زید یہ مراد اپنی بیان نہ کرے اور شرط مطلقاً رکھی جاوے کہ جس وقت بھی زید گھوسی سے چھ ماہ کے لئے غائب ہو تو اس کی زوجہ مطلقہ بطلقات ثلثہ ہوجاوے تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی کیونکہ شرط پائی گئی۔ قال فی الدر المختار وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا[۱] الخ۔

مندرجہ شرط نامہ کی خلاف ورزی کا کیا حکم ہے

سوال (۷۵۱) - زید نے اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح بکر سے چند شرائط پر کیا تھا جو اسٹامپ پر بکر نے قبل نکاح خود تحریر کردی تھیں، منجملہ ان شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص اس کے بہنوئی کی بے عزتی کرے گا الخ بصورت وعدہ خلافی ہندہ پر میرا حق زوجیت نہ رہے گا، اب بکر نے وعدہ خلافی کرکے زید اور اس کے بہنوئی کی ناحق بے عزتی کی تو ہندہ کا نکاح بکر سے فسخ ہوگیا یا نہ۔

الجواب:- نکاح سے پہلے جو اقرار نامہ شوہر نے لکھا اور تعلیق طلاق کی وہ شرعاً معتبر نہیں ہے، البتہ بعد نکاح کے اگر کسی شرط پر شوہر اپنی زوجہ کی طلاق کو معلق کرے تو اس شرط کے پائے جانے سے اس کی زوجہ مطلقہ ہوجاوے گی، بشرطیکہ صریح لفظ طلاق مذکور ہو یا کنایہ طلاق کا لفظ بہ نیت طلاق ذکر کیا جاوے اور اس صورت میں چونکہ لفظ کنایہ کا مذکور ہے اور اس میں اگر نیت طلاق کی ہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے، اس لئے بدون حلالہ کے دوبارہ شوہر اول سے نکاح ہوسکتا ہے۔

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص۶۹۰ ج۲۔ ظفیر

باب ہفتم

طلاق کے متفرق مسائل

عورت کے جیل کاٹنے کے بعد کیا شوہر کو طلاق پر مجبور کیا جائے گا

سوال (۷۵۲)۔ کیا عورت کے جیل خانہ بھگت لینے پر شوہر شرعاً طلاق دینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

الجواب:۔ مجبور نہیں کیا جا سکتا۔[1]

کیا جبراً عورت کی رخصتی کرائی جائے گی

سوال (۷۵۳)۔ کیا عورت بجبران حالات کے ہوتے ہوئے شوہر کے یہاں رخصت نہیں کرائی جا سکتی۔

الجواب:۔ عورت رخصت کرائی جانے پر شرعاً مجبور کی جاوے گی۔[2]

قاضی طلاق دے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۷۵۴)۔ کیا ایسی صورت میں بلا رضامندی شوہر جیلخانہ بھگت لینے پر بھی بعد رہائی عورت حاکم شرعی مثل قاضی طلاق دے سکتا ہے اور تفریق کر سکتا ہے یا سوائے شوہر کے اور کوئی طلاق نہیں دے سکتا۔

الجواب:۔ صرف شوہر ہی طلاق دے سکتا ہے قاضی و حاکم تفریق نہیں کرا سکتا اور طلاق نہیں دے سکتا۔[3]

[1] لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ ولا علیہا تسریح الفاجر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص۲۹۲ ج۲)۔ ظفیر [2] وینقلہا فیما دون مدتہ ای السفر من المصر الی القریۃ وبالعکس ومن قریۃ الی قریۃ (در مختار) وقول اللہ تعالی اسکنوھن من حیث سکنتم (دیکھئے رد المحتار باب المہر ص۵۲۷ وص۵۲۹ ج۲) ظفیر

[3] ولا یقع طلاق المولی علی امرأۃ عبدہ لحدیث ابن ماجہ الطلاق لمن اخذ بالساق (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص۵۸۳ ج۲) ظفیر۔

عورت کا دعویٰ اور اس کی حیثیت

سوال (۷۵۵)۔ اگر عورت رہا ہونے پر فارغخطی کا دعویٰ کرے اور یہ عذر کرے کہ میرا شوہر شیخ صدیقی نہیں ہے، اس لئے میں جانا نہیں چاہتی تو شرعاً ایسے عذرات پر طلاق عائد ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسے عذرات قابل سماعت نہیں ہیں۔[1] وھذا کلہ من الدر المختار ورد المحتار۔

لکھا میں نے فلاں دن سے خاوند ہونے کا خیال دل سے نکال دیا، طلاق ہوئی یا نہیں

سوال (۷۵۶) اگر کسی عورت کو اس کا خاوند خط میں یہ لکھ کر بھیج دے کہ میں نے اپنے دل سے خاوند ہونے کا خیال یکم جنوری ۱۹۲۳ء سے نکال دیا، تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نکاح قائم ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، اور نکاح قائم ہے۔ کذا یفہم من کتب الفقہ لانہ لیس بصریح ولا کنایۃ متعینۃ۔

جبراً طلاق دلانا کیسا ہے اور جبر کرنے والوں کے متعلق کیا حکم ہے

سوال (۷۵۷)۔ جبراً طلاق دلانا شرعاً کیسا ہے، مکرہین مجبرین علی التطلیق کے شرکاء اور معاونین کا کیا حکم ہے، اور مکرہین کا بائیکاٹ کر دینے کے بعد معافی مانگنے پر ان کو معافی دیدی گئی، اس کے بعد ان کو دعوت کر کے دسترخوان سے اٹھانا کیسا ہے اور اس کے دسترخوان سے اٹھانے پر امام مسجد کا لڑکا اور بھتیجہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے، امام مسجد نے ان کی تحسین کی، آیا امام مسجد کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں، اس کو معزول کر کے دوسرا امام مقرر کرنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ حنفیہ کے نزدیک طلاق مکرہ واقع ہو جاتی ہے بدلیل حدیث

[1] لو زوجہا برضاہا ولم یعلموا بعدم الکفاءۃ ثم علموا لا خیار لاحد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص۴۳۴ ج۲) ظفیر۔

ثلٰث جدھن جد وھزلھن جد الحدیث[۱] باقی یہ کہ شوہر پر اکراہ کرنا تاکہ وہ طلاق دیدے، اس میں تفصیل ہے اگر شوہر حقوق زوجہ ادا نہیں کرتا اور اضرار عورت کے درپے ہے تو اگر وہ طلاق نہ دے اور نہ امساک بالمعروف کرے تو اس سے جبراً طلاق دلانا اور اکراہ کرنا درست بلکہ ضروری ہے، اور اگر بے وجہ اور بلا عذر شرعی اکراہ کیا جاوے تو معصیۃ اور ظلم[۲] ہے اور جب کہ مجرمین کو معافی دیدی گئی تو پھر ان میں کسی کو دعوت سے اٹھانا نہ چاہئے تھا، اور امام مذکور کے پیچھے نماز صحیح ہے اور بوجہ مذکور معزول کرنا امام سابق مذکور کو درست نہیں ہے، اور تفریق بین المسلمین امر مذموم وقبیح ہے۔

سوال (۷۵۸) ایک ملک میں رواج ہے کہ طلاق دینے کے وقت صرف کنکریاں عورت کی طرف پھینکتے ہیں، زبان سے کچھ نہیں کہتے اس سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔

کنکریاں پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی گو رواج ہو

الجواب: کنکریاں پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی کذا فی الشامی[۳]۔

سوال (۷۵۹) ایک شخص نے یہ اقرار نامہ لکھا کہ میری زوجہ فلاں بنت فلاں کے مہر مثل کے عوض میں نے اپنا طلاق کا حق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو تفویض کر دیا، اس سے طلاق پر کچھ اثر ہوگا یا نہیں۔

اقرار نامہ لکھا کہ اپنا حق طلاق روح نبوت کو تفویض کر دیا، اس کا کچھ اثر ہوگا یا نہیں

الجواب: مضمون اقرار نامہ شرعاً لغو ہے، اس پر کچھ اثر طلاق وغیرہ کا مرتب نہ ہوگا۔

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح باب الخلع والطلاق ص۲۸۴ ۱۲ ظفیر [۲] ویجب (الطلاق) لو فات الامساک بالمعروف ویحرم لو بدعیا ومن محاسنہ التخلص بہ من المکارہ الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص۵۷۲ ج۲) ظفیر [۳] وبہ ظهر ان من تشاجر مع زوجتہ فاعطاها ثلاثۃ احجار ینوی الطلاق ولم یذکر لفظا لا صریحا ولا کنایۃ لا یقع علیہ (الشامی ص۵۸۹ ج۲) ظفیر

سوال (۷۶۰) - زید کا انتقال ہوگیا، اس کے بعد اس کے ورثہ یہ کہتے ہیں کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی تھی اور بعد طلاق کے پھر اپنے گھر میں رکھی، اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، اور زوجہ زید کہتی ہے کہ مجھ کو طلاق نہیں دی بلکہ دوسری بیوی کو دی تھی اور وہ چلی گئی پھر اس کے گھر نہیں آئی اور مجھ کو پھر گھر میں رکھا مجھ کو طلاق نہیں دی، یہ لوگ مجھ کو محروم کرنے کی غرض سے ایسا کہتے ہیں، اور ایک گواہ یہ کہتا ہے کہ میں نے زید کو طلاق دیتے ہوئے خود سنا، باقی لوگ دوسروں سے سنا ہوا بیان کرتے ہیں، اس صورت میں زید کی زوجہ مطلقہ مانی جائے گی یا نہیں اور ترکہ سے محروم ہوگی یا نہ۔

ثبوت طلاق کے لئے شرعی شہادت ضروری ہے

الجواب: - اس صورت میں طلاق ثابت نہیں اور اس کی دختران کا نسب زید سے ثابت ہے اور وہ عورت اور اس کی دختران وارث زید کی ہوں گی[۱]۔

سوال (۷۶۱) - دو چار اشخاص نے اس بات کی شہادت جھوٹی دی کہ زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی، یہ گواہی بلا اقرار زید کے معتبر ہے یا نہیں۔

فاسقوں کی گواہی سے طلاق ثابت نہیں ہوتی

الجواب: - اگر زید کو اقرار طلاق کا نہ ہو اور کوئی ثبوت شرعی باضابطہ طلاق کا نہ ہو تو محض فاسقوں کی گواہی سے طلاق ثابت نہ ہوگی[۲]۔

سوال (۷۶۲) زید وہندہ باہم زن وشو ہیں، ہندہ اپنے باپ کے گھر کسی حیلہ سے چلی گئی، زید لینے گیا تو نہیں آئی، اور ہندہ کے ماں باپ بھائی وغیرہ نے تکرار کی کہ نوبت

قسم کھا کر کہا کہ نہیں بلاؤں گا اور چھ ماہ نہیں بلایا تو اس سے طلاق ہوئی یا نہیں

---

[۱] دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں نصاب شہادت ہے، وہ یہاں پورا نہیں ہے۔ وما سوی ذلک من الحقوق یقبل فیها شهادۃ رجلین او رجل وامرأتین مثل النکاح والطلاق (هدایہ ص۱۳۹ ج۳) ظفیر۔ [۲] وشرائط الاداء عشرۃ عامۃ (در مختار) فھی الحریۃ والبصر والنطق والعدالۃ الخ (رد المحتار کتاب الشهادات ص۳۷۵ ج۴) ظفیر۔

بعدالت فوجداری پہنچی، اسی کارروائی میں عرصہ دو سال کا منقضی ہوگیا، بالآخر زید نے بذریعہ عدالت دخل چاہا تو ہندہ کی جانب سے یہ عذر ہوا کہ زید نے قسم کھاکر یہ کہا نہ بلاؤں گا اور چھ ماہ تک نہیں بلایا طلاق بائن ہوگئی آیا یہ صحیح ہے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں۔

الجواب: اگر بالفرض زید نے یہ الفاظ کہے ہوں کہ میں نہ بلاؤں گا اور پھر چھ ماہ تک بلایا بھی نہیں تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ لانہ لیس من صریح الطلاق ولا من کنایاتہ هکذا فی کتب الفقہ۔

مندرجہ ذیل صلحنامہ کی بنیاد پر طلاق ہوئی یا نہیں

سوال (۷۶۳) ہندہ زوجہ زید بخوشی تین روز کے لئے اپنے میکہ گئی بعد کو آنے سے انکار کر دیا۔ اس پر کچھ تکرار ہوئی، عدالت میں اس بنا پر مصالحت ہوگئی کہ ہندہ اپنا دین مہر معاف کرکے (کھیت و مکان سے جو زید نے مہر میں لکھ دیا تھا) دست بردار ہوجائے اور زید اسے طلاق دیدے تحریر صلحنامہ یہ ہے کہ میں مدعا علیہ[1] نے مدعیہ کو طلاق دیدی اور مجھ کو مدعیہ سے کوئی واسطہ نہیں ہے جہاں چاہے رہے یا نکاح ثانی کرے، لیکن زید حلفاً یہ بیان کرتا ہے کہ صلحنامہ میں نے خود نہیں لکھا اور نہ میں نے کسی سے لکھوایا بلکہ ہندہ کے وکیلوں نے اس کو خود لکھ کر جبراً مجھ سے دستخط کرا کے اور اس پر منصف صاحب نے مصالحت منظور کرلی، مگر دستخط کے وقت نہ میں نے طلاق کی نیت کی اور نہ زبان سے طلاق کا لفظ کہا ہندہ پر طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں موافق اس سوال کے ہندہ مطلقہ نہیں ہوئی۔

عورت بدکار نکلے اور شوہر بغیر کافی رقم لئے طلاق نہ دے تو وہ دیوث کہا جائیگا یا نہیں

سوال (۷۶۴) جب کسی کی عورت دوسرے سے تعلق پیدا کرلے تو وہ مرد یہ چاہتا ہے کہ شوہر سابق اس کو طلاق دیدے، لیکن شوہر سابق بغیر کافی رقم لئے طلاق نہیں دیتا، وہ شوہر دیوث ہے یا نہیں، اور روپیہ لے کر طلاق دینا کیسا ہے۔

الجواب: وہ شوہر دیوث نہ کہلاوے گا، قصور اور گناہ جو کچھ ہے عورت پر ہے، اور طلاق دینا روپیہ لے کر درست ہے جیسا کہ خلع میں ہوتا ہے۔

کیا یہ صحیح ہے کہ جس عورت کو بیس بچہ ہوجائے وہ نکاح سے باہر ہوجاتی ہے

سوال (۷۶۵) یہاں اس بات پر جھگڑا ہے کہ جس عورت کے بیس بچے ہوجاویں وہ نکاح سے باہر ہوجاتی ہے نکاح ثانی ہونا چاہئے۔

الجواب: یہ بات غلط ہے وہ عورت بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے

جو عورت زنا میں مبتلا ہوجائے اس کو طلاق دینا ضروری ہے یا نہیں

سوال (۷۶۶) ایک شخص ملازم ہوکر لام پر چلا گیا، چار سال کے بعد واپس آیا، اس کے پیچھے اس کی منکوحہ نے اس کے بھائی سے ناجائز تعلق کرلیا، زنا سے لڑکا جنا شرعاً ایسی عورت کو طلاق دے کر علیحدہ کر دینا ضروری ہے یا کیا۔

الجواب: اگر وہ عورت توبہ کرلیوے تو اس کو طلاق دینا اور چھوڑنا ضروری نہیں ہے اور نکاح قائم ہے، درمختار میں ہے وفی آخر حظر المجتبیٰ لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة[1] اھ

استاذ طلاق دینے کو کہے اور باپ وغیرہ روکے تو کیا کرنا چاہئے

سوال (۷۶۷) زید کی شادی بکر کی دختر سے ہوئی، لیکن زید کے استاذ ناراض ہیں، کیونکہ زید عالم مشہور ہے اور بکر جاہل، زید چاہتا ہے کہ جس طرح ہو، استاذ کو راضی کروں۔ لیکن استاذ کہتے ہیں کہ جب تک اپنی عورت کو طلاق نہ دوگے میں راضی نہ ہوں گا، اس صورت میں زید کو کیا کرنا چاہئے، زید کا باپ چچا طلاق سے مانع ہیں۔

الجواب: زید کے ذمہ اس صورت میں طلاق دینا اپنی زوجہ کو ضروری نہیں ہے خصوصاً جبکہ اس کے والدین وچچا وغیرہ طلاق سے منع کرتے ہیں تو طلاق دینی

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۲۲ / ۲ ۔ ظفیر

نہ چاہئے اور استاذ کی ناراضی اگر بلا کسی وجہ شرعی کے ہے تو اس کی کچھ پرواہ نہ کرے جس قدر اپنا کام ہے وہ کرے یعنی ان سے معافی چاہے اور قصور معاف کراوے، اگر وہ معاف نہ کریں تو یہ مواخذہ اور گناہ ان کے ذمہ ہوگا، زید بری ہوجاوے گا۔

کوئی صورت ہے کہ شوہر زبان سے طلاق نہ دے اور طلاق ہوجائے

سوال (۷۶۸) وہ کونسی صورتیں ہیں کہ شوہر زبان سے طلاق نہ دے خود بخود عورت مطلقہ ہوجائے

الجواب:- وہ صورت یہ ہے کہ شوہر یا عورت معاذ اللہ مرتد ہوجاوے تو بعد ارتداد احدہما خود بخود تفریق ہوجاتی ہے والتفصیل فی کتب الفقہ۔ (یا وہ لکھ کر طلاق دے تو بھی طلاق ہوجائے گی۔ ظفیر)۔

طلاق رجعی اور بائنہ کا فرق کیا ہے اور حلالہ کب ہوتا ہے

سوال (۷۶۹) حلالہ کی کب ضرورت ہوتی ہے بعد تین طلاق بائنہ کے یا ایک طلاق میں بھی حلالہ کی ضرورت ہوتی ہے، ایک طلاق رجعی اور طلاق بائنہ میں کیا فرق ہے۔

الجواب:- حلالہ کی ضرورت تین طلاق میں ہوتی ہے ایک یا دو طلاق بائنہ میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے البتہ نکاح جدید کی ضرورت ہے۔ اور طلاق بائنہ میں رجعت صحیح نہیں ہے اگرچہ ایک ہو، اور تین طلاق رجعی نہیں ہوتی۔ دو طلاق تک رجعی رہتی ہے اگر تین طلاق ہوجاویں تو مطلقہ مغلظہ بائنہ ہوجاتی ہے ھکذا فی کتب الفقہ[1]۔

مہر معجل پر نکاح کیا مگر مہر ادا نہ کرسکا تو تفریق ہوگی یا نہیں

سوال (۷۷۰) ہندہ کا نکاح بولایت ولی جائز بہ تقرر مہر مبلغ پچاس ہزار روپیہ معجل بحالت نابالغی زید سے ہوکر عرصہ آٹھ سال ہوا ہنوز رخصتی نہیں ہوئی۔ اور زید نے اب تک ہندہ کی رخصتی

[1] وینکح مبانتہ بما دون الثلاث [illegible] بالاجماع الخ لا ینکح مطلقۃ من نکاح صحیح نافذ بہا ای بالثلاث حتی یطأہا غیرہ بنکاح نافذ الخ (مختصرا) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرجعۃ ص ۵۳۹ / ۲ و ص ۵۴۲ / ۲) ظفیر۔

کے لئے کوئی رغبت ظاہر نہیں کی اگر مہر کی ادائیگی میں زید کوئی عذر کرے تو جبراً تفریق ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے ولا یفرق بینہما بعجزہ عنہا بانواعہا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ لو غائبا حقہا[1] اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر عورت کے حقوق مہر وغیرہ ادا نہ کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور تفریق نہیں ہوسکتی، البتہ جب کہ مہر معجل قرار پایا تھا اور شوہر نے اب تک ادا نہیں کیا تو زوجہ اپنے نفس کو شوہر کے پاس جانے سے روک سکتی ہے اور اگر مہر موجل قرار پایا تھا تو عورت یہ بھی نہیں کرسکتی، بہرحال بلا طلاق شوہر کے علحدگی کی کوئی صورت نہیں ہے کذا فی الدر المختار والشامی وعالمگیری۔

طلاق کے بعد دوسرے سے عورت نکاح کرسکتی ہے

سوال (۷۷۱) خلاصۂ سوال یہ ہے کہ زید اپنی زوجہ ہندہ کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا، زید کے والدین نے ہندہ کو اس کے میکہ بھیج دیا، کئی سال کے بعد زید آیا تو زید کی خوشدامن نے اس کو سمجھایا مگر وہ نہیں مانا تو زید کی خوشدامن نے کہا کہ اگر تم اس کا خرچ نہیں اٹھا سکتے ہو تو طلاق ہی دیدو۔ زید نے کہا کہ میری طرف سے طلاق ہے، جس کے گواہ دو عورتیں موجود ہیں، ہندہ اپنا عقد ثانی کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں جب کہ ہندہ کو یقین ہے کہ زید اس کو طلاق دے کر چلا گیا تو ہندہ کو نکاح ثانی کرنا دوسرے شخص سے جائز ہے کذا فی الدر المختار[2]۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ / ۲ ۔ ظفیر

[2] لو قالت امرأۃ لرجل طلقنی زوجی وانقضت عدتی لا باس ان ینکحہا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۴۲ / ۲) ظفیر

جس پردہ نشیں کے یہاں اجنبی مرد جائے اس سے نکاح ٹوٹتا ہے یا نہیں

سوال (۷۷۲) جس عورت پردہ نشیں کے یہاں اجنبی مرد جاوے وہ نکاح میں رہتی ہے یا نہیں ۔

الجواب :- نکاح اس کا نہیں ٹوٹا، وہ لڑکی اپنے شوہر کے نکاح میں ہے (مگر اجنبی کے سامنے ہونا گناہ ہے[1]۔ ظفیر) ۔

عورت رہنا نہیں چاہتی اور شوہر طلاق نہیں دیتا کیا صورت کی جائے

سوال (۷۷۳) عورت خاوند سے راضی نہیں ۔ طلاق طلب کرتی ہے، خاوند انکار کرتا ہے، اس مقدمہ کا کس طرح فیصلہ کیا جاوے ۔

الجواب :- بدون طلاق دینے شوہر کے یا بدون خلع کرنے کے تفریق نہیں ہو سکتی پنچوں کو اختیار طلاق دینے کا نہیں ہے، البتہ اگر شوہر اور عورت دونوں پنچوں کے حوالہ فیصلہ کر دیویں اور وہ پنچ خلع کرا دیں تو طلاق واقع ہو جاوے گی ۔

طلاق کے دعوی پر مہر دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال (۷۷۴) ایک عورت اپنے باپ کے یہاں خاوند سے فساد کر کے چلی آئی۔ باپ نے عدالت میں یہ ظاہر کر کے کہ میری لڑکی کو طلاق دیدی ہے لہذا عورت اپنے مہر کا دعوی کرتی ہے ڈگری پاتے ہی خاوند نے مہر دینے کا وعدہ کر لیا، تو مہر کا اقرار کرنے سے طلاق ہو گئی یا نہیں ۔

الجواب :- مہر کے دینے کا اقرار کرنے سے طلاق نہیں ہوتی ۔

عورت کے کچھ کہنے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال (۷۷۵) کوئی عورت اپنے شوہر سے بحالت غصہ یہ الفاظ کہے کہ تو آج سے میرا حقیقی بھائی ہے نہ تو میرا شوہر ہے نہ میں تیری بیوی ہوں، مجھے تجھ کچھ واسطہ نہیں ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے ۔

[1] لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ ولا علیہا تسریح الفاجر الا ان یخافا ان لا یقیما حدود اللہ فلا بأس ان یتفرقا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۴۰۲ ج ۲) ظفیر

الجواب :- عورت کے اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا، اور نکاح میں کچھ خلل نہیں آیا اور کچھ کفارہ بھی اس میں نہیں ہے، وہ دونوں بدستور خاوند بی بی ہیں، البتہ عورت کو آئندہ ایسا لفظ نہ کہنا چاہیے ۔

جس عورت پر زنا کا شبہ ہو اس کو طلاق دینا چاہیے یا نہیں

سوال (۷۷۶) زید کے ہمسایوں نے زید سے کہا کہ تمہاری زوجہ کو تمہاری غیبت میں اپنے دیور عمر سے زنا کراتے دیکھا ہے، چنانچہ روبرو عمر کے بھی صاف صاف چشم دید تعلق بیان کر دیا، مگر بوقت گذرنے شہادت مذکورہ کے ہر دو نے نہ اقرار کیا نہ انکار، بعد چلے جانے شاہدوں کے دونوں نے ان شاہدوں کو بانی شر وفساد قرار دے کر انکار زنا کرنے لگے، مگر زید کو دونوں کے طرز عمل و گفتگو سے ثبوت زنا ہو گیا تھا، اسی وجہ سے چاہتا تھا کہ عورت کو طلاق دیدے مگر زید موافق مسئلہ شرعی ہر دو میں سے اقرار ظاہری کا منتظر تھا، اب بعد سات سال کے عمر تو بوجہ ابتلا مرض مہلک و مایوس زندگی ہو کر خود بخود اپنے قول کی حلفیہ تردید کرنے لگا اور ثبوت تعلق مذکور کرنے لگا، مگر عورت صاف طور پر اقرار زنا نہیں کرتی شرعاً کس کا قول معتبر ہے اور یہ عورت شرعاً قابل طلاق ہے یا نہیں ۔

الجواب :- اس صورت میں عورت مذکورہ پر زنا ثابت نہیں ہے، کیونکہ ظاہر ہے کہ جو شہادت چشم دید زنا کے لئے جس کیفیت کے ساتھ ضروری ہے وہ اس صورت میں پائی نہیں گئی اور عورت خود منکر ہے زنا سے اور عمر کا اقرار زنا اس عورت پر حجت نہیں ہو سکتا، علاوہ بریں شوہر پر زانیہ کا طلاق دینا بھی ضروری نہیں ہے، در مختار میں ہے ولا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ[1] الخ باقی اگر زید اس کو طلاق دینا چاہے تو اس کو اختیار ہے طلاق واقع ہو جاوے گی ۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۴۰۲ ج ۲ ۔ ظفیر

بیوی طلاق کا دعوی کرے اور شوہر انکار، تو کس کا قول مانا جائے گا

سوال (۷۷۷) ہندہ زوجہ زید کا بیان ہے کہ مجھ کو میرے شوہر نے تین طلاق دی ہیں اور زید طلاق دینے سے انکار کرتا ہے، اس صورت میں کس کا قول معتبر ہے اور علاقہ زوجیت قائم ہے یا نہیں۔

الجواب:- شوہر اگر طلاق دینے سے انکار کرتا ہے اور زوجہ کے پاس دو گواہ طلاق کے معتبر نہیں ہیں تو قول شوہر کا معتبر ہوگا اور طلاق ثابت نہ ہوگی اور علاقہ زوجیت ہندہ کا زید کے ساتھ قائم ہے، ھکذا فی الدر المختار۔[1]

طلاق کا وکیل بنایا کیا حکم ہے

سوال (۷۷۸) زید اپنی جماعت کے ساتھ ایک مولوی عمر نامی کے پاس آیا اور مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اگر میں نے فلاں کام کیا تو مولوی صاحب میری بیوی کو طلاق دینے کے وکیل ہیں، جب کہ زید نے مولوی صاحب کا نام نہیں لیا محض مولوی صاحب کی طرف آنکھ اٹھا کر متوجہ ہو کر کہنے سے مولوی صاحب وکیل ہو چکے یا نہیں، جب کہ اس مجلس میں عمر کے سوا دوسرا کوئی مولوی بھی نہیں ہے۔

الجواب:- اس صورت میں وہ مولوی صاحب وکیل ہو گئے۔[2]

صرف طلاق کا وکیل بنایا تھا مگر وکیل نے تین طلاق دے دی

سوال (۷۷۹) وکیل نے شرط پوری ہونے پر زید کی بیوی کو تین طلاق دے کر مغلظہ کر دیا، اور زید نے

[1] ویسأل القاضی المدعی علیہ عن الدعوی، فیقول انہ ادعی علیک کذا فماذا تقول، فان اقر فبھا او انکر فبرھن المدعی قضی علیہ بلا طلب المدعی والا یبرھن حلفہ الحاکم بعد طلبہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الدعوی ص ۵۸۵ ج ۴) ظفیر

[2] واذا قال الرجل طلق امرأتی فلہ ان یطلقھا فی المجلس وبعدہ ولہ ان یرجع لانہ توکیل وانہ استعانۃ فلا یلزم ولا یقتصر علی المجلس (ہدایہ باب تفویض الطلاق فصل فی المشیۃ ص ۳۶۰ ج ۲) ظفیر

فقط لفظ طلاق کا کہا تھا، ایک سال کے بعد زید نے کہا کہ میں نے مولوی صاحب کو ایک طلاق کا وکیل بنایا تھا، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- اس صورت میں قول شوہر معتبر ہے، ظاہر الفاظ شوہر بھی ایک طلاق رجعی کو مقتضی ہیں۔[1]

شوہر کہتا ہے کہ صرف ایک طلاق کا وکیل بنایا تھا، تین دینے پر وکیل معزول ہوا یا نہیں

سوال (۷۸۰) زید کہتا ہے کہ میں نے مولوی صاحب کو ایک طلاق کا وکیل بنایا تھا، جب مولوی صاحب نے تین طلاق دی تو میری مخالفت کی اور موکل کی مخالفت سے وکیل معزول ہو جاتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں، اور طلاق کا کیا حکم ہے آیا لغو ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہ صحیح ہے کہ جب شوہر کی نیت تین طلاق کی نہ تھی تو وکیل کو اختیار تین طلاق دینے کا نہ تھا، اس میں وہ معزول ہے، لہذا تین طلاق واقع نہ ہوں گی۔[2]

شوہر کا حکم بنانا

سوال (۷۸۱) زید کا مولوی صاحب کے پاس آنا حکم بنانے کا حکم رکھتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- مولوی صاحب کو اس نے وکیل بنایا ہے، حَکَم بنانے کی صورت یہ نہیں ہے۔

ایک عبارت کا مطلب

سوال (۷۸۲) درمختار کی اس عبارت الاصل فی الوکالۃ الخصوص کا کیا مطلب ہے۔

[1] صریحہ ما لم یستعمل الا فیہ کطلقتک ۔۔۔ یقع بھا ای واحدۃ رجعیۃ وان نوی خلافھا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الصریح ص ۵۹۲ ج ۲) ظفیر۔

[2] لو وکلہ بشراء شیٔ بعینہ غیر الموکل لا یشتریہ لنفسہ عند غیبتہ حیث لم یکن مخالفا فلو اشتراہ بغیر النقود او بخلاف ما سمی الموکل ینعزل فی ضمن المخالفۃ عینی (ایضا باب الوکالۃ بالبیع والشراء ص ۵۰۶ ج ۴) ظفیر

الجواب: - مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر موکل توکیل میں دعویٰ خصوصیت کرے کہ میں نے فلاں خاص امر میں وکیل بنایا تھا اور وکیل دعویٰ عموم کرے تو قول مؤکل معتبر ہے کیونکہ توکیل میں یہی اصل ہے جیساکہ درمختار میں یہ تفریع بیان کی ہے فان باع الوکیل نسیئۃ فقال امرتک بنقد وقال اطلقت صدق الآمر[1]۔

عدالت کے ذریعہ طلاق دلوانا کیسا ہے

سوال (۷۸۳) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ہندہ اور اس کے شوہر میں باہم ناموافقت ہے، اگر بذریعہ عدالت جبراً ہندہ کو اس کے شوہر سے طلاق دلادیجاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - درمختار میں ہے کہ عند الحنفیہ زبردستی اور جبراً اگر شوہر سے طلاق دلوائی جاوے تو طلاق واقع ہوجاتی ہے، پس اگر شوہر کو ڈرا دھمکا کر اور مجبور کر کے طلاق دلوائی جاوے یا حاکم اس کو حکم کرے کہ تو طلاق دیدے اور شوہر طلاق دیدے تو طلاق واقع ہوجاوے[2] گی، اور جب کہ زوجین میں باہم ناموافقت ہے اور خاوند اپنی عورت کو تکلیف پہنچاتا ہے تو طلاق دلوانے میں کچھ گناہ نہ ہوگا، کیونکہ شوہر کا خود یہ فرض ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو اچھی طرح سلوک اور بھلائی کے ساتھ نہ رکھے تو اس کو لازم ہے کہ طلاق دیدے۔ کما قال اللہ تعالیٰ فامساک بمعروف او تسریح باحسان[3]۔

طلاق بائن کے بعد دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے

سوال (۷۸۴) ایک شخص نے جس کا نام سلطان ہے عرصہ ایک سال کا ہوا ایک تحریر زوجہ کے نام لکھ کر بھیجی جس میں طلاق بائن بایں الفاظ میں تم کو اپنے یہاں رکھنا نہیں چاہتا، اس لئے تم کو طلاق دیتا ہوں تم کو اختیار ہے جو چاہو سو کرو تمہارا مہر میں دیدوں گا، اب سلطان مذکور اس عورت

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الوکالۃ فصل لا یعقد وکیل البیع والشراء ص ۵۶۶ ج ۴
[2] ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مکرھا فان طلاقہ صحیح لا اقرارہ بالطلاق (درمختار) فان طلاقہ صحیح ای طلاق المکرہ (رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۰۹ ج ۲) ظفیر
[3] سورۃ البقرہ ۲۸-۲۹ - ظفیر

سے نکاح کرنا چاہتا ہے کرسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: - موافق تحریر کے مسمیٰ سلطان کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہوئی ہے لہٰذا نکاح جدید مسمیٰ سلطان اس سے کرسکتا[1] ہے۔

جو بیوی سے زنا کرائے اس کا کیا حکم ہے

سوال (۷۸۵) ایک شخص کی بیوی زانیہ ہے اور وہ شخص اس کو زنا سے نہیں روکتا حتیٰ کہ اب یہ حالت ہے کہ وہ عورت خاوند کے سامنے ہی اپنے آشناؤں کو گھر میں لاتی ہے اور خاوند منع نہیں کرتا اور نہ طلاق دیتا ہے ایسے مرد وزن کا حکم کیا ہے۔

الجواب: - ایسی حالت میں اس شخص سے پھر طلاق دینے کو کہا جائے اگر اب بھی نہ مانے تو پھر مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے بے حیا مرد وعورت سے تمام علائق منقطع کر دیں، یہاں تسلط کفار کے سبب اس کے سوا اور کیا سزا ہوسکتی ہے کہ تمام باغیرت مسلمان علانیہ ان سے بیزاری کا اظہار کریں، اور بحق وقار شریعت وغیرت اسلام کسی طرح کا کوئی علاقہ نہ رکھیں، جو لوگ باوجود اس علم کے ان سے میل ملاپ رکھتے ہیں وہ بھی گنہگار ہیں۔

شراب کے کاروبار سے اس کی بیوی مطلقہ نہیں ہوئی

سوال (۷۸۶) ایک شخص نے شراب کا ٹھیکہ لیا۔ اس نے چند ماہ کام کر کے چھوڑ دیا اور تائب ہوا، بعض علماء فرماتے ہیں اس کی زوجہ مطلقہ ہوگئی دوبارہ نکاح کرے، یہ شرعاً صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب: - اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور جب کہ اس شخص نے معصیت مذکورہ سے توبہ کرلی تو بحکم حدیث شریف التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ[2] گناہ اس کا معاف ہوگیا

[1] وینکح مبانتہ بما دون الثلاث فی العدۃ وبعدھا بالاجماع (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرجعۃ ص ۸۰۳ ج ۲) ظفیر۔ [2] مشکوٰۃ باب الاستغفار والتوبہ ص ۲۰۶ -

حاملہ عورت کہتی ہے کہ مجھے طلاق پڑ چکی ہے تو کیا حمل بعد اسکا دوسرا نکاح جائز ہے

سوال (۷۸۷) امرأة بالغة تحلف بتطليق زوجها ولكن ليس معها شاهد وهي حاملة فنكاحها الثاني بعد الوضع جائز ام لا۔

الجواب:۔ قال فی الدر المختار وكذا لو قالت امرأته لرجل طلقنی زوجی وانقضت عدتی لاباس ان ینکحها الخ وفی الشامی قوله لاباس ان ینکحها فی الخانیة قالت ای تدان زوجی بعد النكاح وسعه ان یعتمد علی خبرها ویتزوجها الخ ص ۷۱۶ جلد ثانی شامی[1]۔

فوضح من هذه العبارة ان نکاحها الثانی بعد الوضع معتمدا علی قولها جائز فی الشرع۔

دو بیوی والا ایک کو بلا قصور طلاق دے کر اپنے بھائی سے نکاح کرنا چاہتا ہے کیا حکم ہے

سوال (۷۸۸) ایک شخص کے دو بیوی ہیں وہ یہ چاہتا ہے کہ ایک کو طلاق دے کر اپنے بھائی سے نکاح کر دے، اب یہ بتایئے کہ مہر دینا بھی اس کو واجب ہے کہ نہیں، دوسرے کیا بے قصور طلاق دینا ثابت ہوگا اور یہ نکاح درست ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ قال فی الدر المختار وایقاعه مباح عند العامة[2] الخ اور واقع کرنا طلاق کا مباح ہے، اکثر کے نزدیک الخ اور طلاق دینے پر عدت گذرنے کے بعد شوہر کے بھائی کو اس سے نکاح کرنا درست ہے، اور وہ عورت اگر مدخولہ ہے، پورا مہر شوہر کو ادا کرنا ہوگا[3]۔

---

[1] رد المحتار باب العدة ص ۸۳۶ ج ۲۔ ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۱ ج ۲، ۱۲ ظفیر

[3] ومن سمی مهرا عشرة فمازاد فعلیه المسمی ان دخل بها او مات عنها لانه بالدخول یتحقق تسلیم المبدل وبه یتأکد البدل (هدایه باب المهر ص ۳۰۴ ج ۲) ظفیر

جبراً طلاق دلوانا اور طلاق سے پہلے عورت کو اپنے گھر میں لے جانا کیسا ہے

سوال (۷۸۹) ایک شخص پر جبر کر کے اس کی بیوی کو طلاق دلوانا اور اس مطلقہ کو طلاق سے پہلے اپنے گھر میں بند کر کے رکھنے والے کے واسطے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ یہ حرام ہے، اور خلوة بالاجنبیہ حرام ہے، مرتکب اس کا فاسق ہے[1]۔

بیوی کہتی ہے کہ طلاق دیدی ہے اور شوہر انکار کرتا ہے گواہ موجود ہیں

سوال (۷۹۰) مسمیٰ زید کا نکاح مسماة خالدہ سے ہوا تھا، مگر اب مسماة خالدہ مذکورہ اور اس کے والدین یہ بیان کرتے ہیں کہ زید نے مسماة خالدہ مذکورہ کو طلاق دی، اور گواہ جو طلاق نامہ میں لکھے ہوئے ہیں پیش کئے جن کی شہادت مع نقائص درج ہیں، اور مسمیٰ زید اور اس کی والدہ جو اس طلاقنامہ میں گواہ ہے یہ بیان کرتی ہے کہ نہ ہم نے طلاق دی اور نہ طلاقنامہ لکھا مگر اس بات کی مقر ہیں کہ نشانی انگوٹھا ان کے ہیں جو ان سے دھوکہ دے کر بنوالئے گئے، منجملہ پانچ گواہان حارثہ طلاقنامہ کے تین گواہ بروقت حاضر تھے، حافظ محمد شفیع صاحب پیش امام مسجد اور محمد علی خیاط و مسماة کلثوم مادر زید، اس مسماة کلثوم کا ذکر اوپر آچکا، ہر دو گواہان کا بیان ہے کہ زید نے ہم لوگوں کے سامنے باوجود بہت سمجھانے کے مسماة خالدہ کو طلاق دیدی، یعنی بائن طلاق دیدی اور یہ طلاقنامہ لکھوا کر ہم سے دستخط کرا کے حوالہ کر دیا، ان دونوں گواہان کو اکثر یہاں کے علماء غیر معتبر تصور کرتے ہیں، کیونکہ حافظ محمد شفیع عرصہ بیس سال کا ہوا قید ہو گئے تھے گو اب ان کی حالت اچھی ہے اور محمد علی بازار میں بیٹھ کر پیشہ خیاطت کرتا ہے اگرچہ متشرع آدمی ہے اور ایک گواہ زبانی بھی گواہی دیتا تھا لیکن بوقت شہادت اس کی داڑھی شرعی پیمانہ سے بہت تھوڑی تھی، (۱) یہ کہ یہ طلاق ہوئی کہ نہیں (۲) یہ گواہان شرعاً معتبر

---

[1] قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل یا رسول الله ارأیت الحمو قال الحمو الموت متفق علیه وقال علیه السلام لا یخلون رجل بامرأة الا کان ثالثهما الشیطان رواه الترمذی (مشکوٰة کتاب النکاح) ظفیر۔

ہیں کہ نہیں۔ (۳) کیا زید خالدہ پر قبضہ کر سکتا ہے یا نہیں (۴) زید کے واسطے تجدید نکاح کی ضرورت ہے کہ نہیں۔

الجواب:- طلاق بائنہ اس صورت میں شرعاً ثابت ہے، دو مرد عادل نمازی کی گواہی اس بارہ میں کافی[1] ہے، تیسرے گواہ کی داڑھی اگر غیر مشروع ہے تو اس کی گواہی معتبر نہیں ہے، مگر کسی گواہ کا سزا یافتہ ہونا اور بعد توبہ کے نیک ہو جانا، اسی طرح بازار میں دکان خیاطت کرنا مانع عن الشہادت نہیں ہے کذا فی کتب[2] الفقہ پس جب کہ ثابت ہوا کہ طلاق بائنہ اس صورت میں خالدہ پر واقع ہوگئی تو زید کا دعوی دخل زوجیت کا باطل ہے اگر عورت راضی ہو تو تجدید نکاح ہو سکتی ہے۔

شوہر اگر طلاق کا اقرار کرلے تو طلاق ہو جاتی ہے	**سوال** (۷۹۱) ایک عورت نے بیان کیا کہ میرے خاوند نے مجھ کو بارہا طلاق زبانی دیدی ہے اور دو تین مسلمان کہتے ہیں

کہ اس شخص نے ہمارے سامنے اپنی عورت کو طلاق دینے کا اقرار کیا ہے، اور عورت نے جب خاوند سے دریافت کیا تو اس نے طلاق سے انکار کیا، اس صورت میں اگر عورت کسی امام مسجد سے بعد عدت کے نکاح کر لیوے تو امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا کیا۔

الجواب:- اقرار طلاق کا کرنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اگر دو مسلمان نمازی پرہیزگار گواہی اقرار طلاق کی دیتے ہیں تو عورت شرعاً مطلقہ ہوگئی، بعد عدت کے

[1] ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً او غيره كنكاح وطلاق ووكالة الخ رجلان الخ او رجل وامرأتان الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الشهادات ص۵۱۵ ج۴) ظفير۔ [2] والفاسق اذا تاب لاتقبل شهادته ما لم يمض عليه زمان يظهر عليه اثر التوبة (رد المحتار باب القبول وعدمه ص۵۲۲ ج۴) ان صاحب الصناعة الدنية كالزبال والحائك مقبول الشهادة اذا كان عدلاً في الصحيح (ايضاً ص۵۲۴ ج۴) ظفير۔

دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے، اور انکار شوہر کا معتبر نہیں ولو قيل له طلقت امرأتك فقال نعم او بلى بالهجاء طلقت الخ (در مختار) وفيه ايضاً ولو نكحها قبل امس وقع الآن لان الانشاء في الماضي انشاء في الحال الخ پس جب کہ طلاق ہوگئی تو بعد عدت کے وہ عورت جس کسی سے نکاح کرے درست ہے اور امام مذکور پر کچھ الزام نہیں اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔

صورت مسئولہ میں طلاق ہوئی یا نہیں	**سوال** (۷۹۲) زید نے اپنی لڑکی سلمہ کا جو چھ

سات ماہ کی تھی بکر کے ساتھ نکاح کر دیا، بعدہ زید اور اس کی منکوحہ کے درمیان منازعت و مخالفت ہوگئی، جس پر منکوحہ زید اپنی دختر نابالغہ سلمہ کو لے کر ماں باپ کے گھر چلی گئی، سولہ سترہ برس وہاں رہی، جب سلمہ بالغہ ہوئی تو بکر نے سلمہ کے نانا سے زفاف کی خواستگاری کی تو انھوں نے نکاح کا انکار کیا تو بکر بذریعہ عدالت چارہ جو ہوا، اور نکاح کے ثبوت کی شہادتیں دلائیں اور زید نے بھی نکاح کر دینا تسلیم کیا، جس پر مجسٹریٹ نے فیصلہ بحق بکر کر دیا، بعدہ سلمہ نے اپیل کی جس پر بکر نے یہ کہا کہ اگر سلمہ کے نانا حلفیہ جو کچھ لکھ دیوے تو میں اسی پر کاربند رہوں گا، سلمہ کے نانا نے قرآن شریف اٹھا کر بیان کیا کہ بکر کے اور سلمہ کے درمیان کوئی نکاح نہیں ہے، اس پر عدالت نے فیصلہ کر دیا، اب کیا بکر کے کاربند ہونے کا لفظ طلاق کنائی ہوگا یا نہیں، سلمہ اب نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- نکاح سلمہ نابالغہ کا جو اس کے باپ نے کیا تھا صحیح ہے اور بکر کے اس لفظ کاربند ہونے کا کہنے سے طلاق نہیں ہوئی لانه ليس من الفاظ صريح الطلاق ولا من كناياته قال في الشامي واراد بما اللفظ او ما يقوم مقامه من الكتابة المستبينة والاشارة المفهومة (الى ان قال) لان

[1] الدر المختار على هامش رد المحتار باب الصريح ص۵۹۲ ج۲ ظفير۔

رکن الطلاق اللفظ او مایقوم مقامہ[1] الخ

طلاق کے معنی نہ جانتا ہو مگر وہ لفظ کہنے کی گواہی دے تو اس سے طلاق ثابت ہوگی

سوال (۷۹۳) کیا اگر کوئی گواہ تعریف طلاق نہ بیان کرسکے اور کہے کہ میں یہ نہیں جانتا کہ طلاق کس کو کہتے ہیں مگر وہ گواہ زید کے اس قول کی شہادت دے کہ میرے سامنے زید نے ہندہ کو تین مرتبہ یہ کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی، تو فرمایا جائے کہ وقوع طلاق کے لئے ایسی شہادت کافی ہوگی یا نہیں، بیانات گواہان مسمیان قیدارخاں و تولاخاں ہمرشتہ استفتاء ہذا ہیں۔

الجواب:- ایسی شہادت ثبوت طلاق کے لئے کافی ہے اور طلاق واقع ہوجاوے گی۔

میل ملاپ سے مایوسی کے وقت طلاق نہ دینا کیسا ہے

سوال (۷۹۴) زوجہ وشوہر میں دلی رنجش ہے۔ میل ہونے کی امید ختم ہوچکی ہے، عورت طلاق چاہتی ہے شوہر طلاق نہ دے تو اس کو گناہ ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- ایسی صورت میں شوہر طلاق نہ دینے سے گناہگار ہوتا ہے[2]۔

تنہائی کی طلاق واقع ہوتی ہے

سوال (۷۹۵) زید نے اپنی زوجہ کو تنہائی میں کوٹھے کے اندر طلاق دی اور کہا مجھ سے اب کوئی تعلق نہیں رہا، پھر بعد میں لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ کیا۔ پس طلاق کس وقت واقع ہوئی اور عدت کب سے شمار ہوگی،

الجواب:- طلاق اسی وقت واقع ہوگئی جس وقت زید نے تنہائی میں طلاق دی اور عدت بھی اسی وقت سے شمار ہوگی۔

[1] ردالمحتار باب الصریح ص ۵۹۲ ج ۲ - ظفیر۔ [2] ویجب لوفات الامساک بالمعروف (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۲ ج ۲) ظفیر

نابالغ شوہر کی عورت دوسری شادی نہیں کرسکتی

سوال (۷۹۶) زید کی شادی اس کے تایا، چچا نے صغرسنی میں کردی تھی، منکوحہ زید ایک سال سے بالغ ہے، زید کے بالغ ہونے کی ابھی دو تین سال تک امید نہیں ہے، زید کے تایا چچا آزاد نہیں کرتے، منکوحہ بالغہ بغیر شوہر واس کے تایا چچا کی آزادگی وطلاق کے نکاح ثانی کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- زید کے تایا چچا اگر زید کی طرف سے طلاق دیں بھی تو وہ معتبر نہیں طلاق واقع نہیں ہوگی، اور نہ زید نابالغ کی طلاق واقع ہوسکتی ہے، پس اس صورت میں منکوحہ بالغہ نکاح ثانی نہیں کرسکتی۔ کما ورد فی الحدیث الطلاق لمن اخذ بالساق[1]

نکاح ہوا مگر شوہر نے نہ نان نفقہ دیا نہ حقوق شوہری ادا کئے کیا حکم ہے

سوال (۷۹۷) ایک لڑکی کا نکاح اس شخص کے ساتھ کردیا، لیکن اب لڑکی والدین کے گھر ہے، شوہر نہ اس کو نان نفقہ دیتا ہے نہ صحبت اور خلوت ہوئی، صحبت اور خلوت نہ ہونے سے نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں، اور دوسرا نکاح اس لڑکی کا درست ہے یا نہ۔

الجواب:- پہلا نکاح اس لڑکی کا صحیح ہوگیا، اور خلوت یا صحبت نہ ہونے سے نکاح نہیں ٹوٹتا جب تک شوہر اول سے طلاق نہ لی جاوے اور عدت نہ گذر جاوے دوسرا نکاح اس کا صحیح نہیں ہے۔

قسم کھائی کہ دوسرا نکاح کروں تو وہ حرام

سوال (۷۹۸) زید نے قسم کھائی کہ اگر میں ہندہ کے سوا دوسرا نکاح کروں تو وہ بی بی مجھ پر حرام ہے۔ اگر اب زید دوسرا نکاح کرے تو کیا حکم ہے۔

الجواب:- دوسری منکوحہ پر طلاق واقع ہوجاوے گی[2]۔

[1] ابن ماجہ کتاب الطلاق - ظفیر۔ [2] وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التعلیق ص ۶۹۰ ج ۲) ظفیر۔

یہ کہنا کہ دنیا کی ساری عورتیں میری ماں ہیں

سوال (۷۹۹) زید نے کہا دنیا کی کل عورتیں میری ماں ہیں، اب زید کسی عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا کیا ؟ -

الجواب :- یہ قول لغو ہے جس عورت سے چاہے نکاح کر سکتا ہے -

مطلقہ سے جماع

سوال (۸۰۰) زید طلاق والی بیوی سے جماع کرتا ہے اور زید مسجد کا امام ہے تو اس کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہ -

الجواب :- ایسے شخص کو امام بنانا حرام ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے[۱] -

حلالہ میں جماع کا شرط ہونا

سوال (۸۰۱) بغیر جماع شوہر ثانی مطلقہ شوہر اول کے لئے حلال ہوجاتی ہے یا نہیں ؟ -

الجواب :- بغیر جماع شوہر ثانی شوہر اول کے لئے مطلقہ ثلثہ حلال نہیں ہوسکتی[۲].

یہ کہنا کہ فلاں کام کروں تو میری زوجہ پر طلاق

سوال (۸۰۲) زید نے قسم کھائی کہ اگر فلاں کام کروں تو میری زوجہ پر تین طلاق ہیں، اب زید نے وہ فعل کیا تو زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟ -

الجواب :- اس صورت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی[۳] -

شوہر سے یہ کابین نامہ لکھوانا کہ بلا اجازت دوسری شادی نہ کروں گا

سوال (۸۰۳) ملک بنگال میں دستور ہے کہ دولہا سے علاوہ مہر کے ایک کاغذ بنام کابین نامہ رجسٹری شدہ لیتے ہیں اور اس میں چار شرائط ہوتے ہیں، منجملہ ان شرطوں کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ بلا اجازت کے

[۱] دیکھئے امامة عبد واعرابی وفاسق مختصرا (در مختار باب الامامة ص ۵۲۳ ج ۱) ظفیر [۲] وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة او ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها الخ (ہدایہ ج ۲ ص ۳۹۹) ظفیر [۳] وتنحل الیمین اذا وجد الشرط مرة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۸۸ ج ۲) ظفیر۔

دوسری شادی نہ کروں گا اگر کروں گا تو طلاق ہے، اور یہ شرط فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث ورُبٰع کے مخالف ہے یا نہیں، اور بعض دفعہ یہ کابین نامہ قبل عقد بھی رجسٹری ہوتا ہے کیا حکم ہے -

الجواب :- جواب مسئلہ مستفسرہ یہ ہے کہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث ورُبٰع[۱] میں امر وجوب کا نہیں ہے بالاتفاق امر اباحت ہے کہ اگر کرو تو جائز ہے، پس اگر لڑکی کے اولیاء اس وجہ سے کہ دوسرا نکاح کرنے کی صورت میں شوہر عدل نہ کرے گا اور ہماری لڑکی کو تکلیف پہنچے گی، ایسی شرط کر لیویں تو کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا، البتہ عموماً یہ قاعدہ مقرر کر لینا اچھا نہیں ہے۔ بہرحال جب شوہر اس تعلیق کو تسلیم کرے گا تو بصورت تحقق شرط وقوع جزاء ضروری ہے یعنی طلاق واقع ہوجاوے گی، قبل از عقد جب تک اضافت الی العقد نہ پائی جاوے تو اقرار ہر جگہ معتبر نہیں ہوتا، لیکن جو صورت سوال میں درج ہے کہ دوسری زوجہ کی طلاق کو زوجہ اولیٰ کے نکاح کے بعد پر معلق کیا ہے تو اس میں قبل عقد اور بعد عقد برابر ہے، اگر بعد نکاح زوجہ اولیٰ وہ شخص دوسری زوجہ سے نکاح کرے گا دوسری زوجہ پر طلاق واقع ہوجاوے گی[۲] -

گونگے کی طلاق واقع کس طرح ہوتی ہے

سوال (۸۰۴) زید گونگا بہرا نابینا ہے، اس کے والد نے بوقت بلوغ اس کا عقد ایک عورت سے کرا دیا تھا، ایجاب وقبول زید کی جانب سے زید کے والد نے کیا تھا، ایک زمانہ تک اشارہ وغیرہ سمجھتا رہا، اب ۵-۶ سال سے اشارہ بالکل نہیں سمجھتا، اس کی زوجہ علیحدگی چاہتی ہے، علیحدگی کی کیا صورت ہے -

الجواب :- گونگے کی طلاق اشارہ سے واقع ہوجاتی ہے یعنی جو اشارہ طلاق کا اور علیحدہ کرنے کا معہود ومعلوم ہو، اگر وہ اس طریق سے اشارہ کردے تو طلاق واقع

[۱] سورة النساء رکوع ۱-۶- ظفیر [۲] وتنحل الیمین اذا وجد الشرط مرة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۸۸ ج ۲) ظفیر

ہوجاوے گی اور اگر گونگا لکھنا جانتا ہو تو لکھنے سے طلاق واقع ہوگی، اس صورت میں کسی اور اشارہ سے طلاق واقع نہ ہوگی کذا فی الدر المختار ورد المختار الشامی[1] اور اگر نہ کوئی اشارہ طلاق کا وہ کرسکتا ہو اور نہ لکھ سکتا ہو تو پھر طلاق واقع ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے اور نکاح ثانی کرنا اس کی زوجہ کو بدون طلاق کے درست نہیں ہے۔

عورت طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر انکار تو کیا کیا جائے

سوال (۸۰۵) اگر عورت مدعیہ تین طلاق کی ہو اور شوہر طلاق سے انکار کرتا ہو تو طلاق کے ثبوت کی کیا صورت ہوسکتی ہے، آیا گواہوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہو جاوے گی یا کیا، اور کیسے گواہوں کی گواہی سے طلاق کا ثبوت ہوگا اور طلاق کے ثبوت کے لئے تحریری طلاق ہونا ضروری تو نہیں، اگر زبانی طلاق دیدیوے تو کیا حکم شریعت مطہرہ دیتی ہے، اور عورت نان نفقہ کا دعویٰ کرتی ہے، یہ دعویٰ طلاق کے دعویٰ کے منافی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:- جس صورت میں عورت دعویٰ طلاق کا کرے اور شوہر منکر ہو طلاق سے تو دو گواہ عادل مسلمان یعنی نمازی پرہیزگار فسق وفجور سے بچنے والوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہر دو گواہ باہم متفق اللفظ والمعنی گواہی دیویں، گواہوں کا اختلاف یہاں بھی موجب رد شہادت ہے، در مختار میں ہے

[1] ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل الخ او اخرس باشارته المعهودة فانها تکون کعبارة الناطق استحسانا (در مختار) وفی التتارخانیه عن الینابیع ویقع طلاق الاخرس بالاشارة یرید به الذی ولد وهو اخرس او طرأ علیه ذلک ودام حتی صار یکتب الخ...

ولزم فی الکل لفظ اشهد لقبولها والعدالة لوجوبه الخ وایضا فی الدر المختار وکذا تجب مطابقة الشهادتین لفظا ومعنی[1] الخ پس صورت مسئولہ میں اور واقعہ مذکورہ میں اگر دو گواہ مسلمان عادل بلا اختلاف بیان، طلاق کی گواہی دیں تو شرعاً طلاق ثابت ہے۔ اور بصورت ثابت ہونے تین طلاق کے "علاقہ نکاح" مابین الزوجین منقطع ہے اور واضح ہو کہ طلاق واقع ہونے کے لئے شرعاً لکھنے کی ضرورت نہیں ہے شوہر اگر زبانی طلاق دیوے اور تحریر میں نہ لاوے تب بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اور نان نفقہ کا دعویٰ کرنا عورت کا دعویٰ طلاق کو مضر نہیں ہے۔

شوہر کے پابند شریعت نہ ہونے کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہوسکتا

سوال (۸۰۶) ایک لڑکی کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کردیا تھا مگر شوہر اور اس کے گھر والے بددین ہیں یعنی نماز، روزہ کے پابند نہیں اور پاخانہ کے لئے عورتیں جنگل میں جاتی ہیں تو ایسی حالت میں اس لڑکی کا نکاح فسخ ہوسکتا ہے یا نہ؟ اور لڑکی مہر پانے کی مستحق ہے یا نہ اگر مہر کے عوض میں طلاق لی جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- نکاح ہوگیا اب بدون طلاق دینے شوہر کے نکاح فسخ نہیں ہوسکتا اگر لڑکی بوجہ شوہر کے اور اس کے گھر والوں کی بددینی کی وجہ سے وہاں جانا نہیں چاہتی تو جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے اگر مہر کے عوض وہ طلاق دے تو ایسا ہی کیا جاوے۔ اگر عورت سے صحبت ہوگئی ہے تو مہر پورا واجب ہے[2]۔

طلاق معلق سے بچنے کی تدبیر

سوال (۸۰۷) زید نے بحالت غصہ اپنے باپ سے جو ضعیف العمر بیمار ہیں یہ کہہ دیا کہ اگر میں تمہاری خدمت اپنے ہاتھ سے کروں تو میری زوجہ کو تین طلاق، لیکن زید اپنے اس قول سے نہایت پشیمان ہے اور باپ کی خدمت

[1] الدر المختار علی هامش رد المختار کتاب الشهادات ص ۵۱۶-۵۳۰ ج ۴۔ ظفیر۔ [2] ومن سمی مهراً عشرة فما زاد فعلیه المسمی ان دخل بها او مات عنها (هدایه ص ۳۰۴ ج ۲) ظفیر۔

کرنا چاہتا ہے سوائے زید کے اور کوئی خدمت کرنے والا اس کے باپ کا نہیں ہے۔ مگر خدمت کرنے میں تین طلاق واقع ہونے کا اندیشہ ہے، اگر خدمت کرنے سے اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع نہ ہوں تو زید خدمت کرنے کو تیار ہے۔

الجواب:- باپ کی خدمت کرنا ضروری اور واجب ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ خدمت کرنے سے اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو جاویں گی، پس تدبیر تین طلاق سے بچنے کی یہ ہو سکتی ہے کہ اس عورت کو ایک طلاق رجعی دیدی جاوے اور عدت یعنی تین حیض پورے ہونے دیں یہاں تک کہ عدت ختم ہونے پر وہ عورت شوہر کے نکاح سے خارج و علیحدہ ہو جاوے گی، اس وقت باپ کی خدمت کرے قسم پوری ہو جاوے گی اور تین طلاق واقع نہ ہوں گی، کیونکہ وہ عورت اس وقت محل طلاق نہیں ہے، پھر نکاح اس عورت سے دو گواہوں کے رو برو تھوڑے سے مہر کے ساتھ مثلاً دس درہم یعنی اڑھائی تین روپیہ کے ساتھ کر لیوے، اس تدبیر سے حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی اور پھر ہمیشہ باپ کی خدمت کرتا رہے طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ وہ تعلیق اور قسم ایک دفعہ میں ختم ہو جاوے گی، ھکذا فی الدر المختار[1] وغیرہ۔

بلاعذر گواہی میں تاخیر

سوال (۸۰۸) زید ہندہ کو طلاق دے کر اس کے ساتھ شب باشی کرتا رہا، دو لڑکے بھی پیدا ہوئے۔ اب دو شخص گواہی دیتے ہیں کہ زید نے ہندہ کو طلاق مغلظہ دی ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- طلاق کے گواہ اگر بلاعذر گواہی دینے میں تاخیر کریں فاسق ہو جاتے ہیں، ان کی گواہی سے طلاق ثابت نہیں[2] ہوتی۔

[1] وتنحل الیمین اذا وجد الشرط مرۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص ۷۹۳/۲) ظفیر۔ [2] ومتی اخر شاھد الحسبۃ شہادتہ بلاعذر فسق فترد الخ (الدر المختار علی ھامش رد المختار ص ۵۱۶/۴) ظفیر۔

بابِ ہشتم

طلاق رجعی سے متعلق احکام و مسائل

دو طلاق کے بعد عدت میں ہمبستری سے رجعت ہو جاتی ہے

سوال (۸۰۹) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو دو بار طلاق دیدی، اور پھر وہ دونوں زوج اور زوجہ ایک مکان میں رہتے رہے، باز چند دن باز نہ آئے وطی کر بیٹھے۔ اب یہ فرمائیے کہ وہ وطی کرنا ہی رجعت ہو گیا یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے۔

الجواب:- دو طلاق بھی رجعی ہیں یعنی بعد دو طلاق رجعی کے عدت میں رجعت صحیح ہے، پس اس صورت میں رجعت صحیح ہو گئی اور ہمبستری کرنا شوہر کا عدت میں یہی رجعت ہے۔ اب دوبارہ رجعت کرنے کی اور نکاح کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ وہ عورت بدستور نکاح میں ہے اور اس کی زوجہ[1] ہے۔

دو صریح طلاق کے بعد بیوی کو لوٹا لینا درست ہے

سوال (۸۱۰) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو دو طلاق صریح دی، اب وہ اس کو لوٹا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- دو طلاق صریح کے بعد عدت کے اندر بدون نکاح کے اس

[1] اذا طلق الرجل امرأتہ تطلیقۃ رجعیۃ او تطلیقتین فلہ ان یراجعھا فی عدتھا رضیت بذلک او لم ترض الخ والرجعۃ ان یقول راجعتک الخ او یطأھا او یقبلھا او یلمسھا بشھوۃ الخ (ھدایہ باب الرجعۃ ص ۳۷۳/۲) ظفیر۔

کو لوٹا سکتا ہے اور عدت کے بعد نکاح جدید کی ضرورت[1] ہے، اور عدت طلاق کی تین حیض ہیں[2] هکذا فی کتب الفقہ۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ای التطلیق الذی یراجع بعدہ مَرَّتَانِ ای اثنان فَاِمْسَاكٌ ای فعلیکم امساکهن بعدہ بان تراجعوهن[3] الخ جلالین ۔

غصہ میں دو مرتبہ کہا طلاق دی طلاق دی، کیا حکم ہے

سوال (۸۱۱) بکر نے غصہ میں اگر دو مرتبہ اپنی زوجہ ہندہ کو کہا کہ میں نے طلاق دی طلاق دی، آیا ہندہ کو طلاق ہوئی یا نہیں، اگر طلاق ہوئی تو کونسی، تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا کیا ۔

الجواب:۔ اس صورت میں زوجہ بکر مسماۃ ہندہ پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی عدت کے اندر رجعت درست ہے اور بعد عدت کے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے[4] هکذا فی کتب الفقہ ۔

نکاح میں رہو یا طلاق لے لو، اس کے جواب میں بیوی نے کہا طلاق لیتی ہوں کیا حکم ہے

سوال (۸۱۲) عمر نے اپنی منکوحہ کو کہا کہ چاہو تم میرے نکاح میں رہو چاہو طلاق لے لو تم کو اختیار ہے، منکوحہ نے کہا میں طلاق لیتی ہوں، اس صورت میں بھی طلاق بائن ہوگئی یا نہیں ۔

الجواب:۔ اس صورت میں بھی طلاق رجعی واقع ہوگی کما فی الدر المختار امرك بیدك فی تطلیقة او اختاری تطلیقة فاختارت نفسها طلقت رجعیة[5] ۔

[1] واذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها رضیت بذلك اولم ترض کذا فی الهدایہ (عالمگیری مصری باب الرجعة ص ۴۲۳ ج ۱) واذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها (ایضاً ص ۴۳۱ ج ۱) ظفیر۔
[2] وهی فی حق حرة تحیض لطلاق الا بعد الدخول حقیقة او حکما الخ ثلاث حیض کوامل (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۲۳ ج ۲) ظفیر۔ [3] تفسیر جلالین سورۃ البقرۃ ۱۲ ظفیر [4] اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها (هدایہ باب الرجعة ص ۳۷۴ ج ۲) ظفیر [5] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب تفویض الطلاق ص ۶۶۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

پرچہ لکھ کر طلاق دینے سے کونسی طلاق ہوتی ہے

سوال (۸۱۳) ایک شخص نے اپنی عورت کو ایک پرچہ لکھ کر دیا جس میں یہ مضمون ہے کہ میں نے اپنی عورت کو طلاق دی، اس صورت میں کس قسم کی طلاق واقع ہوئی اور کیا حکم ہے ۔

الجواب:۔ لکھنے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، پس رقعہ میں جو مضمون شوہر نے لکھا ہے اس سے ایک طلاق رجعی اس کی زوجہ پر واقع ہوئی، عدت کے اندر رجعت اس میں صحیح ہے، یعنی بدون نکاح کے شوہر اس کو لوٹا سکتا ہے اور رکھ سکتا ہے، قال فی الدر المختار یقع بها ای بهذہ الالفاظ وما بمعناها من الصریح[1] واحدة رجعیة[2] الخ ۔

ہم اس کو طلاق دیتے ہیں کہنے سے طلاق رجعی واقع ہوئی

سوال (۸۱۴) زید نے اپنی بیوی ہندہ کے متعلق ایک خط پنچ کے نام لکھا، جس میں حسب ذیل فقرے لکھے ہیں، کل پنچان کو معلوم ہو کہ ہم نے اس لڑکی سے بھر پایا، آپ ہمارا زیور وغیرہ جو کچھ اس کے پاس ہے اس سے لے کر ہمارے ماں باپ کے پاس بھجوا دیجئے ہم اس کو نہیں رکھیں گے اس کے ماں باپ کہتے تھے کہ ہماری لڑکی کو جواب دو، سو اب ہم خود طلاق دیتے ہیں۔ پس اس صورت میں کس قسم کی طلاق واقع ہوئی ۔

الجواب:۔ اس صورت میں ایک طلاق رجعی اس کی عورت پر واقع ہوئی ہے کیونکہ طلاق صرف اس لفظ سے واقع ہوئی ہے "اب ہم خود طلاق دیتے ہیں۔" اور کوئی لفظ طلاق کا اس مضمون میں نہیں ہے، لہٰذا اس لفظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوئی[3] ۔

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الصریح ص ۵۹۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر
[2] صریحه مالم یستعمل الا فیه الخ کطلقتك وانت طالق الخ یقع بها ای بهذہ الالفاظ وما بمعناها من الصریح الخ واحدة رجعیة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الصریح ص ۵۹۰ وص ۵۹۲ ج ۲) ظفیر۔

آج سے اس کو طلاق ہی سمجھو کہا تو کونسی طلاق ہوئی

سوال (۸۱۵) زید نے اپنی بیوی سے ناخوش ہوکر ایک محلہ کی عورت کو مخاطب کرکے اپنی بیوی کی نسبت کہا کہ آج سے ان کو طلاق ہی سمجھو، دوسرے یہ کہ آج سے اگر ہم ان سے بیوی کا برتاو رکھیں تو اپنی لڑکی سے زنا کریں، اس صورت میں کونسی طلاق ہوئی، دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں زید کی زوجہ پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ اور دوسرا جملہ کہ آج سے اگر ہم ان سے بیوی کا برتاو رکھیں الخ یہ لغو ہے، پس عدت میں رجعت درست ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید ہوسکتا ہے، اور کچھ کفارہ اس میں نہیں ہے۔[1]

ایک طلاق دے کر متعدد لوگوں سے کہتا رہا کہ طلاق دیدی تو کتنی طلاق واقع ہوگی

سوال (۸۱۶) زید نے اپنی سسرال میں چچیا ساس کے سامنے کہا کہ بیوی کو کہدو کہ ہم نے طلاق دیا۔ پھر اپنی سالیوں کے سامنے کہا کہ ہم نے تمہاری بہن کو طلاق دیدیا، پھر باہر مردوں میں بھی کہا کہ ہم نے طلاق دیدیا اور چوتھے شخص سے بھی ایسا ہی کہا، مگر یہ تین بار جو اول دفعہ کے بعد طلاق کا تکرار کیا گیا یہ محض بغرض اطلاع واخبار کے کہا ہے، اس سے تجدد وتعدد طلاق مراد نہیں تھا، اب جو کچھ حکم ہو مطلع فرمایئے۔

الجواب:- اگر نیت زید کی دوبارہ اور سہ بارہ وغیرہ سے خبر دینا اسی طلاق اول کی ہے تو اس کی زوجہ پر صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوئی[2]، اور حکم اس کا یہ ہے کہ عدت کے اندر رجعت بلا نکاح کے درست ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید بلا حلالہ کے ہوسکتا ہے

[1] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذلك او لم ترض الخ واذا كان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد انقضائها (هدايه باب الرجعة ص ۳۷۴ و ص ۳۷۶ ج ۲) ظفير

[2] واذا قال انت طالق ثم قيل له ما قلت فقال قد طلقتها او قلت هى طالق فهى طالق واحدة لانه جواب (رد المحتار باب الصريح ص ۶۳۲ ج ۲) ظفير۔

شراب پی کر دو طلاق دی کیا حکم ہے

سوال (۸۱۷) ایک شخص نے شراب پی اور حالت مدہوشی وغصہ میں اپنی زوجہ کو دو طلاق دی، آیا طلاق بائن پڑی یا نہیں۔

الجواب:- ایک یا دو طلاق صریح سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے بائنہ نہیں ہوتی[1] اور شراب کے نشہ کی طلاق واقع ہوتی ہے و فی التتارخانیہ طلاق السکران واقع اذا اسکر من الخمر او النبيذ۔ (رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۸۴ ج ۲۔ ظفیر)۔

دو طلاق دی اور رجوع کرلیا۔ اب چار سال بعد پھر طلاق دی تو کیا حکم ہے

سوال (۸۱۸) ایک عورت کا یہ خیال ہے کہ عرصہ تین چار سال کا ہوا، اس کو اس کے شوہر نے دو طلاق دی تھی اور درمیان عدت کے رجوع کرلیا تھا۔ اب تین چار سال کے بعد ایک طلاق اور دیدی، آیا یہ بعد کو دی ہوئی طلاق اور طلاقوں سے ملحق ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- مطلقہ کی عدت کے بعد اگر پھر اس کو طلاق دی جاوے تو وہ پہلی طلاق کے ساتھ ملحق نہیں ہوتی، کیونکہ طلاق کے لاحق ہونے کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ عدت کے اندر مکرر طلاق دی جاوے، در مختار میں ہے الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن بشرط العدة قوله بشرط العدة هذا الشرط لابد منه فى جميع صور اللحاق الخ شامی[2]۔

جعلی داماد بن کر جس نے طلاق دی ہے اس کی خود بیوی پر طلاق ہوجائے گی

سوال (۸۱۹) عمر زید کا داماد ہے، زید نے عمر سے کسی دشمنی کی وجہ سے بکر کو اپنا جعلی داماد بناکر یعنی بغیر اس کے کہ واقع میں زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ کیا ہو، عدالت میں حاکم کے رو برو یہ بات ظاہر کی کہ یہ بکر میرا داماد ہے، حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے

[1] صريحه ما لم يستعمل الا فيه الخ كطلقتك وانت طالق الخ ويقع بها الخ واحدة رجعية وان نوى خلافها من البائن الخ او لم ينو شيئا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الصريح ص ۵۹۰ ج ۲) ظفیر۔

[2] ایضا باب الکنایات ص ۶۲۵ ج ۲ ظفیر

جعلی داماد نے حاکم کے سامنے کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں، اور جعلی داماد کے واقع میں ایک بیوی ہے، تو یہ طلاق اور طلاقنامہ جو حاکم کے روبرو لکھا گیا اس کی نفس الامر بیوی کے حق میں معتبر ہوگا یا نہیں۔ اور بکر کی واقعی بیوی مطلقہ ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں بکر کی واقعی بیوی پر طلاق واقع ہو جاوے گی۔ قال فی الدر المختار باب الصریح صریحه مالم یستعمل الا فیه کطلقتک الخ[1] ویقع بها واحدة رجعیة وان نوی خلافها الخ وقال علیه الصلوٰة والسلام ثلث جدهن جد وهزلهن جد وعد صلی اللّٰه علیه وسلم منهن الطلاق[2]۔

سوال (۸۲۰) ایک شخص نے اپنے خسر کو یہ لکھا کہ تمہاری لڑکی ہمارے ماں باپ سے برابر تکرار کرتی ہے، ہم اس کو برابر طلاق دیتے ہیں اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق ہوئی یا نہیں، اور کوئی صورت اس کی زوجیت میں رہنے کی ہے یا نہیں۔

ہم اس کو برابر طلاق دیتے ہیں لکھا تو کیا حکم ہے

الجواب:۔ اس صورت میں اس شخص کی زوجہ پر الفاظ مذکورہ فی السوال سے کہ (ہم اس کو برابر طلاق دیتے ہیں) ایک طلاق واقع ہوگئی اور یہ طلاق رجعی ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر شوہر اس کو بدون نکاح کے رجعت کر سکتا ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید بدون حلالہ کے درست ہے قال اللّٰه تعالیٰ الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان[3] الآیه یعنی طلاق رجعی دو طلاق ہیں پھر شوہر کو اختیار ہے کہ اس کو رکھ لے بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دے بھلائی کے ساتھ یعنی اضرار مقصود نہ ہو۔

سوال (۸۲۱) ایک شخص اپنی بیوی کو ایک دفعہ طلاق دیدے اگر طلاق واقع ہوگئی تو دوبارہ کس طرح نکاح ہو سکتا ہے۔

ایک طلاق کے بعد دوبارہ نکاح کس طرح ہوگا

[1] الدر المختار علی هامش رد المختار باب الصریح ص ۵۹۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر
[2] مشکوٰة باب الطلاق۔ ظفیر۔ [3] سورة البقرہ رکوع ۲۹۔ ظفیر۔

الجواب:۔ اس کی عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی اگر عدت پوری نہ ہوئی ہو تو شوہر اس کو بدوں نکاح کے پھر رجوع کر سکتا ہے اور اگر عدت پوری ہوگئی ہو تو دوبارہ نکاح کر سکتا ہے[1]۔

سوال (۸۲۲) اگر صورت مسئولہ میں بجائے قول مذکور کے زید نے یہ کہا ہو کہ جب عرصہ دراز سے ہمارے تمہارے درمیان خاص تعلق نہیں ہے تو طلاق تو مدت ہوئی ہو چکی پھر طلاق کیا مانگتی ہو تو اس صورت میں کیا حکم ہے آیا طلاق ہوئی یا کیا؟ اگر طلاق رجعی ہو تو اگر زید ہندہ کا شہوت سے بوسہ لے تو رجعت صحیح ہوگی یا نہیں۔

طلاق رجعی میں بوسہ سے رجعت ہوجاتی ہے

الجواب:۔ جب کہ معلوم ہوا کہ اس صورت یعنی دوسری صورت میں طلاق رجعی واقع ہوئی تو تقبیل بالشہوة سے عدت میں رجعت صحیح ہوگئی، در مختار میں ہے وبکل مایوجب حرمة المصاهرة الخ وفی الشامی قال فی البحر ودخل الوطی والتقبیل بشهوة[2] الخ

سوال (۸۲۳) زید نے اپنی زوجہ کو ایک بار یہ کہا کہ میں نے تم کو طلاق دیا اس صورت میں کیسی طلاق ہوئی اور اس کی رجعت کی کیا صورت ہے۔

میں نے طلاق دی کہنے سے طلاق رجعی واقع ہوئی، عدت میں رجعت ہوجاتی ہے

الجواب:۔ اگر منکوحہ اس کی مدخولہ ہے تو یہ طلاق رجعی ہوئی، عدت میں رجعت

[1] اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة الخ فله ان یراجعها فی عدتها الخ واذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها (عالمگیری مصری باب الرجعة ص ۴۳۱ ج ۱۰) ظفیر۔
[2] رد المختار باب الرجعة ص ۷۲۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

بلا نکاح صحیح ہے[1] ۔

سوال (۸۲۴) ایک شخص نے ایک مرتبہ اپنی بیوی کو طلاق دی، اب عدت میں دس بارہ روز کا وقفہ ہے تو رجعت درست ہے یا نہیں، لفظ یہ ہیں (طلاق قطعی دی) ۔

عدت میں رجعت درست ہے

الجواب: اس صورت میں اگر شوہر نے صرف ایک طلاق دی ہے تو عدت میں رجعت کرنا درست ہے یعنی بلا نکاح لوٹا سکتا ہے، شوہر یہ کہے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجوع کرلیا[2]۔ اور قطعی کا لفظ یقینی کے معنی میں ہے اس سے طلاق بائنہ نہیں ہوتی

سوال (۸۲۵) طلاق بائن میں رجوع کرنا درست ہے یا نہیں ؟ ۔

طلاق بائن میں رجعت نہیں

الجواب: طلاق بائن میں رجوع کرنا بدون نکاح کے درست نہیں ہے البتہ اگر طلاق بائن ایک یا دو ہوں تین نہ ہوں تو عدت کے اندر اور بعد عدت کے نکاح جدید بدون حلالہ کے درست ہے، اور اگر تین طلاق بائنہ دی ہیں تو بدون حلالہ کے نکاح درست نہیں ہے[3] ۔

سوال (۸۲۶) زید نے اپنے خسر بکر کو ایک خط لکھا زبیدہ اپنی دوسری بیوہ بیٹی کو اطلاع دو کہ ہندہ کو میں نے یعنی زید نے طلاق دیدی ہے ۔ زبیدہ زید سے نکاح کرلے، زبیدہ نے انکار کیا حالانکہ

میں نے طلاق دیدی ہے کہنے سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے

---

[1] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك اولم ترض (الى قوله) والرجعة ان يقول راجعتك او راجعت امرأتي الخ (هدايه باب الرجعة ص ۳۷۴ ج ۲) ظفير۔ [2] ايضاً ص ۳۷۴ ج ۲ ظفير [3] واذا كان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها (الى قوله) وان كان الطلاق ثلثا في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها (هدايه ص ۳۷۹ ج ۲) ظفير۔

زید نے ہندہ کے پاس کوئی اطلاع نہیں بھیجی، لیکن ہندہ کو سنتے سناتے اس بات کا علم ہوگیا، اور تین ماہ کے اندر زبیدہ زید کے پاس چلی آئی اور اب زید کے ساتھ ہی رہتی ہے، زید نے ہندہ کے ساتھ دوبارہ نکاح نہیں کیا۔ کیا اس صورت میں ہندہ کو طلاق ہوگئی، اور اگر طلاق ہوگئی تو رجعت کی کیا صورت ہے ۔

الجواب: اس صورت میں ہندہ پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، عدت کے اندر اندر بلا نکاح زید ہندہ کو رجوع کرسکتا ہے، رجعت یہ ہے کہ عدت کے اندر کہہ لیوے کہ میں نے اپنی زوجہ کو رجوع کرلیا[1] اور عدت مطلقہ کی تین حیض ہیں ۔

سوال (۸۲۷) زید نے ہندہ سے نکاح کیا ایک سال ہندہ زید کے گھر آباد رہی، زید بیمار ہوا کہ امید زندگی ہرگز نہ تھی، برادران زید نے حالت بیماری میں زید سے جبراً طلاق دلائی قبل از گذرنے معیاد عدت زید نے ہندہ سے پھر رجوع کیا، آیا رجوع صحیح ہے یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے ۔

ایک دو صریحی طلاق کے بعد رجعت درست ہے نکاح جدید کی ضرورت نہیں

الجواب: اگر طلاق ایک دو صریح زید سے دلائی تب تو عدت کے اندر جو زید نے رجوع کیا وہ صحیح ہوگیا، اور ہندہ بدستور اس کی زوجہ رہی نکاح جدید کی ضرورت نہیں ہے[2]، اور اگر زید سے تین طلاق دلائی گئی تو پھر رجوع کرنا صحیح نہیں ہے، اور بدون حلالہ کے ہندہ کے ساتھ زید کا نکاح اب نہیں ہوسکتا۔

سوال (۸۲۸) باہم سوتن میں جھگڑا ہو رہا تھا، مرد ایک عورت کی طرف مخاطب ہوکر بولا کہ اگر تو خاموش

اگر خاموش نہیں ہوگی تو طلاق کہنے سے کونسی طلاق واقع ہوئی

---

[1] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك اولم ترض الخ والرجعة ان يقول راجعتك او راجعت امرأتي الخ او يطأها او يقبلها او يلمسها بشهوة (هدايه باب الرجعة ص ۳۷۳ ج ۲) ظفير۔ [2] ايضاً ظفير

نہیں ہوگی تو تجھ کو طلاق ہے اول مرتبہ میں وہ عورت خاموش نہیں ہوئی، پھر دوسری مرتبہ مرد نے کہا کہ اگر خاموش نہیں ہوگی تو تجھ کو طلاق ہے، اس دفعہ بھی خاموش نہیں ہوئی، پھر تیسری مرتبہ مرد نے کہا کہ اگر خاموش نہیں ہوگی تو تجھ کو طلاق ہے، اس مرتبہ ثالث میں عورت بالکل خاموش ہوگئی، اس صورت میں کے طلاق واقع ہوئی اور شوہر کے طلاق کا مالک رہا، اور شوہر کو اختیار لوٹا لینے کا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں طلاق رجعی ہوئی، کیونکہ دو طلاق صریح تک رجعی رہتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان[1] ای الطلاق الرجعی اثنان پس عدت کے اندر شوہر اس مطلقہ کو لوٹا سکتا ہے اور بعد عدت کے لوٹانا بلا نکاح جدید کے درست نہیں ہے البتہ نکاح جدید کے ساتھ لوٹا سکتا ہے ھکذا فی الدر المختار[2] اور شوہر اس صورت میں ایک طلاق کا اور مالک رہا اگر قبل انقضاء عدت ایک طلاق اور دیدے گا تو تین طلاق واقع ہو جاوے گی پھر بدون حلالہ کے اس سے نکاح درست نہ ہوگا کما بین فی کتب الفقہ۔

ایک طلاق دو طلاق میں دو طلاق واقع ہوگی

سوال (۸۲۹) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ تجھ کو ایک طلاق دو طلاق تو اس گھر میں جا، ایک شخص نے طالق سے کہا کہ ایک طلاق کیوں باقی رکھا، اس نے جواب دیا کہ وہ ایک طلاق تازیست نہ دوں گا، بعض عالم کہتے ہیں کہ عورت پر تین طلاق واقع ہوئی کیونکہ ایک طلاق دو طلاق جملہ تین طلاق ہوئی بعض کہتے ہیں کہ دو طلاق رجعی واقع ہوئی کیونکہ عطف مفقود اور سکوت معدوم دونوں کے درمیان انفصال نہیں ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ جب کہ نیت شوہر کی ایک اور دو کو جمع کرنے کی نہیں ہے تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر دو طلاق رجعی واقع ہوں گی جیسا کہ شوہر کے جواب

---

[1] سورۃ البقرہ ۱۲۔ ظفیر۔ [2] حوالہ بارہا گذر چکا۔ ظفیر۔

سے بھی معلوم ہوتا ہے[1]۔

طلاق دی دی دی کہنے سے ایک طلاق واقع ہوئی

سوال (۸۳۰) خالد کی زبان سے غصہ کی حالت میں اپنی خوشدامن کے دروازہ میں یہ الفاظ نکلے، زید کی بیٹی جمال النساء کو طلاق دی دی دی، لیکن زوجہ کا نام جمال جہاں ہے مگر ولدیت صحیح ہے، آیا غلطی نام زوجہ سے طلاق ہوگئی یا نہیں، دی، دی، دی کا تکرار برائے لفظ طلاق اول ہوگا یا برائے طلاق ثلاثہ۔

الجواب:۔ ایسی غلطی سے طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو جاتی ہے، دی دی دی کا تکرار تاکید طلاق سابق ہے، لہذا اس صورت میں ایک طلاق رجعی ہی رہے گی۔

ایک طلاق دے کر جب رکھ لیا تو رجعت ہوگئی دوسرے سے اس کا نکاح درست نہیں

سوال (۸۳۱) عمر نے دھوکے سے زید کو شراب پلوائی اور کئی آدمیوں کی مدد سے زبردستی زید سے طلاق کے الفاظ کہلوائے، لیکن زید کہتا ہے کہ میں نے ہندہ کو صرف ایک ہی دفعہ طلاق دی ہے، حالت درست ہونے کے بعد کچھ عرصہ دونوں میں تعلق زوجیت قائم رہا، زید کسب معاش کے لئے باہر گیا، عمر نے جبراً اس کی زوجہ سے نکاح کر کے اس کو اپنے پاس رکھا۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ وہ عورت زید کی منکوحہ ہے کیونکہ زید نے ہندہ کو ایک طلاق دی تھی پھر جب اس کو مثل منکوحہ کے رکھا تو رجعت صحیح ہوگئی[2] اور نکاح قائم رہا، پھر عمر کا نکاح اس سے

---

[1] و بواحدۃ فی ثنتین واحدۃ ان لم ینو او نوی الضرب وان نوی واحدۃ وثنتین فثلاث وفی غیر الموطوأۃ واحدۃ کواحدۃ وثنتین وان نوی مع الثنتین فثلاث مطلقا (در مختار) فان الواو للجمع فصح ان یراد بہ معنی الواو (رد المحتار باب الصریح ص ۶۲۱ ج ۲) ظفیر۔

[2] اذا طلق الرجل امرأتہ تطلیقۃ رجعیۃ او تطلیقتین فلہ ان یراجعہا فی عدتہا ... والرجعۃ ان یقول راجعتک او راجعت امرأتی او یطأہا او یقبلہا او یلمسہا بشہوۃ (ھدایہ باب الرجعۃ ص ۳۷۳ ج ۲) ظفیر۔

صحیح نہیں ہوا۔

طلاقنامہ لکھا سات دن بعد بچہ پیدا ہوا تو اب رجعت نہیں ہو سکتی

سوال (۸۳۲) زید نے اپنی زوجہ حاملہ کو اس کے کہنے پر طلاقنامہ لکھ دیا مگر تین طلاق نہیں لکھی اور نہ اس نے تین دفعہ زبان سے طلاق دی، طلاق دینے کے پندرہ یوم بعد زید اور اس کی بیوی کا دوبارہ میل ہو گیا، زید نے اس کو نان ونفقہ دینا شروع کر دیا، بعد طلاقنامہ کے آٹھ سات روز میں لڑکی پیدا ہو گئی، آیا زید مسماۃ مذکور کو کسی طرح اپنے گھر رکھ سکتا ہے یا نہ۔

الجواب:- اگر تین دفعہ طلاق تحریر نہیں کی اور نہ زبانی تین طلاق دی تو اس صورت میں عدت کے اندر رجعت بلا نکاح کے درست تھی مگر جب کہ بوقت طلاق وہ عورت حاملہ تھی تو عدت اس کی وضع حمل تھی جب بچہ پیدا ہو گیا تو عدت اس کی ختم ہو گئی[1]، پس اگر شوہر نے بچہ پیدا ہونے سے پہلے اس کو رجوع نہ کیا تھا تو اب بلا نکاح کے رجوع نہیں کر سکتا، البتہ نکاح جدید بلا حلالہ کے کر سکتا ہے کما فی کتب[2] الفقہ۔

عدت کے اندر رجوع نہ کرنے سے بائنہ ہو گئی نکاح جدید کرنا ہو گا

سوال (۸۳۳) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق رجعی دی پھر رجوع کرنا چاہا لیکن عورت راضی نہیں ہوئی یہاں تک کہ چار پانچ ماہ گذر گئے اور عدت پوری ہو گئی، اب زید زوجہ کو رجوع کر سکتا ہے یا کیا۔

الجواب:- طلاق رجعی میں شوہر کو عدت کے اندر اپنی زوجہ کو رجوع کرنا درست

[1] وفي حق الحامل الخ وضع جميع حملها (در مختار) اى بلا تقدير بمدة سواء ولدت بعد الطلاق او الموت بيوم او اقل الخ (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر۔

[2] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض الخ (هدايه باب الرجعة ص ۳۷۳ ج ۲) واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها (عالمگیری مصری باب الرجعة ص ۴۳۱ ج ۱) ظفیر

ہے اور اس میں عورت کی رضامندی کی ضرورت نہیں ہے، بدون رضا واجازت عورت کے بھی شوہر اس کو عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے لیکن اگر شوہر نے عدت کے اندر اپنی زوجہ کو رجوع نہیں کیا خواہ یہ سمجھ کر رجوع نہ کیا کہ بلا رضامندی عورت کے رجوع کرنا درست نہیں ہے تو بعد عدت کے وہ عورت بائنہ ہو گئی، اب بدون نکاح جدید کے اس کو لوٹانا درست نہیں ہے اور نکاح جدید عورت کی رضامندی سے ہو سکتا ہے[1]۔

طلاق رجعی میں عدت کے اندر جماع سے رجعت ہو جاتا ہے

سوال (۸۳۴) زید نے بسلسلہ تکرار اپنی زوجہ ہندہ سے دو بار کہا کہ ہم نے تم کو طلاق دی، اس کے بعد قریب زمانہ میں تعداد ایام یاد نہیں جھگڑا رفع ہونے پر زید نے زوجہ سے ہمبستری کی، کیا ایسی حالت میں الفاظ طلاق باطل ہو کر زوجہ بدستور منکوحہ متصور ہو گی اور فعل ہمبستری حلال ہو گا یا حرام۔

الجواب:- اس صورت میں طلاق رجعی ہوئی، لہذا اگر عدت میں زید نے اس سے وطی کر لی تو یہ رجعت صحیح ہو گئی اور وہ بدستور زید کی زوجہ ہو گئی، لیکن شرط یہ ہے کہ زید نے عدت کے اندر یعنی طلاق کے بعد تین حیض پورے ہونے سے پہلے صحبت کی ہو[2]۔

ایک طلاق دی پھر خبر دینے کے طور پر اس کو کئی مرتبہ دہرایا تو کتنی طلاق ہو گی

سوال (۸۳۵) ایک شخص نے غصہ میں کہا کہ میں اپنی عورت کو طلاق دے دیتا ہوں، اس کے بعد وہ اپنے مکان کی طرف چلا، لوگوں نے روکا اس نے کہا مجھے کیوں روکتے ہو میں تو طلاق دے چکا ہوں

[1] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض الخ (هدايه باب الرجعة ص ۳۷۳ ج ۲) واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها (عالمگیری مصری باب الرجعة ص ۴۳۱ ج ۱) ظفیر

[2] والرجعة ان يقول راجعتك الخ او يطأها او يقبلها او يلمسها بشهوة (هدايه باب الرجعة ص ۳۷۳ ج ۲) ظفیر۔

بعدہ گھر میں جاکر اپنی عورت سے کہا کہ تو چلی جا، کسی عورت اجنبیہ کے پوچھنے پر کہ کیوں چلی جاوے، اس نے کہا کہ میں بہت آدمیوں کے سامنے طلاق دے چکا ہوں، وہ شخص کہتا ہے کہ بعد کے الفاظ میں نے خبر دینے اور بتلانے کے واسطے کہے ہیں دوبارہ طلاق دینے کے لئے نہیں کہے، تو ان جملوں سے طلاق رجعی ہوئی یا طلاق مغلظ۔

الجواب:۔ اس صورت میں جب کہ شخص مذکور نے دوسری اور تیسری مرتبہ لفظ طلاق کا پہلی طلاق کے خبر دینے کی غرض سے کہا ہے اور جدید طلاق دینے کی نیت سے نہیں کہا تو اس عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہوئی، اس میں عدت کے اندر رجعت بلا نکاح جدید کے صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید کے ساتھ رجوع کر سکتا ہے کذا فی الدر المختار[1]۔

دو طلاق کے بعد رجعت کرلی پھر جب تیسری طلاق دی تو اب وہ مغلظہ ہوگئی

سوال (۸۳۶) زید نے ہندہ کو ایک طلاق رجعی دے کر رجعت کرلی اندر عدت کے، پھر چند ماہ بعد ایک اور طلاق رجعی دے کر اس سے بھی رجعت کرلی، پھر چند مہینہ کے بعد ایک اور طلاق رجعی دیدی. اس صورت میں تین طلاق زید کی زوجہ ہندہ پر واقع ہوئی یا رجعی:

الجواب:۔ اس صورت میں اس کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہوگئی، یعنی تین طلاق کے ساتھ بائنہ مغلظہ ہوگئی، اب بدون حلالہ کے شوہر اول اس سے نکاح نہیں کر سکتا[2]۔

اگر آج رات نہ آئی تو طلاق پھر نہ آئی تو رجعی طلاق پڑے گی

سوال (۸۳۷) اگر کوئی عورت بغیر اپنے شوہر کی رضامندی واجازت کے اپنی ماں کے گھر چلی جاوے

له حوالہ گذر چکا، ظفیر ۲ه الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان الا فان طلقها فلا تحل له حتى تنكح زوجا غيره (سورة البقرة ع - ۲۸) لا ينكح مطلقة من نكاح صحيح نافذ بها اى بالثلاث الا حتى يطأها غيره بنكاح نافذ الا وتمضى عدة الثاني (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الرجعة ص ۷۳۹/۲) ظفیر۔

اور اس کا شوہر ایک مرتبہ یہ کہے کہ اگر آج رات میں نہ آئی تو اس کو طلاق ہے اور باوجود بلانے کے عورت نہ آئی تو اس پر کس قسم کی طلاق واقع ہوئی۔

(۲) اگر طلاق رجعی پڑی تو رجوع کرنے میں عورت اور اس کے والدین کے اختیارات کیا ہیں۔

(۳) اگر مرد رجوع کرنا چاہے اور عورت یا اس کے والدین رضامند نہ ہوں تو کیا حکم ہے، رجوع کرنے میں عورت کی موجودگی ضروری ہے یا نہیں، بعد رجوع کے دونوں کا ملنا ضروری ہے یا نہیں۔

(۴) جب کہ عورت کی شرط طلاق پوری نہ کرنے کی وجہ سے طلاق پڑی تو طلاق کی ذمہ داری عورت پر رہی یا مرد پر اور مہر کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ (۱ تا ۳) اس صورت میں صرف ایک طلاق رجعی اس کی زوجہ پر واقع ہوئی، اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر شوہر اس کو بدون عورت کی رضامندی اور اجازت کے اور بدون اس کے والدین کی رضا واجازت کے رجوع کر سکتا ہے یعنی زبان سے یہ کہہ دے کہ میں نے اس کو رجوع کر لیا اور بدستور اپنی زوجہ اس کو قائم رکھا عورت کے پاس ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ صحبت وغیرہ کرنے کی ضرورت ہے، صرف زبان سے کہہ لینے سے کہ میں نے اپنی زوجہ کو رجوع کر لیا رجعت صحیح ہوجاتی ہے اور نکاح قائم رہتا ہے، درمختار میں ہے وتصح بنحو راجعتك الخ وان ابت الخ[1]

(۴) اس صورت میں عورت نے وہ کام کیا جو کہ سبب ہوا طلاق کے واقع ہونے کا۔

نشہ کی حالت میں طلاق دی ہوش کے بعد رجوع کر لیا کیا حکم ہے

سوال (۸۳۸) ایک شخص نے بحالت نشہ دو ایک آدمیوں کے بہکانے سے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی، ہوش میں آنے کے بعد انھوں نے دوسرے دن رجوع کر لیا، اس صورت

له الدر المختار على هامش رد المحتار باب الرجعة ص ۷۲۸/۲ و ص ۷۳۲/۲۔ ظفیر

میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور رجوع کرنا صحیح ہوگیا یا نہ۔

الجواب:- نشہ کی حالت میں شرعاً طلاق واقع ہوجاتی ہے درمختار[1] لیکن اگر اس نے ایک یا دو طلاق صریح دی تھی تین طلاق نہ دی تھی تو بعد ہوشیار ہونے کے اور نشہ زائل ہونے کے رجوع کرلینا اس کا درست ہے اور بعد رجوع کرلینے کے وہ عورت بدستور اس کی زوجہ رہے گی اور نکاح قائم رہے گا قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان ای الطلاق الرجعی اثنان وقال فی الدر المختار وتصح بنحو راجعتک الخ ان لم یطلق بائناً الخ وفی الشامی قلت ھی ای شروط الرجعۃ ان لا یکون الطلاق ثلاثاً[1] الخ

ایک طلاق دو طلاق دی کہنے سے کتنی طلاق ہوتی ہے جبکہ نیت رجعت کی ہو

سوال (۸۳۹) ایک شخص نے بحالت غضب اپنی بیوی کو کہا کہ ایک طلاق دو طلاق دیا نیت رجعت کی تھی اور یہ کہ عورت کو زجر ہوجاوے تو اس سے تین طلاق ہوئی یا دو اور رجعت ہوسکتی ہے یا نہ اور اگر مثلاً عورت کو لفظ خطاب سے کہے کہ تجھ کو طلاق دیا یا صیغۂ غائب سے کہے تو خطاب اور عدم خطاب سے کچھ فرق ہوتا ہے یا نہ۔

الجواب:- دراصل اس لفظ سے کہ ایک طلاق دو طلاق دیا تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوتی ہیں، کما یفھم من قول صاحب الدر المختار وان نوی واحدۃ وثنتین فثلث لو مدخولاً بھا وفی غیر الموطوئۃ واحدۃ کقولہ لھا واحدۃ وثنتین لانہ لم یبق للثنتین محل[2] الخ یعنی غیر مدخولہ میں ایک طلاق کہنے سے بائنہ ہوجاتی ہے اور دو کے لئے عورت محل نہ رہے گی اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگر مدخولہ ہے تو تین طلاق واقع ہوں گی لیکن اگر شوہر کی نیت

---

[1] رد المحتار باب الرجعۃ ص ۷۳۰ ج ۲ - ظفیر [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الصریح ص ۶۰۳ ج ۲ - ظفیر

اضراب اور اعراض کی ہے یعنی یہ کہ ایک نہیں بلکہ دو طلاق دیا یعنی ایک پہلی اور ایک اور طلاق دی تو دیانۃً یہ نیت اس کی معتبر ہوجاوے گی اور دو طلاق واقع ہوں گی، اور رجعت عدت میں صحیح ہوگی اور دونوں صورتوں کا حکم ایک ہے۔

طلاق کے بعد رجعت جائز ہے اور بعد عدت نکاح

سوال (۸۴۰) مسمی عظیم اللہ کی عورت مسماۃ وحیدن ایک روز بلا اجازت شوہر کے ایک ملاقاتی عورت کے مکان پر جو اس کی بچپن کی سہیلی تھی اور اس کی ہمقوم تھی چلی گئی اور ایک رات اسی کے یہاں رہ گئی، اور پھر صبح کو جب اپنے مکان پر آئی تو برادری کے لوگ جو اس عورت کے اور اس کے شوہر کے مخالف اور اس کے برخلاف تھے، انھوں نے مسماۃ وحیدن کو اس کی سہیلی مسماۃ رسولن کے شوہر سے متہم کیا جس کے نو ماہ بعد وحیدن کے لڑکا پیدا ہوا، لیکن اس تہمت کے بعد مسماۃ وحیدن کو اپنے مکان پر آکر حیض آیا جیسا کہ گھر اور محلہ کی عورتوں اور خود عظیم اللہ سے معلوم ہوا۔ نیز عظیم اللہ نے ان تہمتوں کا کوئی اثر قبول نہیں کیا اور بیوی سے تعلقات بدستور رکھے، اس کے بعد عظیم اللہ کلکتہ چلا گیا جب برادری کے لوگوں نے اس کے باپ اور گھر والوں کو زیادہ تنگ کیا تو انھوں نے عظیم اللہ کو خط لکھا، جس کے جواب میں اس نے کلکتہ سے یہ الفاظ لکھ کر بھیجے کہ ہم نے مسماۃ وحیدن اپنی بیوی کو طلاق دیا، لیکن اس کے باوجود مسماۃ وحیدن اس کی زوجیت میں ہے اور فریقین کا دل صاف ہے، اس کے بعد اس کے ایک لڑکی اور بھی پیدا ہوئی، مگر برادری کے لوگ اب تک اس کے باپ وغیرہ کو برادری سے خارج کئے ہوئے ہیں کہ طلاقی عورت کو عظیم اللہ کیوں اپنے گھر میں رکھے ہوئے ہے۔

الجواب:- عظیم اللہ نے اگر اپنی بیوی مسماۃ وحیدن کو صرف ایک طلاق دی ہے جیسا کہ اپنے خط میں لکھا ہے تو اس صورت میں عدت کے اندر رجوع کرلینا بدون نکاح کے درست ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید بلا حلالہ ہوسکتا ہے،

(۲۱)

پس اگر عظیم اللہ نے عدت کے اندر اپنی زوجہ کو رجوع کرلیا تھا تو ان کا نکاح قائم ہے[1]، اور برادری کے لوگوں کی یہ زیادتی اور ظلم ہے کہ بے وجہ عظیم اللہ اور اس کے باپ کو تنگ کرتے ہیں اور برادری سے خارج کرتے ہیں، اہل برادری کو ایسا معاملہ ہرگز شرعاً جائز نہیں اور پہلے بھی تہمت لگانا مسماۃ وحیدن پر شرعاً معصیۃ اور گناہ تھا، اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

استفسار کا پہلا جواب آیا کہ طلاق نہیں ہوئی ساتھ رہنے لگا کئی ماہ بعد جواب ملا طلاق ہوگئی درمیانی مدت کا کیا حکم ہے

سوال (۸۴۱) زید نے ایک استفتاء در بارۂ طلاق دو علماء دین کی خدمت میں روانہ کیا، پہلے جواب میں یہ تھا کہ طلاق عائد نہیں ہوئی، چنانچہ زید نے فوراً اپنی زوجہ سے رجوع کرلیا، اس کے بعد دوسرا جواب موصول ہوا جو زید کو نہیں دکھلایا گیا، اس اثناء میں زید کی بیوی حاملہ ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا تو اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- پہلے فتوی کے بعد جو رجوع کیا گیا اور وطی ہوئی اور حمل قرار پایا اور لڑکا پیدا ہوا، یہ سب مستفتی کے حق میں جائز ہوا، اور لڑکا ثابت النسب ہوا کیونکہ سائل کے حق میں فتوی مفتی کا حجت ہوتا ہے، اس کے بعد جب یہ تحقیق ہوئی کہ فتوی سابق غلط تھا اور دوسرا صحیح فتوی اس کے خلاف معلوم ہوا تو جو فعل سابق ہو چکا وہ حلال رہا اور لڑکا بھی ثابت النسب رہا جیسا کہ موطوءۃ بالشبہہ کا حکم ہے[2]۔ مگر آئندہ کو اس سے علیحدگی کی جاوے۔ اور جو حکم طلاق ثلاثہ کا ہے وہ جاری کیا جاوے یعنی بدون حلالہ کے وہ شخص عورت مطلقہ ثلثہ سے نکاح نہ کرے اور اس کو حلال نہ سمجھے۔

---

[1] والرجعۃ ان یقول راجعتک او یطأھا او یقبلھا او یلمسھا بشہوۃ (ھدایہ باب الرجعۃ ص ۳۷۳ ج ۲) ظفیر۔ [2] وعدۃ المنکوحۃ نکاحا فاسدا فلا عدۃ فی باطل وکذا موقوف قبل الاجازۃ لکن الصواب ثبوت العدۃ والنسب والموطوأۃ بشبہۃ الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر

طلاق کے بعد عورت کو رکھ سکتا ہے یا نہیں

سوال (۸۴۲) ایک شخص اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے اور بعد عدت کے اس مطلقہ کو پھر لے جانا چاہتا ہے، کیا وہ شخص اس مطلقہ سے نکاح کرسکتا ہے؟۔

الجواب:- اگر ایک یا دو طلاق دی تھی تو اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے

عدت کے بعد بلا نکاح رکھنا کیسا ہے

سوال (۸۴۳) اگر وہ اسی طرح عورت کو اپنے گھر لے جاوے تو اس کے شکم سے پیدا شدہ اولاد ولد الحرام کہلائے گی اور اس کی جائداد کی وارث ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- اگر بلا نکاح اس سے اولاد ہوگی تو وہ ولد الزنا ہوگی اور وارث اس کے ترکہ کی نہ ہوگی۔

دو طلاق رجعی کے بعد رجعت کرلی اب تیسری طلاق کے بعد رجعت نہیں کرسکتا ہے

سوال (۸۴۴) زید زوجہ خود را طلاق رجعی دادہ رجوع نمود باز ثانی بار طلاق رجعی دادہ رجوع کرد، بعدہ ثالث بار طلاق رجعی دادہ، پس بعد از ثالث مذکور رجوع جائز است یا محتاج بحلالہ گردد، و آں طلاقہائے سابقہ بسبب رجوع حکم عدم دارند یا حکم وجود کہ باعث آں تغلیظ ثلثہ ثبوت گرفتہ بحلالہ محتاج شود، بر تقدیر آنکہ طلاقہائے سابقہ بہ سبب رجوع ساقط شوند، پس ایں عبارت متون چہ معنی دارد کہ یھدم الزوج الثانی مادون الثلث۔

الجواب:- مسئلہ ہمیں است کہ زوج ثانی طلقات سابقہ را منہدم می سازد وبدوں زوج ثانی طلاقہائے سابقہ منہدم نمی شوند، پس بصورت[1] مسئول بعد طلقات

---

[1] والزوج الثانی یھدم بالدخول فلو لم یدخل لم یھدم اتفاقا مادون الثلاث ایضا ای کما یھدم اجماعا لانہ اذا ھدم الثلاث فمادونھا اولی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الرجعۃ ص ۷۶۲ ج ۲) ظفیر

ثلثہ بدون حلالہ زوجہ اش برو حلال نخواہد شد کما قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان (الیٰ) فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہٗ[1] الآیہ

شوہر نے کہا طلاق دی وہ میری ماں ہے کونسی طلاق ہوئی

سوال (۸۴۵) بکر نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ میں نے طلاق دیا آج سے وہ ہماری ماں ہے، اس صورت میں ہندہ پر کونسی طلاق واقع ہوئی۔

الجواب:۔ اس صورت میں بکر کی زوجہ پر ایک طلاق واقع ہوئی جو کہ رجعی ہوگی مدت میں رجعت بدون نکاح کے صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید ہو سکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، کما قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان[2] الآیہ اور ماں کہنے سے بلا حرف تشبیہ طلاق و ظہار کچھ نہیں ہوتا و ان لا ینوا وحذف الکاف لغا۔ در مختار[3]۔

بیوی کو لکھا کہ تجھ کو طلاق شرعی دی رجعت درست ہے یا نہیں

سوال (۸۴۶) ایک مرد نے اپنی عورت کو طلاقنامہ لکھا کہ میں نے تجھ کو طلاق شرعی دیدی ہے، اس صورت میں رجعت درست ہے یا نہ۔

الجواب:۔ اس صورت میں ایک طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوئی عدت کے اندر رجعت اس سے کر سکتا ہے[4]۔

طلاق کے بعد میاں بیوی ساتھ رہ سکتے ہیں یا نہیں

سوال (۸۴۷) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق دیدی، بعد کو دونوں چاہتے ہیں کہ پھر میل کر لیں، اس صورت میں زید کا نکاح

---

[1] و [2] سورۃ البقرہ ۔ ۲۹۔ ظفیر [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۷۹۰ ج ۲ باب الظہار۔ ظفیر [4] ومحلہ المنکوحۃ المطلقۃ رجعیۃ فقط فی طہر لا وطی فیہ وترکہا حتی تمضی عدتہا الخ فعلم ان الاول سنی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۹ ج ۲) ظفیر۔

پھر ہندہ سے ہو سکتا ہے یا نہیں اور اگر نکاح نہ ہو سکے تو کیا یہ بھی شرعاً ناجائز ہے کہ دونوں کا قیام ایک ہی گھر میں رہے اور اپنی گذر اوقات اپنے لڑکے بالغ کے ساتھ کر سکتے ہیں یا نہیں جو معاملات میاں بیوی کے درمیان ہوتے ہیں ان سے کچھ سروکار نہیں۔

الجواب:۔ اگر زید نے ایک یا دو طلاق صریح دی ہیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر بلا نکاح کے رجعت درست ہے اور بعد عدت کے نکاح ہو سکتا ہے، اور اگر تین طلاق دی ہیں تو بلا حلالہ کے زید اس سے نکاح نہیں کر سکتا[1]۔ اور بحالت عدم نکاح دونوں کا ایک جگہ رہنا اگر پردہ کے ساتھ ہو اور اولاد موجود ہو تو بضرورت کچھ حرج نہیں ہے کذا فی الدر المختار عن شیخ الاسلام رحمہ اللہ وغیرہ[2]۔

بیوی سے کہا ایک طلاق دو طلاق دیا تو کتنی طلاق واقع ہوگی

سوال (۸۴۸) ایک شخص نے بخار کی حالت میں چند مردوں اور عورتوں کے سامنے اپنی بیوی کو کہا کہ سالی کو ایک طلاق دو طلاق دیا میں، چنانچہ وہ لوگ یہی گواہی دیتے ہیں اور دوسرا ایک گواہ

---

[1] اذا طلق الرجل امرأتہ تطلیقۃ رجعیۃ او تطلیقتین فلہ ان یراجعہا فی عدتہا رضیت بذلک او لم ترض لقولہ تعالیٰ فامسکوہن بمعروف من غیر فصل الخ واذا کان الطلاق بائنا دون الثلث فلہ ان یتزوجہا فی العدۃ وبعد انقضائہا الخ وان کان الطلاق ثلثا فی الحرۃ او ثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا (ہدایہ باب الرجعۃ ص ۳۷۳ ج ۲ و ص ۳۹۹ ج ۲) ظفیر۔ [2] وسئل شیخ الاسلام عن زوجین افترقا ولکل منہما ستون سنۃ وبینہما اولاد تتعذر علیہما مفارقتہم فیسکنان فی بیتہم ولا یجتمعان فی فراش ولا یلتقیان التقاء الازواج ہل لہما ذلک قال نعم واقرہ المصنف (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۵۵ ج ۲) ظفیر

کہتا ہے کہ دو طلاق کے بعد بائن کا لفظ بھی کہا اس صورت میں کیا حکم ہے، اس پر ایک مفتی صاحب نے دو طلاق رجعی کا فتویٰ دیا ہے جس کی نقل ہمرشتہ ہذہ ہے، ایک صاحب نے جواب مذکور کی تغلیط کر کے طلاق بائنہ قرار دی ہے، اس کے متعلق کیا حکم ہے۔

الجواب:- جب کہ اس شخص نے اپنی زوجہ کو سالی کہہ کر یعنی گالی دے کر طلاق دی ہے تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی اور موافق بیان گواہان کے دو طلاق رجعی اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی عدت کے اندر اس میں رجعت درست ہے اور ایک گواہ کا طلاق بائن کہنا معتبر نہیں ہے، پس جواب مجیب کا صحیح ہے اور تغلیط کرنے والے کی تغلیط غلط ہے۔

صورت ذیل میں کیا حکم ہے

سوال (۸۴۹) زید اپنی کج رائے کی وجہ سے اپنی زوجہ ہندہ پر ناراض ہوتا ہے، ہندہ کا باپ زید سے کہتا ہے کہ یا تو میری دختر کے ساتھ حسن سلوک سے رہا کر و یا اسے طلاق دیدو، زید اور ہندہ کے باپ کے درمیان جھگڑا بن جاتا ہے، ہندہ باپ کے گھر چلی آتی ہے، زید طلاق نامہ لینے کے لئے دوڑنے لگتا ہے اور کہتا ہے طلاقنامہ لو میں دیتا ہوں، لوگ اسے پکڑ لیتے ہیں، دوسرے دن زید زیورات کا مطالبہ کرتا ہے، ہندہ تین چار ماہ سے میکہ ہے، کیا اس صورت میں ہندہ پر طلاق رجعی واقع ہو گئی اور عدت ہو چکی ہے تو کیا کیا جاوے، اس صورت میں اگر ہندہ خلع کرانا چاہے تو کیا واجب آتا ہے۔

(ب) جنین جو تین ماہ کا حمل کی صورت میں اسقاط یا اجواتی خون ضربہ وغیرہ سے کرنک کی شکل میں رحم میں موجود ہو مسائل عدت میں کیا حکم رکھتا ہے۔

(ج) غصہ کی حالت میں خالد قسم اٹھاتا ہے کہ یہ نرگاؤ اگر بارہ روپے سے فروخت کروں تو میری عورت کو طلاق ہے، دوسرے دن اس بیل کو اٹھارہ روپیہ میں فروخت کر دیتا ہے، خالد کی منکوحہ غیر مدخولہ نابالغہ اس صورت میں کیا حکم رکھتی ہے۔

الجواب:- اس صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہو گی، عدت کے بعد رجعت درست نہیں ہے، البتہ نکاح جدید بدون حلالہ کے کر سکتا ہے[1] اور خلع طلاق رجعی میں عدت کے اندر ہو سکتا ہے بعد عدت کے خلع نہیں ہو سکتا۔

(ب) اور حمل میں جب تک بعض اعضا ظاہر نہ ہوں اس وقت تک اس کی سقوط سے عدت پوری نہیں ہوتی اور احکام ولد کے اس کو نہیں دیئے جاتے[2] در مختار میں کہا کہ ظہور خلقت اعضا بعد ایک سو بیس یوم کے ہوتی ہے جس کے چار ماہ ہوتے ہیں۔ اور تحقیق اس کی کتب فقہ میں ہے[3]۔

(ج) اس صورت میں خالد کی زوجہ مطلقہ نہیں ہوئی لعدم وجود الشرط۔

جب تیسری طلاق یاد نہ ہو تو رجعت درست ہے

سوال (۸۵۰) زید کی دو بیویاں ہیں بوجہ تکرار کے حالت غصہ میں زید نے ایک جلسہ میں دونوں کو طلاق دی، اور زید کو دو مرتبہ طلاق دینا اچھی طرح یاد ہے لیکن تیسری مرتبہ طلاق دینا یاد نہیں لیکن دونوں

---

[1] وان كانت الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها (هدايه باب الرجعة ص ۳۷۳ ج ۲) ظفير

[2] وفي حق الحامل (وضع جميع حملها لان الحمل اسم لجميع ما في البطن وفي البحر خروج اكثر الولد كالكل الخ (در مختار) قوله لان الحمل علة لتقدير لفظ الجميع فلو ولدت وفي بطنها آخر تنقضي العدة بالآخر واذا اسقطت سقطا ان استبان بعض خلقه انقضت به العدة لانه ولد والا فلا (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۳ ج ۲) ظفير

[3] وقالوا يباح اسقاط الولد قبل اربعة اشهر (در مختار) هل يباح الاسقاط بعد الحمل نعم يباح ما لم يتخلق منه شئ ولن يكون ذلك الا بعد مائة وعشرين يوما (رد المحتار باب نكاح الرقيق مطلب في حكم اسقاط الحمل ص ۵۲۲ ج ۲) ظفير۔

بیویاں کہتی ہیں کہ زید نے باہر جاکر تیسری مرتبہ طلاق دی اور ہم نے سنی، اس صورت میں رجوع درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں اگر زید کو دو طلاق کا اقرار ہے تو طلاق بلا شبہ واقع ہو گئی اور تیسری کا اگر زید اقرار کرتا ہے تو تیسری طلاق بھی واقع ہو گئی، اور اس حالت میں رجوع کرنا جائز نہیں ہے، اور بدون حلالہ کے زید ان سے نکاح بھی نہیں کرسکتا۔ اور اگر زید کو تیسری طلاق کا اقرار نہیں ہے تو محض ہر دو زوجہ کے کہنے سے تیسری طلاق ثابت نہ ہوگی۔ اور شبہ سے بھی طلاق ثابت نہیں ہوتی اس حالت میں رجوع کرنا عدت کے اندر بدون نکاح جدید کے درست ہے لقولہ تعالیٰ الطلاق مرتان[1] یعنی طلاق رجعی دو طلاق ہیں۔

جب تیسری طلاق دینا شوہر کو یاد نہ ہو

سوال (۸۵۱) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دے کر چھوڑ دیا، عرصہ تین یا چار سال کے بعد پھر اس سے نکاح کر کے گھر لے آیا، بعض اہل علم نے اعتراض کیا کہ اگر تین طلاق دیا ہے تو یہ نکاح درست نہیں ہوا ہے، جس کے جواب میں وہ شخص کہتا ہے کہ چونکہ زیادہ مدت گذری ہے، اس لئے مجھ کو یاد نہیں آیا ہے کہ دو طلاق دیا یا تین اس کے متعلق کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اقول وباللہ التوفیق اس صورت میں اس شخص کی زوجہ پر طلاق رجعی واقع ہوئی، عدت کے اندر بدون حلالہ کے نکاح جدید شوہر اول کے ساتھ درست ہے، اور بعد عدت کے نکاح جدید بلا حلالہ کے درست ہے اور عدۃ طلاق کی تین حیض ہے اور بصورت مسئولہ میں چونکہ عدت گذر چکی ہے لہذا شوہر اول اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔ درمختار میں ہے ولو شک اطلق واحدۃ

[1] سورۃ البقرہ ۴-۹:- ظفیر۔

او اکثر بنی علی الاقل[1] الخ۔

لیکن شامی کی رائے کا رجحان اسطرف ہے کہ صورت مسئولہ میں احتیاطاً تین طلاق کا حکم کیا جاوے[2]، اور بدون حلالہ کے نکاح شوہر اول کے ساتھ درست نہ ہونا چاہیے۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الصریح ص ۶۲۳ ج ۲ - ظفیر۔

[2] وعن الامام الثانی اذا کان لا یدری أ ثلاث ام اقل یتحری وان استویا عمل باشد ذلک علیہ الخ ولعلہ لانہ یعمل بالاحتیاط خصوصاً فی باب الفروج (رد المحتار ص ۶۲۴ ج ۲) ظفیر۔

باب نہم

خلع سے متعلق احکام و مسائل

فارغخطی خلع کے ہم معنی ہے اور اس سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے

سوال (۸۵۲) اگر کسی نے اپنی زوجہ سے یہ کہا کہ میں نے تجھ کو فارغخطی دی تو اس سے شرعاً طلاق رجعی ہوگی یا بائنہ۔

الجواب:- لفظ فارغخطی مبارأۃ کا ترجمہ یا اس کے ہم معنی ہے، اور یہ الفاظ خلع سے ہے جو کہ قبول عورت پر موقوف ہے اور اس میں طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے جیسا کہ درمختار باب الخلع میں ہے ھو ازالۃ ملک النکاح المتوقفۃ علی قبولها بلفظ الخلع او ما فی معناہ لیدخل لفظ المبارأۃ فانہ مسقط[1] الخ وحکمہ ان الواقع بہ الخ طلاق بائن قولہ ان الواقع بہ ای بالخلع ولو بلفظ البیع و المبارأۃ بحر شامی[2] اور اگر لفظ فارغخطی کا استعمال محض طلاق میں ہو تو پھر بھی اس لفظ سے طلاق بائنہ واقع ہوگی، کیونکہ یہ لفظ بینونۃ اور قطع تعلق پر دال ہے جو کہ طلاق بائنہ میں ہوتا ہے۔

[1] الدر المختار علی ھامش رد المختار باب الخلع ص۷۶۶ و ص۷۶۷ ج۲۔ ظفیر

[2] دیکھئے رد المحتار باب الخلع ص۷۶۷ ج۲۔ ظفیر۔

شوہر سے نہ بننے کی صورت میں خلع کرنا بہتر ہے

سوال (۸۵۳) ایک عورت کا خاوند نہ نان نفقہ دیتا ہے اور نہ مہر دیتا ہے اور مہر کی ڈگری بھی عدالت نے کردی تھی مگر بوجہ مفلسی وصول نہ ہوسکی، اب وہ عورت مجبور ہوکر یہ چاہتی ہے کہ عدالت سے چارہ جوئی اس بات کی کرے کہ مہر معجل کے عوض میں خلع کرلوں اور خاوند سے کچھ واسطہ نہ رہے۔

الجواب:- بصورت ناموافقت زوجین یہ بہتر ہے کہ خلع ہوجاوے لیکن خلع میں رضامندی زوجین کی ضرورت ہے، عورت تو خود چاہتی ہے اور خلع پر راضی ہے مرد کو بھی راضی کرلینا چاہئے اگر وہ بعوض مہر خلع کرلے گا خلع ہوجاوے گا اور عورت اس کی قید نکاح سے باہر ہوجاوے گی، پس شوہر کو سمجھانا چاہئے یا بذریعہ حکام اس کو مجبور کیا جاوے کہ وہ خلع کرلے[1]۔

بذریعہ خلع طلاق حاصل کرنا جائز ہے

سوال (۸۵۴) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بہت مجبور کر رکھا ہے اور بدمعاش آدمی ہے اور نہ نان ونفقہ دیتا ہے نہ خبرگیری کرتا ہے ایسی عورت کو طلاق بطور خلع کے دلوانی چاہئے کہ نہیں، اگر اس پر بھی طلاق نہ دے تو حاکم وقت سے کہہ کر جبراً طلاق دلائی جاسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- حنفیہ کے مذہب کے موافق اس صورت میں بدون طلاق دیئے شوہر کے تفریق نہیں ہوسکتی، البتہ خلع ہوسکتا ہے، خلع کی صورت یہ ہے کہ

[1] واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود اللہ فلا باس بان تفتدی نفسها منہ بمال یخلعها بہ الخ فاذا فعل ذلک وقع بالخلع تطلیقۃ بائنۃ ولزمها المال الخ (ھدایہ باب الخلع ص۳۸۳ ج۲) ویجب الطلاق لوفات الامساک بالمعروف (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ص۵۷۲ ج۲) ظفیر۔

عورت مثلاً مہر معاف کر دے اور شوہر طلاق دیدے، اور حاکم وقت اگر جبراً شوہر سے طلاق دلوادے تو یہ صورت بھی ہو سکتی ہے طلاق واقع ہو جاوے گی، کیونکہ حنفیہ کے نزدیک اکراہ سے بھی طلاق ہو جاوے گی کما صرح بہ الفقہاء کذا فی الدر المختار[1]۔

طلاق بائن کے بعد خلع درست نہیں

سوال (۸۵۵) طلاق بائن کے بعد اگر خلع کیا تو صحیح ہوگا یا نہیں، اور یہ خلع تیسری طلاق ہوگی یا نہیں۔

الجواب: ۔ کتب فقہ میں تصریح ہے لایلحق البائن البائن[2]، لہذا طلاق بائنہ کے بعد خلع صحیح نہ ہوگا اور اس سے طلاق واقع نہ ہوگی فی الدر المختار خرج بہ الخلع فی النکاح الفاسد وبعد البینونۃ والردۃ فانہ لغو کذا فی الشامی[3]۔

خلع کے بعد گذشتہ نان ونفقہ باقی نہیں رہتا ہے

سوال (۸۵۶) ایک عورت منکوحہ نے اپنے شوہر سے بعوض مہر شرعی کے بالمقطع ایک راس بھینس کم مالیت کی لے کر اپنی رضامندی سے خلع کرلیا اور بھینس لے کر اپنے بہنوئی کے ہمراہ چلی گئی، اب عورت مذکور باغوار مخالفین شوہر پر عدالت میں نان نفقہ کی دعویدار ہے۔ اور شوہر کو بوجہ خلع ہو جانے کے نان نفقہ دینے سے قطعی انکار ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

[1] ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مکرہا فان طلاقہ صحیح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۹ ج ۲)، واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود اللہ فلا باس بان تفتدی نفسہا منہ بمال یخلعہا بہ (ہدایہ باب الخلع ص ۳۸۳ ج ۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکنایات ص ۶۴۶ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ [3] ایضاً باب الخلع ص ۷۶۶ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

الجواب: ۔ در مختار میں ہے ویسقط الخلع والمباراۃ کل حق ثابت وقتہما لکل منہما علی الآخر مما یتعلق بذلک النکاح الا نفقۃ العدۃ وسکناہا فلا یسقطان الا اذا نص علیہا[1] الخ اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ عورت کا دعوی گذشتہ زمانہ کے نفقہ کا صحیح نہیں کیونکہ خلع سے گذشتہ نفقہ سب ساقط ہو جاتا ہے، اور صورت مسؤلہ میں خلع صحیح ہے لہذا نفقہ بھی ساقط ہے، البتہ عدت کا نفقہ بدون تصریح کرنے کے ساقط نہیں ہوتا، پس صورت مسؤلہ میں عورت عدت کے نفقہ کا دعوی کر سکتی ہے، اور گذشتہ زمانہ حالت نکاح کے نفقہ کا دعوی نہیں کر سکتی۔

شوہر کی مرضی کے خلاف خلع نہیں

سوال (۸۵۷) ایک شخص اپنی زوجہ کو طرح طرح کی ایذائیں دیتا ہے اور ایسی خواہش ناجائز رکھتا ہے جس سے غریب عورت کو بہر حال انکار کرنا پڑتا ہے حتی کہ حالت حیض میں مقاربت چاہتا ہے جس سے وہ انکار کرتی ہے، اس پر سخت زدوکوب کی جاتی ہے، ان وجوہ سے عورت خاوند کے گھر جانا نہیں چاہتی اور خاوند طلاق بھی نہیں دیتا، اب اس کا انکار خاوند کے گھر جانے سے جا ہے یا بے جا اگر شوہر طلاق نہ دے تو حاکم وقت سے خلع کرا سکتی ہے یا نہیں، اگر خلع کرا سکتی ہے تو دین مہر کا دعوی کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ عورت کا اپنے شوہر کے گھر نہ جانا بوجہ بیجا ایذا دہی وناجائز حرکتوں کے جائز وباموقع ہے، لیکن خلع بدون رضامندی شوہر کے نہیں ہو سکتا۔ خلع کے بعد مہر وغیرہ ساقط ہو جاتا ہے[2]۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۷۴ وص ۷۷۵ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔
[2] واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود اللہ فلا باس بان تفتدی نفسہا بمال یخلعہا بہ الخ فاذا فعل ذلک وقع بالخلع تطلیقۃ بائنۃ الخ والمباراۃ کالخلع کلاہما یسقطان کل حق لکل واحد من الزوجین علی الآخر مما یتعلق بالنکاح عند ابی حنیفۃ (ہدایہ باب الخلع ص ۳۸۳ ج ۲ وص ۳۸۶ ج ۲) ظفیر۔

جبراً خلع سے بھی طلاق بائنہ ہو جاتی ہے

سوال (۸۵۸) ہندہ نابالغہ دختر عمر کا نکاح زید سے ہوا تھوڑے دنوں کے بعد عمر نے اپنی لڑکی نابالغہ کا زید سے خلع کرانا چاہا، زید نے انکار کیا مگر عمر اور چند لوگوں نے زید سے جبراً خلع کرایا اور یہ لکھوا لیا کہ میں نے ہندہ نابالغہ منکوحہ بنت عمر کو خلع کیا اور مجھ کو دین مہر معاف کیا، اس صورت میں خلع ہوا یا نہیں۔

الجواب:- قال فی الدر المختار خلع الاب صغیرته بمالها او مهرها طلقت فی الاصح الخ ولم یلزم المال الخ ای لا علیها ولا علی الاب[۱] شامی ص۲/۵۶۰ ۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ باپ نے اگر صغیرہ کی طرف سے بعوض اس کے مال کے یا اس کے مہر کے خلع کیا اس پر طلاق بائنہ واقع ہو جاوے گی اور مال کسی پر لازم نہ آوے گا اور مہر ساقط نہ ہوگا، پس یہی جواب اس مسئلہ کا ہے۔

عورت سے زبردستی ایک ہزار کے اقرار پر مرد نے خلع کیا کیا حکم ہے

سوال (۸۵۹) زید نے اپنی منکوحہ ہندہ سے مبلغ ایک ہزار روپیہ پر خلع کیا، ہر چند ہندہ نے علانیہ طور سے اعطار روپیہ سے انکار کیا مگر زید نے ہندہ کو تحذیر و تخویف سے اقرار روپیہ کا کرایا کیا بموجب شریعت نکاح باطل ہے، و برتقدیر انفکاک نکاح روپیہ ہندہ پر واجب الاداء ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں خلع صحیح ہے اور عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہو گئی، اور زوجہ کے ذمہ ہزار روپیہ لازم نہیں، در مختار میں ہے اکرهها الزوج علیه تطلق بلا مال لان الرضا شرط للزوم المال وسقوطه[۲] اور رد المحتار میں ہے قوله علیه ای علی الخلع منح ای علی ان تقول له خالعنی وفی البحر علی القبول ان اذا کان هو المبتدی بقوله خالعتك فافهم قوله تطلق ای بائنا ان کان

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ص۲/۷۶۲ ۱۲ ظفیر

[۲] ایضاً باب الخلع ص۲/۷۷۲ ۱۲ ظفیر۔

بلفظ الخلع و نحوه وجعیا ان کان بلفظ الطلاق علی مال کما مرو یاتی قوله شرطا للزوم المال ای علیها وهو البدل المذکور فی الخلع قوله وسقوطه ای عن الزوج وهو المهر الذی علیه[۱] ۔ اور مہر عورت کا جو بذمہ شوہر ہے ساقط ہو جائے گا، در مختار میں ہے ویسقط الخلع والمبارات الخ کل حق لکل منهما علی الآخر مما یتعلق بذلك النکاح[۲]

فارغخطی کن اسباب کی بنیاد پر حاصل کرنا درست ہے

سوال (۸۶۰) زوجہ اپنے خاوند سے کن کن وجوہ سے شرعاً فارغخطی حاصل کر سکتی ہے۔

الجواب:- جب موافقت نہ ہو، اور ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کر سکے تو جائز ہے کہ شوہر سے طلاق لیوے اگر وہ بلا کچھ معاوضہ لئے طلاق نہ دیوے تو کچھ معاوضہ دے کر طلاق لیوے یا خلع کراوے اور اس سے اپنا پیچھا چھڑا لیوے، بدون خلع یا طلاق کے عورت اس کے نکاح سے خارج نہیں ہو سکتی، اور قصور اگر مرد کا ہو تو مرد کو کچھ معاوضہ لینا مکروہ ہے[۳] ۔

خلع کا کاغذ فریقین کی مرضی سے لکھ گیا تو خلع ہو گیا، اس کے پھاڑنے سے خلع ختم نہیں ہوگا

سوال (۸۶۱) زوجین کی باہم ناچاقی پر دونوں میں یہ گفتگو ہوئی کہ اب ہم میں کوئی صورت

[۱] رد المحتار باب الخلع ص۲/۷۷۲ ۱۲ ظفیر۔ [۲] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ص۲/۷۷۴ ۱۲ ظفیر۔ [۳] ولا باس به عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق بما یصلح للمهر الخ وکره تحریما اخذ شئ الخ ان نشز وان نشزت لا (در مختار) قوله للشقاق ای لوجود الشقاق وهو الاختلاف والتخاصم وفی القهستانی عن شرح الطحاوی السنة اذا وقع بین الزوجین اختلاف ان یجتمع اهلهما لیصلحوا بینهما فان لم یصلحا جاز الطلاق والخلع اھ (رد المحتار باب الخلع ص۲/۷۶۲) ظفیر

گذارہ کی اور اتفاق باہمی کی نہیں ہے، شوہر نے کہا کہ طلاق نامہ لکھتا ہوں اور عورت نے کہا کہ میں مہر کی معافی کا کاغذ لکھتی ہوں، چنانچہ دونوں نے ان کاغذات کو لکھا، ان کے لکھنے کے بعد شوہر کا بڑا بھائی آگیا، اس سے دونوں نے واقعہ بیان کیا کہ ہم دونوں میں اتفاق اور گذران کی کوئی صورت نہ تھی، اس لئے ہم نے باہم خلاصی کرلی ہے، شوہر کے بڑے بھائی نے ان دونوں کو برا بھلا کہا، اور دونوں سے کاغذ چاک کرادیا تو آیا اس صورت میں خلع ہوا یا نہیں اور طلاق ہوئی یا نہیں ۔

الجواب :- زوجین میں باہم خلع ہوگیا اور خلع طلاق بائن ہوتا ہے۔ اور جب کہ تحریر خلع کی طرفین سے ہوگئی شوہر نے طلاق کا کاغذ لکھ لیا اور عورت نے مہر کی معافی کا کاغذ لکھ لیا اور سامنے برادر کلاں شوہر کے یہ تقریر کی کہ ہم میاں بیوی میں گذارہ کی کوئی صورت نہ تھی لہذا ہم نے خلاصی کرلی تو خلع پورا ہوگیا اور طلاق بائنہ عورت پر واقع ہوگئی اور مہر ساقط ہوگیا[1]۔ پھر برادر کلاں شوہر کے برا بھلا کہنے سے اگر وہ دونوں کاغذ چاک کردیئے گئے تو اس کا کچھ اثر خلع کے جائز ہونے پر نہیں پڑتا اور خلع باطل نہیں ہوتا، الحاصل عورت مذکور اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہوگئی اور مطلقہ ہوگئی ہے عدت گذرنے پر وہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ ھکذا فی کتب الفقہ ۔

خلع شوہر کی بغیر مرضی نہیں ہوسکتا ہے

سوال (۸۶۲) زید کی زوجہ منکوحہ اگر زید سے بوجہ تکلیف نان نفقہ یا زدوکوب بلاضرورت یا طبعاً ناراض اور متنفر ہو، اور کسی طرح زید کے نکاح میں رہنا پسند نہ کرکے اپنا مہر معاف کرکے طلاق چاہتی ہو، اور شوہر اس کا

[1] کتب الطلاق ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی وقیل مطلقا (رد مختار) المراد بہ فی الموضعین نوی اولم ینو ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقرارا بالطلاق وان لم یکتب (رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۹۰ ج ۲) وحکمہ ان الواقع بہ ولو بلا مال وبالطلاق الصریح علی مال طلاق بائن (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۷۴ ج ۲) ظفیر

جو کسی طرح ضد اطلاق نہ دیتا ہو اور ایذاء رسانی عمل میں لاتا ہو۔ ایسی صورت میں شرعاً زن منکوحہ کو قید نکاح سے آزادی دلوائی جاسکتی ہے یا نہیں۔ اور عورت کی اولاد جو صلب زید سے بعمر ڈیڑھ سالہ ہو وہ زید کو دلوائی جاسکتی ہے یا عورت کو ۔

الجواب :- یہ صورت خلع کی ہے کہ عورت اپنا مہر معاف کردے اور شوہر طلاق دیدے، ایسی حالت میں کہ باہم زوجین کے تنفر ہے یہ ضروری ہے کہ خلع ہوجاوے، مگر خلع ہو یا طلاق بدون شوہر کی رضامندی کے کچھ نہیں ہوسکتا اور شرعاً ایسی کوئی صورت نہیں ہے کہ بدون طلاق دینے شوہر کے یا بدون خلع کرنے کے عورت اس کے نکاح سے خارج ہوجاوے۔ پس جس طرح ہو شوہر کو مجبور کیا جاوے کہ خلع کرلے یا طلاق دیدے، اگر ویسے نہ مانے تو بذریعہ حاکم کے ایسا کرایا جاوے یعنی حاکم شوہر کو مجبور کرے کہ یا وہ نان نفقہ دیوے اور زوجہ کی خبر گیری کرے ورنہ خلع کرے یا طلاق دیدے ھکذا فی کتب الفقہ[1] ۔

شوہر کے قبول کرنے کے بعد خلع ہوتا ہے

سوال (۸۶۳) زوجہ اپنے شوہر سے بسبب تشدد زوج تقریباً گیارہ سال سے علٰحدہ ہے، شوہر کو اس کے نان نفقہ سے کوئی واسطہ نہیں ہے زوجہ اپنے ماں باپ کے گھر رہتی ہے، اُس نے اپنے شوہر کو بلاکر بمواجہ دو شاہدوں کے یہ الفاظ کہے کہ میں بالعوض مبلغ آٹھ سو روپیہ اپنے دین مہر کے جو تمہارے ذمہ واجب الادا ہیں تم سے خلع کرتی ہوں۔ تاریخ امروزہ سے مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں، ایام عدت گذارنے کے بعد مجھے اختیار ہوگا کہ اپنا نکاح دوسرے کے ساتھ کرلوں ۔

شوہر نے یہ الفاظ پورے طور پر سنے اور بغور اس کی طرف دیکھ کر مکرر اس سے

[1] ویجب ای الطلاق لوفات الامساک بالمعروف (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۲ ج ۲) ظفیر۔

پوچھا کہ اب تم کو کوئی دعویٰ تو مجھ سے نہ ہوگا، عورت نے جواب دیا کہ اب نہ مجھ کو تم سے کوئی واسطہ ہے اور نہ کوئی دعویٰ ہوگا، یہ سن کر شوہر اپنے مکان جو تقریباً بارہ کوس ہے چلا گیا۔ آیا یہ خلع ہوگیا یا نہیں اور بعد ایام عدت عورت دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- شوہر کا قبول کرنا اس خلع کو سوال میں مذکور نہیں ہے اور محض یہ کہنا شوہر کا کہ اب تم کو کوئی دعویٰ تو مجھ سے نہ ہوگا تمہید تھی قبول کرنے کی، اگر اس کے بعد شوہر اسی مجلس میں یہ کہدیتا کہ میں نے قبول کیا یا مجھے منظور ہے تو خلع پورا ہوجاتا، پس محض اس قدر بیان سے جو سوال میں مذکور ہے خلع نہیں ہوا، اور عورت کو نکاح ثانی کرنا درست نہیں ہے کما فی رد المحتار قولہ فصح رجوعها قبل قبولہ ای اذا کان الابتداء منها بان قالت اختلعت نفسی منک بکذا فلها ان ترجع عنہ قبل قبول الزوج ویبطل بقیامها عن المجلس وبقیامہ ایضاً ولا یتوقف علی ما وراء المجلس بان کان الزوج غائباً حتی لو بلغہ وقبل لم یصح[۱] الخ

سوال (۸۶۴) بغیر طلاق یا خلع دوسرا نکاح جائز نہیں

زید اپنی زوجہ ہندہ کو بارہ سال سے روٹی کپڑا نہیں دیتا، نہ خلع پر رضامندی ظاہر کرتا ہے نہ طلاق دیتا ہے ہندہ نے مال نفقہ کا دعویٰ عدالت میں کیا وہ خارج ہوگیا، ہندہ چاہتی ہے کہ خلع ہوجاوے ورنہ طلاق مل جائے تاکہ دوسرا نکاح کرسکے۔

الجواب:- زید سے یا طلاق لی جائے یا خلع کیا جائے، بدون اس کے ہندہ اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی، اور دوسرا نکاح ہندہ کا صحیح نہ ہوگا[۲]۔

[۱] رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۹ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ [۲] واما نکاح منکوحة الغیر ومعتدتہ (الی قولہ) لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (ایضاً باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر

سوال (۸۶۵) خلع بغیر شوہر کی رضامندی نہیں ہوسکتا ہے

خالد ہندہ کا شوہر ہندہ کے زوج کے قابل نہ رہنے کی وجہ سے ہندہ کے ساتھ بے رحمی سے پیش آتا ہے، اور شرم دنیا کی وجہ سے طلاق بھی نہیں دیتا، ایسی حالت میں کیا ہندہ دعویٰ خلع کرکے دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے؟ اور مہر پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔

الجواب:- طلاق اور خلع بدون رضائے شوہر ہو نہیں سکتا[۱]، پس اگر شوہر طلاق دیدیوے یا خلع کرے، ہر دو صورت میں بعد انقضائے عدت ہندہ دوسرا عقد کرسکتی ہے، اور اگر شوہر وطی کرچکا ہے تو مہر پورا لازم ہوگا[۲]۔ لیکن خلع میں مہر ساقط ہوجاتا ہے[۳]۔

سوال (۸۶۶) نابالغہ خلع بذریعہ ولی کراسکتی ہے

ہندہ نابالغہ بولایت اپنے پدر عمر کے اپنے شوہر سے جو بالغ ہے بمعافی مہر خلع کرانا چاہتی ہے یہ صورت خلع جائز ہے یا نہیں اور شوہر کے ذمہ سے مہر ساقط ہوگا یا نہ۔

الجواب:- خلع مذکور شرعاً جائز ہے اور شوہر کے ذمہ سے مہر ساقط ہوجاوے گا ویسقط الخلع والمباراة الخ کل حق لکل منهما علی الآخر مما یتعلق بذلک النکاح الخ در مختار[۴] ملخصاً

[۱] لحدیث ابن ماجہ الطلاق لمن اخذ بالساق (در مختار) کنایة عن ملک المتعة (رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۹۰ ج ۲) ظفیر۔ [۲] ویتاکد المهر عند وطی او خلوة صحت من الزوج (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۴۵۳ ج ۲) ظفیر [۳] ویسقط الخلع الخ کل حق لکل منهما علی الآخر مما یتعلق بذلک النکاح (در مختار) قولہ کل حق شمل المهر والنفقة المفروضة الخ (رد المحتار باب الخلع ص ۷۷۶ ج ۲) ظفیر [۴] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۸۴ ج ۲۔ خلع الاب صغیرتہ بمالها او مهرها طلقت فی الاصح کما لو قبلت هی وهی ممیزة ولم یلزم المال لانہ تبرع (در مختار) قولہ لم یلزم المال ای لا علیها ولا علی الاب علی قول ابن سلمہ وعندہ یلزمہ وان لم یضمن جامع الفصولین اما اذا ضمنہ فلا کلام فی لزومہ علیہ (ایضاً باب الخلع ص ۷۸۲ ج ۲) ظفیر۔

نابالغ شوہر سے خلع کی کوئی صورت نہیں

سوال (۸۶۷) ہندہ نابالغہ کا عقد بکر نابالغ کے ساتھ ہوا، ہندہ بالغہ ہوگئی بکر ہنوز نابالغ ہے لہٰذا ہندہ اس سے خلع کرسکتی ہے یا نہیں اور بکر طلاق دے سکتا ہے یا نہ؟ اگر نہیں تو اس کا ولی طلاق دے سکتا ہے یا خلع کرسکتا ہے یا نہیں؟ -

الجواب :- نابالغ کی طلاق اور خلع دونوں باطل ہیں نہ وہ طلاق دے سکتا ہے نہ خلع کرسکتا ہے اور نہ اس کا ولی اس کی طرف سے طلاق دے سکتا ہے نہ خلع کرسکتا ہے۔ پس بعد بلوغ بکر اگر وہ چاہے خلع کرے یا طلاق دیدے قبل بلوغ بکر کچھ نہیں ہوسکتا[1]۔

والد کی اجازت کے بغیر خلع

سوال (۸۶۸) فی در المختار باب الخلع قوله وکذا کبیرة ای اذا خلعها ابوها بلا اذنها فانه لا یلزمها المال بالاولی لانه کالاجنبی فی حقها وفی الفصولین اذا ضمنه الاب او الاجنبی وقع الخلع ثم ان اجازت نفذ علیها وبرئ الزوج من المهر والا ترجع به علی الزوج والزوج علی المخالع. وان لم یضمن توقف الخلع علی اجازتها فان اجازت جاز وبرئ الزوج عن المهر والا لم یجز. قال فی الذخیرة ولا تطلق وقال غیره ینبغی ان تطلق لانه معلق بالقبول وقد وجد الا ای بقبول المخالع. وفی البزازیة وان لم یضمن توقف علی قبولها فی حق المال قال هذا دلیل علی ان الطلاق واقع وقیل لا یقع الا باجازتها[2] انتهی

یعنی اگر بلا اذن واجازت اب الکبیرہ بعوض صداق کبیرہ با زوج خلع کند طلاق واقع

[1] لانه لا یقع طلاق المولی علی امرأة عبده والصبی ولو مراهقا او اجازه بعد البلوغ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۸۹/۲) وشرطه ای الخلع کالطلاق (در مختار) وهو اهلیة الزوج (ایضاً باب الخلع ص ۷۶۶/۲) ظفیر۔

[2] دیکھئے رد المحتار باب الخلع مطلب فی خلع الصغیرة ص ۷۸۲/۲ ۔ ظفیر

شود یا نہ - در ذخیرہ ودیگر کتب فقہ عدم وقوع را گرفتہ ودر بزازیہ وقوع طلاق را اکنوں فتویٰ برکدام قول دادہ شود، ای طلاق واقع شود یا نہ -

الجواب :- وقوع طلاق دریں صورت راجح است کما قال فی موضع آخر وحاصله انه فی الصغیرة لا یلزم المال مع وقوع الطلاق. شامی قوله طلقت فی الاصح وقیل لا تطلق لانه معلق بلزوم المال وقد عدم ووجه الاصح انه معلق بقبول الاب وقد وجد[1] بزازیہ۔ رد المحتار ص ۷۸۲/۲[2] -

باپ نے خلع کرایا شوہر نے طلاق دی مگر عورت نے قبول نہیں کیا، کیا حکم ہے

سوال (۸۶۹) اگر اب الزوجہ داماد خود را بگوید کہ من ترا زیوراتیکہ تو دادہ بودی بتو واپس دہم بلکہ صد وپنجاہ روپیہ دیگر بتو دہم تو دختر مرا طلاق دہ، پس اب الزوجہ زیورات مذکورہ و صد وپنجاہ روپیہ حوالہ داماد کرد۔ داماد گفت کہ من فلانہ بنت فلاں را سہ طلاق دادم دریں صورت طلاق بلا قبول زن واقع خواہد شد یا نہ -

الجواب :- دریں صورت طلاق واقع شود، وایں طلاق بالمال است وبائنہ است وقبول زن شرط وقوع طلاق نیست کما ہی فی المسئلۃ الاولی فان خالعها الاب علی مال ضامنا له ای ملتزما لا کفیلا لعدم وجوب المال علیها صح والمال علیه کالخلع مع الاجنبی فالاب اولی (در مختار) قوله کالخلع من الاجنبی ای الفضولی وحاصل الامر فیه انه اذا خاطب الزوج فان اضاف البدل الی نفسه علی وجه یفید ضمانه له او ملکه ایاه کما خلعها بالف علی او علی انی ضامن او علی الفی هذه او عبدی هذا ففعل صح والبدل علیه[3] شامی -

[1] رد المحتار باب الخلع ص ۷۸۲/۲ - ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الخلع مطلب فی خلع الصغیرۃ ص ۷۸۲/۲ ۔ ظفیر۔ [3] ایضاً مطلب فی خلع الفضولی ص ۷۸۲/۲ ۔ ظفیر

مہر کے عوض خلع ہوا ہے کیا شوہر دیا ہوا مہر واپس لے سکتا ہے

سوال (۸۷۰) اگر زوجہ قبول خلع در بدل مہر کند دراں بقیہ مہر ادو دین شود یا نہ ۔ وشوہر مالیکہ پیش از خلع بہ زوجہ در بعض مہر دادہ باشد رجوع خواہد کرد یا نہ از عبارت ذیل چہ مراد است قال الشامی ناقلاً عن البحر قال وقد ظہر لی ان محل البرأۃ ما اذا خالعہا بعد دفع المعجل فانہا تبرأ عن المعجل ویبرء ہو عن المؤجل ولذا قال فی المحیط الصحیح انہ یسقط المہر وما قبضت المرءۃ فہو لہا وما بقی فی ذمتہ یسقط[1] قال فی الفتاوی الخیریۃ لا یرجع بہ ای بالمقبوض علی الصحیح ۔

الجواب :- آنچہ شامی از بحر نقل کردہ ہمیں صحیح است کہ آنچہ از مہر قبل خلع بزوجہ دادہ شد اگر بعض مہر است رد آں نہ کردہ شود و آنچہ بذمہ شوہر باقی ماندہ است ساقط شود۔ پس معلوم شد کہ بعد از خلع چیزے بذمہ شوہر باقی نہ ماندہ است ، اگر خواہد داد ہبہ شمردہ شود ۔ اگر موانع از رجوع یافتہ نہ شود رجوع می تواں کرد[2] ۔

---

[1] رد المحتار باب الخلع ص ۷۸۴ / ۲ ۔ ظفیر۔ [2] قال الزوج خالعتک فقبلت المرأۃ ولم یذکر اما لا طلقت لوجود الایجاب والقبول وبری عن المہر المؤجل لو کان علیہ الا یکن من المؤجل شیئ ردت علیہ ما ساق الیہا من المہر المعجل لما مر انہ معاوضۃ (در مختار) قال فی البحر وظاہر اول العبارۃ ان المہر اذا کان مقبوضاً فلا رجوع لہ وصریح آخرہا الرجوع وبہ صرح فی الخانیۃ فحینئذ لم یبرأ کل منہما عن صاحبہ وقد ظہر لی ان محل البرأۃ ما اذا خالعہا بعد دفع المعجل فانہ تبرأ عن المعجل ویبرأ ہو عن المؤجل ولذا قال فی المحیط الصحیح انہ یسقط المہر ما قبضت المرأۃ فہو لہا وما بقی فی ذمتہ یسقط اھ (رد المحتار باب الخلع ص ۷۸۴ / ۲) ظفیر

خلع میں جو طلاق دی اس سے کونسی طلاق ہوئی

سوال (۸۷۱) عطاء محمد نے اپنی زوجہ مسماۃ جمی سے بعوض مبلغ پچاس روپیہ زر مہر کے خلع کر لیا اور مسماۃ کو طلاق دیدی، اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی ۔

الجواب :- اس صورت میں طلاق بائنہ مسماۃ جمی زوجہ عطا محمد پر واقع ہو گئی ہے[1] ۔

چھوڑتا ہوں جہاں دل چاہے چلی جائے کہنے سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے

سوال (۸۷۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو مال لے کر فارغخطی لکھ دی. جس میں یہ الفاظ درج ہیں میں مسماۃ فلاں کو چھوڑتا ہوں جس جگہ اس کا دل چاہے ، چلی جاوے طلاق ہوئی یا نہیں ۔

الجواب :- اگر بہ نیت طلاق شوہر نے یہ الفاظ لکھے تھے تو طلاق بائنہ واقع ہو گئی ، اور چونکہ شوہر نے اس فارغخطی پر مال لیا ہے اس لئے وقوع طلاق اغلب ہے ، پس اگر شوہر اس کو رکھے تو دوبارہ نکاح کرے[2] ۔

بیوی علحدہ گی چاہے تو کیا کیا جائے

سوال (۸۷۳) ایک شخص اپنی بیوی پر ظلم و تعدی کرتا ہے ، زوجہ نے چودھری کے پاس آکر فریاد کی ، کہ ہمارے درمیان انفصال قطع تعلق کرا دیں ، اس صورت میں کیا حکم ہے ، اس قسم کا کوئی فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کبھی ہوا ہے یا نہیں ۔

الجواب :- اس صورت میں برضامندی زوجین خلع ہو سکتا ہے ۔ اور خلع

---

[1] وقع طلاق بائن فی الخلع رجعی فی غیرہ (در مختار) قولہ بائن فی الخلع لانہ من الکنایات الدالۃ علی قطع الوصلۃ فکان الواقع بہ بائنا (رد المحتار باب الخلع ص ۷۸۲ / ۲) ظفیر

[2] فاذا فعل ذلک وقع بالخلع تطلیقۃ بائنۃ ولزمہا المال لقولہ علیہ السلام الخلع تطلیقۃ بائنۃ ولانہ یحتمل الطلاق حتی صار من الکنایات والواقع بالکنایات بائن (ہدایہ باب الخلع ص ۴۰۲ / ۲) ظفیر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ہوا ہے، خلع کے سوا اور کوئی صورت محمد گی فیصلہ کی نہیں [2] ہے۔

جس سے روپیہ لے کر شوہر سے خلع حاصل کیا اس سے نکاح جائز ہے

سوال (۸۷۴) ہندہ کو زید نے اس لئے روپیہ دیا کہ وہ اپنے شوہر سے خلع کرلے، اس بناء پر ہندہ نے زید سے روپیہ لے کر خلع کرلیا اور عدت گذار کر زید ہی سے نکاح کرلیا، نکاح ہوا یا نہیں۔

الجواب: نکاح ہوگیا شرائط صحت نکاح پائی گئی، فان خالعها الاب علی مال ضامنا له ای ملتزما لا کفیلا لعدم وجوب المال علیها صح والمال علیه کالخلع مع الاجنبی فالاب اولی الخ (در مختار) قوله کالخلع مع الاجنبی ای الفضولی وحاصل الامر فیه انه اذا خاطب الزوج فان اضاف البدل الی نفسه علی وجه یفید ضمانه له او ملکه ایاه کما خلعها بالف علی او علی صح [1] پس جب کہ اجنبی شخص اپنے پاس سے مال دے کر شوہر سے خلع کرا سکتا ہے بلا امر و قبول زوجہ تو جبکہ زوجہ خود ایسا کرے کہ دوسرے شخص سے مال لے کر اپنے شوہر سے خلع کرے بدرجہ اولیٰ درست ہے، اور جب کہ خلع درست ہوا، اور خلع طلاق ہے پس بعد انقضائے عدت نکاح صحیح ہوا۔

[1] عن ابن عباس ان امرأة ثابت بن قیس اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول الله ثابت بن قیس ما اعتب علیه فی خلق ولا دین ولکنی اکره الکفر فی الاسلام فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتردین علیه حدیقته قالت نعم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اقبل الحدیقة وطلقها تطلیقة رواه البخاری وعن نافع عن مولاة لصفیة بنت ابی عبید انها اختلعت من زوجها بکل شئ لها رواه مالک (مشکوٰة باب الخلع والطلاق ص ۲۸۳) ظفیر۔ [2] دیکھئے رد المحتار باب الخلع ص ۷۸۳ ج ۲) ظفیر

شوہر کو بعوض خلع کتنی رقم لینی جائز ہے

سوال (۸۷۵) زوجہ زید خواہاں خلع ہے خاوند کو کس قدر رقم لینا جائز ہے؟۔

الجواب: فقہاء نے اس بارے میں یہ تفصیل کی ہے کہ اگر قصور شوہر کا ہے اور نافرمانی اس کی طرف سے ہے تو خلع میں اس کو عورت سے کچھ مال لینا حرام ہے، اور اگر نافرمانی زوجہ کی طرف سے ہے تو درست ہے، پھر یہ اختلاف ہے کہ دیئے ہوئے سے زیادہ لینا درست ہے یا نہیں؟ صحیح یہ ہے کہ جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے وکره تحریما اخذ شئ ان نشز وان نشزت لا ولو منه نشوز ایضا ولو باکثر مما اعطاها علی الاوجه فتح - وصحح الشمنی کراهة الزیادة تعبیر الملتقی لا باس به یفید انها تنزیهیة وبه یحصل التوفیق [1]۔

شوہر کی منظوری کے بغیر قاضی خلع نہیں کرسکتا ہے

سوال (۸۷۶) عمر کو کسی جرم میں ۳۴ ماہ کی قید ہوئی، قاضی نے اس کی بی بی کو بلوا کر خلع کا حکم کردیا، بغیر علم و اذن شوہر خلع ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: نہیں ہوسکتا [2]۔

طلاق کا کاغذ جب شوہر کی مرضی سے لکھ گیا تو طلاق واقع ہوگی، اب اس کی واپسی کا کوئی فائدہ نہیں

سوال (۸۷۷) ہندہ کے باپ نے ہندہ کی شادی زید سے کردی، دو تین برس بعد ہندہ و زید میں نااتفاقی ہوگئی، اور ہندہ اپنے باپ کے پاس چلی آئی جس کو عرصہ ۱۴ برس کا ہوا، اس عرصہ میں زید نے ہندہ کے نان و نفقہ کی کچھ خبر نہیں لی، اب عرصہ ۴ ماہ کا ہوا کہ ہندہ نے کوشش کی کہ یا مجھ کو طلاق دیدے یا رکھ لے، زید نے

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۷۲ ج ۲ - ظفیر۔
[2] هو ای الخلع ازالة ملك النكاح الخ المتوقفة علی قبولها الخ وشرطه كالطلاق (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۹ ج ۲) ظفیر

رکھنے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر ہندہ مہر معاف کردے تو میں طلاق دیدوں، چنانچہ ہندہ نے ۸ر کے کاغذ پر لکھ دیا کہ شوہر میرا اگر طلاق دیدے تو میں مہر معاف کرتی ہوں اور مہر سے دست بردار ہوتی ہوں، اور زید نے بھی طلاق لکھ دی اور ہندہ کا کاغذ لے لیا، اب جو لوگ درمیانی تھے ان میں آپس میں جھگڑا ہو گیا، انھوں نے زید کا کاغذ زید کو واپس کر دیا اور ہندہ کا کاغذ زید سے لے کر ہندہ کو واپس کر دیا، اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوئی اور وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔

الجواب: - اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی اور مہر معاف ہو گیا، کیونکہ یہ خلع کی صورت ہے کاغذ واپس کر دینے سے طلاق واپس نہیں ہو سکتی، قال علیہ الصلوۃ والسلام ثلث جدھن جد وھزلھن جد[1] الحدیث

عورت کی مرضی کے بغیر خلع نہیں ہوتا ہے

سوال (۸۷۸) زبیدہ کو اس کے شوہر نے گھر سے نکال دیا جس کو چار سال ہوئے، اس درمیان میں زبیدہ کو شوہر کے گھر بھیجنے کی گفتگو ہوتی رہی، مگر زبیدہ کے علاتی بھائی نے زبیدہ کی بلا اجازت اس کے شوہر زید سے تین طلاق دلوا کر مہر سے باز دعوی لکھ دیا، آیا طلاق واقع ہو کر مہر ساقط ہو جائے گا یا نہ۔

الجواب: - بدون رضامندی زوجہ کے خلع نہیں ہو سکتا، یعنی نہ مہر ساقط ہوتا ہے نہ طلاق واقع ہوتی ہے، پس مسماۃ کے بھائی نے جو بلا اجازت مسماۃ کی اس کے مہر سے باز دعوی دیدیا وہ صحیح نہیں ہوا، شوہر کی طرف سے تین طلاق جو کہ معافی مہر پر موقوف تھی وہ بھی واقع نہیں ہوئی[2]۔

[1] مشکوۃ باب الخلع والطلاق ص۲۸۴۔ ظفیر [2] الخلع ھو ازالۃ ملک النکاح المتوقفۃ علی قبولھا (در مختار) قولہ علی قبولھا ای المرأۃ قال فی البحر ولابد من القبول منھا حیث کان علی مال او کان بلفظ خالعتک او اختلعی (رد المحتار باب الخلع ص۷۶۷ ج۲) ظفیر

خلع کی صورت اور اس سے مہر کی معافی

سوال (۸۷۹) شوہر اگر زوجہ کو طلاق دیدے یا خلع کرے تو مہر ساقط ہوگا یا دینا پڑے گا، خلع کی کیا صورت ہے۔

الجواب: - اگر خلع کیا جاوے گا تو مہر ساقط ہو جاوے گا اور اگر خلع نہ کیا ویسے ہی طلاق دیدی تو مہر ساقط نہ ہوگا، اور خلع کی صورت یہ ہے کہ زوجہ مہر معاف کردے اور شوہر طلاق دیدیوے یا مرد یہ کہے کہ میں نے تجھے خلع کیا بعوض مہر کے یا صرف یہ کہدے کہ میں نے تجھے خلع کیا اور عورت قبول کرے[1] در مختار میں ہے ویسقط الخلع والمبارأۃ کل حق لکل منھما علی الآخر[2] الخ۔

صرف ارادہ ظاہر کرنے سے نہ خلع ہوتا ہے اور نہ طلاق واقع ہوتی ہے

سوال (۸۸۰) ایک شخص بالا نے کسی بات پر اپنی زوجہ کو مارا، زوجہ خوف کی وجہ سے روپوش ہوگئی تو شوہر نے لوگوں کو جمع کر کے نمبردار کے ساتھ خلع بعوض مبلغ دو سو روپیہ کے ٹھہرایا اور ایک روپیہ کا اسٹامپ خریدا مگر اگلے روز بوجہ زیادہ لالچ کے کاغذ تحریر نہیں کرایا تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہ۔ اور بالا نے اپنی زوجہ کو زنا کی تہمت بھی لگائی تو کیا حکم ہے۔

الجواب: - اس صورت میں مسمی بالا کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ خلع کا ارادہ رہا اس کی تکمیل نہیں ہوئی اور پہلے جو کہا تھا وہ صریح طلاق کا لفظ نہیں ہے[3] اور نیت

[1] والخلع یکون بلفظ البیع والشراء والطلاق والمبارأۃ کبعت نفسک او طلاقک او طلقتک علی کذا او بارأتک ای فارقتک وقبلت المرأۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الخلع ص۷۷۲ ج۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الخلع ص۷۷۲ ج۲۔ ظفیر

[3] الخلع ھو ازالۃ ملک النکاح المتوقفۃ علی قبولھا بلفظ الخلع او ما فی معناہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الخلع ص۷۶۷ ج۲) ظفیر

کا نہ ہونا ارادہ خلع سے ظاہر ہے اور تہمت لگانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا ۔

روپیہ لے کر کہا میرا فلاں سے کوئی تعلق نہیں تو خلع ہوگیا

سوال (۸۸۱) ایک شخص نے منکوحہ غیر سے نکاح کیا ناکح نے دعویٰ کیا اور پیش حاکم اس طور پر صلح ہوئی کہ مدعی نے دوسو پچاس روپیہ لے کر کہا کہ اب میرا مسماۃ غلام فاطمہ سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ صورت خلع کی ہے طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں ۔

الجواب :- یہ صورت خلع کی ہے طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی ۔ قال فی الدر المختار باب الخلع هو ازالة ملك النكاح بلفظ الخلع او مافی معناه الخ لیدخل لفظ المبارأة فانه مسقط وسیجئ الخ ملخصاً[1] ۔

خلع لکھ دینے سے خلع ہوجاتا ہے

سوال (۸۸۲) درمیان زن وشوہر ابتداءً مخالفت تھی، بغرض تصفیہ چند اشخاص جمع ہوئے اور یہ فیصلہ قرار پایا اس کے شوہر نے کہا کہ جو مکان مسماۃ کے نام ہے اس سے دست برداری دے اس کے عوض مبلغ دوسو روپیہ لے لے اور میری دوسری زوجہ کے نام وہ مکان لکھ دے تو میں اس کو [illegible] نامہ باضابطہ لکھ دوں، درمیان زن وشوہر یہ معاملہ طے ہوگیا، ہر دو نے اسٹامپ لکھ دیئے، عورت نے مکان سے دست برداری لکھ دی اور شوہر نے طلاقنامہ لکھ دیا، صرف رجسٹری باقی رہ گئی تھی، شوہر نے دھوکہ دیا اور رجسٹری نہیں کرائی، اس صورت میں عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں ۔

الجواب :- جب کہ شوہر نے طلاق نامہ لکھ دیا۔ اور عورت نے مکان سے دست برداری لکھ دی، تو یہ خلع شرعاً مکمل ہوگیا اگرچہ بوجہ دھوکہ بازی شوہر کے رجسٹری نہ ہوسکا، رجسٹری ہونا شرعاً ضروری نہیں ہے، پس اس صورت

[1] الدر المختار علی هامش رد المختار باب الخلع ص ۷۶۷ ج ۲ ۔ ظفیر

میں وہ عورت مطلقہ ہوگئی، عدت کے بعد اس کو دوسرا نکاح کرلینا شرعاً درست[1] ہے ۔

روپے لے کر طلاق دی تو بائن طلاق ہوئی

سوال (۸۸۳) ایک شادی شدہ عورت کو ایک شخص بہکا کر لے گیا، شوہر نے اس پر دعویٰ کیا، لوگوں نے شوہر کو اس لیجانیوالے سے چارسو روپیہ دلا کر راضی نامہ کرادیا، یہ جائز ہے یا نہیں ۔

الجواب :- اس شخص نے جس کی وہ زوجہ تھی اگر چارسو روپیہ لے کر طلاق دیدی تو یہ طلاق علی المال ہے یہ شرعاً جائز ہے گویا شوہر نے روپیہ لے کر طلاق دی جیسا کہ خلع میں ہوتا ہے، پس وہ شخص جس نے روپیہ شوہر اول کو دے کر طلاق دلوائی اس کو چاہئے کہ عدت کے بعد نکاح کرے[2] ۔

بلا رضامندی شوہر جبراً خلع جائز نہیں

سوال (۸۸۴) جب کہ خاوند زوجہ کی خبرگیری حسب حیثیت کرتا ہو اور خلع کرنے پر راضی نہ ہو تو عورت بذریعہ عدالت جبراً خلع کراسکتی ہے یا نہیں ۔

الجواب :- خلع میں زوجین کی رضاء واجازت کی ضرورت ہے بلا رضاء شوہر خلع نہیں ہوسکتا، اور عورت کو یہ جائز نہیں ہے کہ شوہر کے نان ونفقہ دینے کی صورت میں وہ جبراً خلع کراوے[3] ۔

[1] الخلع هو ازالة ملك النكاح المتوقفة علی قبولها بلفظ الخلع او ما فی معناه الخ وقوله لها انت طالق بالف او علی الف وقبلت فی مجلسها لزم ان لم تکن مکرهة (الدر المختار علی هامش رد المختار باب الخلع ص ۷۶۷ ج ۲ و ص ۷۷۵ ج ۲) وقع طلاق بائن فی الخلع (ایضاً ص ۷۷۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] وحکمه ان الواقع به ولو بلا مال و بالطلاق علی مال طلاق بائن (ایضاً ص ۷۷۲ ج ۲) ظفیر۔ [3] واذا تشاق الزوجان الخ فلا باس بان تفتدی نفسها منه بمال یخلعها به فاذا فعل ذلك وقع بالخلع تطلیقة بائنة ولزمها المال (هدایه باب الخلع ص ۳۸۰ ج ۲) خلع اور طلاق کا حق صرف شوہر کو دیا گیا ہے ۔ ظفیر

فیصلہ سے پہلے صلح بہتر ہے

سوال (۸۸۵) دعویٰ خلع ہونے پر قبل از فیصلہ زوجین میں مصالحت کرانا کیسا ہے۔

الجواب: یہ اچھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والصلح خیر[1] یعنی صلح کرلینا بہتر ہے۔

حیلہ کرکے بیوی کو لیجانا کیسا ہے

سوال (۸۸۶) اگر خاوند زوجہ کو یہ کہہ کرلے جاوے کہ میری ماں فوت ہوگئی، اور دراصل ماں فوت نہیں ہوئی جائز ہے یا نہیں اور خلع کرانے کو یہ عذر زوجہ کا کافی ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: شوہر کو اپنی زوجہ کو لے جانے کا حق ہے لیکن جھوٹ بول کر لے جانے کی ضرورت نہیں ہے، اس جھوٹ کا گناہ شوہر پر ہوگا اس سے توبہ واستغفار کرے، اور یہ عذر زوجہ کے لئے خلع کرانے کا نہیں ہوسکتا۔

شوہر کی مرضی کے بغیر خلع کی ڈگری سے خلع نہیں ہوتا

سوال (۸۸۷) جب کہ زوجہ کی جانب سے درخواست طلاق گذرنے پر شوہر نان ونفقہ دینا اور حقوق زوجیت ادا کرنا قبول کرتا ہے تو ایسی صورت میں بھی زوجہ خلع کرانے کی مستحق ہوسکتی ہے اور عدالت سے ڈگری خلع کی ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں عورت خلع نہیں کراسکتی اور عدالت سے ڈگری خلع کی بدون رضامندی شوہر کے نہیں ہوسکتی اگر ہوگی تو وہ شرعاً صحیح نہ ہوگی۔[2]

خلع پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے

سوال (۸۸۸) ہندہ اپنے شوہر کے گھر جانا پسند نہیں کرتی، یعنی اس سے راضی نہیں تو زید کو خلع وطلاق پر مجبور کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

---

[1] سورۃ النساء - ۱۹ - ظفیر۔

[2] اس لئے کہ یہ حق شوہر کا ہے دوسرا اسے استعمال نہیں کرسکتا ہے۔ ظفیر۔

الجواب: مجبور نہیں کیا جاسکتا اگر وہ چاہے طلاق وخلع کرسکتا ہے کیونکہ طلاق کا اختیار شریعت میں شوہر کو دیا گیا ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الطلاق لمن اخذ بالساق۔[1]

دوران مقدمہ میں خلع ہوسکتا ہے

سوال (۸۸۹) ایک عورت اپنے شوہر کے مظالم کرنے اور نان ونفقہ نہ دینے سے تنگ آکر باجازت شوہر خود اپنے باپ کے یہاں چلی گئی، زوج نے بمقابلہ زوجہ عدالت دیوانی میں طلبی زوجہ کی نالش کی، زوجہ نے یہ جوابدہی کی کہ شوہر ظالم ہے، نان ونفقہ نہیں دیتا اسلئے خلع کرادیا جاوے، مدعی نے یہ عذر کیا کہ طلبی زوجہ کی نالش میں خلع نہیں ہوسکتا ہے، یا زوجہ کو خلع کی علٰحدہ نالش کرنی چاہئے۔

الجواب: خلع شریعت میں اس کو کہتے ہیں کہ عورت اپنا حق مہر وغیرہ معاف کردے اور شوہر طلاق دیدے یا یہ کہدے کہ میں نے بعوض مہر کے خلع کیا سو یہ ہر وقت اور ہر حالت میں صحیح ہے، دوران مقدمہ طلبی زوجہ میں بھی ہوسکتا ہے یہ قول شوہر کا غلط ہے کہ طلبی زوجہ کی نالش میں خلع نہ ہوسکے اور خلع سے طلاق بائنہ عورت پر واقع ہوجاتی ہے کذا فی الدر المختار۔[2]

تین دفعہ فارغخطی سے بھی ایک ہی طلاق بائن واقع ہوگی

سوال (۸۹۰) اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو بعوض معافی مہر فارغخطی دی اور تین دفعہ کہا کہ میں نے فارغخطی دی، تو اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوئی تو کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟

---

[1] دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج۲۔ ظفیر

[2] الخلع ازالة ملك النكاح المتوقفة على قبولها بلفظ الخلع او ما فى معناه فانه مسقط ولا باس به عند الحاجة بما يصلح للمهر الخ (ايضا باب الخلع ج۲ و ج۲) ظفیر

الجواب: زوجہ کی جانب سے معافی مہر کے عوض زوج کا فارغخطی دینا بمنزلہ مباراۃ وخلع کے ہے مگر اتنا فرق ہے کہ خلع بسبب عرف کے طلاق میں صریح ہوگیا ہے اور فارغخطی کا لفظ ایسا نہیں ہے۔ اس لئے لفظ خلع میں صرف خلع کا لفظ استعمال کرنے سے طلاق بائنہ واقع ہوگی خواہ طلاق کی نیت کرے یا نہ کرے اور خلع کے لفظ کے علاوہ میں اگر نیت طلاق کی کرے گا تو طلاق بائنہ واقع ہوگی ورنہ نہیں۔ مگر جہاں لفظ فارغخطی کا طلاق میں عرف ہو تو یہ بھی بمنزلہ خلع کے صریح ہو جائے گا۔

بہرحال بصورت عدم عرف لفظ فارغخطی اگر بہ نیت طلاق کہا ہے تو اس صورت میں ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور فارغخطی تین دفعہ کہنے سے تین طلاقیں واقع نہیں ہوئیں، کیونکہ ایک ہی دفعہ کہنے سے وہ بائنہ ہوگئی اور طلاق بائنہ کے بعد دوسری طلاق بائنہ واقع نہیں ہوتی قال فی الدر المختار (باب الخلع) الا ان المشائخ قالوا لا تشترط النیۃ ھھنا[1] در مختار۔ قال الشامی قولہ ھھنا ای فی لفظ الخلع وفی البحر عن البزازیۃ فلو کانت المباراۃ ایضا کذلک ای غلب استعمالہا فی الطلاق لم تحتج الی النیۃ وان کانت من الکنایات والا تبقی النیۃ مشروطۃ فیہا وفی سائر الکنایات علی الاصل[2]۔

سوال (۸۹۱) | خلع کے بعد بھی عدت ضروری ہے

اگر خلع والی عورت بلا عدت دوسرے مرد سے نکاح کرلے تو یہ نکاح عند الشرع جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب: اثنائے عدت میں نکاح نہیں ہوتا، عدتِ طلاق کے اندر

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۹۴/۲۔ ظفیر

[2] رد المحتار باب الخلع ص ۷۹۴/۲۔ ظفیر۔

نکاح باطل ہے اور اس کا قول کہ اس میں عدۃ نہیں ہے غلط[1] ہے۔

سوال (۸۹۲) | خلع اور عدت سے متعلق احادیث

نسائی وغیرہ میں جو باب الخلع وعدۃ المختلعۃ میں حدیث واحد وارد ہے یا مثل ترمذی شریف وابوداؤد شریف کے بصیغۂ وارد ہے، ان احادیث میں بظاہر امام صاحب کا مسئلہ خلاف معلوم ہوتا ہے لہٰذا وہ حدیث جو صراحۃً حیض ثلثہ کی وارد ہے مع تطبیق رواۃ تحریر فرمائی جائے، ایک غیر مقلد سے فدوی کی اس بارے میں گفتگو ہوئی تھی، اس وجہ سے دریافت کرتا ہے۔

الجواب: ثابت بن قیس کی زوجہ نے جو اپنے شوہر سے خلع کرنا چاہا، اور اس ارادہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ نے ثابت بن قیس کو فرمایا اقبل الحدیقۃ وطلقہا تطلیقۃ رواہ البخاری[2] اس پر ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں۔ وفیہ دلیل علی ان الخلع طلاق لا فسخ[3] الخ پس جب کہ اس حدیث بخاری سے خلع کا طلاق ہونا ثابت ہوا تو عدۃ کا فیصلہ نص قطعی سے خود ہو چکا ہے قال اللہ تعالی والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء[4] الآیہ۔

سوال (۸۹۳) | مہر معاف کر کے خلع کرانا درست ہے

زید اپنی زوجہ ہندہ کو خرچ خوراک نہیں دیتا اور طلاق بھی نہیں دیتا۔ لہٰذا اگر زید کو رقم کثیر کا لالچ دے کر خلع کرلیا جاوے اور اس کی اس رقم کو دین مہر میں مجرا کرلیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

---

[1] العدۃ ھی تربص یلزم المرأۃ عند زوال النکاح ورکنہا حرمات ثابتۃ بہا کحرمۃ تزوج وخروج وھی فی حق حرۃ تحیض لطلاق ولو رجعیا او فسخ بجمیع اسبابہ بعد الدخول حقیقۃ او حکما ثلاث حیض کوامل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۲۳/۲) ظفیر

[2] مشکوۃ باب الخلع والطلاق ص ۲۸۳۔ ظفیر۔ [3] مرقاۃ ص ۴۸۲/۳ مطبوعہ بمبئی۔ ظفیر۔ [4] سورۃ البقرہ - ۲۸ - ظفیر

الجواب :- خلع کے متعلق جو صورت سوال میں مذکور ہے جائز ہے، ایک رقم معین پر خلع کر لینے کے بعد دین مہر میں اس کا مجرا ہو سکتا ہے، پھر دوسری صورت تفریق کی یہ ہے کہ عورت قاضی کے یہاں عدم ادائیگی نفقہ کی درخواست کرے، یہ قاضی کسی شافعی المذہب قاضی سے جن کے مذہب میں عدم ادائیگی کی وجہ سے تفریق ہو سکتی ہے تفریق کرادے، یہ قضاء حنفی کے حق میں نافذ ہے، یہ صورت کسی اسلامی ریاست میں جاکر بسہولت ہو سکتی ہے۔ ولا یفرق بینھما بعجزہ عنھا الخ وجوزہ الشافعی الخ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ الخ درمختار باب النفقہ[1]۔

سوال (۸۹۴) زید اپنی زوجہ ہندہ سے کبھی ہمبستر نہیں ہوا، چند معززین مسلمین کے سامنے زید نے کہدیا کہ میں اس	روپیہ لے کر طلاق دی تو طلاق بائنہ ہے عورت علیحدہ ہوگئی

عورت کو نہیں رکھتا۔ یہ مجھ پر طلاق ہے اور حرام ہے، عمر نے زید کو کہا کہ ایک سو پچاس روپیہ میں تم کو دیتا ہوں بطور خلع، زید نے کہا میں قبول کرتا ہوں، یہ عورت مجھ پر طلاق ہے اور حرام ہے، اس صورت میں ہندہ مطلقہ ثلثہ ہوئی یا نہیں۔ اور بکر کو خلع دینا لازمی ہے۔

الجواب :- اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہوگئی اور بکر کو روپیہ مذکورہ دینا لازمی ہے، درمختار میں ہے فان قالہا الاب علی مال ضامنا لہ الخ صح والمال علیہ کالخلع من الاجنبی الخ وفی الشامی قولہ کالخلع من الاجنبی ای الفضولی وحاصل الامر فیہ انہ اذا خاطب الزوج فان اضاف البدل الی نفسہ علی وجہ یفید ضمانہ لہ او ملکہ ایاہ کما خلعہا بالف علی او علی انی ضامن او علی الفی ھذہ او عبدی ھذا فقعل صح والبدل علیہ[2] الخ شامی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳/۲ - ظفیر

[2] رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۲/۲ - ظفیر

سوال (۸۹۵) خلاصہ سوال یہ ہے کہ امیر حسن اپنی	پنچائت کے ذریعہ خلع درست ہے

زوجہ کی خبرگیری نہیں کرتا تھا، بالآخر پنچائت نے امیر حسن اور اس کی زوجہ سے اقرار نامہ اس امر کا لکھا لیا کہ جو کچھ پنچائت فیصلہ کردے گی وہ فریقین کو منظور ہوگا، اس کے بعد پنچائت نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم مسماۃ مریم کا مہر مبلغ دوسو روپیہ اور بروئے اقرار نامہ دس روپیہ ماہوار کی تمام رقم امیر حسن کو معاف کرتے ہیں اور امیر حسن کی زوجہ مریم کو آزاد کیا گیا، شرعاً مسماۃ مریم آزاد ہوئی یا نہیں اور یہ آزادی بطریق خلع ہوئی یا بطریق طلاق۔

الجواب :- اس صورت میں مسماۃ مریم آزاد ہوگئی اور طلاق بائنہ اس پر واقع ہوگئی اور یہ آزادی بطریق خلع وبطریق طلاق علی المال ہوئی، خلع بھی عند الحنفیہ طلاق ہے جیسا کہ درمختار باب الخلع میں ہے وحکمہ ان الواقع بہ ولو بلا مال وبالطلاق الصریح علی مال طلاق بائن[1] الخ۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الخلع ص ۷۶۷/۲ - ظفیر۔

باب دہم

باب الایلاء

قسم کھانا کہ چار ماہ تک بیوی کے پاس نہیں جاؤں گا

قسم کھاکر کہا چار ماہ تک تیرے پاس نہیں جاؤں گا کیا حکم ہے

سوال (۸۹۶) اگر شوہر نے یہ قسم کھائی کہ میں تیرے قریب نہ جاؤں گا چار ماہ تو اس قسم سے کونسی طلاق واقع ہوجاوے گی۔

الجواب:- یہ مسئلہ ایلاء کا ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ میں درج ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر یہ قسم کھالیوے کہ چار ماہ تک تیرے قریب نہ جاؤں گا، عربی کے الفاظ یہ ہیں، واللہ لا اقربک اربعۃ اشہر فهو مول لقوله تعالیٰ للذین یؤلون من نسائهم تربص اربعة اشهر فان فاؤا فان اللہ غفور رحیم وان عزموا الطلاق فان اللہ سمیع علیم[1]۔ پس اگر شوہر نے یہ قسم کھائی ہے کہ واللہ میں تیرے قریب چار ماہ تک نہ جاؤں گا اور پھر چار ماہ تک نہ گیا تو بیشک اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہوجاتی ہے[2]۔ پس یہ خود غور کرلیا جاوے کہ آیا شوہر نے واقعی اس طرح قسم کھاکر زبان سے کہا تھا یا نہیں۔

[1] ہدایہ باب الایلاء ص۳۷۸/۲۔ ظفیر۔ [2] فان وطیها فی الاربعة الاشهر حنث فی یمینه ولزمته الکفارة ویسقط الایلاء وان لم یقربها حتی مضت اربعة اشهر بانت منه بتطلیقة (ہدایہ باب الایلاء ص۳۷۹/۲)۔ ظفیر۔

باب یازدہم

لعان سے متعلق احکام ومسائل

بغیر شرائط کے پائے گئے لعان نہیں ہوتا ہے

سوال (۸۹۷) مسماۃ نوری زوجہ کمال نجار نے یہ ظاہر کیا کہ مجھ کو میرا شوہر تہمت زنا کی لگاتا ہے کہ تو فلاں شخص کے ساتھ زنا کرتی ہے مجھ کو اس وقت حمل اپنے خاوند کا ہے اور خاوند کہتا ہے کہ یہ حمل میرا نہیں ہے اور ناحق جھوٹی تہمت مجھ کو زنا کی لگاتا ہے، یہاں تک اپنے بھائی مسمی فتاح نجار کے ساتھ تہمت لگاتا ہے، لیکن کمال نجار نے ظاہر کیا کہ میں نے نہ اپنی منکوحہ مسماۃ نوری کو کبھی تہمت زنا لگائی اور نہ میں نے حمل سے انکار کیا، یہ اپنے والد کے کہنے پر چلتی ہے، ہاں جس جس کا شک ہے تو میں منکوحہ خود کو کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ نشست و برخاست نہ کر، مگر وہ نہیں مانتی، یہ شک ہے، اس صورت میں لعان ثابت ہے یا نہ۔

یک مولوی حکم لعان فرمودہ، فتویٰ او صحیح ونافذ شد یا نہ۔

الجواب:- حکم لعان دریں صورت بحالت موجودہ بلا تحقیق شرائط لعان کردن درست نیست وحکم تفریق نافذ نیست، واگر کسے فتویٰ دادہ است آں صحیح نیست بروعمل نباید کرد کما بین فی کتب الفقہ[1]۔

[1] وسببه قذف الرجل زوجته قذفا یوجب الحد فی الاجنبیة الخ فمن قذف بصریح الزنا فی دار الاسلام زوجته الحیة بنکاح صحیح (درمختار) قوله فی دار الاسلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولایة (رد المحتار باب اللعان ص۸۶۵ و ص۸۶۶/۲)۔ ظفیر۔

بیوی کو شوہر نے تہمت لگائی اب بیوی تفریق چاہتی ہے کیا حکم ہے

سوال (۸۹۸) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو زنا کی تہمت لگائی، ہندہ تفریق چاہتی ہے، اس صورت میں حاکم مسلمان لعان کراسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہاں لعان کا حکم نہیں ہے اور نہ تفریق ہوسکتی ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے فمن قذف بصریح الزنا فی دار الاسلام[1] الخ۔

نکاح خواں نے جو لعان کرکے تفریق کی وہ صحیح نہیں ہے

سوال (۸۹۹) زید نے اپنی زوجہ کو مرد کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی، اور دونوں نے قسمیں کھا کر لعان کیا اور قاضی نکاح خواں نے دونوں میں تفریق کرادی، اس صورت میں لعان صحیح ہوا یا نہیں اور تفریق ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے فمن قذف بصریح الزنا فی دار الاسلام ردالمحتار الخ قال فی الشامی قوله فی دار الاسلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولایة[2]۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں لعان صحیح نہیں ہوا، اور تفریق نہیں ہوئی۔

شوہر کے قسم کھا کر تہمت لگانے اور بیوی کے لعنت کرنے سے طلاق ولعان نہیں ہوا

سوال (۹۰۰) زید نے اپنی بیوی ہندہ پر تہمت زنا لگائی، چار مرتبہ سے زائد چار یا اس سے زائد اشخاص کے روبرو اس کا اعادہ کیا اور قسم کھا کر کہا اور اس کو ایک سال سے زیادہ گذر گیا اور اس سے قبل بھی ہندہ اور اس کے بچوں کا جو کہ زید کی صلبی اولاد ہے بہت ہی کم عرصہ تک خورد ونوش کا زید کفیل رہا، حالانکہ شادی کو سولہ سال کا عرصہ گذر گیا،

[1] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب اللعان ص ۷۸۶ ج ۲ قوله فی دار الاسلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولایة (ردالمحتار باب اللعان ص ۷۸۶ ج ۲) ظفیر
[2] ردالمحتار باب اللعان ص ۷۸۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

ہندہ اور اس کے بچوں کے کفیل ہندہ کے والدین رہے، ایسی حالت میں طلاق ولعان واقع ہوئی یا نہیں، زید نے ہندہ پر اور ہندہ نے زید پر روبرو چند اشخاص کے لعنت کی

الجواب:- اس صورت میں لعان اور طلاق کچھ ثابت نہ ہوگا، کیونکہ لعان کی شرائط اس وقت مفقود ہیں اور جب کہ لعان اس زمانہ میں اس ملک میں ثابت نہیں بوجہ مفقود ہونے اس کی شرائط کے، تو اگر خود زوجین نے لعان کرلیا تو اس سے تفریق نہ ہوگی اور طلاق واقع نہ ہوگی، اور شوہر پر اس تہمت لگانے کا مواخذہ رہے گا اور دنیا میں اس پر کوئی حکم اس وقت مرتب نہ ہوگا، شامی باب اللعان میں ہے ویشترط ایضا کون القذف بصریح الزنا کونه فی دار الاسلام[1] الخ وفیه ایضا قوله فی دار الاسلام اخرج دار الحرب الخ وفیه ایضا وهو انه لا تقع الفرقة بنفس اللعان قبل تفریق الحاکم[2] الخ پس ہندہ اس صورت میں بدستور زید کی زوجہ ہے اس سے کہا جاوے کہ یا طلاق دے یا حقوق زوجیت نان نفقہ ادا کرے۔ قال اللہ تعالیٰ فامساك بمعروف او تسریح باحسان[3]۔

ہندوستان میں لعان اور اس کی وجہ سے تفریق کی کوئی صورت نہیں

سوال (۹۰۱) زید نے اپنی زوجہ کو زنا کی تہمت لگائی، اگر مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگاوے اور عورت انکار کرے اور مرد گواہ نہ پیش کرے جس کی تحقیق کے لئے ثالثی کی گئی، ثالثی میں تہمت زنا ثابت ہوئی، اس میں لعان کا حکم ہے یا نہیں، اور چونکہ قاضی نہیں ہے تو تفریق کی کیا صورت ہوگی۔

الجواب:- لعان کے لئے چونکہ دار الاسلام کا ہونا بھی شرط ہے کما صرح به فی کتب الفقه لہٰذا اس ملک میں لعان کی کوئی صورت نہیں ہے، اور جب کہ لعان

[1] ردالمحتار باب اللعان ص ۷۸۶ ج ۲ - ظفیر۔ [2] ایضا ص ۷۹۲ ج ۲ - ظفیر۔
[3] سورۃ البقرہ - ۲۹ - ظفیر۔

نہیں ہے تو تفریق بھی نہ ہوگی[۳]۔

صرف ایک مرد اور ایک عورت کے دیکھنے سے زنا ثابت نہیں ہوتا اور یہاں لعان نہیں

سوال (۹۰۲) زید کے دو بیوی ہیں۔ ہندہ وخالدہ، زید اور خالدہ دونوں نے ہندہ کو حالت زنا میں زیر وزبر بچشم خود دیکھا تو زنا ثابت ہے یا نہیں اور بعد طلاق کے دین مہر دینا لازم ہوگا یا نہیں اور زید اس کو لعان کرا کر طلاق دیوے یا بلا لعان کے۔

الجواب: زید اور اس کی زوجہ خالدہ کے بیان سے ہندہ پر زنا کا ثبوت نہ ہوگا اور بوجہ دار الاسلام نہ ہونے کے لعان بھی نہ آوے گا، اور مہر بعد طلاق کے واجب الاداء ہوگا

دو گواہوں کی شہادت سے شوہر کا تہمت لگانا ثابت ہو جاتا ہے

سوال (۹۰۳) ہندہ نے اپنے شوہر زید پر دعویٰ لعان کیا، باوجودیکہ وہ پاک باعصمت ہے، زید نے انکار کیا۔ ہندہ نے دو گواہ پیش کئے جو پابند صوم وصلوٰۃ ہیں، یہ گواہ عادل مانے جائیں گے یا نہیں؟

الجواب: لعان کے لئے شرط ہے دار الاسلام کا ہونا، شامی میں ہے ویشترط ایضا کون القذف بصریح الزنا وکونہ فی دار الاسلام[۱]۔ لہٰذا اس ملک میں تو لعان نہیں ہے، البتہ اگر دار الاسلام میں اگر شوہر اپنی زوجہ کو تہمت صریح زنا وغیرہ کی لگاوے تو لعان واجب ہوتا ہے۔ فمن قذف بصریح الزنا فی دار الاسلام زوجتہ الخ لاعن[۲] اور جبکہ دو گواہان عادل سے شوہر کا تہمت لگانا ثابت ہو جاوے تو انکار شوہر کا معتبر نہیں ہوگا، اور اس صورت میں ہر دو گواہان مذکورہ زوجہ کے عادل مانے جائیں گے۔

[۱] قولہ فی دار الاسلام اخرج دار الحرب (رد المحتار باب اللعان ج ۲ ص ۸۰۶) ظفیر

[۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب اللعان ص ۸۰۵/۲ ۔ ظفیر

[۳] ایضاً ص ۸۰۶/۲ ۔ ظفیر۔

تہمت لگانے کی سزا

سوال (۹۰۴) اگر کوئی شخص جھوٹی قسم کھا کر اپنی منکوحہ بیوی پر جو نہایت درجہ نیک اور باعصمت ہے، شرارتاً بے عصمتی کا اتہام لگائے تو اس کا نکاح رہا یا فسخ ہوگیا۔

الجواب: اپنی زوجہ کو زنا کی تہمت لگانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا، لیکن شوہر کو حد قذف یعنی اسی کوڑے لگائے جائیں گے، اگر حکومت اسلام ہو، اور شہادت اس کی مردود ہوگی، در مختار میں ہے ویحد الحر او العبد[۱] قاذف المسلم الحر البالغ العاقل العفیف من فعل الزنا الا بصریح الزنا (در مختار) ولا القاذف فی دار الحرب (شامی)[۱]۔

ہندوستان میں لعان کے ذریعہ فسخ نکاح نہیں ہو سکتا ہے

سوال (۹۰۵) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو تہمت لگائی کہ میری بیوی ہندہ کا ناجائز تعلق عمر سے ہے اور عمر کئی مرتبہ ہندہ کے بطن سے حمل ساقط کرا چکا ہے، ہندہ نے اس کو سن کر جج صاحب کے یہاں دعویٰ کیا کہ لعان کرا کے میرا نکاح فسخ کر دیا جائے، زید روپوش ہے تو اس صورت میں لعان ہوا یا نہ۔

الجواب: شرعاً حالت موجودہ میں لعان کا حکم نہیں ہے اور نکاح فسخ نہیں ہوا۔ ہندہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی[۲]۔

[۱] دیکھئے رد المحتار باب حد القذف ص ۲۳۱/۳ ۔ ظفیر

[۲] فمن قذف بصریح الزنا فی دار الاسلام زوجتہ بنکاح صحیح العفیفۃ عن الزنا الخ لاعن (در مختار) قولہ فی دار الاسلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولایۃ (رد المحتار باب اللعان ص ۸۰۶/۲) ظفیر۔

باب دوازدہم

ظہار سے متعلق احکام ومسائل

بہ نیت طلاق یہ کہنا کہ تو میری بہن کے مثل ہے اس سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے

سوال (۹۰۶) زید نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں بہ نیت طلاق کہا کہ تو مثل میری لڑکی اور مثل میری بہن کے ہے، اس صورت میں کونسی طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوئی، اگر بائن واقع ہوئی تو قبل وضع حمل شوہر اول سے نکاح درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر ان الفاظ میں زید کی نیت طلاق کی تھی جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوئی، نکاح عدت میں یعنی قبل وضع حمل زید شوہر اول کا اس سے درست ہے[1] وان نوی بانت علی مثل امی او کامی وکذا لو حذف علی خانیۃ برًا او ظہارًا او طلاقًا صحت نیتہ ووقع ما نواہ لانہ کنایۃ[2]۔ درمختار

بات کہنا چاہتا تھا مگر زبان سے نکلا تو میری ماں ہے کیا حکم ہے

سوال (۹۰۷) ایک شخص اپنی زوجہ کو یہ کہنا چاہتا کہ تو میری ماتحت ہے، بوجہ غلطی کے اس کی زبان سے نکلا کہ تو میری ماں ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

[1] وینکح مبانتہ بما دون الثلاث فی العدۃ وبعدھا بالاجماع (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الرجعۃ ص ۷۳۸/۲) ظفیر۔

[2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الظہار ص ۷۹۴/۲ ۔ ظفیر

الجواب:- اس صورت میں طلاق وظہار کچھ نہیں ہے نکاح باقی ہے، مگر ایسا کہنا مکروہ ہے آئندہ ایسا لفظ نہ کہا جاوے، درمختار میں ہے ویکرہ قولہ انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوہ[1] (درمختار) قولہ او حذف الکاف لغا (درمختار) قولہ او حذف الکاف بان قال انت امی شامی ۷۹۶/۲ ۔[2] درمختار صفحہ مذکور شامی ۲۶.

غصہ میں بہ نیت طلاق کہنا کہ تو مثل میری بیٹی کے ہے اس سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے

سوال (۹۰۸) زید اپنی بیوی کو بہ نیت طلاق بحالت غصہ کہتا ہے کہ مثل میری بیٹی کے اور تو مثل میری ہمشیرہ کے ہے، اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی اور زید کی بیوی حاملہ بھی ہے بغیر وضع حمل زید کا نکاح اسی عورت سے صحیح ہے یا نہ۔ زید نے طلاق سے تین چار روز بعد نکاح کرلیا صحیح ہوگیا یا نہ؟

الجواب:- اگر بہ نیت طلاق زید نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے ہیں کہ تو مثل میری بیٹی کے ہے اور تو مثل میری ہمشیرہ کے ہے تو ایک طلاق بائنہ اس پر واقع ہوگئی زوجہ پر عدت واجب ہے، عدت اس کی وضع حمل ہے، اور زید کا نکاح اس سے عدت کے اندر یعنی وضع حمل سے پہلے بھی صحیح ہے، پس نکاح جو زید نے طلاق سے تین چار دن بعد کیا صحیح ہوگیا[3]، درمختار میں ہے وان نوی بانت علی مثل امی او کامی وکذا لو حذف علی برًا او ظہارًا او طلاقًا صحت نیتہ ووقع ما نواہ لانہ کنایۃ[4] الخ

اگر تیرے ساتھ ہمبستر ہوں تو ماں کے ساتھ ہوں اس کہنے سے طلاق نہیں ہوئی

سوال (۹۰۹) زید نے غصہ میں آکر اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر آج سے میں تمہارے ساتھ ہمبستر ہوں

[1] دیکھئے ردالمحتار باب الظہار ص ۷۹۴/۲ ۔ ظفیر۔ [2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الظہار ص ۷۹۴/۲ ۔ ظفیر [3] وینکح مبانتہ بما دون الثلاث فی العدۃ وبعدھا بالاجماع (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الرجعۃ ص ۷۳۸/۲) ظفیر

[4] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الظہار ص ۷۹۴/۲ ۔ ظفیر

تو اپنی ماں کے ساتھ فلاں کیا، مگر اس کی نیت نہ چھوڑنے کی تھی اور نہ طلاق دینے کی۔ تو نکاح قائم رہا یا نہیں، اس شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب: - اس صورت میں نکاح قائم رہا، اور طلاق وظہار وایلا، کچھ نہیں ہوا۔ وان نوی بانت علی مثل امی او کامی وکذا لو حذف علی برا او ظهارا او طلاقا صحت نیته ووقع ما نواه لانه کنایة والا ینو شیئا او حذف الکاف لغا[1] وفی کتاب الایمان منه وان فعله فعلیه غضبه او هو یهودی ان او سارق لا یکون قسما[2] الدر المختار۔

سوال (۹۱۰) زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے کہا کہ تو مجھے مہر معاف کردے، ہندہ نے انکار کیا، زید نے غصہ سے کہا کہ آج سے میں تجھ سے بولوں تو اپنی بہن سے بولوں، یہ فقرہ زید نے اپنی زبان سے ادا کیا، نکاح کے قائم رہنے نہ رہنے میں کیا اثر رکھتا ہے، اور زید کو ہندہ سے قربت درست ہے یا نہیں۔

> اگر تجھ سے بولوں تو اپنی بہن سے بولوں اس کہنے سے طلاق نہیں پڑتی

الجواب: - اس لفظ سے طلاق نہیں پڑتی اور نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا۔ قربت وجماع درست ہے[3]۔

سوال (۹۱۱) زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں تجھ سے مجامعت کروں تو اپنی ماں سے کروں، اس صورت میں کیا کفارہ ہے۔

> تجھ سے جماع کروں تو ماں سے کروں اس جملہ کے کہنے کا کیا حکم ہے

الجواب: - یہ لفظ جو شوہر نے کہا ظہار کا لفظ نہیں ہے، اس میں کچھ کفارہ

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الظهار ص ۷۹۴ ج ۲۔ ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۷۲ ج ۳۔ ظفیر

[3] وان لم ینو شیئا او حذف الکاف لغا ایضا باب الظهار ص ۷۹۳ ج ۲۔ ظفیر

نہیں ہے جیسا کہ عالمگیری میں ہے ان وطئتك وطئت امی لا شئ علیه الخ کذا فی غایة السروجی عالمگیری[1]

سوال (۹۱۲) زید نے اپنی منکوحہ کو غصہ کے وقت یہ کہا کہ اگر تجھ سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے کروں، پھر بعد میں کہا کہ تیرے پاس لیٹنا اور بات کرنا بھی حرام ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

> بیوی سے کہا تجھ سے صحبت کروں تو ماں سے کروں طلاق ہوئی یا نہیں

الجواب: - یہ الفاظ منکوحہ کو کہنے سے کہ اگر تجھ سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے کروں اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، لیکن لفظ حرام جو شوہر نے بعد میں کہا اگر اس میں نیت طلاق کی ہے تو ایک طلاق بائنہ اس سے واقع ہوگئی[2]، نکاح جدید عدت میں اور بعد عدت کے کرسکتا ہے۔

سوال (۹۱۳) زید نے اپنی زوجہ کو کہا کہ تو میری بہن ہے عورت منکوحہ نے کہا کہ میں تو تمہاری بی بی منکوحہ ہوں تم مجھ کو بہن کیوں کہتے ہو، زید نے جواب دیا کہ تم کو بہن بن کر رہنا پڑے گا، اب دونوں کو اندیشہ طلاق کی وجہ سے علیحدہ رکھا ہے، ہمبستر نہیں ہونے دیا۔ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں۔

> بیوی کو بہن کہا کیا حکم ہے

الجواب: - درمختار میں ہے کہ ایسا کہنا اپنی زوجہ کو مکروہ ہے، لیکن اس سے طلاق نہیں پڑتی اور نکاح میں فرق نہیں آتا شوہر کو چاہئے کہ اس کو منکوحہ ہی سمجھے اور آئندہ ایسے الفاظ نہ کہے، عبارت درمختار کی یہ ہے والا ینو شیئا او حذف الکاف (بان قال انت امی) لغا وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامة ویکره قوله انت امی

---

[1] عالمگیری کشوری ص ۲۶۵ ج ۲ باب الظهار۔ ظفیر

[2] وان کان الحرام فی الاصل کنایة یقع بها البائن الخ لو شئ من الکنایة یقع به الطلاق بلا نیة او دلالة الحال کما صرح به البدائع (رد المحتار باب الکنایات ص ۶۳۸ ج ۲) ظفیر

دیا ابنتی دیا اختی در مختار[1]۔

تجھ سے تعلق رکھوں تو ماں بہن سے رکھوں اس کہنے کا کیا حکم ہے

سوال (۹۱۴) ایک شخص نے غصہ میں اپنی عورت کو یہ کلمات کہے، میں اگر تجھ سے کچھ تعلق رکھوں اپنی ماں بہن سے رکھوں یا یہ کہنا تو میری ماں بہن کے برابر ہے، اس کے بعد کہا تجھ کو طلاق ہے تجھ کو طلاق ہے۔ یہ سب الفاظ ایک جلسہ میں کہے، کیا کوئی صورت ان کے میل کی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - لفظ مثل کے لانے اور نہ لانے میں فقہاء نے فرق کیا ہے، بناءً علیہ جملہ اول یعنی یہ کہ اگر تجھ سے تعلق رکھوں اپنی ماں بہن سے رکھوں لغو ہے، اور جملہ ثانیہ کہ تو میری ماں بہن کے برابر ہے اس میں نیت کا اعتبار ہے، اگر ظہار کی نیت ہو ظہار ہے اور اگر طلاق کی نیت ہو طلاق ہے، اور اگر احترام و بزرگی میں تشبیہ مراد ہے تو نہ ظہار ہے نہ طلاق، لیکن چونکہ یہ لفظ کنایہ ہے اور کنایات میں دلالت حال میں بلا نیت بھی وقوع طلاق کا حکم ہوتا ہے، اس لئے یہ موقعہ چونکہ ذکر طلاق کا ہے اس لئے ایک طلاق بائنہ ان الفاظ سے واقع ہو گئی، پھر دوبارہ لفظ طلاق سے دو طلاق واقع ہوئی، پس اس کی زوجہ پر اس صورت میں تین طلاق واقع ہو گئی، اور بدون حلالہ کے اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے، قال فی الدر المختار وان نوی بانت علی مثل امی او امی وکذا لو حذف علی خانیہ برا او ظہارا او طلاقا صحت نیتہ ووقع ما نواہ لانہ کنایۃ والا ینو شیئا او حذف الکاف لغا وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامۃ الخ وفی الشامی قولہ لانہ کنایۃ ای من کنایات الظہار والطلاق ای ان قال الخ وینبغی ان لا یصدق قضاءً فی ارادۃ البر اذا کان فی حال المشاجرۃ وذکر الطلاق[2] الخ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الظہار ص ۷۹۴ ج ۲۔ ظفیر

[2] دیکھئے رد المحتار باب الظہار ص ۷۹۴ ج ۲۔ ظفیر۔

اس کہنے سے کہ تمہارے پاس جائیں تو ماں کے پاس جائیں طلاق نہیں ہوتی

سوال (۹۱۵) ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر ہم تمہارے پاس جائیں تو اپنی ماں کے پاس جائیں، اس قسم کھانے کے کئی گھنٹہ بعد میاں بیوی اکٹھے ہوئے تو اس قسم کا کیا حکم ہے، نیز اس کی بیوی حیض سے تھی، لیکن جس رات کا یہ واقعہ ہے اس سے پہلے یعنی ایک تمام دن خون نہیں آیا تھا اور مدت حیض ختم ہو چکی تھی لیکن عورت نے غسل نہیں کیا تھا، قبل غسل کے دونوں ہمبستر ہوئے۔

الجواب: - عالمگیریہ میں ہے ولو قال ان وطئتک وطئت امی فلا شئی علیہ[1] الخ یعنی اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو یہ کہے کہ اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے صحبت کروں تو اس سے کچھ نہیں ہوتا یعنی ظہار اور طلاق کچھ نہیں ہوتی، پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں اس کی عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی، اور مدت حیض کے ختم ہونے کے بعد وطی کے جواز و عدم جواز میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اکثر مدت حیض کے دس دن میں پوری ہو گئی تھی تو قبل غسل وطی درست ہے، اور اگر عادت سابقہ کے موافق مثلاً چھ سات دن میں حیض منقطع ہوا تو اس میں جواز وطی کے لئے یہ شرط ہے کہ بعد انقطاع حیض اتنا زمانہ گذر جاوے کہ اس میں غسل اور لبس ثیاب و تحریمہ نماز ہو سکے، پس جب کہ ایک دن انقطاع حیض کے بعد گذر گیا تو وطی درست ہے[2]۔

ظہار کا کفارہ ادا کئے بغیر بیوی سے ہمبستر ہونا

سوال (۹۱۶) ظہار کے بعد بلا کفارہ ادا کئے صحبت کرے تو اس کی نسبت کیا حکم ہے۔

---

[1] عالمگیری کشوری ص ۵۳۲ ج ۲ باب الظہار۔ ظفیر۔ [2] واذا انقطع دم الحیض لاقل من عشرۃ ایام لم تحل وطیہا حتی تغتسل الخ ولو لم تغتسل ومضی علیہا ادنی وقت الصلوٰۃ بقدر ان تقدر علی الاغتسال والتحریمۃ حل وطیہا لان الصلوٰۃ صارت دینا فی ذمتہا فطہرت حکما (ہدایہ باب الحیض ص ۳۹ ج ۱) ظفیر

الجواب :- درمختار میں ہے فان وطی قبلہ تاب واستغفر وکفر للظہار فقط[1] الخ یعنی اگر مظاہر نے پہلے کفارہ دینے سے وطی کی تو وہ توبہ واستغفار کرے اور صرف کفارہ ظہار ادا کرے۔

بیوی سے ظہار کیا پھر تین طلاق دی، حلالہ کیا اس کے بعد بھی کفارہ لازم ہے

سوال (۹۱۷) ایک شخص نے اپنی عورت کو کہا کہ تو میری ماں بہن کے برابر ہے، دس منٹ بعد تین طلاق عورت مذکورہ کو دیدی، اب دوبارہ نکاح یہ شخص اس عورت سے کس طرح کرسکتا ہے، کیا یہ صورت صحت نکاح کے لئے ہوسکتی ہے کہ شوہر کے چھوٹے بھائی سے عورت کا نکاح کیا جاوے اور وہ بعد دخول طلاق دے بعد عدت گذرنے کے شوہر اول اس سے نکاح کرے، اگر یہ صورت صحیح ہے تو دوبارہ نکاح کرنے کے بعد حکم ظہار باقی رہے گا یا نہ۔

الجواب :- اگر یہ لفظ شوہر نے بہ نیت ظہار کہا تھا کہ تو میری ماں بہن کے برابر ہے تو بعد طلقات ثلثہ حلالہ کے بعد جب شوہر اول اس عورت سے نکاح کرے گا حکم ظہار کا باقی رہے گا، یعنی بلا ادائے کفارہ ظہار اس سے صحبت نہیں کرسکتا، درمختار میں ہے فیحرم وطؤھا علیہ ودواعیہ الخ حتی یکفر وان عادت الیہ بملک یمین اوبعد زوج آخر الخ شامی میں ہے قولہ وان عادت الیہ الخ قال فی النہر افاد بالغایۃ ای بقولہ حتی یکفر انہ لوطلقہا ثلاثا ثم عادت الیہ تعود بالظہار[2] الخ ص۵۷۶ جلد ثانی شامی وفی الدرالمختار ایضاً وان نوی بانت علی مثل امی الخ برا اوظہارا اوطلاقا صحت نیتہ[3] الخ اور مطلقہ ثلثہ سے نکاح کرنے کے جواز

---

[1] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الظهار ص۹۳۲ ج۲ - ظفیر

[2] دیکھئے ردالمحتار باب الظهار ص۹۳۲ ج۲ وص۹۳۳ ج۲ - ظفیر۔

[3] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الظهار ص۹۳۶ ج۲ - ظفیر۔

کی جو صورت سوال میں لکھی ہے وہ صحیح ہے مگر یہ ضرور ہے کہ شوہر اول کے بھائی سے نکاح بعد گذرنے عدت کے کیا جاوے۔

بیوی کو ماں، بہن، بیٹی کہنے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال (۹۱۸) شوہر زوجہ کو رات بھر ماں بہن بیٹی کہتا رہا اور بیوی شوہر کو باپ، بھائی، چچا کہتی رہی، اس صورت میں بندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں طلاق نہیں ہوئی کما فی الدرالمختار اوحذف الکاف لغا[1] مگر ایسا کہنا مکروہ ہے آیندہ ایسا نہ کہا جاوے۔

میں نے تجھ کو ماں کے برابر حرام سمجھا، کہنے سے طلاق ہوگی یا ظہار

سوال (۹۱۹) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ میں نے تجھ کو ماں کے برابر حرام سمجھا، اس صورت میں طلاق ہوئی یا ظہار۔

الجواب :- شوہر کے یہ لفظ کہ میں نے تجھ کو ماں کے برابر حرام سمجھا۔ ان الفاظ میں سے ہے جن میں ظہار و طلاق دونوں کی نیت صحیح ہے، اور اگر کچھ بھی نیت نہ ہو تو کم سے کم ظہار ضرور ثابت ہوتا ہے، عام طور سے لوگ ظہار سے ناواقف ہوتے ہیں، وہ جب ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں بالیقین طلاق اور دائمی مفارقت و متارکت کی نیت ہوتی ہے، پس صورت مسئولہ میں جب کہ شوہر کی نیت کا حال معلوم نہیں تو ظاہری عرف کے لحاظ سے یہی حکم کیا جائے گا کہ اس کی عورت مطلقہ بائنہ ہوگئی عدت گذرنے کے بعد وہ نکاح ثانی کرسکتی ہے، درمختار میں ہے وبانت علی حرام کامی صح ما نواہ من ظہار او طلاق الخ وان لم ینو ثبت الادنی وهو الظهار[2] الخ فقط واللہ تعالی اعلم۔

---

[1] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الظهار ص۹۳۲ ج۲ - ظفیر۔ [2] ایضاً - ظفیر

بیوی کو بہن کے برابر کہنے کا کیا اثر ہوتا ہے

سوال (۹۲۰) ایک شخص نے اپنی بیوی کو بہن کے برابر کہا اور کہنے سے کچھ مدعا نہیں تھا، شرعی حکم کیا ہے۔

الجواب:- جب کہ کہنے والے کی کچھ نیت نہ تھی تو کلام اس کا لغو ہے طلاق وغیرہ کچھ واقع نہ ہوگی کما فی الدر المختار وان نوی شیئا او حذف الکاف لغا[1]۔

شادی سے پہلے بیوی کو بہن کے برابر کہنے سے کچھ حرج نہیں

سوال (۹۲۱) ایک شخص نے جس کی بیوی نہیں ہے اپنی بیوی کو بہن کے برابر کہا، تو اب اس کو نکاح کرنے میں یا نکاح کے بعد کچھ حرج تو نہیں ہے۔

الجواب:- یہ کلام اس کا لغو ہے بعد نکاح طلاق وغیرہ کچھ نہ ہوگی۔

بیوی سے کہے دادی باز آجا کیا اس سے طلاق ہوجائے گی

سوال (۹۲۲) ہندہ کسی سے لڑ رہی تھی، اس کے شوہر زید نے غصہ میں کہا کہ دادی باز آجا چپ رہ، کیا ہندہ پر اس لفظ کے کہنے سے طلاق ہوگئی۔

الجواب:- درمختار اور شامی میں ہے کہ ایسا لفظ بلا حرف تشبیہ کہنے سے طلاق وغیرہ کچھ نہیں ہے وہ لفظ لغو ہوجاتا ہے، عبارت درمختار یہ ہے وان نوی شیئا او حذف الکاف لغا[2]۔

بیوی سے کہا اگر تجھ سے شادی کروں تو اپنی دختر سے کروں کیا حکم ہے

سوال (۹۲۳) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بوجہ بدچلنی کے غصہ میں آکر کہا کہ اگر میں تیرے ساتھ شادی کروں تو میں اپنی دختر کے ساتھ یا والدہ کے ساتھ شادی کروں، کیا اس صورت میں اس کا نکاح باقی ہے یا نہیں۔

الجواب:- ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی، نکاح باقی ہے۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الظہار ص۹۶۷/۲ ۔ ظفیر۔ [2] ایضاً۔ ظفیر

کذا فی العالمگیریہ[1]۔

تجھ کو ہمشیرہ کے برابر سمجھوں گا کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں

سوال (۹۲۴) بکر نے اپنی زوجہ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کیا تمہارا ناجائز تعلق عمر سے ہے تا وقتیکہ میں اس کی تحقیق نہ کر لوں گا تجھ کو ہمشیرہ کے برابر سمجھوں گا، اس صورت میں بکر کی زوجہ مطلقہ ہوئی یا نہ۔

الجواب:- اس صورت میں بکر کی زوجہ بکر پر حرام نہیں ہوئی اور اس پر طلاق واقع نہیں ہوئی، کذا یظہر من الکتب[2]۔

شوہر سے کہا تو میرے بھائی جیسا ہے طلاق ہوئی یا نہیں

سوال (۹۲۵) زید کی زوجہ نے اپنے شوہر زید کو اپنے برادر حقیقی سے تمثیل دی یعنی یہ کہا کہ تو میرے حقیقی بھائی جیسا ہے، اس صورت میں عورت نکاح سے خارج ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں نکاح قائم ہے عورت کے اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا، البتہ شامی میں لکھا ہے کہ اگر شوہر عورت کو ماں، بہن بلا حرف تشبیہ کے کہدیوے تو یہ مکروہ ہے، لیکن طلاق یا ظہار اس صورت میں بھی نہیں ہوتا[3]، بنا بریں علیہ عورت کا الفاظ مذکورہ کہنا بھی پسندیدہ نہیں ہے۔

غصہ میں بیوی سے کہا تو میری ماں ہے پوچھنے پر بتایا نیت کچھ نہیں تھی

سوال (۹۲۶) زید نے اپنی زوجہ کو بحالت غیظ و غضب یہ کہا کہ تو میری ماں ہے، زید سے دریافت کیا کہ تیری اس لفظ سے کیا نیت تھی تو یہ جواب دیا کہ غصہ میں کہدیا تھا اور کچھ بھی نیت نہ تھی

---

[1] وان قال لم اتزوجك ونوى الطلاق لا يقع الطلاق بالاجماع كذا فی البدائع (عالمگیری کشوری کنایات ص۴۹۳/۲)، وان قال ان وطئتك وطئت امى فلا شئ عليه (عالمگیری کشوری الظہار ص۵۳۶/۲) ظفیر۔ [2] ويكره قوله انت امى و يا ابنتى ويا اختى ونحوه (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص۹۶۷/۲ باب الظہار) ظفیر۔ [3] ایضاً۔ ظفیر۔

اس صورت میں طلاق یا ظہار کچھ ہوا یا نہیں۔

الجواب: - اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی اور نہ ظہار ہوا اگر آئندہ ایسا کہنا نہ چاہئے کہ مکروہ ہے درمختار میں ہے ولا ینوی شیئا او حذف الکاف لغا در مختار ویکرہ قولہ انت امی[1] الخ۔

سوال (۹۲۷) بیوی سے کہا اگر تجھ سے جماع کروں تو ماں بہن سے کروں، اس صورت میں کیا حکم ہے

زید نے اپنی منکوحہ کو لڑائی اور غصہ کی حالت میں کہدیا کہ اگر میں تجھ سے جماع کروں تو گویا اپنی ماں یا بہن سے کروں، ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگی یا ظہار۔

الجواب: - عالمگیریہ میں ہے ولو قال ان وطئتک وطئت امی فلا شئ علیہ[2] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں طلاق و ظہار کچھ نہیں ہوا۔

سوال (۹۲۸) بغیر نیت طلاق بیوی کو بہن کہدے تو کیا حکم ہے

اگر کسے زوجہ خود را خواہر بگوید طلاق شود یا نہ واگر نیت طلاق نشود طلاق واقع شود یا نہ۔

الجواب: - اگر کسے زوجہ خود را خواہر یا مادر بگوید بر زوجہ اش طلاق واقع نمی شود و نیز ظہار نمی شود۔ البتہ چناں گفتن یعنی زوجہ خود را خواہر گفتن مکروہ است قال فی الدر المختار ولا ینوی شیئا او حذف الکاف لغا ویکرہ قولہ انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوہ وقال فی الشامی فقد صرحوا بان قول لزوجتہ یا اخیۃ مکروہ وفیہ حدیث رواہ ابوداؤد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع رجلا یقول لامرأتہ یا اخیۃ فکرہ ذلک ونہی عنہ[3]۔ ازیں روایت

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۷۹۵ ج ۲ باب الظہار۔ ظفیر۔
[2] عالمگیری کشوری الباب التاسع فی الظہار ص ۵۲۶ ج ۲ ۔ ظفیر۔
[3] دیکھئے رد المحتار باب الظہار ص ۷۹۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر

وحدیث ظاہر است کہ در صورت مذکورہ فی السوال نہ طلاق می شود و نہ ظہار، البتہ ایں قول مکروہ است کما مر۔

سوال (۹۲۹) تیرے گھر میں گھسوں تو اپنی ماں سے بدفعلی کروں یہ کہنا لغو ہے

اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ یہ میری بہن ہے تو اس سے ظہار ہوگا یا نہیں؟ یا یہ کہے کہ اگر میں تیرے گھر میں گھسوں تو اپنی ماں سے بدفعلی کروں تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: - اگر کسی نے اپنی زوجہ کو کہا کہ یہ میری بہن ہے بلا حرف تشبیہ تو یہ لغو ہے نہ ظہار ہے نہ طلاق کذا فی الدر المختار اور اگر یہ کہا زوجہ کو کہ اگر میں تیرے گھر میں گھسوں تو اپنی ماں سے بدفعلی کروں تو یہ بھی لغو ہے نہ ظہار ہے نہ طلاق کما ھو ظاہر من تعریف الظہار ولا ینوی شیئا او حذف الکاف لغا قال الشامی فی تحت قولہ او حذف الکاف بان قال انت امی الخ وقال الشامی والذی فی الفتح وفی انت امی لا یکون مظاہرا الی ان قال، فعلم انہ لابد فی کونہ ظہارا من التصریح باداۃ التشبیہ شرعا الخ شامی وقال فی الدر المختار فی تعریفہ۔ وشرعا تشبیہ المسلم زوجتہ الی قولہ بمحرم علیہ تابیدا[1] الخ۔

---

[1] دیکھئے رد المحتار للشامی باب الظہار ص ۷۹۴ ج ۲ ۔ ظفیر۔

باب سیزدہم

نامرد، مجنون، متعنت اور دوسرے عیوب کی وجہ سے تفریق اور فسخ نکاح کے احکام ومسائل

نامرد سے بھی نکاح ہوجاتا ہے بغیر طلاق دوسرا نکاح جائز نہیں

سوال (۹۳۰) ایک شخص کا نکاح بحالت بلوغت ہمراہ لڑکی کے پڑھا گیا۔ بعدہ ثابت ہوا کہ لڑکا مرد نہیں ہے حق زوجیت ادا نہیں کرسکتا۔ اب شادی کو ڈیڑھ سال ہوگیا ہے آج تک کوئی مردانگی کی علامت ظاہر نہیں ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور لڑکا طلاق بھی نہیں دیتا ہے، اب شریعت کیا حکم دیتی ہے۔

الجواب:- شوہر اگر عنین ہے نکاح منعقد ہوگیا ہے، اور چونکہ اس زمانہ میں شرائط فسخ متحقق نہیں ہیں، لہٰذا جب تک شوہر طلاق نہ دے گا علیحدگی نہ ہوگی اور عورت کو دوسرا نکاح کرنا جائز نہ[1] ہوگا۔ فقط (اب علماء کے اتفاق سے فسخ کی صورت نکل آئی ہے

---

[1] اذا وجدت المرأۃ زوجها مجبوبا الا فرق الحاکم بطلبها الخ بینهما (الدر المختار علی هامش رد المختار باب العنین وغیرہ ص۸۱۶ ج۲) اس زمانہ میں تفریق کا کیا طریقہ ہوگا، اس کیلئے دیکھئے "الحیلۃ الناجزہ" للتھانوی"۔ اور کتاب الفسخ والتفریق "للرحمانی"۔ ظفیر

شرعی پنچائت میں مقدمہ دائر کیا جائے یا دارالقضاء میں۔ ظفیر)۔

نامرد کی بیوی کا نکاح ثانی بلا طلاق نہیں ہوسکتا ہے

سوال (۹۳۱) لڑکی نابالغہ کا عقد اس کے والدین نے کردیا۔ بعد البلوغ لڑکی نے اپنے شوہر کو مادرزاد نامرد پایا، ہرچند علاج معالجہ کیا ڈاکٹروں نے جواب دیدیا کہ تندرست نہیں ہوسکتا، تین چار سال تک علاج کیا کچھ نفع نہیں ہوا، بصورت موجودہ میں عورت کا نکاح ثانی بلا طلاق ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- قال فی الدر المختار والا بانت بالتفریق من القاضی ان ابی طلاقها بطلبها[1] الخ وفیه ایضا ولا عبرۃ بتاجیل غیر قاضی البلدۃ[2] الخ اس سے واضح ہوا کہ صورت مسئولہ میں چونکہ تاجیل وتفریق قاضی شرعی کے ذریعہ سے نہیں ہوئی لہٰذا نکاح فسخ نہیں ہوا، اور بلا طلاق شوہر اول وبدون انقضائے عدت اس عورت کو دوسرا نکاح کرنا درست نہیں ہے۔

نامرد کی بیوی دوسرا نکاح کیسے کرے

سوال (۹۳۲) امرأۃ وجدت زوجها عنینا فصبرت معه مدۃ کثیرۃ وهو یعالج مرضه فلم یبرء من مرضه وهی لا تستطیع الصبر وتطلب منه الفرقۃ فماذا یفعل فی هذا الملک لعدم القاضی وان قال الزوج المذکور لامرأته والله لا اقربها یعنی الزوجۃ حتی اشفی من مرض العنۃ فهل یکون هذا ایلاء ام لا۔

الجواب:- قال فی الدر المختار فان وطی مرۃ فبها والا بانت بالتفریق من القاضی بطلبها[3] وقال قبیله ولا عبرۃ بتاجیل غیر القاضی[4]

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المختار باب العنین وغیرہ ص۸۱۹ ج۲ ۱۲ ظفیر

[2] ایضا ص۸۱۶ ج۲ ۱۲ ظفیر۔ [3] دیکھئے حوالہ سابق ص۸۱۹ ج۲۔ ظفیر

[4] الدر المختار علی هامش رد المختار باب العنین وغیرہ ص۸۱۶ ج۲۔ ظفیر

بعلۃ انہ لا یتصور التفریق فی صورۃ عدم القاضی وانما یحصل التفریق بالطلاق من الزوج او الخلع. ویقول لا اقربہا حتی اشفی من العنۃ لا یکون مولیاً لانہ یمکن ان یشفی قبل مدۃ الایلاء ویطأھا کما قال فی الدر المختار او قال وھو بالبصرۃ واللہ لا ادخل مکۃ وھی بہا لا یکون مولیاً لانہ یمکنہ ان یخرجہا منہا فیطأھا (در مختار) ای فی المدۃ من غیر شئ یلزمہ[1] شامی جلد ثانی صفحہ ۵۵ -

نابالغی میں ایک نامرد سے نکاح ہولیا اب کیا کرے

سوال (۹۳۳) زید نامرد کا نکاح ایک دختر نابالغہ سے ہوا، اس وقت دختر رضامند تھی اور اس کو یہ علم نہ تھا کہ زید نامرد ہے۔ زید کے ماں باپ نے بہت کچھ علاج کرایا مگر کچھ نفع نہیں ہوا نکاح کو دو سال ہو گئے ہیں، اب دختر نہایت ملول ہے اور آزادی چاہتی ہے، زید سے آزادی لینے کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر زید آزادی نہ دیوے تو کیا کیا جاوے۔

الجواب:- زید سے نکاح ہو گیا تھا بشرطیکہ لڑکی نابالغہ کے ولی نے اس کا نکاح کیا تھا، اب اگر زید طلاق دیوے تو مطلقہ کا دوسرا نکاح صحیح ہو جاوے گا بدون طلاق دینے کے دوسرا نکاح درست نہیں ہے، زید سے طلاق لی جاوے۔ اگر وہ طلاق دیدیوے گا طلاق واقع ہو جاوے[2] گی۔

نامرد سے نکاح جائز ہے علیحدگی کے لئے قاضی سے درخواست کرنی چاہئے

سوال (۹۳۴) اگر کسی لڑکی کا نکاح نامرد لڑکے کے ساتھ ہو جائے اور لڑکا پیدائشی نامرد ہو یا بعد وطی کے نامرد ہوا ہو تو دونوں صورتوں میں نکاح صحیح ہوا یا نہیں، اگر صحیح ہوا تو اب جب کہ بالکل نامرد اور لاعلاج ثابت ہوا تو اس کی زوجہ کے لئے شرعاً کیا حکم ہے، جبکہ شوہر

[1] دیکھئے رد المحتار للشامی باب الایلاء ص ۷۵۵ ج ۲ - ظفیر۔ [2] ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلاً بالغاً (ھدایہ کتاب الطلاق ص ۳۳۶ ج ۲) ظفیر۔

خوشی سے طلاق نہ دیتا ہو۔

الجواب:- شوہر اگر اول سے ہی نامرد ہو یا بعد نکاح کے نامرد ہو گیا تو دونوں صورتوں میں نکاح صحیح ہو گیا، لیکن دوسری صورت میں جبکہ شوہر بعد نکاح کے نامرد ہو گیا ہے اور وطی کر چکا ہے تو زوجہ کو کچھ اختیار فسخ نکاح کا نہیں ہے، اور پہلی صورت میں جب کہ شوہر اول سے ہی نامرد ہے اور وطی بالکل نہیں کی تو عورت کو یہ دعویٰ پہنچ سکتا ہے کہ شوہر کی نالش کرے اور دعویٰ کرے، قاضی اس کے دعویٰ پر شوہر کو ایک برس کی مہلت بغرض علاج دیوے اگر تندرست ہو جاوے اور وطی پر قادر ہو جائے فبہا ورنہ عورت اگر تفریق چاہے تو قاضی تفریق کر دیوے، بدون تاجیل و تفریق قاضی کے تاجیل و تفریق نہ ہو گی کذا فی الدر المختار[1]۔ مگر اس زمانہ میں چونکہ قاضی نہیں ہے پس شوہر سے طلاق کو کہا جاوے اگر وہ طلاق دیدے گا تو علیحدگی ہو جائے گی اور عورت کو دوسرا نکاح کرنا درست ہو جاوے گا۔ اور اگر شوہر نے طلاق نہ دی تو کوئی صورت علیحدگی کی نہیں[2]۔

عنین کی بیوی اگر خود فسخ کرے تو وہ ایک سال کی مدت مہلت کی دے گی یا نہیں

سوال (۹۳۵) (۱) ایک نابالغ کا نکاح بولایت اس کے چچا کے ایک لڑکی سے ہوا تھا، بعد بلوغ کے وہ لڑکا فاتر العقل اور عنین ٹھہرا، خود وہ اپنے عنین ہونے کا مقر ہے اور

[1] ولو وجدتہ عنیناً ھو من لا یصل الی النساء لمرض او اجل سنۃ لاشتمالہا علی الفصول الاربعۃ قمریۃ بالاھلۃ فان وطی مرۃ فبہا والا بانت بالتفریق من القاضی ان ابی طلاقہا بطلبہا الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۱۸ ج ۲) ظفیر۔ [2] بعد کے علماء نے مسلم پنچائت کو قاضی کے قائم مقام تسلیم کیا ہے، وہ پنچائت قاضی کے فرائض انجام دے گی، تفصیل کے لئے دیکھئے "الحیلۃ الناجزۃ" للتھانوی اور بہار و اڑیسہ میں امارت شرعیہ کے تحت قاضی مقرر ہیں۔ ظفیر

حکیموں اور ڈاکٹروں نے بھی اس کو لاعلاج ٹھہرایا ہے، ہر چند کئی سال سے انھوں نے دوا کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا، لڑکی چونکہ عاقلہ بالغہ ہے ڈیڑھ سال سے اپنے میکہ میں بیٹھی ہے وہ تفریق چاہتی ہے اس لئے کہ شوہر قطع نظر عنین ہونے کے بوجہ اختلال دماغ زوجہ کے نان نفقہ کا بھی متحمل نہیں ہو سکتا، مگر باوجود مطالبہ تفریق کے زوج محض ضد و سرکشی سے طلاق دینے سے انکار کرتا ہے حالانکہ اس کے چچا بھی تفریق پر راضی ہیں، زوج نے اس کو نہایت ضیق و مخمصہ میں ڈال رکھا ہے، بدیں وجہ اگر صاحبین کے قول پر (جو ظاہر الروایۃ ومفتی بہ ہے) عمل کر کے خود نکاح فسخ کردے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں، قال فی مجمع الانہر جلد اول ص۴۶۳ وعنہما انہا کما اختارت نفسہا تقع الفرقۃ باختیارہا وہو ظاہر الروایۃ کما فی المضمرات۔ وفی رد المحتار جلد ثانی ص۸۲۷ وقیل یکفی اختیارہا نفسہا ولا یحتاج الی القضاء کخیار العتق قیل وہو الاصح کذا فی غایۃ البیان وجعل فی المجمع الاول قول الامام والثانی قولہما نہر۔ وفی البدائع عن شرح مختصر الطحاوی ان الثانی ظاہر الروایۃ ثم قال وذکر فی بعض المواضع ان ماذکر فی ظاہر الروایۃ قولہما اھ اگر صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر عمل کر کے زوجہ کو فسخ نکاح کرنا درست ہو تو آیا اس صورت میں تاجیل میعاد یک سال کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟ چونکہ کئی سال تک زوج دوا کر چکا ہے اور اس کا عنین ہونا معلوم ہو چکا ہے اور خود مقر بھی ہے، آیا فسخ نکاح کے لئے وہی امتداد زمانہ ومعالجہ وتیقن مرض کافی ہوگا یا تاجیل جدید کی ضرورت ہوگی، اگر ضرورت ہے تو حسب روایات فقہیہ بدون قاضی کے تاجیل ہو نہیں سکتی، قال فی الوقایۃ اجلہ الحاکم وفی مجمع الانہر ولا عبرۃ لتاجیل غیر الحاکم کائنا من کان اھ وفی در المنتقی ولا عبرۃ بتاجیل غیرہ اھ وفی الدر المختار ولا عبرۃ بتاجیل غیر قاضی البلدۃ اھ وکذا فی رد المحتار وغیرہ اور قاضی

شرعی یہاں مفقود ہے، پس صاحبین کے قول پر عمل کر کے فسخ کرنے کی کون صورت ہو سکتی ہے۔

(۲) فتاویٰ خیریہ جلد ثانی ص۱۶ میں ہے سئل فی العنین اذا جعل بینہ وبین زوجتہ محکمین فاجلوہ سنۃ ومضت ہل لہم ان یفرقوا بینہما اذا طلبت ام لا۔ اجاب نعم۔ یصح التحکیم فی مسئلۃ العنین لانہ لیس بحد ولا قود ولا دیۃ علی العاقلۃ ولہم ان یفرقوا بطلب الزوجۃ۔ واللہ اعلم۔ اس فتوے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم کے ذریعہ سے تاجیل وتفریق ممکن ہے اگر زوج کا عنین ہونا متحقق ہو جائے اور زوج خود مقر ہو اور حکیم و ڈاکٹر بھی کہتے ہوں اور دوا بھی سالہا سال کر چکا ہو، پس اگر حکم بغیر تاجیل جدید کے نکاح فسخ کردیں تو یہ فسخ کافی ہوگا یا نہیں، کیا بدون تاجیل جدید کے فسخ جائز نہیں ہے۔

(۳) اگر زوج عنین سے اس مضمون کا وکالت نامہ لکھوا لیا جاوے کہ میری زوجہ مسماۃ فلاں بنت فلاں جو میرے نکاح میں ہے چونکہ میرے مرض کے سبب سے تفریق چاہتی ہے، اس لئے اس معاملہ میں اس نزاع کے طے اور فیصل کرنے میں فلاں شخص کو وکیل مقرر کرتا ہوں اور آج سے ایک سال کے لئے فلاں شخص کو اختیار کل دیتا ہوں کہ میری زوجہ مذکورہ کے معاملہ میں جس طرح فیصلہ کردیں گے مجھے منظور ہے، سال کے اندر مجھے وکیل کے معزول کرنے کا اختیار نہیں ہے بلکہ جب میں معزول کروں تو میرا وکیل ہے، بعد اس تحریر کے اگر وکیل عنین کی زوجہ کو اسی مجلس میں یا بعد مجلس قبل عزل طلاق بائن ایک یا دو یا تین دیدے تو طلاق واقع ہو جاوے گی یا نہیں، فتاویٰ قاضیخاں جلد ثانی ص۲۵۳ میں ہے ولو قال وکلتک فی جمیع اموری التی یجوز بہا التوکیل کانت الوکالۃ عامۃ فی البیاعات والاجارات والانکحۃ وکل شیء وعن محمد لو قال ہو وکیلی فی کل شیء جائز صنعتہ کان وکیلا فی البیاعات

والھبات والاجارات وعن ابی حنیفۃؒ انہ یکون وکیلاً فی المعاوضات دون الھبۃ والعتاق وقال مولاناؒ وھکذا اقول اذا لم یکن فی حال مذاکرۃ الطلاق فان کان فی حال مذاکرۃ الطلاق یکون وکیلاً بالطلاق آہ (فی الدر المختار جلد ثانی ص۵۲۵) واذا قال لرجل ذلک ای قال لہ طلق امرأتی او قال لہا طلقی ضرتک لم یتقید بالمجلس لانہ توکیل فلہ الرجوع الا اذا زاد کلما عقلتک فانت وکیل اھ۔

الجواب:- (۱-۲) عام قواعد اور تصریحات کتب فقہ سے تفریق قاضی کا ہونا اس میں ضروری معلوم ہوتا ہے، در مختار میں ہے وشرط للکل القضاء الا ثمانیۃ[1] پس تفریق بوجہ عنین ہونے کے ان میں شمار نہیں جن میں قضاء قاضی شرط ہے۔ اور نیز در مختار باب العنین میں ہے والابانۃ بالتفریق من القاضی لانہا فرقۃ قبل الدخول[2] الخ قولہ من القاضی ان ابی طلاقہا ای ان ابی الزوج لانہ وجب علیہ التسریح بالاحسان حین عجز عن الامساک بالمعروف فاذا امتنع کان ظالما فناب عنہ واضیف فعلہ الیہ[3] الخ اس کے بعد قیل کے ساتھ عدم احتیاج قضاء کو بیان کیا، اور اگر اس تفریق کی قضاء کو شرط نہ کیا جائے تاہم تاجیل کے لئے قضاء ضروری ہے اور یہ تاجیل جدید ہوگی، پہلا معالجہ دوا کرنا اس تاجیل میں شمار نہ ہوگا[4]، اور اگر حکم کو قائم مقام قاضی کے اس موقعہ پر کیا جاوے جیسا کہ

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار ج۲ ص۳۰۸ مطبوعہ بیروت۔

[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العنین ج۲ ص۸۱۹ و ص۸۲۰ ۱۲ ظفیر

[3] رد المحتار باب العنین وغیرہ ج۲ ص۸۲۰ ۱۲ ظفیر۔

[4] ولو وجد تہ عنینا اجل سنۃ الا ان وطی مرۃ فبہا والا بانت بالتفریق (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العنین ج۲ ص۸۱۸) ظفیر۔

بعض کتب سے ظاہر ہے۔ اور بعض فقہاء نے اس کا انکار کیا ہے، تو حکم کو فی الحال تفریق درست نہیں ہے بعد تاجیل جدید وہ تفریق کر سکتا ہے۔

(۳) بظاہر غرض اس تحریر سے اس وکیل کو حکم بنانا منظور ہے کہ وہ تاجیل و تفریق میں جو کچھ حکم کرے گا مجھے منظور ہے، پس جن لوگوں کے نزدیک تاجیل حکم معتبر ہے ان کے قول کے موافق حکم یہ کر سکتا ہے کہ شوہر کو اگر ایک برس کی مہلت دیوے اور وہ اچھا نہ ہو تو بطلب عورت تفریق کر دے لیکن حکم جب ہوگا کہ عورت بھی اس کو اسی طرح اختیار دیدے[1]، اور بظاہر یہ توکیل بالطلاق نہیں ہے جیسا کہ سیاق عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔

جب نامرد شوہر بیوی کو طلاق نہ دے تو عورت کیا کرے

سوال (۹۳۶) ایک سولہ سالہ لڑکی کا نکاح زید ۲۵ سالہ سے ہوا۔ بعد خلوت کے معلوم ہوا کہ شوہر نامرد ہے اور طلاق دینے پر رضامند نہیں ہوتا۔ اس صورت میں زوجہ کی علیحدگی نامرد شوہر سے کیسے ہو سکتی ہے۔

الجواب:- جب کہ قاضی شرعی موجود نہ ہو جیسا کہ اس زمانہ میں ہے۔ تو سوائے طلاق دینے شوہر کے اور کوئی طریق علیحدگی کا اس وقت میں نہیں ہے۔ کیونکہ تاجیل و تفریق قاضی جو شرط ہے وہ مفقود ہے (اب علماء کے اتفاق سے جماعت مسلمین اور دار القضاء قائم ہو چکے ہیں، ان کے ذریعہ کارروائی کر کے تفریق حاصل ہو سکتی ہے[2]۔ ظفیر)۔

[1] ولا عبرۃ بتاجیل غیر قاضی البلدۃ (در مختار) فلا یعتبر تاجیل المرأۃ ولا تاجیل غیرہا ولا یعتبر تاجیل غیر الحاکم کائنا من کان وظاہرہ ولو محکما تامل (رد المحتار باب العنین وغیرہ ج۲ ص۸۱۶) ظفیر۔

[2] تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب الفسخ والتفریق اور الحیلۃ الناجزہ۔ ظفیر۔

بیوی سے زنا کرانے والے نامرد کی بیوی کیا کرے

سوال (۹۳۷) زید عنین ہے، اس کی عورت طلاق چاہتی ہے طلاق نہیں دیتا اور عورت کو زنا پر مجبور کرتا ہے اور دوسروں کے سپرد کردیتا ہے وہی اس کو کھانا بھی دیتے ہیں، ایسی حالت میں اس کی زوجہ بلاطلاق کے دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں اور وہ مسلمان ہے یا نہیں۔

الجواب:- وہ شخص جو ایسی بے حیائی کا کام کرتا ہے فاسق اور دیوث ہے مگر منکوحہ اس کی بدون طلاق کے اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی اور دوسرا نکاح اس کا درست نہ ہوگا اور وہ کافر نہیں ہوا (بذریعہ دارالقضاء اور شرعی پنچائت نکاح فسخ کرا کے ایسے شوہر سے نجات حاصل کی جائے۔ ہندوستان میں بعض جگہ دارالقضاء اور شرعی پنچائت قائم ہوچکی ہیں[1]۔ ظفیر)۔

نامرد جب علاج کے بعد قادر ہوجائے تو کیا حکم ہے

سوال (۹۳۸) میری عورت بعد شادی کے کچھ عرصہ تک میرے پاس رہی، اس عرصہ میں روزانہ مجامعت کی کوشش کرتا رہا لیکن بوجہ کمزوری قوت باہ میں عورت پر قادر نہ ہوسکا، عورت کے استغاثہ پر مجھ کو ایک مولوی صاحب نے ایک سال کی مہلت اس شرط پر دی کہ اگر سال بھر میں بعد علاج کے تندرست ہوجاؤں تو عورت میری زوجیت میں رہے گی ورنہ طلاق ہوجاوے گی، لیکن ایک سال کے بعد مولوی صاحب نے مجھے نوٹس دیا کہ عورت تمہاری زوجیت سے باہر ہوچکی ہے۔ میں اس وقت تندرست ہوں اور مجامعت پر قادر ہوں لیکن عورت میرے پاس نہیں بھیجی جاتی، یہ کہتے ہیں کہ اس پر طلاق ہوچکی۔

الجواب:- حکم شرعی یہ ہے کہ شوہر کو بعد مہلت دینے ایک سال کے دیکھا جاوے کہ وہ مجامعت پر قادر ہوا یا نہیں، اگر قادر ہو تو تفریق نہ کی جاوے اور اگر پھر بھی قدرت نہ ہو اور عورت تفریق چاہے تو پھر قاضی یا حکم تفریق کرسکتا ہے، پس جو

[1] تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب الفسخ والتفریق اور الحیلۃ الناجزہ۔ ظفیر۔

فیصلہ ان مولوی صاحب کا ہے وہ غلط ہے، حکم شرعی یہ نہیں ہے اور ان کے کہنے سے تفریق نہیں ہوتی، عورت مذکورہ بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے ولو وجدته عنينا او خصيا اجل سنة الخ فان وطي مرة فبها والا بانت بالتفريق من القاضي الخ بطلبها[1] الخ فقط

جذامی کے ساتھ اس کی بیوی نہیں رہتی ہے، تفریق ہوسکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۳۹) زید جذامی ہوگیا ہے، اس کی زوجہ ہندہ بھاگ کر عمر کے یہاں چلی گئی ہے، زید کے یہاں جانا نہیں چاہتی اور زید طلاق دینے سے منکر ہے، کیا امام شافعیؒ کے مسلک پر عمل کرتے ہوئے دونوں میں تفریق ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں لکھا ہے کہ علماء حنفیہ میں سے امام محمدؒ کا بھی یہ مذہب ہے کہ اس صورت میں حاکم تفریق کرا سکتا ہے وخالف الائمة الثلاثة في الخمسة مطلقا ومحمد في الثلاثة الاول لو بالزوج ولو قضى بالرد صح[2]۔

نان نفقہ نہ دینے کی وجہ سے تفریق نہیں ہوسکتی ہے

سوال (۹۴۰) ایک شخص اپنی عورت کو سات آٹھ سال سے اپنے مکان نہیں لے جاتا نہ طلاق دیتا ہے نہ نفقہ کا انتظام کرتا ہے لڑکی دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے شرعاً کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے ولا يفرق بينهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة الخ اور شامی میں ہے قوله بانواعها الخ وهي ماكول وملبوس ومسكن اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر زوجہ کا نان ونفقہ دے اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے تو اس سے زوجین میں تفریق نہیں ہوسکتی، البتہ شوہر کو مجبور کیا جاوے کہ یا وہ طلاق دیدے اور یا حقوق زوجیت ادا کرے، بدون طلاق دیئے شوہر کے اس لڑکی کا

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنين وغيره ص۸۲۳ ج۲۔ ظفیر

[2] رد المحتار باب العنين وغيره ص۸۲۳ ج۲۔ ظفیر

...دوسرا نکاح جائز اور صحیح نہیں ہے۔ البتہ بعض ائمہ کا مذہب اس صورت میں بضرورت تفریق کر دینے کا ہے، پس اگر قاضی حنفی اپنا نائب ایسے شخص کو بنا دیوے جس کا مذہب تفریق دیو، اور وہ تفریق کردے تو قاضی حنفی ... نافذ کر سکتا ہے قال فی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائبا ممن مذهبه التفریق بینهما اذا کان الزوج حاضرا وابی عن الطلاق لان دفع الحاجة الدائمة لا یتیسر بالاستدانة اذ الظاهر انها لا تجد من یقرضها وغنی الزوج مآلا امر متوهم فالتفریق ضروری اذا طلبته[1] الخ اب علماء احناف نے بھی دارالقضاء اور جماعت مسلمین کے ذریعہ تفریق کی اجازت دی ہے، دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانویؒ۔ ظفیر)۔

تعنت شوہر سے امام شافعیؒ کے مسلک پر تفریق ہو سکتی ہے

سوال (۹۴۱) ہندہ کا نکاح زید سے ہوا تھا، سولہ سال ہوئے ہندہ اب تک اپنے والدین کے گھر ہے، اب تک نہ زید نے اس کو اپنے گھر بلایا اور نہ نان نفقہ دیا اور نہ طلاق دیتا ہے، ہندہ بیمار ہے اطباء کی رائے یہ ہے کہ بغیر نکاح کے ازالۂ مرض ممکن نہیں ہے اگر ازدواج نہ ہوا تو ہلاکت کا اندیشہ ہے، تو نکاح ثانی ہندہ کا جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- اصل مذہب حنفیہ کا اس بارے میں یہ ہے کہ بدون طلاق شوہر کے تفریق نہیں ہو سکتی جیسا کہ درمختار میں ہے ولا یفرق بینهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ایفائه لو غائبا حقها ولو موسرا وجوزه الشافعی باعسار الزوج وبتضررها بغیبته ولو قضی به حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیا فقضی به نفذ اذا لم یرتش الآمر والمامور[2] اور ہدایہ میں ہے ومن اعسر بنفقة

---

[1] رد المحتار باب النفقة مطلب فی فسخ النکاح بالعجز عن النفقة ص ۹۰۳/۲۔ ظفیر۔ [2] ایضاً۔ ظفیر

امرأته لم یفرق بینهما ویقال لها استدینی علیه وقال الشافعی یفرق لانه عجز عن الامساک بالمعروف فینوب القاضی منابه فی التفریق[1] الخ اس سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کا مذہب اس صورت میں تفریق کا نہیں ہے لیکن بضرورت اگر امام شافعیؒ کے مذہب کے موافق فتویٰ دیا جاوے اور قاضی شافعی سے تفریق کرادیجاوے تو درست ہے کذا فی الشامی۔

زوجۂ مجنون کیا کرے

سوال (۹۴۲) زید بدختر صغیرہ بولایت پدرش نکاح کرد و منکوحہ درخانہ پدر ماند، قبل از انکہ منکوحہ بلوغت رسد زید مجنون گشت، اکنوں چونکہ منکوحہ بلوغت رسیدہ است زید باو ہرگز متوجہ نیست و از کار زن وشو معطل است، پس تفریق فیما بین زید و زوجہ و نکاح ثانی جائز است یا نہ۔

الجواب:- قال فی الدر المختار ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص[2] الخ وقال فی الشامی قوله ولا یتخیر الخ ای لیس لواحد من الزوجین خیار فسخ النکاح بعیب فی الآخر عند ابی حنیفة وابی یوسف[3] الخ پس معلوم شد کہ مذہب امام ابوحنیفہؒ عدم تفریق است بصورت مذکورہ و عدم جواز نکاح ثانی۔

دیوانہ کی بیوی کے لئے تفریق ہے یا نہیں دوسرے مذہب پر عمل اس سلسلہ میں کیسا ہے

سوال (۹۴۳) زنے را کہ شوہرش دیوانہ شدہ می رسد کہ بلا تفریق قاضی شرعی وبشرط نبودن قاضی شرعی بلا حکم حاکم وقت فسخ نکاح کند یا نہ، در بلاد کہ قاضی شرعی عدیم الوجود است حکم حاکم انگریز نائب مناب قاضی شرعی تواند شد یا نہ، و حنفی را عمل بمذہب دیگر روا باشد یا نہ۔

---

[1] ہدایہ باب النفقہ ص ۴۱۶/۲۰۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار باب العنین وغیرہ ص ۳۵۲/۱۲۔ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۲/۲۔ ظفیر۔

الجواب:- قال فی الدر المختار ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشاً کجنون وجذام وبرص[1] اھ پس تفریق میان مجنون وزوجہ اش عند الحنفیہ علی المذہب الصحیح الراجح درست نیست واگر قاضی حنفی است او را ہم نمی رسد کہ تفریق درمیان او شاں کند، پس بصورت نبودن قاضی ہیچ وجہ تفریق درست نیست وحکام وقت بحکم قاضی شرعی نباشند، البتہ حکم مسلم فریقین بحکم قاضی می باشد ولیکن از جانب مجنون ایں ہم متصور نیست، البتہ اگر قاضی شافعی المذہب باشد مثلاً داد حکم فسخ کند صحیح است وحنفیاں را دریں صورت بمذہب غیر عمل کردن درست نیست[2]۔ (حالات سے مجبور ہوکر علماء احناف نے تفریق کی صورت نکالی ہے اور اس کی اجازت دی ہے، اس کے لئے دیکھئے کتاب الفسخ والتفریق لمولانا الرحمانیؒ یا الحیلۃ الناجزہ للتھانویؒ ظفیر)۔

شوہر جب خبر نہ لے تو عورت تفریق کے لئے کیا کرے

سوال (۹۴۴) ایک عورت کا نکاح عبدالحی سے ہوا، بعد نکاح معلوم ہوا کہ اس کا شوہر سخت آوارہ اور عیاش ہے، چنانچہ کچھ دنوں بعد وہ اپنی منکوحہ کو ستانے لگا حتی کہ نان نفقہ بند کردیا، اور گھر سے نکال دیا، چار برس سے والدین کے گھر پڑی ہے گذارہ کی کوئی صورت نہیں ہے، اس صورت میں زوجین کے درمیان تفریق ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- ایسی صورت میں کہ شوہر حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا۔ اور نفقہ نہیں دیتا اس کو لازم ہے کہ زوجہ کو طلاق دیدے، پس اس کو مجبور کیا جائے اور کرایا جائے کہ جس طرح ہو وہ طلاق دیدے[3]، بدون طلاق کے عند الحنفیہ نفقہ وغیرہ

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۲/۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] اب علماء نے کچھ نئی راہیں نکالی ہیں اس کیلئے دیکھئے ”الحیلۃ الناجزہ“ التھانویؒ ۱۲ ظفیر [3] وجب ای الطلاق لو فات الامساک بمعروف الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۲/۲) ظفیر۔

نہ دینے کی وجہ سے زوجین میں تفریق نہیں ہوسکتی کذا فی الدر المختار[1] ۔ (بعد کے علماء نے تفریق کی صورت نکالی ہے، جو قاضی شریعت یا شرعی پنچائت کے ذریعہ ہوسکتی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے ”الحیلۃ الناجزہ“ للتھانویؒ بحث زوجہ متعنت، ظفیر)۔

شوہر بدطوار ہو اور بیوی کے حقوق ادا نہ کرے تو بیوی علیحدہ ہوسکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۴۵) زید رنڈی بازی کرتا ہے شراب پیتا ہے، حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا اور نان نفقہ نہیں دیتا، دوسری عورت غیر منکوحہ رکھتا ہے، ایسی حالت میں زید کی زوجہ زید سے علیحدہ ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- قال فی الدر المختار ولا یفرق بینہما بعجزہ عنہا بانواعہا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ لو غائبا حقہا[2] اھ اس روایت سے معلوم ہوا کہ نان نفقہ نہ دینے سے زوجین میں تفریق نہیں ہوسکتی، اسی طرح دیگر امور میں بھی تفریق کا حکم عند الحنفیہ نہیں ہے، البتہ ایسی حالت ناموافقت وخوف وخطر میں ضروری ہے کہ جس طرح ہو سکے شوہر سے طلاق لی جاوے، بعد طلاق کے عدت گذرنے پر دوسرا نکاح

[1] ولا یفرق بینہما بعجزہ عنہا بانواعہا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ لو غائبا حقہا ولو موسراً وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتضررہا بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ (در مختار) قولہ بانواعہا الثلاثۃ وہی ماکول وملبوس ومسکن (رد المحتار باب النفقۃ مطلب فی فسخ النکاح بالعجز عن النفقۃ او بالغیبۃ ص ۹۰۳/۲) لیکن اگر اس کے گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے یا نفقہ کی کوئی صورت نہیں، تو اس صورت میں زوجہ متعنت کے تحت فسخ نکاح کی صورت نکل سکتی ہے، بعد کے علماء نے یہ صورت تجویز کی ہے دیکھئے ”الحیلۃ الناجزہ“ للتھانویؒ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ مطلب فی فسخ النکاح بالعجز عن النفقۃ او بالغیبۃ ص ۹۰۳/۲ ۔ ظفیر۔

عورت کا صحیح ہوگا، بلا طلاق شوہر اول کے دوسرا نکاح درست نہیں ہے[1]۔ (اب علماء نے متعنت سے علیحدگی کی شکل نکالی ہے، اس کیلئے حیلہ ناجزہ دیکھئے۔ ظفیر)

نان نفقہ نہ دینے والے شوہر سے نکاح فسخ ہوگا یا نہیں

سوال (۹۴۶) ایک شخص اپنی زوجہ کو نان نفقہ نہیں دیتا اور نہ اس کا مہر ادا کرتا ہے جو معجل تھا۔ ایسی صورت میں حاکم نکاح کو فسخ کرسکتا ہے یا نہیں، شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ صورت مرقومہ میں بحکم حاکم نکاح فسخ ہوسکتا ہے۔

الجواب:- شامی جو کہ معتبر کتاب فقہ کی ہے اس میں لکھا ہے دقولہ ولو قضی بالرد صح ای لو قضی به حاکم یراہ الخ صح[2] اور درمختار میں ہے ولو قضی به حنفی لم ینفذ الخ[3]، مجموعہ روایات سے معلوم ہوا کہ حاکم سے مراد وہ حاکم ہے جس کا مذہب فسخ نکاح کا بحالت مذکورہ ہو حنفی حاکم مراد نہیں ہے، حاصل یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اس صورت میں نکاح فسخ نہیں ہوسکتا فی الدر المختار ولا یفرق بینهما بعجزہ عنها ولا بعدم ایفائه لو غائبا حقها الخ[4]۔

تنبیہ ان کل بضرورت شدیدہ اس مسئلہ میں مالکیہ کے مذہب پر فتویٰ دیا گیا ہے جس کی تفصیل حیلہ ناجزہ میں مذکور ہے، اس کو دیکھ لیا جاوے۔ (مرتب)

جو شوہر وطی کے بجائے لواطت کرے تو عورت نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۴۷) ایک شخص اپنی زوجہ سے بجائے وطی کے لواطت کرتا ہے اور اس سے باز نہیں آتا، ایسی صورت میں لڑکی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں شوہر سخت گنہگار اور فاسق ہوا، حدیث شریف

---

[1] اما نکاح منکوحة الغیر لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ۸۳۵/۲) ظفیر۔ [2] رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۳ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة مطلب فی فسخ النکاح بالعجز عن النفقة ص ۹۰۳ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ [4] ایضاً ظفیر

میں ایسا فعل کرنے والے پر لعنت وارد ہوئی ہے، لیکن اس وجہ سے حاکم ان میں تفریق نہیں کرا سکتا، البتہ شوہر کو تنبیہ کی جاوے کہ وہ اس سے توبہ کرے ورنہ اس کو مجبور کیا جاوے کہ وہ طلاق دیدے یا خلع کرے اور عورت کو بحالت مذکورہ شوہر کے پاس جانا نہ چاہئے، بلکہ یا شوہر توبہ کرے اور اس فعل سے باز آوے یا طلاق دیدے یا خلع کرے۔ (فقہاء نے ایسے شوہر کو جو وطی پر قادر نہ ہو، اور لواطت کا عادی ہو عنین کے حکم میں قرار دیا ہے، اور جو صورت عنین سے گلو خلاصی کی ہے، اس سے بھی کی جاسکتی ہے، اس کے لئے دیکھئے کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ۔ ظفیر)

شوہر بیس سال کے لئے قید ہوجائے تو عورت نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۴۸) زید کو ایک مقدمہ میں بیس سال کی قید ہوئی، اس کی زوجہ بلا طلاق کے عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- شوہر کے بیس برس یا کم و بیش قید ہوجانے سے نکاح فسخ نہیں ہوا، لہٰذا اس صورت میں جب تک شوہر طلاق نہ دے اور اس کی عدت نہ گذر جاوے اس وقت تک اس عورت کو دوسرے شخص سے نکاح کرنا جائز نہیں

شوہر تیس سال کے لئے قید ہوگیا اور عورت صبر نہیں کرسکتی تو نکاح فسخ ہوسکتا ہے

سوال (۹۴۹) زید کو کسی جرم میں تیس سال کی قید ہوگئی، تین سال گذر چکے ستائیس سال باقی ہیں، اس کی زوجہ کہتی ہے کہ میں اس قدر مدت مدید بلا خاوند صبر نہیں کرسکتی نکاح فسخ کرا دیا جاوے، چنانچہ مقدمہ عدالت میں دائر ہے، زید کہتا ہے میرے دو بچہ ہیں ایک لڑکا پانچ سالہ ایک لڑکی سہ سالہ موجود ہیں، ان کو کون پرورش کرے گا، نان و نفقہ زوجہ اور بچوں کو کون دے گا لہٰذا میں طلاق دینا اور علیحدہ کرنا نہیں چاہتا، والد زوجہ زید کہتا ہے کہ زید کا کوئی بھائی حقیقی نہیں، دور کے رشتہ کا ہے، نہ زید کے پاس کوئی مکان مملوکہ ہے جس میں علیحدہ رہے، جس رشتہ دار کے مکان میں رکھنا

چاہتا ہے اس پر اطمینان نہیں آبروریزی کا ظن غالب ہے، بحالت موجودہ حکم شرعی کیا ہے جبراً نکاح فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اصل مذہب حنفیہ کا اس صورت میں یہ ہے کہ نکاح فسخ نہیں ہوسکتا اور بدون طلاق دینے شوہر کے نکاح ثانی کرنا عورت کو درست نہیں ہے کما فی الدر المختار ولا یفرق بینہما بعجزہ عنہا ولا بعدم ایفائہ لو غائباً حقہا[1] الخ در مختار لیکن بعض دیگر ائمہ ایسی صورت میں فسخ نکاح کو جائز فرماتے ہیں، اور حنفی کو بضرورت اس پر عمل کرنا درست ہے، اور احوط یہ ہے کہ جس کا مذہب تفریق اور فسخ نکاح کا ہے اس سے فسخ کرالیوے۔ قال فی الدر المختار وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتضررہا بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ حکمہ نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ اذا لم یرتش الآمر والمامور بحر در مختار[2] اور شامی میں ہے والحاصل ان عند الشافعی اذا اعسر الزوج بالنفقۃ فلہا الفسخ وکذا اذا غاب وتعذر تحصیلہا منہ علی ما اختارہ کثیرون منہم لکن الاصح المعتمد عندہم ان لا فسخ ما دام موسراً الخ شامی[3] ص ۶۵۶ ج ۲ وفیہ بعد اسطر قال فی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائباً ممن مذہبہ التفریق بینہما اذا کان الزوج حاضراً وابی عن الطلاق لان دفع الحاجۃ الدائمۃ لا یتیسر بالاستدانۃ اذ الظاہر انہا لا تجد من یقرضہا وغنی الزوج مالاً امر متوہم فالتفریق ضروری اذا طلبتہ وان کان غائباً یفرق لان عجزہ غیر معلوم حال غیبتہ الخ ونقل فی البحر اختلاف المشائخ وان الصحیح کما

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۹۰۳ ج ۲ و ص ۹۰۴ ج ۲۔ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

فی الذخیرۃ عدم النفاذ لظہور مجازفۃ الشہود الخ والحاصل ان التفریق بالعجز عن النفقۃ جائز عند الشافعی حال حضرۃ الزوج وکذا حال غیبتہ مطلقاً او ما لم تشہد بینۃ باعسارہ الآن کما علمت مما نقلنا عن التحفۃ والحالۃ الاولی جعلہا مشائخنا حکماً مجتہداً فیہ فینفذ فیہ القضاء دون الثانیۃ الی ان قال نعم یصح الثانی عند احمد کما ذکر فی کتب مذہبہ وعلیہ یحمل ما فی فتاوی قارئ الہدایۃ حیث سئل عمن غاب زوجہا ولم یترک لہا نفقۃ فاجاب اذا اقامت بینۃ علی ذلک وطلبت فسخ النکاح من قاض یراہ ففسخ نفذ وہو قضاء علی الغائب وفی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذہ یسوغ للحنفی ان یزوجہا من الغیر بعد العدۃ[1] الخ شامی ص ۶۵۶ ج ۲۔ پس ظاہر ہے کہ روایات اس بارہ میں نہایت مختلف اور مضطرب ہیں لیکن موقع ضرورت میں حنفی کو گنجائش ہے کہ تفریق کرادے اور عدت کے بعد جواز نکاح ثانی کا فتویٰ دیدے۔

دائم المریض شوہر کی بیوی نکاح فسخ کراسکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۵۰) ایک عورت بعد نکاح کے کچھ مدت خاوند کے ساتھ رہی، بعد کو خاوند کے بدن میں ناسور ہوگیا، دو تین سال سے وہ زخم اچھا ہوتا ہے اور ایک ماہ کے عرصہ میں پھر تازہ ہوکر خون اور پیپ جاری ہوجاتا ہے، خاوند نامرد نہیں لیکن کم طاقتی کے باعث ہمبستر نہیں ہوسکتا، اگر ہوتا ہے تو زیادہ تکلیف ہوتی ہے، خاوند خوراک، پوشاک، مکان وغیرہ سب کچھ دینے کو راضی ہے، مگر عورت اپنی خوشی سے نکاح فسخ کرنا چاہتی ہے، مہر کا عوض بھی اسی کے قبضہ میں ہے وہ دینے کا انکار کرتی ہے، عورت کی خوشی سے نکاح فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں۔

[1] رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ ج ۲ و ص ۹۰۴ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

الجواب:- درمختار میں ہے ویسقط حقہا بمرۃ ویجب دیانۃ احیانا[1] پس ایک دفعہ کی وطی کے بعد عورت کا حق ساقط ہوجاتا ہے بایں معنی کہ وہ فسخ نکاح کا دعویٰ شوہر کے عنین ہونے کی بناء پر نہیں کرسکتی، پس صورت مسئولہ میں جب کہ شوہر عنین نہیں ہے اور وطی ہوچکی ہے دو مرتبہ تو عورت کو حق نہیں ہے کہ نکاح فسخ کرادے، لیکن اگر شوہر چاہے طلاق دیدے یا عورت سے کچھ مال لے کر بالعوض مہر خلع کرلیوے۔ (علماء نے عورت کے خوفِ زنا کے پیش نظر گنجائش پیدا کی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ اور کتاب الفسخ والتفریق۔ ظفیر)

متعنت کی بیوی انگریزی عدالت کے ذریعہ نکاح فسخ کراسکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۵۱) مسماۃ ساحرہ بالغہ کا شوہر اس کو نان ونفقہ نہیں دیتا نہ طلاق دیتا ہے نہ گھر رکھتا ہے، ایسی حالت میں عورت مذکورہ حاکم انگریزی مجاز سے خلع یا فسخ نکاح کراسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- بدون طلاق دیئے شوہر کے کوئی صورت فسخ نکاح اول اور دوسرا نکاح جائز ہونے کی نہیں ہے، البتہ اگر حاکم یا کوئی دوسرا شخص زبردستی بھی شوہر سے طلاق دلوادے گا یا خلع کردے گا تو طلاق واقع ہوجاوے گی۔

بدچلن شوہر کی بیوی کیا کرے

سوال (۹۵۲) ایک لڑکی کا شوہر بدچلن ہے لڑکی کو اپنے گھر نہیں بلاتا نہ طلاق دیتا ہے لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہوسکتا ہے یا نہیں

الجواب:- اس صورت میں جب تک اس لڑکی کا شوہر طلاق نہ دیوے اور عدت نہ گذر جائے اس وقت تک اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا شرعاً درست نہیں ہے (دارالقضاء، اور شرعی پنچایت کے ذریعہ اس طرح کے مصائب سے عورت

---

[1] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب القسم ج۲ ص۲۰ ۱۲ ظفیر۔

کو نکالا جاسکتا ہے[1] ۔ظفیر)۔

مجذوم کی بیوی فسخ کراسکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۵۳) زید کو جذام ہوگیا ہے اس کی زوجہ ہندہ اس سے سخت نفرت کرتی ہے اور زید کے گھر جانا نہیں چاہتی انکار کرتی ہے، شرعاً زید وہندہ میں جدائی ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- کتب فقہ میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں اگر شوہر کو جذام وغیرہ لاحق ہوجاوے تو اس کی زوجہ اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہوسکتی۔ اور عورت کو اختیار فسخ کرنے نکاح کا نہیں ہے، لہذا ایسی حالت میں کہ عورت وہاں جانا نہیں چاہتی، اس کے شوہر سے کہا جاوے کہ وہ طلاق دیدیوے، بعد طلاق کے اور بعد عدت گذرنے کے اس عورت کا دوسرا نکاح صحیح ہے، بدون طلاق کے علیحدگی کی کوئی صورت نہیں ہے قال فی الدرالمختار ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام[2] الخ۔ (لیکن امام محمدؒ نے اجازت دی ہے[3] اور اس پر فتویٰ دیا گیا ہے[4] ۔ظفیر)۔

عورت کے کابل ہجرت کرنے سے نکاح فسخ نہیں ہوگا

سوال (۹۵۴) زن منکوحہ ارادہ ہجرت بسوئے کابل دارد مگر شوہر او اجازت نمی دہد، ہجرت او جائز است یا نہ ودر حالت ہجرت نکاح او فسخ شود یا نہ۔

الجواب:- ہجرت آں زن روا ونکاح فسخ نمی شود۔

---

[1] دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانویؒ اور کتاب الفسخ والتفریق للرحمانیؒ۔ ظفیر

[2] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب العنین وغیرہ ص۸۲۲ ج۲ ۱۲ ظفیر

[3] وخالف الائمۃ الثلاثۃ فی الخمسۃ مطلقا ومحمد فی الثلاثۃ الاول لو بالزوج کما یفہم من البحر وغیرہ (ردالمحتار باب العنین وغیرہ ص۸۲۲ ج۲) ظفیر

[4] تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانویؒ اور کتاب الفسخ والتفریق للرحمانیؒ ۱۲ ظفیر

عدم واقفیت سے جذامی سے نکاح ہوگیا تو فسخ کے لئے کیا کرے

سوال (۹۵۵) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح جذامی شخص کے ساتھ عدم واقفیت سے دھوکہ میں آکر اس کے والدین نے کردیا، اور رخصت تاہنوز نہیں ہوئی، بعد نکاح ہونے کے اس شخص کے مرض سے آگاہی ہوئی، ایسی صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو باقاعدہ علیحدگی کی کیا صورت ہے۔

الجواب:- درمختار میں ہے ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشاً کجنون وجذام وبرص اھ وفی الشامی قولہ ولا یتخیر ای لیس لواحد من الزوجین خیار فسخ النکاح بعیب فی الآخر عند ابی حنیفۃ و ابی یوسف رح اھ[1] پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں نکاح صحیح ہوگیا اور موافق قول شیخین کے جو کہ صحیح ہے زوجہ کو اختیار فسخ نکاح کا نہیں ہے، البتہ اگر شوہر طلاق دیدیوے تو علیحدہ ہو سکتی ہے۔ پس اگر جدا ہونا ہے تو شوہر سے طلاق لینا چاہئے۔ (امام محمدؒ کے قول پر فسخ کی صورت ہے۔ اس کے لئے دیکھئے کتاب الفسخ والتفریق للرحمانیؒ ظفیر)

نان نفقہ جب شوہر نہ دے تو عورت کیا کرے

سوال (۹۵۶) ایک شخص اپنی عورت کو نان ونفقہ نہیں دیتا تو عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔

الجواب:- جب تک شوہر طلاق نہ دیوے گا عورت اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی اور دوسرا نکاح درست نہ ہوگا، پس جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے۔ (یا دارالقضاء میں مقدمہ دائر کرکے نکاح فسخ کرایا جائے۔ ظفیر)۔

جس کے شوہر کو قید کی سزا ہوگئی وہ کیا کرے

سوال (۹۵۷) زید کو قمار بازی میں پانچ سال کی قید ہوگئی اس کی زوجہ کے لئے نفقہ کی کوئی صورت نہیں ہے۔ وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(۱) ردالمحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

الجواب:- اس صورت میں جس طرح بھی ہو زید سے طلاق دلائی جاوے ورنہ پھر کسی اسلامی ریاست میں جاکر عورت قاضی کے یہاں علیحدگی کی درخواست گذارے وہ قاضی کسی شافعی یا مالکی المذہب قاضی کے ذریعہ تفریق کرا سکتا ہے، کیونکہ اگرچہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عدم ادائے نفقہ کی صورت میں تفریق نہیں، لیکن کتب فقہ میں یہ تصریح ہے کہ اگر حنفی قاضی شافعی قاضی کو حکم کردے تو اس کی قضاء عورت کے حق میں نافذ ہوجائیگی، نعم لو امر شافعیا نفذ قضاءہ اھ درمختار[1]۔

شوہر جب سوزاک وآتشک میں مبتلا اور آوارہ ہو تو بیوی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۵۸) زید اور ہندہ دونوں کی شادی دونوں کی نابالغی کی حالت میں ہوئی تھی، پھر بعد بلوغ کے ہندہ پارسا پابند صوم وصلوٰۃ نکلی اور زید شرابی وزناکار سخت آوارہ نکلا بوجہ آوارگی ایک پیسہ نہیں کماتا، آتشک وسوزاک کے مرض میں مبتلا ہے، زید نہ طلاق دیتا ہے اور نہ خلع کرتا ہے، پس یہ بات تو اہل علم پر ظاہر ہے کہ علی ما فی عامۃ کتب الفقہ ہمارے امام محمدؒ نے شوہر کے مجنون اور مبروص ومجذوم ہونے کی حالت میں عورت کو فسخ نکاح کا اختیار دیا ہے، اور فتاویٰ عالمگیری میں حاوی قدسی سے منقول ہے کہ امام محمدؒ نے جنون مطبق کو مثل جب کے فرمایا ہے وبہ ناخذ پس عیوب ثلاثہ میں سے ایک عیب میں عورت کے لئے اختیار ہونے پر فتویٰ بھی ہوا ہے۔ اور درمختار میں ہے ولو قضی بالرد صح یعنی اگر عیوب خمسہ میں سے کسی کے سبب سے مالکی یا شافعی یا حنبلی قاضی نکاح فسخ کردے تو اس کا حکم صحیح ہوگا۔ پس اگر ہندہ اس سخت ناچاری اور مجبوری کی حالت میں زوجہ مفقود کے مسئلہ کی طرح عالم مالکی سے اور جہاں علمائے احناف کے سوائے اور کسی مذہب کا عالم نہ ہو وہاں عالم حنفی ہی سے اپنے نکاح کو فسخ کرالے تو جائز ہے یا نہیں۔

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

الجواب :- اقول وباللہ التوفیق علامہ شامی نے اول تو فتح القدیر سے یہ نقل کیا ہے وقد تکفل فی الفتح برد ما استدل بہ الائمۃ الثلاثۃ ومحمد رحمہ اللہ بما لا مزید علیہ جس سے ضعف قول امام محمد رحمہ اللہ محقق ہوا - اور عبارت درمختار ولو قضی بالخ وصیہ پر یہ لکھا ہے ای لو قضی بہ حاکم یراہ پس معلوم ہوا کہ مراد حاکم شافعی یا مالکی یا حنبلی ہے، حاکم وقاضی حنفی کو حکم فسخ کرنا صحیح نہیں ہے چہ جائیکہ عالم حنفی کو کہ وہ قاضی بھی نہیں ہے۔ (موجودہ حالات میں علماء نے جماعت مسلمین، شرعی پنچائت اور دار القضاء کے ذریعہ فسخ کی صورت پر فتویٰ دیا ہے، اس سلسلہ میں حضرت تھانویؒ کی کتاب الحیلۃ الناجزہ اور مولانا عبدالصمد رحمانی کی کتاب الفسخ والتفریق دیکھی جائے۔ ظفیر)

دس سال تک جس کے شوہر نے خبر نہیں لی، اس کا کیا کیا جائے

سوال (۹۵۹) ایک شخص نے دس سال سے اپنی زوجہ منکوحہ کی خبر نہیں لی اور کسی مقام دور دراز پر چلا گیا اور نفقہ نہیں دیا، اس صورت میں بحالت نہ ملنے طلاق کے کوئی صورت نکاح ثانی کی عورت کے لئے ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں عورت کی رہائی کی صورت یہی ہے کہ اس کے شوہر سے طلاق لی جاوے بعد طلاق کے عدت گذار کر عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے، بدون اس کے کوئی صورت علیحدگی کی نہیں ہو سکتی۔ (یہ شوہر متعنت ہے، رہائی کی صورت یہ ہے کہ شرعی پنچائت میں یا جہاں قاضی شریعت ہے وہاں قاضی کے یہاں درخواست دے کر چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانویؒ یا کتاب الفسخ والتفریق از مولانا رحمانی۔ ظفیر)۔

نان نفقہ شوہر نہ دے تو عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۶۰) ایک شخص اپنی زوجہ کی قطعاً خبر گیری نان پارچہ وغیرہ کی نہیں کرتا اور نہ حقوق زوجیت ادا کرتا

ہے حتی کہ خطوط کا جواب بھی نہیں دیتا، عورت نے واسطے تقاضہ خرچ کے خود بھی بہت سے خطوط روانہ کئے اور دوسروں سے بھی روانہ کرائے لیکن اس کو مطلق التفات نہیں ہے ایسی حالت میں عورت کو دوسرا نکاح کرنا حلال ہے یا نہیں۔

الجواب :- درمختار میں ہے ولا یفرق بینہما بعجزہ عنہا الخ ولا بعدم ایفائہ حقہا الخ الی ان قال ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ الا نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ الخ وفی رد المحتار قال فی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائبا ممن مذہبہ التفریق بینہما اذا کان الزوج حاضرا وابی عن الطلاق الخ ص ۶۵۹ ج ۲ شامی۔ پس ان روایات سے واضح ہوا کہ حنفیہ کا مذہب اس صورت میں تفریق کا نہیں ہے، البتہ جس امام کے نزدیک اس صورت میں تفریق صحیح ہے اس مذہب کا حاکم وقاضی تفریق کرا سکتا ہے اگر شوہر طلاق دینے سے انکار کرے، اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ جس طرح ہو شوہر سے کہہ کر اس کی زوجہ کو طلاق دلائی جاوے یا اس کو کہا جاوے کہ نان ونفقہ سے زوجہ کی خبر گیری کرے ورنہ قاضی حنفی کسی دوسرے مذہب والے کو جس کا مذہب تفریق کا ہے اپنا نائب بنا دے کہ وہ تفریق کر دیوے[2]۔

شوہر کی زیادتی کی صورت میں بیوی فسخ نکاح کے لئے کیا کرے

سوال (۹۶۱) ہندہ کے ساتھ اس کا شوہر زید اور دیگر رشتہ داران شوہری بدسلوکی سے پیش آویں اور زدوکوب وقتاً فوقتاً کرتے رہیں، اور زید اور اس کے رشتہ داران یعنی پدر وماں ہندہ کو اپنے مکان سے جبراً بے عزتی کے ساتھ بے پردہ کر کے نکال دیں تو آیا اس کو بذریعہ عدالت نکاح فسخ کرانے کا اختیار ہے اور بصورت دعویٰ اعادہ حقوق زن وشو

[1] رد المحتار باب النفقہ مطلب فی فسخ النکاح بالعجز عن النفقۃ وبالغیبۃ ص ۹۰۳ ج ۲۔ ظفیر

[2] اس سلسلہ میں دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانویؒ بحث زوجہ متعنت ۱۲ ظفیر۔

ہندہ بربناء عذر مذکور مدعی کے پاس جانے سے انکار کر سکتی ہے۔

الجواب: - فسخ نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہے، لیکن بذریعہ عدالت وغیرہ شوہر کو اس پر مجبور کرا سکتی ہے کہ یا وہ اس کو اچھی طرح رکھے اور حقوق ادا کرے اور یا طلاق دیدے، غرض یہ ہے کہ بدون طلاق دیے شوہر کے اس صورت میں تفریق نہیں ہو سکتی۔ اور اگر شوہر کی طرف سے یہ دعوی ہو کہ ہندہ شوہر کے گھر آباد ہو تو تاوقتیکہ شوہر کی طرف سے اس کا اطمینان نہ ہو کہ وہ آئندہ ایذا دہی اور بے حرمتی نہ کرے گا ہندہ اس کے گھر جانے سے انکار کر سکتی ہے اور نفقہ ہندہ کا اس صورت میں شوہر کے ذمہ واجب ہے والدین کے گھر رہ کر نفقہ لے سکتی ہے، کیونکہ اس صورت میں ہندہ خود شوہر کے گھر سے ناشزہ ہو کر نہیں نکلی بلکہ وہ بے عزتی کے ساتھ جبراً نکالی گئی ہے، درمختار میں جن عورتوں کا نفقہ ساقط ہو جاتا ہے ان کے بیان میں ذکر کیا ہے وخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود ولو بعد سفره خلافاً للشافعي والقول لها في عدم النشوز بيمينها اھ[1] پس ظاہر ہے کہ صورت مذکورہ میں ہندہ خود شوہر کے گھر سے نافرمان ہو کر نہیں نکلی بلکہ نکالی گئی ہے، پس کوئی وجہ سقوط نفقہ کی نہیں ہے۔

عورت کہتی ہے میرا شوہر عنین ہے اس کا دوسرے سے نکاح کرنا کیسا ہے

سوال (۹۶۲) ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے حالت نابالغی میں ہوا تھا، بعد بلوغ عورت نے دعوی کیا مرد عنین ہے، معلوم ہوا کہ مرد کا اندام مخصوصہ ڈیڑھ دو انچ ہوگا، کیا یہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں، طلاق کی ضرورت ہوگی یا نہیں۔

الجواب: - درمختار میں ہے ولو قصيرا لا يمكنه ادخاله داخل الفرج فليس لها الفرقة بحر وفيه نظر اھ وفي الشامي قوله وفيه نظر اشار الى ما قاله الشرنبلالي في شرحه على الوهبانية اھ قلت لكن لم ينفرد به

[1] الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص۹۰۲ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

صاحب القنية بل نقله في الفتح والبحر عن المحيط اھ[1] - الغرض حاصل یہ ہے کہ صورت سوال کے موافق نکاح منعقد ہو گیا اور اس وجہ سے ان میں تفریق نہ کی جاوے گی، البتہ اگر شوہر طلاق دیدے یا اس سے طلاق کسی طرح لے لی جاوے تو پھر نکاح ثانی عورت مذکورہ کا دوسرے شخص سے جائز ہے۔

شافعی المذہب عورت نان نفقہ نہ دینے کی وجہ سے تفریق کرا سکتی ہے

سوال (۹۶۳) زید و ہندہ شافعی ہیں، اور عقد کو نو سال ہوئے، زید نے نان و نفقہ نہیں دیا تو کیا ہندہ زید سے بمذہب امام شافعی تفریق حاصل کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - اس صورت میں موافق مذہب امام شافعی کے ہندہ تفریق کرا سکتی ہے کما في الهداية وقال الشافعي يفرق لانه عجز عن الامساك بالمعروف فينوب القاضي منابه في التفريق اھ[2] -

نان نفقہ نہ ملنے کی وجہ سے تفریق

سوال (۹۶۴) خلاصۂ سوال یہ ہے کہ ہندہ کی شادی زید کے ساتھ ہوئی، جس کو اٹھارہ سال کا عرصہ ہو گیا، زید نے اس عرصہ میں ہندہ کو ایک پیسہ نان و نفقہ کا دیا نہ اپنے پاس بلایا نہ حقوق زوجیت ادا کئے اور نہ ہندہ کو طلاق دیتا ہے، تو کسی مذہب کی رو سے ایسی عورت بلا طلاق شوہر کے عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - ایسی حالت میں کتب فقہ میں لکھا ہے کہ قاضی شافعی المذہب سے تفریق کرائی جائے، درمختار میں ہے نعم لو امر شافعيا فقضى به نفذ اھ[3] -

[1] دیکھئے رد المحتار باب العنین وغیرہ ص۸۱۶ ج۲ ۱۲ ظفیر

[2] دیکھئے ہدایہ باب النفقہ ص۴۱۶ ج۲ - ظفیر

[3] الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص۹۰۳ ج۲ - ظفیر۔

نان نفقہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۶۵) ہندہ کا نکاح خالد سے ہوا تھا، بہت عرصہ ہوا، لیکن اس وقت تک خالد نے ہندہ کو نفقہ نہیں دیا، اور تکالیف پہنچائی، کچھ عرصہ ہوا کہ خالد خزانہ سرکاری میں چوری کر کے روپوش ہو گیا، اب ہندہ دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- ولا یفرق بینھما بعجزہ بانواعھا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ لو غائبا حقھا ولو موسرا وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتضررھا بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ[۱] الخ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے مذہب میں شوہر کے نفقہ نہ دینے سے اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے سے اور شوہر کے غائب ہونے کی وجہ سے زوجین میں تفریق نہیں ہو سکتی اور عورت کو نکاح ثانی کرنا جائز نہیں ہے، اور امام شافعیؒ نے زوج کے مفلس ہونے اور زوج کے غائب ہونے کی صورت میں تفریق کو جائز فرمایا ہے، لہٰذا تم قاضی یا حاکم شافعی المذہب سے تفریق کرانے کے بعد نکاح ثانی کر سکتی ہو[۲]، اور قاضی یا حاکم حنفی المذہب تفریق نہیں کر سکتا ہے۔

شوہر اندھا ہو جائے تو عورت علیحدہ نہیں ہو سکتی ہے

سوال (۹۶۶) بحالت نابالغی نکاح ہوا، بعد میں لڑکا نابینا ہو گیا پہلے بینا تھا، اب دلہن چاہتی ہے کہ دولہا کو چھوڑ دوں۔

الجواب:- درمختار میں ہے ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام الخ اور شامی میں ہے قولہ ولا یتخیر الخ ای لیس لواحد من الزوجین خیار فسخ النکاح بعیب فی الآخر عند ابی حنیفۃ[۳] الخ بنا ًعلیہ صورت مسئولہ میں دولہا کے نابینا ہو جانے کی وجہ سے دلہن کو یہ اختیار نہیں

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ / ۲ ۱۲ ظفیر۔

[۲] نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ۔ (ایضاً) ظفیر۔

[۳] دیکھئے رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۳ / ۲ ۔ ظفیر۔

ہے کہ وہ اس نکاح کو فسخ کر دے اور اس نابینا دولہا کو چھوڑ کر دوسرا دولہا کرے۔

نامرد کی بیوی کیا کرے

سوال (۹۶۷) باکرہ لڑکی کا نکاح ہوا، اور چند مرتبہ وہ لڑکی زوج کے یہاں گئی آئی اور اب وہ بالغہ ہو گئی، لیکن وہ کہتی ہے کہ یہ مرد عورت کے کام کا نہیں ہے یعنی نامرد ہے جیسا زوجین میں ہمبستری ہوتی ہے اس سے کبھی نہیں ہوئی اور وہ شخص طلاق بھی نہیں دیتا، اب جو حکم شرعی ہو وہ تحریر فرمائیں۔ یہاں کوئی قاضی بھی نہیں ہے۔

الجواب:- شوہر کے نامرد ہونے سے نکاح باطل نہیں ہوتا بدون طلاق دیئے شوہر کے کوئی صورت علیحدگی کی اس وقت نہیں[۱]۔

نامرد کی بیوی کا نان نفقہ اور مہر

سوال (۹۶۸) ایک لڑکے اور لڑکی نابالغ کا عقد چھ سال ہوئے ہوا تھا، لڑکی اس وقت بالغ ہے، لڑکے کی نسبت مشہور ہے کہ وہ نامرد اور معذور ہے، کوئی کام نہیں کر سکتا، ایسی صورت میں طلاق اور خرچ نان و نفقہ و مہر کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے، اس عرصہ میں لڑکی اپنی سسرال میں بھی رہی ہے۔ اگر مرد طلاق دیدے تو مہر ادا کرنا ہوگا یا نہیں، اور نفقہ چھ سال کا ادا کرے گا یا نہیں۔

الجواب:- بدون طلاق کے عورت اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہو سکتی اور اگر خلوت ہونے کے بعد شوہر طلاق دیوے گا تو مہر پورا لازم ہوگا والخلوۃ الخ کالوطی فیما یجیئ ولو کان الزوج مجبوبا او عنینا او خصیا[۲] الخ درمختار۔ اور نفقہ گذشتہ زمانہ کا ساقط ہو جاوے گا والنفقۃ لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضا الخ درمختار[۳]۔

[۱] بذریعہ مسلمان حاکم یا بہار میں بذریعہ قاضی امارت شرعیہ اور دوسری جگہوں میں مسلمان حاکم نہ ہونے کی صورت میں بذریعہ مسلمان پنچائت شوہر عنینی سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانوی ۱۲ ظفیر۔

[۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۶۹ / ۲ و ص ۴۶۶ / ۲ ظفیر

[۳] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۶ / ۲ ۱۲ ظفیر

الجواب :- (متعلق سوال مکرر ۹۶۸) آپ کے مسئلہ کا جواب وہی ہے جو پہلے لکھا گیا، یہ قید نکاح کی ایسی بھاری قید ہے کہ شوہر ہی کے قبضہ میں اس کی رہائی رکھی گئی ہے، شوہر سے زبردستی خواہ خوشی سے جس طرح ہوسکے طلاق لی جاوے بعد طلاق کے عدت گذرنے پر جو کہ تین حیض ہیں دوسرا نکاح جائز ہو جاوے گا، اور طلاق اگر زبردستی سے بھی شوہر سے دلوائی جاوے تو واقع ہو جاتی ہے، پس شوہر کو مجبور کیا جاوے کہ جس طرح ہوسکے وہ طلاق دیوے[1]۔

سوال (۹۶۹) | معذور اور مخبوط الحواس کی بیوی کیا کرے

میری ہمشیرہ کی شادی کم سنی میں ہوئی تھی، اس کا شوہر مخبوط الحواس ہے دونوں ٹانگیں مع دھڑ ماری ہوئی ہیں، اب لڑکی بالغ ہے اور شوہر اس کا قابل نہیں اور نہ شوہر اپنی مخبوط الحواسی کی وجہ سے طلاق دے سکتا ہے، لڑکی کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- کتب فقہ میں لکھا ہے کہ شوہر اگر مخبوط الحواس او معذور و مریض ہو تو اس کی زوجہ کو اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں کر سکتے لیکن اگر اس کی بدحواسی حد جنون و دیوانگی کو نہ پہنچی ہو صرف سفیہ یعنی خفیف العقل ہو تو اس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اور اگر مجنوں یا معتوہ یعنی دیوانہ اور باولا ہے تو پھر اس کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی ایسی حالت میں مجبوری ہے، درمختار میں ہے ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبداً او مکرھاً او ھازلاً او سفیھاً خفیف العقل او سکران الخ۔ لا یقع طلاق المولی علی امرأة عبده والمجنون والصبی والمعتوه من العته وھو اختلال فی العقل[2] اھ۔

[1] اگر کسی طرح طلاق نہ دے، تو قاضی یا مسلمان حاکم یا پھر مسلمان پنچائت کے سامنے مقدمہ پیش کر کے شرعی قوانین کے مطابق رہائی حاصل کی جا سکتی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے "الحیلۃ الناجزۃ" للتھانوی رحمہ اللہ ۱۲ ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار، کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۹۰۔ ۱۲ ظفیر۔

سوال (۹۷۰) | عنین کی بیوی ایک سال کی مہلت کے بعد تفریق کرا سکتی ہے

ایک شخص نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح ایک لڑکے سے چار صد روپیہ لے کر کر دیا تھا، لڑکا نامرد نکلا، عورت نے اس کی نامردی کا اعلان کر دیا، علاج کی مہلت دی گئی، علاج سے کچھ فائدہ نہ ہوا، عورت مجبور ہو کر دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے، یہ نکاح جو روپیہ لے کر کیا گیا ہوا یا نہیں، اگر نکاح صحیح ہوا تو عنین کی زوجہ بغیر طلاق کے علیحدہ ہو کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا مگر جو روپیہ لیا گیا اگر بطریق مہر معجل کے تھا تو عورت کا مملوک ہے، اور اگر باپ نے اپنے واسطے لیا ہے تو روپیہ لے کر دختر کا نکاح کرنا ناجائز اور رشوت ہے واپس کرنا چاہئے[1]۔ بغیر طلاق شوہر کے کوئی صورت علیحدگی کی اس زمانہ میں نہیں ہے، کیونکہ قاضی شرعی کے سوا نہ کوئی مہلت دے سکتا ہے نہ تفریق کر سکتا ہے اور قاضی شرعی اس زمانہ میں نہیں[2] ہے۔ لہذا بدون طلاق شوہر کے اور بدون گذرنے عدت کے عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی، درمختار میں ہے ولا عبرة بتاجیل غیر قاضی البلدة[3] اھ۔

سوال (۹۷۱) | جو شوہر عرصہ تک بیوی کی خبر گیری نہ کرے وہ عورت کیا کرے

ایک شخص بارہ سال سے اپنی منکوحہ کو چھوڑ کر افریقہ چلا گیا اور کسی قسم کی خبر گیری نہیں کرتا اور نہ زوجہ کو اپنے پاس بلاتا ہے اور نہ خود آتا ہے تو اس صورت میں زوجہ کو اختیار

[1] اخذ اھل المرأة شیئاً عند التسلیم فللزوج ان یسترده لانه رشوة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ۵۰۳) ظفیر۔ [2] علماء دیوبند و سہارنپور نے حالات سے مجبور ہو کر راستہ پیدا کیا ہے، اس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے "الحیلۃ الناجزۃ" للتھانوی، بہار میں بذریعہ قاضی امارت شرعیہ، اور دیگر صوبوں میں مسلمان حاکم نہ ہونے کی صورت میں بذریعہ مسلمان پنچائت شرعی کارروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے ۱۲ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ج ۲ ص ۸۱۵ ۱۲ ظفیر۔

دوسرا نکاح کرنے کا ہے یا نہ؟ اور عورت نکاح فسخ کرسکتی ہے یا نہ؟

الجواب :- اقول و باللہ التوفیق مذہب حنفیہ اس بارے میں یہ ہے کہ شوہر کی عدم خبر گیری کی وجہ سے اور نفقہ نہ دینے کی وجہ سے اور دیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی وجہ سے زوجہ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنا نکاح فسخ کردے اور دوسرا نکاح کرلے نکاح کے فسخ کرنے اور طلاق دینے کا اختیار شوہر کو دیا گیا ہے نہ عورتوں کو وفی الحدیث الطلاق لمن اخذ بالساق[1] . یہ صحیح ہے کہ مرد کو ایسا کرنا حرام ہے کہ نہ خبر گیری کرے نہ طلاق دے لقولہ تعالیٰ فامسکوھن بمعروف او سرحوھن بمعروف ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا[2]، لیکن اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر شوہر ایسا کرے تو عورت خود نکاح کو فسخ کرلے اور طلاق لے لے، البتہ اگر ایسے حاکم اور قاضی کے سامنے یہ معاملہ پیش کرے جس کا مذہب تفریق کا ہے تو وہ تفریق کرسکتا ہے، درمختار میں ہے ولا یفرق بینھما بعجزہ عنھا بانواعھا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ حقھا ولو غائبا[3] اھ وفی الشامی وعلیہ یحمل ما فی فتاوی قاری الھدایۃ حیث سئل عمن غاب زوجھا ولم یترک لھا نفقۃ فاجاب اذا اقامت بینۃ علی ذلک فطلبت فسخ النکاح من قاض یراہ ففسخ نفذ وھو قضاء علی الغائب وفی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذہ یسوغ للحنفی ان یزوجھا من الغیر بعد العدۃ[4] اھ۔

زوجہ عنین کی تفریق بذریعہ حکم

سوال (۹۷۲) نامرد کے ہمراہ لاعلمی میں کسی عورت کا نکاح کردیا جاوے اور بعد نکاح معلوم ہونے پر مرد کو طلاق دینے پر مجبور کیا جاوے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۹۴ ج ۲۔ ظفیر [2] سورۃ البقرۃ رکوع ۲۹۔ ظفیر [3] رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ ج ۲۔ ظفیر
[4] ایضاً ص ۹۰۳ ج ۲ و ص ۹۰۴ ج ۲۔ ظفیر۔

اور وہ شخص طلاق دینے پر رضامند نہ ہو تو اس عورت کا نکاح دوسرے شخص سے جائز ہوسکتا ہے یا نہ؟۔

الجواب :- نکاح ہوگیا. پس اول تو شوہر سے کہا جاوے کہ طلاق دیدے ورنہ اس زمانہ میں پھر تفریق کی صورت یہ ہے کہ ایک حکم مقرر کیا جاوے یہ دعوی کرے کہ میں اس نامرد کے نکاح میں رہنا نہیں چاہتی، اس پر شوہر کو ایک برس کی مہلت علاج کے لئے دی جاوے اگر وہ اچھا نہ ہوا اور قابل جماع کے نہ ہوا تو عورت کے کہنے پر وہ حکم ان دونوں میں تفریق کردے اور نکاح کو فسخ کردے، بعد فسخ کے عورت عدت طلاق کی پوری کرکے دوسرا نکاح کرسکتی ہے کما فی الدر المختار ولو وجدتہ عنینا اجل سنۃ[1] اھ اور شامی میں اس بارے میں حکم بنانے کے جواز میں تامل بھی کیا ہے[2] پس بہتر یہ ہے کہ جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے۔

جب عنین شوہر نے کبھی وطی نہ کی ہو اس کی عورت کا حکم

سوال (۹۷۳) ایک عورت کا خاوند عنین ہے ایک مرتبہ بھی جماع کی نوبت نہیں آئی اور نہ عورت کو طلاق دیتا ہے اور نہ نان نفقہ دیتا ہے، اس صورت میں مذہب حنفی میں شوہر عنین کی زوجیت اور اس کے دام سے بچنے کی کیا صورت ہے؟

الجواب :- اس صورت میں حنفیہ کے مذہب کے موافق صورت تفریق کی یہ ہے کہ قاضی یعنی حاکم شرعی عورت کے طلب کرنے پر شوہر کو ایک سال کی مہلت علاج کے لئے دیوے، اس عرصہ میں اگر نفع نہ ہو تو عورت کی طلب پر حاکم شرعی تفریق

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۱۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر
[2] ولا یعتبر تاجیل غیر الحاکم کائنا من کان فتح وظاہرہ ولو محکما تامل (رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۱۶ ج ۲) ظفیر۔

کردے[1]، اب اس وقت یہ تو ہو نہیں سکتا، لہذا سوائے طلاق شوہر کے کوئی صورت علیحدگی کی نہیں ہے کذا فی کتب الفقہ[2]۔

جس کا شوہر اوباش ہو اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے اس کا حکم

سوال (۹۷۴) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کے کل زیورات وغیرہ اوباشی میں صرف کردیا، زید شرابی، دغاباز جواری ہے، اور اپنی زوجہ کو دس گیارہ برس سے نان ونفقہ نہیں دیتا نہ حقوق زوجیت ادا کرتا ہے، اس صورت میں شرعاً فسخ نکاح کی اجازت ہے یا نہیں۔

الجواب:- حنفیہ کے نزدیک بدون طلاق دیئے شوہر کے کوئی صورت ہندہ کی علیحدگی کی نہیں ہے اور بدون طلاق شوہر کے اس صورت میں زوجین میں تفریق نہیں ہو سکتی اور نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔ کما فی الدر المختار لا یفرق بینھما بعجزہ عنھا بانواعھا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ حقھا[3] الخ۔

جو شوہر احکام شرعیہ کا مخالف ہو اس سے نجات کی صورت

سوال (۹۷۵) ہندہ کا شوہر زید چھ سال سے آوارہ ہے، ایک بازاری عورت کے یہاں پڑا ہے، احکام شرعیہ اور نیز پردہ کا سخت مخالف ہے، نہ ہندہ کے پاس آتا ہے نہ اس کو خرچ دیتا ہے، اور طلاق دینے سے بھی انکار کرتا ہے، ہندہ اس کے پاس جانا نہیں چاہتی اور دوسرا

---

[1] ولو وجدتہ عنینا الخ اجل سنۃ الخ فان وطئ مرۃ فبھا والا بانت بالتفریق من القاضی ان ابیٰ طلاقھا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص۸۹۶ ج۲) ظفیر

[2] جہاں قاضی یا حاکم شرعی حکومت کیطرف سے نہ ہو، وہاں مسلمانوں کی شرعی پنچایت قائم مقام بنائی جاسکتی ہے اور اسکا فیصلہ نافذ ہوگا، دیکھئے حیلہ ناجزہ، اسی طرح دار القضاء بھی تفریق کراسکتا ہے دیکھئے کتاب الفسخ والتفریق، ظفیر۔

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۰۳ ج۲۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے الحیلۃ الناجزہ میں علماء کے اتفاق سے ایسے شوہروں سے نجات کی صورت بذریعہ شرعی پنچائت یا قاضی لکھی ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی نے کتاب الفسخ والتفریق میں تفریق کا جواز ثابت کیا ہے۔ ظفیر۔

نکاح کرنا چاہتی ہے، اس صورت میں دوسرا نکاح ہندہ کا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے کیونکہ بحالت موجودہ ہندہ کو اس کے ساتھ بھیجنا بھی مناسب نہیں ہے، اور بدون طلاق کے اور بدون گذرنے عدت کے ہندہ کو دوسرا نکاح کرنا بھی شرعاً درست نہیں[1] ہے۔

تراضی مسلمین سے مقرر قاضی کا فیصلہ جائز ہے

سوال (۹۷۶) یہاں قومی عدالت میں ایک درخواست گذری ہے جس میں مدعیہ کا بیان ہے کہ اس کے خاوند نے آٹھ سال سے اس کو چھوڑ دیا ہے اور نان نفقہ کی مطلق فکر نہیں کرتا، نہ اس بات کی امید ہے کہ کہنے سننے سے راضی ہو کر اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھے یا علیحدگی میں اس کے کھانے کپڑے کا کفیل ہو، اس صورت میں عدالت کی جانب سے کیا فیصلہ کیا جائے، مدعا علیہ طلاق دینے پر آمادہ نہیں ہے اور مدعیہ موجودہ طرز زندگی سے تنگ آکر کسی طرح سے بے تعلقی حاصل کرنے کی خواہشمند ہے، مدعی کی نسبت یہاں مدعیہ کی درخواست آنے کے بہت دن قبل مدعا علیہ نماز پڑھنے اور مسجد میں آنے سے انکار کرنے اور نمازیوں پر لعنت کرنے کے جرم میں اس کے ساتھ جماعت نے قطع تعلق کردیا ہے۔

الجواب:- عبارت تاتارخانیہ وغیرہ سے جو علامہ شامی نے نقل کی ہے، یہی معلوم ہوتا ہے کہ تراضی مسلمین سے جو قاضی مقرر ہوتا ہے اس کو فصل خصومات میں حکم قاضی شرعی کا[2] ہے، البتہ صاحب فتح القدیر نے اس میں تحقیق فرمائی ہے کہ اول

---

[1] ایسا شخص متعنت ہے اور بذریعہ قاضی یا شرعی پنچائت نکاح فسخ ہو سکتا ہے، اس کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ اور کتاب الفسخ والتفریق۔ ظفیر۔ [2] ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین فیجب علیھم ان یلتمسوا والیا مسلما منھم (رد المحتار کتاب القضاء ص۴۲۷ ج۴) ظفیر۔

والی مسلم مقرر کرلیں، پھر وہ والی قاضی کو مقرر کرے[1]، اس میں شک نہیں ہے کہ یہ پورے اطمینان نفس کی بات ہے کما قال صاحب النہر، اس کے بعد یہ ہے کہ عندالحنفیہ قاضی حنفی صورت مسئولہ میں تفریق نہیں کرسکتا لیکن بعض ائمہ کا مذہب تفریق کا ہے، لہذا مسئلہ مجتہد فیہا ہوا، سو ایسی حالت میں اگر قاضی مجتہد ہو تو عندالبعض اس کا حکم اپنے مذہب کے خلاف نافذ ہوجاتا ہے لیکن اصح واحوط یہی ہے کہ نافذ نہیں ہوتا، اور اگر قاضی مجتہد نہ ہو جیسا کہ اب اگر کوئی قاضی ہوگا تو وہ ایسا ہی ہوگا تو اس کا حکم بخلاف اپنے مذہب کے کسی حال میں نافذ نہیں ہوتا کما فی الشامی فاما المقلد فانما ولاہ لیحکم بمذہب ابی حنیفۃ فلا یملک المخالفۃ ۱ھ ص ۳۳۵ ج ۴ کتاب القضاء احقر کے خیال میں یہی ہے کہ جب کہ قاضی مجتہد نہیں ہے تو مسائل مجتہد فیہا میں بھی اس کی قضاء بخلاف مذہب نافذ نہ ہوگی[2]۔

سوال (۹۷۷) ظالم شوہر سے نجات کی صورت

زید اپنی زوجہ کو نہ نان ونفقہ دیتا ہے نہ طلاق دیتا ہے، اب ہندہ کیا کرے۔

الجواب:۔ عندالحنفیہ زید کو مجبور کیا جاوے کہ یا وہ نفقہ دے ورنہ طلاق دیدے بدون طلاق زید کے تفریق نہیں ہوسکتی کذا فی الدر المختار[3]۔

[1] وفی الفتح واذا لم یکن سلطان ولا من یجوز التقلد منہ کما ھو فی بعض بلاد المسلمین غلب علیھم الکفار کقرطبۃ الآن یجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منھم یجعلونہ والیا فیولی قاضیا ویکون ھو الذی یقضی بینھم (رد المحتار کتاب القضاء ص ۴۲۲ ج ۴) ظفیر۔

[2] اس کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للتھانویؒ جس میں دوسرے مسلک کے مجتہد کے مسائل کے مطابق تفریق کی علماء ہند نے اجازت دی ہے ۱۲ ظفیر۔

[3] ولا یفرق بینھما بعجزہ عنھا بانواعھا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ حقھا ولو موسرا وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتضررھا بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۰۳ ج ۲) اب ہمارے علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے، اس کیلئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للتھانویؒ۔ ظفیر۔

سوال (۹۷۸) جو شوہر بیوی کا جانی دشمن ہو اس کے ساتھ رہنا مناسب نہیں

میرا خاوند مجھ سے ایک عرصہ سے سخت ناراض اور خواہاں جان کا ہے، دو حملہ مجھ پر کرچکا ہے، ایک حملہ بندوق کا اور دوسرا حملہ چاقو کا ناک کاٹنے کی نیت سے کیا، چونکہ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے، اس لئے میں اس کے نکاح سے جدا ہونا چاہتی ہوں۔

الجواب:۔ ایسے شوہر کے پاس بھیجنا عورت کو نہ چاہئے تاوقتیکہ اس کی طرف سے اطمینان نہ ہو لیکن اس کے نکاح سے بدون طلاق کے جدا نہیں ہوسکتی، لیکن اگر عدالت جبراً شوہر سے طلاق دلوادیگی تب بھی طلاق واقع ہوجاوے گی[1]۔

سوال (۹۷۹) دیوث کی بیوی کا شوہر کے پاس رہنا مناسب نہیں

ایک عورت ہندہ مشرف باسلام ہوئی، اور ایک شخص نو مسلم نے اس سے نکاح کرلیا، لیکن وہ عورت کو بدفعلی اور کسب کرانے پر مجبور کرتا ہے، ایسی حالت میں عورت کو کیا کرنا چاہئے، اگر شوہر ہندہ طلاق نہ دے تو عورت نکاح ثانی کرسکتی ہے یا نہیں، اور شوہر سے علیحدگی ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جب کہ وہ شخص ایسا شریر النفس اور ظالم وبدکار ہے جو کہ سوال میں مذکور ہے اور سائلہ کو معصیت پر مجبور کرتا ہے تو بحالت مذکورہ اس کے پاس نہ رہنا چاہئے اور شریعت مجبور نہیں کرتی ایسے ظالم وفاسق کے ساتھ رہنے پر، البتہ بدون اس کے طلاق دینے کے نکاح کے ٹوٹنے اور دوسرے نکاح کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہے، پس جس طرح ہو بذریعہ حکام وغیرہ کے اس پر زور ڈال کر اور جبر کرکے اس سے طلاق دلوائی جاوے بعد طلاق کے اور بعد عدت گذارنے کے دوسرا نکاح درست ہے[2]۔

[1] دارالقضاء اب ہندوستان کے بہت سے شہروں میں قائم ہوچکا ہے انکے ذریعہ تفریق ہوسکتی ہے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ اور کتاب الفسخ والتفریق۔ ظفیر۔ [2] ایضاً۔ ظفیر۔

جس کا شوہر بد طینت ہو اس کے پاس اس کی بیوی کو نہ بھیجنا درست ہے

سوال (۹۸۰) ایک مسماۃ کا بیان ہے کہ شوہر میرا ظالم ہے اور جابر ہے اور وہ میرے ساتھ یہ کرتا ہے کہ ایک شب میں تین چار بار ہمبستر ہوتا ہے جس سے مجھ کو نہایت زرجہ تکلیف ہوتی ہے اور ایام حیض میں بھی باز نہیں آتا، اور انکار کرنے پر چھرے دکھلاتا ہے اور مارتا ہے اور مجھ سے اغلام بھی کرتا ہے، چند مرتبہ اس نے اپنا ذکر میرے منھ میں داخل کر کے انزال کیا، ایسی حالت میں اگر عورت مذکورہ کے والدین عورت کو شوہر کے پاس نہ بھیجیں تو گنہگار تو نہ ہوں گے۔

الجواب: ایسی حالت میں لڑکی کے والدین اپنی لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجیں، اور نہ بھیجنے سے وہ گنہگار نہ ہوں گے بلکہ جس طرح ہو سکے شوہر سے طلاق دلوائیں۔

ظالم شوہر سے نجات کی صورت بتائی جائے

سوال (۹۸۱) یہاں یہ مرض عام پھیلا ہوا ہے کہ شوہر نکاح کے کچھ عرصہ بعد بلا وجہ شرعی اپنی زوجہ کو مار پیٹ کر والدین کے یہاں پہنچا دیتا ہے اور قطعاً خبر گیری نہیں کرتا، لڑکی جوان جوان ہو کر خواہ مخواہ دوسری جگہ رسوخ پیدا کرتی ہے جو بڑے شرم اور بے حیائی کی بات ہے، آپ براہ مہربانی اس معاملہ میں کوئی راستہ شریعت کا بتلائیں تاکہ جب لڑکی والوں کو یہاں تک نوبت پہنچے تو وہ عقد ثانی لڑکی کا دوسری جگہ کر دیں اور وہ حلال طیب ہو۔

الجواب: شریعت غرا میں مخلص کی صورت ایسی حالت میں یہ رکھی ہے کہ شوہر اگر کسی طرح خبر گیری اپنی زوجہ کی نہیں کرتا اور نفقہ نہیں دیتا اور اس کے حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا تو شوہر سے کہا جاوے کہ وہ اپنی منکوحہ کو طلاق دیدے بلکہ اس کو مجبور کیا جاوے کہ یا وہ حسن معاشرت کو اختیار کرے ورنہ طلاق دیدے کما قال اللہ تعالیٰ فامساک بمعروف او تسریح

باحسان[1] الآیہ کہ شوہر کو لازم ہے کہ یا اچھی طرح رکھے یا عمدہ طرح چھوڑ دے اور اگر شوہر غائب ہو جاوے کہ کہیں اس کا پتہ نہ چلے اور وہ بالکل مفقود الخبر ہو جاوے تو اس کی زوجہ کے لئے یہ صورت خلاصی کی رکھی ہے کہ چار برس انتظار کر کے عدت وفاۃ دس دن چار ماہ پورے کر کے نکاح ثانی کر لیوے یہ امام مالکؒ کا مذہب ہے اور حنفیہ نے بھی اس پر فتویٰ دیا ہے کذا فی الشامی[2]۔

جذام والا اپنے مرض کو چھپا کر نکاح کرے بعد میں ظاہر ہو تو نکاح فسخ ہو سکتا ہے

سوال (۹۸۲) زید مرض قبیحہ متوارث از قسم جذام و برص اسود وغیرہ امراض میں مبتلا تھا، اور اس نے کسی نوع و حیلہ سے اپنے اس مرض قبیح و مکروہ کو بہ نیت فریب دہی پوشیدہ رکھا اور دھوکہ دے کر اپنا نکاح ہندہ سے کر لیا، مگر ہنوز ہندہ اپنے ہی گھر تھی اور خلوۃ صحیحہ بھی نہیں ہوئی تھی کہ زید مذکور کا سارا فریب کھل گیا، بایں سبب معاً ہندہ اور اس کے ولی نے نکاح فسخ کر دیا، اس صورت میں ہندہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔

الجواب: اگر زید نے اپنے مرض مذکور کو مخفی رکھا، اور ہندہ اور اس کا ولی زید کے مرض مذکور سے بے خبر رہے اور نکاح کر دیا تو اس صورت میں نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ صحیح ہو گیا اور ہندہ اور اس کے ولی کو اختیار فسخ کا بقول مفتی بہ نہیں ہے ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشاً کجنون وجذام وبرص[3] الخ اور اس میں امام محمدؒ کا خلاف ہے مگر مفتی بہ قول شیخین ہے، اور اگر زید نے دھوکہ دیا اور یہ کہا کہ مجھ میں کوئی مرض قبیح جذام و برص وغیرہ نہیں ہے اور ہندہ اور اس کے ولی کو مطمئن کیا، اور ہندہ کے ولی نے اس بنا پر یعنی زید میں مرض مذکور نہ سمجھ کر نکاح کیا،

---

[1] سورۃ البقرہ ۔ ۲۹۔ [2] قولہ خلافاً لمالک فان عندہ تعتد زوجۃ المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین الاقال فی البزازیۃ الفتویٰ فی زماننا علی قول مالک (رد المحتار للشامی کتاب المفقود ص ۵۰۶ ج ۳) ظفیر۔ [3] ایضاً باب العنین وغیرہ ص ۸۲۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر

اور پھر اس کے خلاف ظاہر ہوا تو اس صورت میں ہندہ اور اس کے ولی کو اختیار فسخ نکاح کا ہے، پس جب کہ ہندہ کے ولی نے اس نکاح کو فسخ کردیا تو وہ نکاح فسخ ہوگیا اور ہندہ کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہے کما فی الدر المختار لو تزوجته علی انه حر او سنی او قادر علی المهر والنفقة فبان بخلافه او علی انه فلان ابن فلان فاذا هو لقیط او ابن زنا کان لها الخیار[1] اھ ص ۵۹۰ ج ۲ شامی ۔

جو شخص اپنی بیوی کو ایذا دے وہ کیا کرے

سوال (۹۸۳) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ایک شخص اپنی زوجہ کو نہایت ایذا پہنچاتا ہے اور نان ونفقہ نہیں دیتا بلکہ نان ونفقہ کی طلب میں یہ الفاظ کہے ہم سے کوئی مطلب نہیں ہے جو کچھ ان کا جی چاہے وہ کریں، اس صورت میں کیا طرز عمل شرعاً اختیار کیا جاوے، اور لڑکی نکاح ثانی کرسکتی ہے یا نہیں ۔

الجواب :- اس صورت میں جس طرح بھی ہوسکے شوہر سے طلاق دلوائی جائے، اور شوہر پر بھی فرض ہے کہ فوراً طلاق دیدے، جب وہ امساک بالمعروف نہیں کرسکتا ہے تو تسریح باحسان لازمی ہے قال اللہ تعالیٰ فامساك بمعروف او تسريح باحسان[2] ۔ اب اگر وہ اس کے بعد بھی طلاق دینے پر تیار نہ ہو تو پھر کسی مسلم ریاست میں جاکر عورت کی طرف سے قاضی کے یہاں تفریق کی درخواست گذار دی جائے اور وہ قاضی کسی شافعی المذہب قاضی سے جس کے مذہب میں نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی صورت میں تفریق ہوسکتی ہے تفریق کرادے، یہ قضا عورت کے حق میں نافذ ہوجائے گی[3] اس کے بعد اس کو نکاح ثانی کا اختیار ہے، اور اگر یہ

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنين ص ۸۲۲ ج ۲ ۔ ظفیر۔
[2] سورۃ البقرۃ - ۲۹ - ظفیر
[3] وجوزه الشافعي باعسار الزوج وبتضررها بغيبته ولو قضى به حنفي لم ينفذ نعم لو امر شافعيا فقضى به نفذ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۰۳ ج ۲) ظفیر۔

الفاظ کہ ہم سے کوئی مطلب اور سروکار نہیں ہے، شوہر نے بہ نیت طلاق یا مذاکرہ طلاق میں کہے ہیں تو ان الفاظ سے طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی، عدت کے بعد دوسرے شخص سے اس کا نکاح جائز ہے ۔

پاگل کی بیوی کیا کرے

سوال (۹۸۴) ایک دس سالہ لڑکی کا نکاح لڑکی کے ولی نے ایک سولہ سترہ سال کے نوجوان سے کردیا تھا، نکاح کے دو سال بعد نوجوان مذکور بیمار ہوکر پاگل ہوگیا، نوجوان کے وارثوں نے کامل چار سال تک یونانی اور ڈاکٹری معالجہ اپنی حسب حیثیت کیا، لیکن نوجوان کو کچھ آرام نہیں ہوا، مجبور ہوکر اس کو پاگل خانہ بھیج دیا، دو اڑھائی سال سے پاگل خانہ میں داخل ہے، اب تک حالت بدستور ہے، اب لڑکی کا کوئی وارث اور خبرگیراں نہیں ہے، اب لڑکی اپنا نکاح خود کسی سے کرسکتی ہے یا نہیں ۔

الجواب :- حنفیہ کے مذہب کے موافق اس لڑکی کے نکاح ثانی کے جواز کی کوئی صورت نہیں[1]، کیونکہ دیوانہ کی زوجہ کو اس کے نکاح سے نہ حاکم علحدہ کرسکتا ہے اور نہ خود دیوانہ کی طلاق معتبر ہوسکتی ہے، البتہ بعد موت دیوانہ کے عدت وفات پوری کرکے اس کی زوجہ نکاح ثانی کرسکتی ہے قال فی الدر المختار ولا يتخير احد الزوجين بعيب في الآخر ولو فاحشا كجنون وجذام وبرص[2] اھ ۔

[1] اس زمانہ میں بوجہ سخت مجبوری کے اس مسئلہ میں امام مالکؒ وامام محمدؒ کے مذہب پر حکم جواز فسخ کا دیا گیا ہے، جس کی تفصیل حیلہ ناجزہ میں مذکور ہے ۔ وخالف الائمة الثلاثة في الخمسة مطلقا ومحمد في الثلاثة الاول (الجنون والجذام والبرص) لو بالزوج كما يفهم من البحر وغيره (رد المحتار باب العنين ص ۸۲۲ ج ۲) ظفیر۔
[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنين وغيره ص ۸۲۲ ج ۲ ظفیر

پاگل کی طرف سے ولی یا قاضی طلاق دے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۹۸۵) ولی جائز یا قاضی محتسب ولی مہجور مثل مجنون و فاتر العقل زوجہ مہجور شرعی کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں، خصوصاً جب کہ خلوت صحیحہ بھی نہ ہوئی ہو۔

الجواب: مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور اس کا ولی یا قاضی بھی اس کی طرف سے طلاق نہیں دے سکتا لحدیث ابن ماجہ الطلاق لمن اخذ بالساق در مختار۔[1]

مجنون کی بیوی علحدگی اختیار کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۸۶) مجنون کی زوجہ کو اس سے علحدہ کر سکتے ہیں اور ان میں باہم تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے موافق۔

الجواب: مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے موافق جو کہ مفتی بہ ہے مجنون کی زوجہ کو مجنون سے علحدہ نہیں کرا سکتے فی الدر المختار ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص[2] اور شامی میں امام محمدؒ اور ائمہ ثلاثہ کا خلاف نقل کر کے لکھا ہے وقد تکفل فی الفتح برد ما استدل بہ الائمۃ الثلاثۃ ومحمد بما لا مزید علیہ[3]۔

مجنون کی بیوی جس کو زنا کا خطرہ ہے اور نان نفقہ کا سامان بھی نہیں دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۸۷) ایک مرد مجنون ہو گیا، اس کی عورت جوان زنا کا خوف کرتی ہے اور اس کے گذارہ کی کوئی صورت نہیں ہے، کیا وہ نکاح فسخ ہو گیا، اور کیا جنون کی کوئی

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۸۵/۲۔ موجودہ دور میں انتہائی مجبوری کی وجہ سے امام مالکؒ اور امام محمدؒ کے مذہب پر فسخ کے جائز ہونے کا حکم دیا گیا ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للتھانویؒ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۳/۲ ۱۲ ظفیر
[3] رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۳/۲ ۱۲ ظفیر۔

مدت متعین ہے یا نہیں، اور کیا دوسرے مذہب پر عمل کر کے نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہیں اگر کر سکتی ہے تو کس کے مذہب پر اور اس کی کیا دلیل ہے۔

الجواب: اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک مجنون کی عورت کا نکاح فسخ نہیں ہوا، اور دوسرا نکاح اس کو درست نہیں ہے، امام محمد رحمہ اللہ اور ائمہ ثلاثہ کا اس میں خلاف ہے، لیکن فقہاء نے اس بارے میں حنفی کو اجازت نہیں دی دوسرے ائمہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے مذہب پر عمل کرنے کی کذا فی الشامی[1]۔

جو مجنون پاگل خانہ میں ہے اس کی بیوی کیا کرے

سوال (۹۸۸) ایک شخص مجنون ہو گیا اور حالت جنون میں ایک آدمی کو مار ڈالا، حاکم نے اس کو دار المجنونین میں بھجوا دیا ہے جس کو برس گذر چکے ہیں، مگر ہنوز وہی مجنونانہ حالت ہے، اس کی عورت کے لئے نجات کی کوئی صورت ہے جبکہ اس کو نان نفقہ کی بہت تکلیف ہے، اس کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں۔

الجواب: امام صاحبؒ کے مفتی بہ مذہب کے موافق مجنون کی زوجہ کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے، امام محمد رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک فسخ نکاح کا اختیار ہے کذا فی الدر المختار، پس اگر کسی شافعی المذہب سے رجوع کر کے نکاح فسخ کرا لیوے تو درست ہے۔ شامی[2]۔

[1] حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ میں تمام علماء ہند کے اتفاق سے دوسرے ائمہ اور امام محمدؒ کے قول پر فسخ نکاح کا فتویٰ دیا ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ۔ (ظفیر) وخالف محمد فی الثلاثۃ الاول لو بالزوج کما یفھم من البحر وغیرہ (رد المحتار باب العنین ص ۸۲۳/۲) ظفیر۔ [2] ولا یفرق بینھما بعجزہ عنھا بانواعھا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ حقھا وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتضررھا بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۰۳/۲) ظفیر۔

مجنون اور اس کے ولی کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے

سوال (۹۸۹) مجنون کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں، اگر نہیں ہوتی تو اس کا ولی طلاق دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- مشکوٰۃ شریف میں باب الخلع والطلاق میں یہ حدیث ہے۔ وعن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رفع القلم عن ثلثۃ عن النائم حتی یستیقظ وعن الصبی حتی یبلغ وعن المعتوہ حتی یعقل رواہ الترمذی[۱] وغیرہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ اور دیوانہ کی طلاق وغیرہ واقع نہیں ہوگی، اور فقہاء نے لکھا ہے کہ نابالغ ومجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اور ولی کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی لحدیث ابن ماجہ الطلاق لمن اخذ بالساق۔[۲]

مجنون جس کو کبھی ہوش آجاتا ہے اس کی بیوی کیا کرے

سوال (۹۹۰) مرد مجنون ہے، عورت جوان ہے مجنون کے ماں بھائی عورتِ مجنون کی کفالت نہیں کرتے، کچھ ہوش تھا، اس کے ایک بچہ بھی پیدا ہوا، مگر مجنون عرصہ پانچ سال خراب حالت میں ہے مگر کبھی چند منٹ کے لئے ہوش آجاتا ہے مگر عورت کی کفالت بالکل نہیں کرسکتا، ایسی صورت میں ماں وبھائی جوان عورت وبچہ کی پرورش سے انکار کرتے ہیں، اب عورت کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:- مرد مجنون کی زوجہ کے بارے میں درمختار میں ہے کہ امام

[۱] مشکوٰۃ باب الخلع والطلاق ص۲۸۴ - ظفیر

[۲] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص۵۹۴ ج۲. ولا یقع طلاق المولی علی امرأۃ عبدہ لحدیث ابن ماجہ الطلاق لمن اخذ بالساق والصبی ولو مراهقا واجازہ بعد البلوغ (ایضاً) ظفیر۔

ابوحنیفہ وامام ابویوسف رحمہما اللہ کے نزدیک اس کی زوجہ کو اختیار فسخ نکاح کا نہیں ہے، اور امام محمد رحمہ اللہ نے اختیار دیا ہے، لیکن علامہ شامی نے کہا ہے کہ فتح القدیر میں امام محمدؒ کے قول کو رد کیا ہے پس احوط قول شیخین کا ہے کہ تفریق نہیں ہوسکتی، ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن وخالف الائمۃ الثلاثۃ فی الخمسۃ مطلقاً ومحمد فی الثلاثۃ الاول لو بالزوج الخ شامی میں ہے قولہ ولا یتخیر ای لیس لواحد من الزوجین خیار فسخ النکاح بعیب فی الآخر عند ابی حنیفہ وابی یوسف وھو قول عطاء والنخعی وعمر بن عبدالعزیز وابی زیاد وابی قلابۃ وابن ابی لیلی والاوزاعی والثوری والخطابی وداؤد الظاہری واتباعہ وفی المبسوط انہ مذھب علی وابن مسعود رضی اللہ عنھم الخ وفیہ ایضا وقد تکفل فی الفتح برد ما استدل بہ الائمۃ الثلاثۃ ومحمد بما لا مزید علیہ۔[۱]

پاگل بیوی کو طلاق دیدی تو کیا حکم ہے

سوال (۹۹۱) عورت مجنون ہے مرد اچھی حالت میں ہے. عورت کو طلاق دی تو کیا حکم ہے۔

الجواب:- اگر عورت مجنونہ ہے اور شوہر مجنون نہیں ہے بلکہ عاقل بالغ ہے تو اس کی طلاق واقع ہوجاتی ہے ویقع طلاق کل زوج عاقل بالغ الخ[۲]

جو پاگل کبھی اچھا کبھی پاگل رہتا ہے اگر صحت کی حالت میں طلاق دے تو کیا حکم ہے

سوال (۹۹۲) ایک لڑکی گیارہ سال کی شادی ہوئی لیکن خلوۃ صحیحہ بھی نہیں ہوئی تھی کہ اس کے شوہر کا دماغ خراب ہوگیا اس طرح کہ دو چار روز اچھا اور دس پندرہ

[۱] دیکھئے رد المحتار للشامی باب العنین وغیرہ ص۸۲۳ ج۲ - ظفیر

[۲] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص۵۷۹ ج۲ - ظفیر

روز پاگل، جس وقت شوہر اچھا تھا، اس نے اپنی زوجہ کو طلاق دی، طلاق ہوئی یا نہیں اب لڑکی مذکورہ کی عمر سترہ برس ہے، اس نے بغیر عدت کے دوسرا نکاح کر لیا ہے جائز ہے یا نہ۔

الجواب: - اگر بحالت افاقہ وہ بالکل اچھا ہو جاتا ہے کچھ خلل دماغی اس کو نہیں رہتا تو اس حالت کی طلاق اس کی واقع ہو جاتی ہے کما فی الشامی وجعله الزیلعی فی حال افاقته کالعاقل والمتبادر منه انه کالعاقل البالغ وما ذکره الزیلعی علی ما اذا کان تام العقل[1] الخ پس بصورت مذکورہ نکاح ثانی درست ہے کما قال اللہ تعالی ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا فمتعوھن وسرحوھن سراحا جمیلا[2]۔

سوال (۹۹۳) ایک شخص دیوانہ ہو گیا تو اس کی جوان زوجہ کو امام محمدؒ کے مذہب پر عمل کرنا اور نکاح ثانی کرنا درست ہے یا نہیں۔	پاگل کی بیوی کے لئے امام محمدؒ کے مذہب پر عمل کیسا ہے

الجواب: - اقول باللہ التوفیق قال فی الدر المختار ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص وخالف الائمۃ الثلاثۃ فی الخمسۃ مطلقا ومحمد فی الثلاثۃ الاول لو بالزوج ولو قضی بالرد صح فتح وفی الشامی قوله ولو قضی بالرد صح ای لو قضی به حاکم یراہ فافاد انه مما یسوغ فیه الاجتهاد الخ وقال قبیله وقد تکفل فی الفتح برد ما استدل به الائمۃ الثلاثۃ

[1] ردالمحتار کتاب الحجر ص ۱۲۴ ج ۵ ظفیر۔ [2] سورۃ الاحزاب - ۶ - ظفیر

ومحمد بما لا مزید علیه[1] اس سے معلوم ہوا کہ امام محمدؒ کا مذہب اس بارے میں مفتی بہ نہیں ہے، البتہ اگر قاضی حکم فسخ کا کردے تو نافذ ہو جاوے گا لانہ مما یسوغ فیه الاجتہاد۔

سوال (۹۹۴) ہندہ کا شوہر زید دیوانہ ہے ہندہ کی بسر اوقات کا کوئی ذریعہ نہیں، ہندہ مذکورہ اس سے طلاق لینا چاہتی ہے، اور زید کی حالت یہ ہے کہ کبھی کبھی گھنٹہ آدھ گھنٹہ ایک روز دو روز ہوش میں ہو جایا کرتا ہے، ایسے وقت میں زید کی طلاق واقع ہو سکتی ہے یا نہیں۔	مجنون جس کو ایک دو دن ہوش آجائے اس کی طلاق واقع ہوگی

الجواب: - زید جس وقت ہوش میں ہوتا ہے اگر بالکل تام العقل اور ہوشیار ہوتا ہے تو اس حالت میں اگر وہ طلاق دیوے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اگر اس وقت بھی کامل العقل نہیں ہوتا تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور حالتِ دیوانگی کی بھی طلاق واقع نہیں ہوتی قال فی الشامی فیحترز به عمن یفیق احیانا ای یزول عنه ما به بالکلیة وھذا کالعاقل البالغ فی تلک الحالة وھو محمل کلام الزیلعی[2]۔

سوال (۹۹۵) زید تین برس سے مجنون ہو گیا ہے، پاگل خانہ میں اس کا علاج ہو رہا ہے، بقول ڈاکٹر اس کی اس وقت ایسی حالت ہو گئی ہے کہ پندرہ دن طبیعت اس کی صحیح اور درست ہو جاتی ہے، حسن وقبیح فعل کو اچھی طرح تمیز کر لیتا ہے، جب ایسی حالت میں کوئی عزیز اس سے ملتا ہے تو تمام عزیز واقارب کو پوچھتا ہے، اور پندرہ دن طبیعت اس کی خراب رہتی ہے، حسن وقبیح فعل کو تمیز نہیں	جو پندرہ دن ٹھیک رہتا ہے اور پندرہ دن پاگل حالت صحت میں طلاق دیدے تو ہوگی یا نہیں

[1] دیکھئے ردالمحتار باب العنین ص ۸۲۲ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] ردالمحتار کتاب الحجر ص ۱۲۴ ج ۵ ۱۲ ظفیر۔

کرسکتا اگر حالت افاقہ میں اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو صحیح ہوگی یا نہیں۔

(۲) زوجۂ زید مسکین اور غریب ہے، کوئی خبر گیری کرنے والا نہیں ہے، لہذا امام محمدؒ کے قول پر عمل کر کے طلب تفریق کر سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:- حالت افاقہ میں اگر وہ تام العقل ہو جاتا ہے تو طلاق اس کی صحیح ہے کما حققہ الکمال قال فی الشامی فیحترز عمن یفیق احیانا ای یزول عنہ ما بہ بالکلیۃ وھذا کالعاقل البالغ فی تلک الحالۃ[1] شامی جلد خامس کتاب الحجر۔

(۲) علامہ شامی نے اس موقعہ پر کہا وقد تکفل فی الفتح برد ما استدل بہ الائمۃ الثلاثۃ ومحمد بما لامزید علیہ[2]۔ پس معلوم ہوا کہ بموجب قول امام محمدؒ فتویٰ دینا درست نہیں ہے، اور تفریق صحیح نہ ہوگی۔ (اصل مذہب یہی ہے کہ زمانہ حال کی نزاکت اور قاضی شرعی نہ ہونے کی وجہ سے عورتوں کی مظلومیت پر نظر کر کے زمانہ حال کے علماء نے تفریق کی اجازت بنا بر مذہب مالکیہ دیدی ہے، جس کے لئے کچھ شرائط ضروری ہیں۔ یہ سب شرائط و احکام الحیلۃ الناجزہ للحلیلۃ العاجزہ[3] میں ضبط کر دیئے گئے ہیں، اس کو دیکھ لیا جائے۔) (م ع تب)

ایسا لڑکا جس کے حواس ٹھیک نہیں، نہ بول سکتا ہے وہ کس طرح طلاق دے گا

سوال (۹۹۶) ایک لڑکے کا نکاح پانچ چھ سال کی عمر میں ہوا، اب وہ بالغ ہے، مگر شروع ہی سے اس کے ہوش وحواس ٹھیک نہیں، نہ وہ بول سکتا ہے، اور اس کو دین و دنیا کی کچھ خبر نہیں ہے، اس کی طلاق کی کیا صورت ہو سکتی ہے، اور طلاق کی عدت ہوگی یا نہیں۔

[1] ردالمحتار کتاب الحجر ص ۱۲۲/۵ ۱۲ ظفیر [2] ردالمحتار باب العنین ص ۹۲۲/۲ - ظفیر
[3] تفصیل کیلئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانویؒ وکتاب الفسخ والتفریق المرحمانیؒ - ظفیر۔

الجواب:- اگر یہ لڑکا مجنون ہے، اس کے ہوش وحواس صحیح نہیں، اچھے برے کی تمیز نہیں کر سکتا تو امام محمدؒ کے مذہب کے موافق قاضی ان میں تفریق کر سکتا ہے، اس کے بعد وہ عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے، اور اگر وطی یا خلوت صحیحہ بھی اب تک نہیں ہوئی تو پھر عدت بھی نہیں، قال محمد ان کان الجنون حادثا یؤجلہ سنۃ کالعنۃ وان کان مطبقا فھو کالجب وبہ ناخذ کذا فی الحاوی القدسی[1] عالمگیریہ وفی الدر المختار واذا وجدت المرأۃ زوجھا مجبوبا فرق بینھما فی الحال لعدم فائدۃ التاجیل[2] الخ

جذام والے کی بیوی تفریق کرا سکتی ہے

سوال (۹۹۷) ولی محمد کی شادی کر پائے ہوئی چھ سال ہوئے، تین سال تک زوجہ شوہر کے پاس رہی، بعد تین سال کے شوہر کو آثار فساد خون ظاہر ہوئے، اور اب اس کو مرض جذام بخوبی ظاہر ہو گیا، زوجہ علیحدگی چاہتی ہے تا کہ عقد ثانی کر لیوے۔

الجواب:- درمختار میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کے موافق مرض جذام و برص وغیرہ میں تفریق بین الزوجین نہیں ہو سکتی، بلکہ شوہر سے کہا جاوے کہ وہ طلاق دیدے، بدون طلاق دینے شوہر کے تفریق نہ ہوگی اور عورت کو دوسرا نکاح کرنا جائز نہ ہوگا، البتہ امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ جذام و برص کی صورت میں اگر شوہر طلاق نہ دے تو حاکم تفریق کرا سکتا ہے، پس شوہر اول سے کہا جاوے کہ وہ طلاق دیدے اور اگر وہ طلاق نہ دے تو حاکم شرعی سے تفریق کرا لی جاوے[3] (دلائل پہلے بھی ردالمحتار سے نقل ہو چکے ہیں۔ ظفیر)

[1] عالمگیری باب العنین ص ۵۴۹/۱ - ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب العنین ص ۹۱۶/۲
[3] واذا کان بالزوج جنون او برص او جذام فلا خیار لھا عند ابی حنیفۃ وابی یوسفؒ وقال محمد لھا الخیار دفعا للضرر عنھا کما فی الجب والعنۃ (ہدایہ باب العنین ص ۴۰۹/۲) ظفیر

شوہر کو جذام کی بیماری ہو تو عورت کو خیار فرقت حاصل ہے

سوال (۹۹۸) زید کو جذام ہو گیا ہے اس لئے اس کی بیوی زینب خلع چاہتی ہے مگر شوہر مذکور چھوڑنا نہیں چاہتا تو علیحدگی کے لئے کیا صورت اختیار کی جاوے۔

الجواب:- جذام، برص اور جنون کی وجہ سے امام محمدؒ کے مذہب کے موافق عورت کو خیار فرقت حاصل ہے، وہ اپنے شوہر سے علیحدگی حاصل کر سکتی ہے یعنی اس کو حق ہے کہ وہ کسی حاکم شرعی قاضی وغیرہ کے یہاں تفریق کی درخواست کرے پس صورت مسئولہ میں جب کہ خلع اور طلاق وغیرہ کی کوئی صورت نہیں ہے تو امام محمدؒ کے مذہب پر عمل کیا جا سکتا ہے واذا كان بالزوج جنون او برص او جذام فلا خيار لها عند ابي حنيفة وابي يوسف وقال محمد لها الخيار دفعا للضرر عنها[1] هدایه قال محمد ان كان الجنون حادثا يؤجله سنة كالعنة ثم يخير المرأة الخ وان كان مطبقا فهو كالجب وبه ناخذ حاوى القدسى عالمگیریه[2]۔

[1] دیکھئے ہدایہ باب العنین وغیرہ ص۳۰۸ ج۲ و ص۳۹۹ ج۲۔ ظفیر

[2] دیکھئے عالمگیری باب العنین ص۵۲۹ ج۱۔ ظفیر

باب چہاردہم

زوجۂ مفقود الخبر سے متعلق احکام ومسائل

زوجۂ مفقود کے سلسلہ میں امام مالکؒ کا فتوی اور احناف کا عمل

سوال (۹۹۹) جواب پہنچا، جس کا مضمون یہ ہے۔ زوجۂ مفقود سے چار سال کے بعد عدت وفات دس دن چار ماہ پورے ہونے کے بعد نکاح صحیح ہے اور اگر زوج آجاوے تو وہ عورت اسی کو ملے گی، اور جو اولاد شوہر ثانی سے ہوئی ہو وہ اس کو ملے گی فی الشامی باب المفقود۔

اگر بعد شوہر اول آجاوے تو مالکیہ کے اس میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ وہ شوہر اول کے پاس جاوے اور نکاح ثانی فسخ سمجھا جاوے۔ دوسرا یہ کہ نکاح دوم موجب فسخ نکاح اول ہے پس وہ ثانی کے پاس رہے گی اور اول کو کوئی حق باقی نہ رہے گا، اور جمہور مالکیہ کے نزدیک یہی قول معتبر ومفتی بہ ہے از فتاوی مولانا عبد الحی صاحب ان میں اور آپ کے جواب میں کیا تطبیق ہے۔ اور اگر شوہر اول کو ملے گی تو اس کو نکاح کی ضرورت ہوگی یا نہیں، اور شوہر ثانی کو طلاق اور عورت کو عدت گذارنی ہوگی یا نہیں اور شوہر ثانی کے ذمہ مہر لازم ہوگا یا نہیں۔

الجواب: - شامی جلد ثالث باب المفقود میں ہے لکن لو عاد حیاً بعد الحکم بموت اقرانه قال الطحطاوی الظاهر انه کالمیت اذا احیی والمرتد اذا اسلم فالباقی فی ید ورثته له ولا یطالب بما ذهب قال ثم بعد ی قسمه ی ثیت المرحوم ابا السعود نقله عن الشیخ شاهین ونقل ان زوجته له والاولاد للثانی۔ اس عبارت سے جو مطلب احقر نے لکھا تھا وہی ظاہر ہے، اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے بسبب نہ دیکھنے اس حکم صریح کے قواعد سے حکم لکھا ہے کیونکہ قاعدہ معروفہ یہ ہے کہ جس امام کا مذہب اختیار کیا جاوے اس کے متعلق انھیں کی شرائط کی پابندی کی جاوے مگر چونکہ یہ حادثہ اور مسئلہ دوسرا ہے اس لئے اس میں اپنے مذہب کی تصریح کے موافق عمل کرنا اوفق ہے اور لفظ زوجته له سے خود ظاہر ہے کہ نکاح جدید کی شوہر اول کو ضرورت نہیں ہے، اور شوہر ثانی کو طلاق کی حاجت نہیں ہے، اور بصورت وطی عدت لازم ہوگی جیسا کہ موطوۃ بالشبہہ میں عدت لازم ہوتی ہے اور شوہر ثانی کے ذمہ بعد وطی کے مہر مثل لازم ہوگا۔

جس کا شوہر دس سال سے مفقود ہو وہ امام مالکؒ کے فتوی پر عمل کرے

سوال (۱۰۰۰) مسماۃ وزیرو کا شوہر دس سال ہوئے کہ لاپتہ ہے تو اس کی زوجہ وزیرو نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - جبکہ واقعی مہدی حسن شوہر مسماۃ وزیرو کا عرصہ دس سال سے مفقود الخبر ہے تو موافق مذہب امام مالک رحمہ اللہ کے جس پر علماء حنفیہ نے بھی فتوی دیا ہے، اب مسماۃ وزیرو نکاح ثانی کر سکتی ہے کذا فی الشامی قوله خلافاً لمالك فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین[2]

[1] رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۵ ج ۳ ۔ ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۴۵۶ ج ۳ ۱۲ ظفیر

ساٹھ برس کا آدمی سات سال سے غائب ہے اسکو زندہ سمجھا جائے یا مردہ

سوال (۱۰۰۱) جو شخص سات سال سے مفقود ہے اور عمر اس کی تخمیناً ساٹھ برس کی ہے، اس کو زندہ شمار کیا جائے گا یا مردہ، اور مردہ مانا جائے گا تو کب سے۔

الجواب: - کتب فقہ درمختار وغیرہ میں ہے کہ اصل مذہب امام ابوحنیفہؒ کا یہ ہے کہ جس وقت تک اس کے اقران یعنی ہم عمر فوت نہ ہو جاویں اس وقت تک وہ شخص مفقود الخبر زندہ شمار ہوگا، اس کا مال اس کے ورثہ کو تقسیم نہ کیا جاوے گا، پھر فقہاء نے ہم عمروں کے فوت ہونے کے زمانہ کو محدود کیا ہے، بعض نے فرمایا ایکسو بیس برس بعض نے سو برس بعض نے نوے برس اور متاخرین نے ساٹھ یا ستر برس کی عمر ہونے پر موت مفقود کا حکم دیا ہے اور اکثر فقہاء نے نوے برس پر فتوی دیا ہے۔ واختاره فی الکنز وهو الارفق هدایه[1] وعلیه الفتوی ذخیرہ شامی[2]۔ وقد قال فی النظم المعروف۔ ؎

مال مفقود را معطل دان تا نود سال از ولادت آں

پس اس قول مفتی بہ کے موافق جس وقت شخص مذکور مفقود الخبر کی عمر نوے برس کی ہو جاوے اس کو حکم موت کا دے کر اس کی میراث ورثہ موجودین پر تقسیم کی جاویگی، یعنی جو ورثہ اس وقت موجود ہوں ان کو دیا جائے گا، اور جو اس سے پہلے مر گئے وہ محروم رہے کما فی الدر المختار ویقسم ماله بین ورثته الآن الخ

[1] هدایه کتاب المفقود ص ۶۲۵ ج ۲ پوری عبارت یہ ہے واذا تم له مائة وعشرون سنة من یوم ولد حکمنا بموته وفی ظاهر المذهب یقدر بموت الاقران وفی المروی عن ابی یوسف بمائة سنة وقدره بعضهم بتسعین الخ والارفق ان یقدر بتسعین واذا حکم بموته اعتدت امرأته عدة الوفاة من ذلك الوقت (ایضاً) ظفیر۔ [2] رد المحتار ص ۴۵۵ ج ۳ کتاب المفقود۔

در مختار ای حین حکم بموتہ لا من مات قبل ذلک الوقت۔ شامی[1]

شوہر کے دو برس سات ماہ غائب ہونے کے بعد جو نکاح ہوا وہ صحیح نہیں ہے

سوال (۱۰۰۲) زید دو برس سات ماہ سے مفقود الخبر تھا، اس کی زوجہ کے وارثوں نے زوجہ زید کا نکاح ثانی دو برس سات ماہ کے بعد عمر کے ساتھ کردیا، ۲۵ شعبان ۱۳۳۲ھ کو عقد ثانی ہوا اور ۲۹ محرم ۱۳۳۳ھ کو زید مفقود الخبر صحیح سلامت واپس آگیا، تو وہ عورت اسی کو ملے گی یا نہیں۔

الجواب:- زوجہ زید کا دوسرا نکاح جو شوہر اول کے مفقود ہونے سے دو برس سات ماہ بعد ہوا کسی مذہب کے موافق صحیح نہیں ہوا[2]۔ اور جب کہ زید واپس آگیا تو وہ عورت اسی کو ملے گی اور نکاح اس کا زید سے قائم ہے کیونکہ کوئی وجہ فسخ نکاح کی نہیں پائی گئی کذا فی عامۃ کتب الفقہ۔

جوان العمر عورت جس کا شوہر غائب ہے کیا کرے

سوال (۱۰۰۳) ایک شخص چار سال سے مفقود الخبر ہے اس کی منکوحہ کو بہت سی ضروریات نکاح ثانی کی طرف داعی ہیں، جوان العمر ہے ارتکاب ممنوع شرعی کا خوف ہے، نفقہ، کسوت، سکنی، زوج کی طرف سے نہیں ملتا، کیا اس حالت ضرورت میں شرعاً عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔

الجواب:- اس مسئلہ میں صحابہ اور تابعین اور ائمہ مذہب کے درمیان بہت بڑا اختلاف ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ایک بڑی جماعت صحابہ کرام رضی

[1] رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۴ ج ۳۔ ظفیر
[2] اذا غاب الرجل فلم یعرف لہ موضع ولم یعلم احی ھو ام میت نصب القاضی من یحفظ مالہ الخ ولا یفرق بینہ وبین امرأتہ وقال مالک اذا مضی اربع سنین یفرق القاضی بینہ وبین امرأتہ الخ (ہدایہ کتاب المفقود ص ۵۹۴ ج ۲) ظفیر۔

کی قائل ہے کہ زوجہ مفقود کو چار سال تک انتظار کرنا چاہئے، اس کے بعد عدت وفاۃ ختم کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے، بعض نے اس پر اجماع صحابہ کا بھی دعوی کیا ہے اور یہی قول علاوہ حضرت عمرؓ کے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ (ایک روایت میں) کی طرف منسوب ہے (زرقانی) اور یہی قول امام مالک رحمہ اللہ کا بھی ہے، اور بعض صحابہ مثل حضرت ابن مسعود اور حضرت علی (دوسری روایت کی بناء پر) یہ فرماتے ہیں کہ مفقود کی زوجہ کو اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جس وقت شوہر مفقود کی موت ظاہر و متحقق ہو جائے اور اسی کو حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اختیار کیا ہے، چنانچہ اس میں فقہاء حنفیہ کے حسب ذیل اقوال مشہور ہیں (۱) مفقود کے اقران ہم عمر کے مرجانے تک مفقود کو زندہ تصور کیا جائے گا۔ (۲) نوے برس تک۔ (۳) سو برس تک (۴) ایک سو بیس برس تک مفقود کی موت کا حکم نہ کیا جاوے گا (۵) قاضی کی رائے پر مفوض ہے، جس وقت قاضی کو اس میں مصلحت نظر آوے اس وقت مفقود کی موت کا حکم کر سکتا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ کوئی مدت معینہ مقرر نہ کی جائے بلکہ جیسے کہ امام ابو حنیفہؒ کا عام مسلک ہے کہ مبتلی بہ کی رائے پر تفویض کرتے ہیں، ویسا ہی یہاں بھی اختیار کیا جاوے گا کما فی البحر واختار شمس الائمۃ ان لا یقدر بشئ لانہ الیق بطریق الفقہ لان نصب المقادیر بالرای لا تکون وفی الھدایۃ انہ الاقیس وفوضہ بعضھم الی القاضی فای وقت رای المصلحۃ حکم بموتہ قال الشارح وھو المختار بحر ص ۱۶۵ ج ۵ اور صاحب قنیہ اس قول کو ابو حنیفہؒ کی روایت قرار دیتے ہیں کما قال نافع عن ابی حنیفۃ ان مدۃ الفقد مفوض الی رای القاضی فیحکم بما ادی الیہ اجتہادہ فیقسم مالہ حینئذ بین الاحیاء من ورثتہ قنیہ ص ۱۰۰ اور زیلعی کا مختار بھی یہی ہے، صاحب بحر ینابیع سے نقل کر کے اس قول کو ظاہر روایت قرار دیتے ہیں

چنانچہ شامی میں ہے قولہ واختار الزیلعی تفویضہ للامام قال فی الفتح فای وقت رای المصلحۃ حکم بموتہ قال فی النہر وفی الینابیع قیل یفوض الی رای القاضی ولا تقدیر فیہ فی ظاہر الروایۃ وفی القنیہ جعل ہذا روایۃ عن الامام ھ صاحب بحر کا مختار بھی یہی قول معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ دوسرے اقوال کے اختیار کرنے والے کے متعلق استعجاب ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والعجب من المشائخ کیف یختارون خلاف ظاہر المذہب مع انہ واجب الاتباع علی مقلدی ابی حنیفۃ والامام محمد لم یعتبر السنین وانما اعتبرہ المتقدمون بعدہ وقال الصدر الشہید فی شرحہ ما قال محمد احوط کما فی التتارخانیہ ولقد صدق من قال کثرۃ المقالات تؤذن بکثرۃ الجہالات ومن الغریب ما نقلہ فی التتارخانیۃ انہ مقدر بثمانین سنۃ وعلیہ الفتوی بحر ص۱۷۶ ج۵، خلاصہ یہ ہے کہ ایک مدت معینہ تک انتظار کرنے کا حکم جو کہ حنفیہ کا مذہب قرار دیا جاتا ہے وہ فی الحقیقۃ ائمہ حنفیہ سے منقول نہیں بلکہ ائمہ کا قول یہی ہے کہ جب آثار و قرائن سے اس کے مرنے کا گمان غالب ہو جائے تو اس وقت مفقود کے مرنے کا حکم کیا جاوے گا، چنانچہ بعض مواقع میں تھوڑی سی مدت کے گذر جانے پر بھی موت کا حکم دیئے جانے کے قائل ہوئے ہیں کما فی الشامی نقلاً عن الزیلعی وقال الزیلعی لانہ یختلف باختلاف البلاد وکذا غلبۃ الظن تختلف باختلاف الاشخاص فان الملک العظیم اذا انقطع خبرہ یغلب علی الظن فی ادنی مدۃ انہ قد مات[1] اھ اس کے بعد صاحب شامی خود فرماتے ہیں ومقتضاہ انہ یجتہد ویحکم بالقرائن الظاہرۃ الدالۃ علی موتہ وعلی ہذا یبتنی[2] ۔

[1] رد المحتار کتاب المفقود ص۴۵۵ ج۳ ۔ ظفیر [2] ایضاً ص۴۵۵ ج۳ ۔ ظفیر

مفقود الخبر کی بیوی پہلے شوہر کی واپسی کے بعد اسی کو ملے گی

سوال (۱۰۰۴) زید مفقود الخبر کی زوجہ نے زید کا عرصہ دراز تک انتظار کر کے بعد اپنا دوسرا نکاح کیا، مدت مدید کے بعد زید مفقود الخبر واپس آیا، اور اس نے دعویٰ کر دیا کہ میری زوجہ ہے، اور چار سال کا مفقود الخبر ہونا ظاہر کیا، دوسرے خاوند سے اس کی زوجہ کے بچہ پیدا ہوا، اب دریافت طلب امر ہے کیا وہ زوجہ زید کی سمجھی جاوے گی، اور بچہ کس کے نسب میں داخل ہوگا۔

الجواب:۔ شامی میں تصریح ہے کہ اگر مفقود الخبر واپس آجاوے تو اس کی زوجہ اسی کو ملے گی، شوہر ثانی سے علیحدہ کرا دی جاوے گی؛ اور اولاد شوہر ثانی کی ہے شامی[1] ج۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مفقود الخبر کی بیوی نے دوسری شادی کر لی پھر پہلا شوہر آیا مگر وہ رکھنا نہیں چاہتا کیا حکم ہے

سوال (۱۰۰۵) زوجہ مفقود کا نکاح ثانی کر دیا تھا بعد نکاح ثانی کے شوہر اول آگیا تو اب نکاح دوسرا صحیح اور جائز رہا یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیا کرنا چاہیے؟ کیونکہ شوہر اول اس کو رکھنا نہیں چاہتا۔

الجواب:۔ بعد آنے خاوند اول کے دوسرا نکاح جائز نہیں رہا[2] اگر وہ یعنی شوہر اول اس عورت کو رکھنا نہیں چاہتا تو صورت اس کی یہ ہے کہ شوہر اول اس عورت کو طلاق دیدے اور وہ عورت عدت تین حیض پوری کر کے دوسرے خاوند سے جس کے پاس ہے نکاح کر لے مہر جدید مقرر کرے۔

بیوی پہلے شوہر کے آجانے کے بعد اسی کو ملے گی

سوال (۱۰۰۶) قریب چھ مہینے پر ایک شخص زندہ نکلا ہے، اس کی بیوی موجود ہے، وہ کس کو ملے گی۔

[1] لو عاد بعد الحکم بموت اقرانہ (الی قولہ) نقل ان زوجتہ والاولاد للثانی (رد المحتار کتاب المفقود ص۴۵۵ ج۳) ظفیر۔ [2] ایضاً ۔ ظفیر۔

الجواب: اس کی زوجہ اسی کو ملے گی کما فی الشامی لکن لو عاد حیا بعد الحکم بموت اقرانہ قال ط الظاہر انہ کالمیت اذا احیی والمرتد اذا اسلم فالباقی بین ورثتہ لہ ولا یطالب بما ذہب قال ثم بعد رقمہ رأیت المرحوم ابا السعود نقلہ الشیخ شاہین ونقل ان زوجتہ لہ والاولاد للثانی[1] -

شوہر کی دو برس کی گمشدگی کے بعد عورت نے دوسری شادی کرلی وہ جائز نہیں ہوئی

سوال (۱۰۰۷) ایک عورت کا خاوند پردیس کو چلا گیا تھا، دو برس تک گم رہا۔ بعد چار برس کے اس عورت کے والد نے دوسرا نکاح کردیا، اور نکاح سے دو برس پہلے اس خاوند کا خط بھی آچکا تھا، دو اولاد بھی دوسرے خاوند سے پیدا ہوئی، پھر اس کا خاوند اول بھی آگیا، وہ عورت خوشی سے پہلے خاوند کے یہاں چلی گئی، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ وہ عورت کس کی منکوحہ رہی اور وہ اولاد کس کی ہے۔

الجواب: پہلا نکاح قائم ہے اور دوسرا باطل ہوا، اور اولاد جو زوج ثانی سے ہوئی ولد الحرام[2] ہے -

دس سال گمشدہ شوہر کا انتظار کرنے کے بعد عورت کی دوسری شادی

سوال (۱۰۰۸) ایک شخص اپنے گھر سے مفقود ہوگیا جس کو عرصہ دس سال کا ہوا، اس کی بیوی تنگ ہوکر دوسرے شخص کے یہاں چلی گئی، اور بغیر نکاح کے اولاد بھی ہوئی ہے، اب وہ اس شخص سے نکاح بھی کرسکتی ہے یا نہیں -

الجواب: اس عورت کو چاہئے کہ اب نکاح کرلیوے کیونکہ امام مالک[3]

[1] رد المحتار کتاب المفقود، ص۴۴۴/۳ - ظفیر۔ [2] جب دو برس بعد شوہر کا خط آگیا تو یہ مفقود نہیں کہا جائے گا، اس لئے دوسرا نکاح جائز نہیں۔ اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ الا لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب العدۃ ص۸۳۵/۲) ظفیر۔

کے مذہب میں چار برس کے بعد مفقود الخبر کی زوجہ عدت وفات پوری کرکے دوسرا نکاح کرسکتی ہے، اور اس پر حنفیہ نے بھی فتوی دیا ہے[1] - (بلا نکاح دوسرے مرد کے پاس جب تک وہ رہی حرامکاری میں مبتلا رہی، اس سے توبہ کرے، البتہ اب شادی کرلینے کے بعد اس کا رہنا سہنا جائز ہوگا۔ ظفیر) -

دس برس شوہر کا انتظار کرکے عورت نے دوسری شادی کرلی، اب پہلا شوہر آگیا، کیا حکم ہے

سوال (۱۰۰۹) زید نے اپنی شادی کی، اور اس کے تین برس بعد وہ پردیس چلا گیا اور دس برس تک اس کا پتہ نہیں چلا، بعد کو زید کی بیوی نے نکاح ثانی کرلیا۔ اور اب زید جو کہ بارہ برس بعد واپس آیا ہے اور مسماۃ مذکورہ پر دعوی کرتا ہے یہ دعوی اس کا جائز ہے یا نہیں -

الجواب: یہ دعوی اس کا درست اور جائز ہے، وہ عورت شوہر اول کو ہی ملے گی، کیونکہ شوہر اس کا اگر مفقود الخبر نہ ہوا تھا تب تو وہ دوسرا نکاح ہی باطل ہوا، اور اگر مفقود الخبر ہوگیا تھا تو مفقود میں بھی یہی حکم ہے کہ اگر وہ واپس آجائے تو اس کی زوجہ اسی کو ملے گی کما فی رد المحتار قال ثم بعد رقمہ رأیت المرحوم ابا السعود نقلہ عن الشیخ شاہین ونقل ان زوجتہ لہ والاولاد للثانی۔ کتاب المفقود شامی[2] ص۳۳۲/۳ -

[1] ولا یفرق بینہ وبینہا ولو بعد مضی اربع سنین خلافا لمالک (در مختار) فان عندہ تعتد زوجۃ المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین الخ قال فی البزازیہ الفتوی فی زماننا علی قول مالک (رد المحتار کتاب المفقود مطلب فی الافتاء بمذہب مالک فی زوجۃ المفقود ص۴۵۶/۳) ظفیر۔ [2] رد المحتار کتاب المفقود تحت قولہ فان ظہر قبلہ ص۴۵۹/۳ - ظفیر۔

زوجہ مفقود میں قضائے قاضی کی بحث

سوال (۱۰۱۰) آپ نے زوجہ مفقود کے مسئلہ میں قضاء قاضی کا ذکر نہیں فرمایا۔

الجواب:- مفقود الخبر کی زوجہ کے بارے میں امام مالک کے مذہب کے موافق بندہ تفریق قاضی وقضائے قاضی کا ذکر اس وجہ سے نہیں کرتا کہ یہ مسلم ہے کہ جس امام کا مذہب لیا جاوے، اس امام کا اس بارے میں جو مذہب ہو اس کو لینا چاہئے، بندہ نے جو اس بارے میں کتب فقہ مالکیہ کو دیکھا تو ان کی کتب میں یہ تفصیل ہے فصل لذکر المفقود واقسامه الاربعة۔ ولزوجة المفقود الرفع للقاضی والوالی ووالی الماء والا فلجماعة المسلمین فیوجل الحر اربع سنین ثم اعتدت کالوفاة ولا یحتاج فیها الاذن من الحاکم۔ والا یوجد واحد منهم فلجماعة المسلمین من صالحی بلدها[1] شرح الخلاصة الذی دیه علی مختصر الشیخ الخلیل فی الفقه للامام مالک رحمه الله، اور شاید یہی وجہ ہو کہ شامی نے امام مالک کے مذہب کی تشریح میں یہ لکھا ہے قوله خلافاً لمالک فان عنده تعتدی زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین ومذهب الشافعی القدیم[1] اھ ص۴۵۶ ج۳ باقی اگر قاضی کی تفریق پائی جاوے تو بہت اچھا ہے پھر کچھ تامل نہ ہوگا (صاحب ہدایہ کی عبارت) وقال مالک اذا مضی اربع سنین یفرق القاضی بینه وبین امرأته[2] اھ، ہدایہ کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ قاضی موجود ہو تو وہی تفریق کا حکم دیوے تاکہ کچھ شک نہ رہے۔

[1] ردالمحتار کتاب المفقود ص۴۵۶ ج۳ ۱۲ ظفیر

[2] ھدایہ کتاب المفقود ص۵۹۶ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

جس کا شوہر غائب ہے وہ کیا کرے

سوال (۱۰۱۱) ایک لڑکی کا شوہر عرصہ آٹھ سال سے غائب ہے، باوجود تلاش کے کہیں پتہ نہیں چلتا، لڑکی اس وقت نوجوان ہے اگر اس کی شادی دوسرے شخص سے نہ کی جاوے تو قوی احتمال زنا کا ہے جیسی کہ لڑکی [illegible] نہایہ اظہار کرتی رہتی ہے، اس صورت میں لڑکی کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- زوجہ مفقود الخبر کے بارے میں حنفیہ نے امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر فتوی دیا ہے کہ چار برس کے بعد زوجہ مفقود کو اس کے نکاح سے خارج کر کے عدت وفات پوری کرا کے دوسرا نکاح کرنے کی اجازت دیتے ہیں کما فی الشامی عن القهستانی لو افتی فی موضع الضرورة لا باس به[1] اھ۔

مفقود الخبر کی بیوی کی دوسری شادی کے لئے قضائے قاضی ضروری ہے

سوال (۱۰۱۲) - (۱) زوجہ مفقود اگر بمذہب امام مالک رحمہ اللہ چار سال کے بعد دوسرا نکاح کرنا چاہے تو اس کو تفریق قاضی کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر تفریق قاضی کی ضرورت ہے تو اس کی کیا دلیل ہے۔ اور اگر تفریق قاضی کی ضرورت نہیں ہے تو عبارت ذیل کا کیا مطلب ہے جس سے تفریق قاضی ضروری معلوم ہوتی ہے ولا یفرق بینه وبین امرأته[2] ھدایہ ولا یفرق بینه وبینها ولو بعد مضی اربع سنین[3] (درمختار) قال مالک اذا مضی اربع سنین یفرق القاضی بینه وبین امرأته وتعتد عدة الوفاة ثم تزوجت من شاءت لان عمر رضی الله تعالیٰ عنه هکذا قضی[4] اھ ولا یفرق بینه وبین امرأته

[1] ردالمحتار کتاب المفقود ص۴۵۵ ج۳ ۱۲ ظفیر۔ [2] ھدایہ کتاب المفقود ص۵۹۵ ج۲ ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب المفقود ص۴۵۶ ج۳ ۱۲ ظفیر

[4] ھدایہ کتاب المفقود ص۵۸۵ ج۲ وص۵۸۶ ج۲ ۔ ظفیر۔

ویحکم بموتہ بمضی تسعین سنۃ[1] وعلیہ الفتویٰ عالمگیریہ۔ انہ انما یحکم بموتہ بقضاء لانہ امر محتمل فمالم ینضم الیہ القضاء لا یکون حجۃ در مختار[2] ان ھذا ای ماروی عن ابی حنیفۃ من تفویض موتہ الیٰ رای القاضی نص علی انہ انما یحکم بموتہ بقضاء[3] شامی۔

(۲) اگر تفریق ضروری ہے تو اس ملک میں کون تفریق کر سکتا ہے، کیونکہ حاکم وقت نصاریٰ کی طرف سے کوئی قاضی مقرر نہیں، اور مسلمانوں کی تراضی واتفاق سے بھی کسی کو منصب قضاء نہیں ملا ہے، پھر تفریق کی کیا صورت ہے۔

الجواب:- (۱ و ۲) حنفیہ کے قواعد اور تصریحات کے موافق تفریق قاضی کی ضرورت ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر یہ کہا جاوے کہ جب کہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا اس بارے میں لیا جاوے تو ان کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اول تاجیل اربع سنین کے وقت تاجیل قاضی یا والی یا عام مسلمین کی ضرورت ہے، پھر بعد گذرنے چار برس کے زوجہ مفقود خود عدت وفات پوری کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے کذا صرح بہ فی کتب الفقہ المالکیہ اور ظاہر عبارت شامی اسی کو مقتضی ہے کما قال فی شرح قولہ خلافا لمالک فان عندہ تعتد زوجۃ المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین[4] الخ وفی شرح الخلاصۃ فقہ الامام مالک ولزوجۃ المفقود الرفع للقاضی والوالی ووالی الماء والا فلجماعۃ المسلمین فیوجل الحر اربع سنین ثم اعتدت کالوفاۃ ولا یحتاج فیہا الاذن من الحاکم[5]۔

[1] عالمگیری کتاب المفقود ص ۳۰ ج ۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۵ ج ۳ ظفیر۔ [3] رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۵ ج ۳۔ ظفیر۔ [4] ایضاً ص ۴۵۶ ج ۳ ۱۲ ظفیر۔ [5] شرح الخلاصہ

> زوجہ مفقود چار سال انتظار قاضی کے حکم سے کرے گی، اور پھر قضاء کی ضرورت ہوگی یا نہیں

سوال (۱۰۱۳) صاحب ہدایہ نے امام مالک رحمۃ اللہ کا مذہب دربارۂ تفریق زوجہ مفقود بایں الفاظ تحریر فرمایا ہے قال مالک اذا مضی اربع سنین یفرق القاضی بینہ وبین امرأتہ وتعتد عدۃ الوفاۃ ثم تزوجت من شاءت[1]۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چار سال گزرنے کے بعد تفریق ضروری ہے اور عبارت شامی فان عندہ تعتد زوجۃ المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین[2]۔ اس کو مقتضی ہے کہ نہ تربص اربع سنین کے لئے حکم قاضی کی ضرورت ہے اور نہ چار سال کے بعد تفریق قاضی کی حاجت ہے، پس ان دونوں میں سے کونسا قول فقہ مالکیہ کے موافق ہے، جس زوجہ مفقو کو تاجیل اربع سنین کا حکم کسی قاضی سے حاصل نہ ہوا ہو تو بعد گذرنے چار سال کے اس کی تفریق ضروری ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- یہ جیسا آپ نے صاحب ہدایہ اور شامی سے نقل فرمایا ہے ان دونوں کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے اور شرح دردر فقہ مالکیہ میں یہ تصریح فرمائی ہے کہ تاجیل قاضی ووالی وعامہ مسلمین کے بعد تفریق قاضی وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے، اور بندہ کے خیال میں اس زمانہ میں بوجہ نہ ہونے قاضی کے حسب تصریح فقہاء مالکیہ تاجیل وتفریق عامہ مسلمین کافی ہے، اور تاویل قول صاحب ہدایہ کی یہ ہو سکتی ہے۔ یفرق القاضی الخ ای ان کان والا یکفی تاجیل غیر القاضی ایضا ولا حاجۃ الی التفریق بعدہ[3]۔

[1] ھدایہ کتاب المفقود ص ۵۸۵ ج ۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۶ ج ۳ ظفیر
[3] اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ بحث زوجہ مفقود۔ واللہ اعلم ۱۲۔ ظفیر۔

چار سال کے بعد قاضی نے زوجہ مفقود کی شادی کردی اس کے بعد جب پہلا شوہر آگیا تو بیوی اسی کو ملے گی

سوال (۱۰۱۴) ایک عورت کا خاوند لاپتہ ہوگیا، چار سال گذرنے کے بعد قاضی نے موت کا حکم لگا کر چار ماہ دس دن کے بعد اس کا نکاح ثانی کردیا، چند روز بعد پہلا خاوند آگیا وہ نکاح صحیح ہوا یا نہ اور اب وہ عورت کس کی زوجہ رہے گی قاضی کو کس صورت سے اس کا فیصلہ کرنا چاہئے۔

الجواب:- وہ نکاح ثانی تو صحیح ہوگیا، اور اولاد جو اس سے ہوگی وہ ولد الحلال ہے لیکن بعد آجانے شوہر اول کے وہ عورت شوہر اول کو ملے گی کما فی الشامی ان زوجته له، والاولاد للثانی (رد المحتار جلد ثالث کتاب المفقود)[1]۔

مفقود الخبر کے مال کی تقسیم کب ہوگی

سوال (۱۰۱۵) مفقود کا مال اس کے وارث کب تقسیم کرسکتے ہیں۔

الجواب:- جس وقت مفقود کی عمر اس قدر ہوجاوے کہ اس کے ہم عمر مرجاویں، اس وقت اس کے ورثہ موجودین مال تقسیم کریں[2]۔

مفقود الخبر کی بیوی موجودہ زمانہ میں کب دوسرا نکاح کرے گی

سوال (۱۰۱۶) اگر کسی عورت کا خاوند اپنے وطن سے مفقود الخبر ہوجاوے تو کتنے زمانہ کے بعد وہ عورت فی زمانہ علمائے دین کے نزدیک دوسرے شخص کے نکاح میں آسکتی ہے۔

الجواب:- مفقود الخبر کی زوجہ چار برس کے بعد عدت وفات دس دن چار ماہ پورے کرکے موافق مذہب امام مالکؒ کے دوسرا نکاح کرسکتی ہے،

---

[1] رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۵ ج ۳ ۱۲ ظفیر۔ [2] وبعده یحکم بموته فی حق ماله یوم علم ذلک ای موت اقرانه فتعتد منه عرسه للموت ویقسم ماله بین من یرثه الآن (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۵ ج ۳) ظفیر۔

اس پر حنفیہ کا فتویٰ[1] ہے۔

مفقود الخبر کی کس عمر کا اعتبار کیا جائے گا

سوال (۱۰۱۷) ظہیر الدین ولد واعظ علی بعمر بست سال ۱۹۲۷ء میں مفقود الخبر ہوئے، جس کو عرصہ بیالیس سال کا ہوا، اس وقت سے لے کر اس وقت تک ان کی کوئی خبر نہیں ملی کہ زندہ ہیں یا مر گئے، اور اس وقت ان کی عمر ۶۲ سال کی ہوتی ہے، شرعاً ان کی موت وحیات کے بارے میں کیا حکم ہے، موت کا حکم کس وقت دیا جاوے گا۔

الجواب:- متاخرین فقہاء نے ساٹھ سال کی عمر کا اعتبار کیا ہے کہ اس کے بعد موت کا حکم دیا جاتا ہے، اور ابن الہمام نے ستر برس کی عمر کو اختیار فرمایا ہے کذا فی الشامی[2]۔ پس اب کہ ۶۲ برس کی عمر مفقود کی ہوگئی، اگر موت کا حکم دے کر اس کا ورثہ وارثوں موجودہ پر تقسیم کیا جائے تو درست[3] ہے۔

شوہر بیس سال سے مفقود الخبر ہے، بیوی نکاح کرسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۱۸) ایک لڑکی کی شادی کم سنی میں کی گئی اور شوہر شادی کے تین سال بعد کہیں چلا گیا اور اب تک مفقود الخبر ہے، بیس برس کا زمانہ گذر گیا نہ تو اس نے کوئی خط بھیجا، اور

---

[1] خلافا لمالک فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین الخ وقد قال فی البزازیه الفتوی فی زماننا علی قول مالک (رد المحتار کتاب المفقود مطلب فی الافتاء بمذهب مالک ص ۴۵۶ ج ۳) ظفیر۔ [2] واختار المتاخرون ستین سنة واختار ابن الهمام سبعین لقوله علیه الصلوٰة والسلام اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین (رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۷ ج ۳) ظفیر۔
[3] وبعده یحکم بموته فی حق ماله یوم علم ذلک ای موت اقرانه فتعتد منه عرسه للموت ویقسم ماله بین من یرثه الآن (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۸ ج ۳) ظفیر۔

باوجود تلاش کے نہ ہی اس کا کچھ پتہ چلا، اگر لڑکی کہیں نکاح کرنا چاہے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: اس حالت میں اس کا دوسرا نکاح درست ہے۔ جیسا کہ شامی میں نقل کیا گیا[1]۔

جو دس سال تک مفقود الخبر رہے اس کی بیوی کا نکاح جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۰۱۹) ایک شخص شادی کر کے کہیں چلا گیا، اور دس سال تک مفقود الخبر رہا۔ دس سال بعد لڑکی کے وارثوں نے لڑکی کی شادی اور شخص سے کر دی، چند روز بعد لڑکی کا پہلا شوہر آکر دعویدار ہوا، عدالتی چارہ جوئی کی مگر مقدمہ خارج ہو گیا اور وہ پھر بغیر طلاق دیئے کہیں چلا گیا، اس لڑکی کے بارے میں کیا حکم ہے، مندرجہ بالا شادی کو خلاف شرع سمجھ کر لڑکی کے وارثوں سے قومی جماعت نے قطع تعلق کر دیا۔

الجواب: مفقود الخبر کی زوجہ کا بعد دس سال کے جو نکاح کیا گیا تھا وہ صحیح ہو گیا، لیکن جس وقت شوہر سابق واپس آیا تھا وہ عورت شرعاً اسی کو واپس ملنی چاہئے تھی، اور جو نکاح ہوا تھا وہ فسخ ہو گیا، اب اگر وہ شخص پھر کہیں چلا گیا اور لاپتہ ہے تو چار برس کے بعد عدت وفات پوری کر کے پھر وہ عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ دس سال کے بعد جو اس عورت نے نکاح کیا تھا وہ خلاف شرع نہ تھا، پھر اس سے قطع تعلق کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، چاہئے کہ میل ملاپ کر لیں۔

جس کے شوہر کو حبس دوام کی سزا دی گئی اس کا حکم

سوال (۱۰۲۰) ایک شوہر جو دس پندرہ سال سے مفقود الخبر ہے، یا کوئی شخص جس کو سزا دریائے شور یا حبس دوام کی دی گئی

[1] خلافاً للمالک فان عندہ تعتد زوجۃ المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین اھ وقد قال فی البزازیۃ الفتوی فی زماننا علی قول مالک (رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۶ ج ۳) تفصیل کے لئے دیکھئے "حیلہ ناجزہ" للتھانوی ۱۲ ظفیر۔

اس کی بیوی عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: مفقود الخبر کا دوسرا حکم ہے، اور جس کو سزا دریائے شور دی گئی وہ مفقود الخبر نہیں ہے اور اس کی زوجہ دوسرا عقد شوہر کی زندگی میں نہیں کر سکتی، اور مفقود الخبر وہ ہے جس کا نشان و پتہ اور موت و حیات کچھ معلوم نہ ہو[1]، اس کو ایک وقت مقرر پر شرعاً موت کا حکم دیدیا جاتا ہے۔

شوہر نو سال سے پلٹن میں ہے خبر گیری نہیں کرتا، بیوی کیا کرے

سوال (۱۰۲۱) ایک شخص عرصہ نو سال سے نکاح کر کے پلٹن میں ملازم ہو گیا ہے، اور اس عرصہ میں اپنی زوجہ کو نہ خرچ روانہ کیا، اور عورت کے رشتہ داروں نے جو خطوط روانہ کئے نہ ان کا جواب دیا۔ اس بارے میں مولوی ثناء اللہ نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ چار سال کے بعد عورت کا دوسرا نکاح جائز ہے، یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب: وہ شخص جس کا ذکر سوال میں ہے مفقود الخبر نہیں ہے، اس حالت میں اس کی زوجہ کو اس سے علیحدہ نہیں کرا سکتے، اور دوسرا نکاح اس عورت کا نہیں کر سکتے بدون طلاق دیئے شوہر اول کے دوسرا نکاح جائز نہ ہوگا، اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ مفقود الخبر کی زوجہ کا مسئلہ ہے، علمائے دیوبند وغیرہ نے زوجہ مفقود الخبر کے بارے میں بیشک امام مالکؒ کے مذہب کے موافق فتویٰ دیا ہے کہ چار برس کے بعد اس کی زوجہ عدت وفات پوری کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے مگر وہ یہ مسئلہ نہیں ہے جو سوال میں ہے[2]۔

مفقود الخبر کی بیوی بغیر قضائے قاضی دوسری شادی نہیں کر سکتی

سوال (۱۰۲۲) زید آٹھ سال کی مدت سے مفقود الخبر اور لاپتہ ہے، اس کی زوجہ نے

[1] وھو لغۃ المعدوم وشرعاً غائب لم یدر احی ھو فیتوقع قدومہ ام میت اھ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۳ ج ۳) ظفیر۔ [2] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

بغیر قاضی کی تفریق کے دوسرے شخص سے اپنا عقد نکاح کرلیا، جب علماء کو خبر ہوئی تو انھوں نے تنبیہ کرکے ان کی مفارقت کرادی، اب زوجہ مذکورہ سے ارتکاب زنا کا خوف ہے، اس صورت میں امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر فتویٰ کے بموجب کہ چار سال کی مدت ہے اور تفریق قاضی شرط ہے، مذکورہ عورت چاہتی ہے کہ کسی عالم کو حکم قرار دیدیا جائے اور تفریق کا حکم کرکے نکاح کی اجازت دیدے۔

اس معاملہ میں دو امر دریافت طلب ہیں، ایک یہ کہ اس حالت میں ضرورت کے وقت عالم قاضی کا قائمقام ہوسکتا ہے یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ عالم کی تفریق مثل قاضی کی تفریق کے ہے یا نہیں۔

الجواب:- مفقود الخبر کے بارے میں ماخوذ ومعمول بہ امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ چار سال کے بعد مفقود الخبر کی زوجہ عدت وفات گذار کر نکاح ثانی کرلے، چنانچہ شامی کی عبارت یہ ہے قولہ خلافا لمالک فان عندہ تعتد زوجۃ المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین[1] الخ اس عبارت سے واضح ہوا کہ چار سال گذرنے کے بعد زوجہ مفقود عدت وفات پوری کرلے، تفریق کی ضرورت نہ ہوگی، بس چار سال ہوجانے کے بعد تفریق کے ارادہ سے عدت گذارنا کافی ہے، لیکن امام مالک رحمہ اللہ کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ تفریق کرنی چاہئے، اور تفریق کرنے والا اگر قاضی نہ ہو تو مسلمانوں کی دیندار جماعت کا تفریق کرنا بھی کافی ہے[2]۔

مفقود الخبر سے متعلق احکام | **سوال (۱۰۲۳)** شوہر مفقود الخبر کی میعاد شرع شریف میں کس قدر ہے اور کب تک ہے، مال متروکہ اس کا کس طرح تقسیم کیا جاوے۔

[1] رد المحتار کتاب المفقود مطلب فی الافتاء بمذہب مالک ص۴۵۶ ج۳ - ظفیر

[2] تفصیل کے لئے دیکھئے "الحیلۃ الناجزہ" للتھانوی۔ ۱۲ ظفیر

الجواب:- مفقود الخبر کی زوجہ کے نکاح میں حنفیہ نے قول امام مالک رحمہ اللہ اختیار کیا ہے کہ بعد چار سال کے اس کی زوجہ عدت دس دن چار ماہ پورے کرکے نکاح ثانی کرسکتی ہے کذا فی الشامی[1] اور دربارہ تقسیم میراث مفقود مذہب اصلی مذہب حنفیہ پر عمل درآمد ہوگا، اور مذہب اصلی حنفیہ کا اس بارے میں یہ ہے کہ جس وقت اقران اس کے مرجاویں اس وقت حکم موت مفقود کا دیا جاوے گا[2]، اور تقدیر اس کی نوے برس کے ساتھ کی گئی ہے اور اس میں دیگر اقوال بھی ہیں جو کتب فقہ سے معلوم ہوسکتے ہیں۔

[1] خلافا لمالک فان عندہ تعتد زوجۃ المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین الخ وقد قال فی البزازیۃ الفتویٰ فی زماننا علی قول مالک (رد المحتار کتاب المفقود ص۴۵۶ ج۳) ظفیر

[2] وبعدہ یحکم بموتہ فی حق مالہ یوم علم ذلک ای موت اقرانہ فتعتد منہ عرسہ للموت ویقسم مالہ بین من یرثہ الآن (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب المفقود ص۴۵۸ ج۳) ظفیر۔

بابِ پانزدہم

عدت سے متعلق احکام ومسائل

نابالغ کی بیوی جس کے ساتھ نہ خلوت ہوئی اور نہ وطی اس پر عدت نہیں ہے

سوال (۱۰۲۴) زید نے بوقت لڑکپن کسی لڑکی سے نکاح کیا، اور بغیر وطی وخلوت کے طلاق دیدی، تو عدت کرنی ضروری ہے یا نہیں، اور یہ طلاق بعد بلوغ کے ہے۔

الجواب: اگر وطی اور خلوت نہیں ہوئی تو عدت لازم نہیں قال اللہ تعالیٰ وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فمالکم علیھن من عدۃ تعتدونھا[1] الایۃ۔

جس عورت کی عادت حیض آٹھ یوم ہے اس کی عدت کے ایام کم از کم ۵۴ دن ہوں گے

سوال (۱۰۲۵) جس عورت کی عادت حیض آٹھ یوم کی ہو، اس عورت سے مطلقہ ہونے کے چالیس روز بعد نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: چالیس روز میں اس کی عدت ختم نہ ہوگی بلکہ کم از کم اس کی عدت[1] ۵۴ یوم ہوتے ہیں، اور عدت میں نکاح باطل ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا

---

[1] سورۃ البقرہ ع ۔ ظفیر۔

عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ[1] الایۃ۔

نابالغ شوہر کی خلوت سے بھی عدت لازم ہے

سوال (۱۰۲۶) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے باپ نے ایک لڑکے نابالغ سے کردیا تھا، اب لڑکی کے شوہر نے اس کو طلاق دیدی، اب لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہوسکتا ہے یا نہیں، اور عدت اس صورت میں واجب ہے یا نہیں۔

الجواب: اگر اس کے شوہر نے بالغ ہوکر اپنی زوجہ کو طلاق دی ہے، تو طلاق واقع ہوگئی[2]، اور اگر شوہر کے ساتھ خلوت ہوچکی تھی اگرچہ حالت عدم بلوغ[3] میں ہوئی ہو تو عدت لازم ہے۔ بعد عدت کے دوسرا نکاح کرسکتی ہے وتجب العدۃ[4] بخلوتہ ای الصبی وان کانت فاسدۃ[5] شامی۔

شوہر بغیر خلوت فوت ہوجائے تو بیوی پر عدت وفات لازم ہے

سوال (۱۰۲۷) کسی آدمی نے بالغہ عورت سے نکاح کیا، اور شوہر بغیر خلوت کے فوت ہوگیا، اس صورت میں عورت مذکورہ پر عدت ہوگی یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں عورت مذکورہ پر عدت لازم ہے، اور عدت اس کی چار ماہ دس یوم ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر وعشرا[6] الایۃ وفی الدر المختار والعدۃ للموت اربعۃ اشھر وعشرۃ مطلقا وطئت اولا ولو صغیرۃ[7] الخ۔

---

[1] سورۃ البقرہ ع۔ واما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ فلو ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المھر ص ۳۰۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] نابالغ شوہر کی طلاق واقع نہیں ہوتی ولا یقع طلاق الصبی والمجنون (ہدایہ کتاب الطلاق ص ۳۴۰ ج ۲) ظفیر۔ [3] رد المحتار باب المھر ص ۲۶۸ ج ۲ ظفیر۔ [4] سورۃ البقرہ ع۔ [5] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۰ ج ۲ ظفیر۔

اکثر مدت حمل دو سال ہے اس کے بعد شرعاً اعتبار نہیں، مدت تین حیض ہے

سوال (۱۰۲۸) ایک بیوہ کا حمل خشک ہوگیا، اگر یہ حمل پانچ چھ سال تک پیٹ میں رہے تو اس کی عدت کب تک ہوگی، کتنی مدت کے بعد میں یہ عورت نکاح کر سکتی ہے

الجواب:- شرعاً دو برس سے زیادہ حمل نہیں رہتا[1]، لہٰذا عورت مذکورہ شرعاً حاملہ شمار نہ ہوگی بلکہ وہ ممتدۃ الطہر ہے، پس اگر وہ مطلقہ ہے تو عدت اس کی تین حیض سے پوری ہوگی، جس مدت میں بھی تین حیض پورے ہوں، اور اگر وہ متوفیٰ عنہا زوجہا ہے تو عدت اس کی دس دن چار ماہ میں پوری ہوگی[2]۔

مطلقہ سے بعد عدت نکاح ہوسکتا ہے

سوال (۱۰۲۹) زید نے زوجہ کو طلاق دی، اب بکر چاہتا ہے کہ اس زوجہ کو اپنے نکاح میں لاوے، سو اس کو فی الحال نکاح میں لاسکتا ہے یا نہیں، آیا کتنے روز عدت گذارنی ہوگی۔

الجواب:- عدت طلاق کی تین حیض ہیں[3]، اور جس کو حیض نہ آتا ہو تین ماہ ہیں، پس طلاق کے وقت سے تین حیض گذرنے پر بکر اس سے نکاح کر سکتا ہے اس سے پہلے نہیں کر سکتا[4] قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ[5] الآیہ۔

---

[1] واکثر مدۃ الحمل سنتان لقول عائشۃؓ الولد لا یبقی فی البطن اکثر من سنتین ولو بظل مغزل (ہدایہ باب ثبوت النسب ص ۴۱۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] واذا طلق الرجل امرأتہ طلاقاً بائناً الخ وہی حرۃ ممن تحیض فعدتہا ثلثۃ اقراء الخ وان کانت حاملاً فعدتہا ان تضع حملہا الخ وعدۃ الحرۃ فی الوفاۃ اربعۃ اشہر وعشر الخ (ہدایہ باب العدۃ ص ۴۰۱ ج ۲ و ص ۴۰۳) ظفیر۔ [3] وہی فی حق حرۃ تحیض لطلاق الخ او فسخ بجمیع اسبابہ الخ ثلثۃ حیض کوامل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۲۵ ج ۲) واما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر۔ [4] سورۃ البقرۃ ۔ ظفیر

عدت خلع وہی ہے جو طلاق کی عدت ہے

سوال (۱۰۳۰) عدت خلع کی کیا ہے۔ کسی عورت نے خلع کے ایک مہینہ بعد نکاح کرلیا، جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- خلع کی عدت وہی ہے جو طلاق کی یعنی تین حیض کامل اور بصورت نہ آنے حیض کے تین ماہ۔ پس خلع کے ایک مہینہ بعد جو نکاح ہوا وہ باطل ہوا، کما فی الدر المختار۔ وہی فی حق حرۃ تحیض لطلاق او فسخ بجمیع اسبابہ الخ ثلثۃ حیض کوامل[1] الخ باب العدۃ وفی باب الخلع منہ وحکمہ ان الواقع بہ الخ طلاق بائن[2]۔

عدت طلاقنامہ لکھنے کے وقت سے شمار ہوگی

سوال (۱۰۳۱) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو تحریری طلاقنامہ لکھا۔ ہندہ کو طلاق کی اطلاع اسی وقت ہوگئی تھی، لیکن تحریر طلاق ۱۶ر جمادی الثانیہ کو ملی، دریافت طلب یہ امر ہے کہ مدت اس کی عدت کی کب سے شمار ہوگی اور مدت عدت کیا ہے۔

الجواب:- جس وقت زید نے طلاق نامہ تحریر کیا اسی وقت ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی۔ اور عدت طلاق کی تین حیض ہیں، اگر حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ ہیں، پس اگر وقت تحریر طلاق سے تین حیض ہندہ کے گذر چکے ہیں تو عدت ہندہ کی پوری ہوگئی، اور اگر تین حیض ابھی پورے نہ ہوئے ہوں تو ان کو پورا کرلیا جاوے، اس کے بعد نکاح ثانی کرنا ہندہ کو درست[3] ہے۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۲۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۷۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[3] وہی فی حق حرۃ الخ تحیض لطلاق او فسخ بجمیع اسبابہ الخ ثلثۃ حیض کوامل الخ وفی حق من لم تحض الخ ثلثۃ اشہر (ایضاً باب العدۃ ص ۸۲۵ ج ۲) ظفیر۔

عدت وفات چار ماہ دس دن ہیں

سوال (۱۰۳۲) ایک عورت کا خاوند کچھ دنوں سے پردیس تھا اور وہاں اس کا انتقال ہوگیا، اس کی عورت عقد کرنا چاہتی ہے تو اس کی عدت کیا ہوگی۔

الجواب: عدت اس کی دس دن چار ماہ ہیں، شوہر کے مرنے کے وقت سے، جب دس دن چار ماہ پورے ہوجاویں اس وقت وہ عورت بیوہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے[1]۔

طلاق رجعی کی عدت

سوال (۱۰۳۳) عدۃ طلاق رجعی چیست، آیا دریں طلاق رجوع منجانب آں زوج مزیل طلاق گردد یا نہ؟ وازالہ طلاق رجعی بکدام امور ممکن است؟

الجواب: عدت طلاق رجعی سہ حیض است قال فی الدر المختار وھی فی حق حرۃ تحیض لطلاق ولو رجعیا او فسخ بعد الدخول حقیقۃ او حکما ثلث حیض کوامل[2] اھ در طلاق رجعی رجوع در عدت درست است ورجعت از قول وفعل مثل وطی ومس بالشھوۃ وتقبیل ونظر الی داخل الفرج وغیرہ درست می شود ومستحب رجعۃ بالقول است کما قال الشامی فی باب الرجعۃ والمستحب ان یراجعھا بالقول[3] اھ وقال فی الدر المختار وتصح مع اکراہ وھزل ولعب وخطأ بنحو راجعتک[4] اھ۔

[1] والعدۃ للموت اربعۃ اشھر وعشرا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۰ ج ۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۲۵ ج ۲ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب الرجعۃ ص ۷۲۹ ج ۲۔ ظفیر
[4] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الرجعۃ ص ۷۲۸ ج ۲ ظفیر۔

پانچ سال تک حمل رہنا معتبر نہیں ہے

سوال (۱۰۳۴) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دیں اور اس عورت کو پانچ سال سے حمل ہے اور وہ شخص اس مطلقہ کی برادرزادی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے یا بالاشہر ہے؟ اور اس کی بھتیجی سے کس وقت نکاح جائز ہے؟

الجواب: چار پانچ سال تک حمل کا قائم رہنا عند الحنفیہ معتبر نہیں ہے کیونکہ عند الحنفیہ اکثر مدت حمل کی دو برس ہے[1]، پس اس کو حاملہ نہیں کہہ سکتے لیکن عدت اس کی بالاشہر نہیں ہے بلکہ تین حیض ہیں، البتہ اگر وہ عورت سن ایاس یعنی پچاس سال یا پچپن سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اس وقت اس کی عدت بالاشہر ہوگی، پس جبکہ وہ عورت سن ایاس کو نہیں پہنچی تو تین حیض پورے ہونے کے بعد اس کی عدت ختم ہوگی[2]، اور جب تک تین حیض پورے نہ ہوں گے اس وقت تک اس کی برادرزادی سے نکاح درست نہیں ہے[3]۔

بیوہ عدت میں کہیں جاسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۳۵) متوفی عنہا زوجہا یعنی بیوہ کو عدت کے اندر اپنے بھائی یا والدین کے یہاں کسی شادی وغیرہ میں دن دن یا رات کے کچھ حصہ کو جانا اور پھر رات کو اپنے گھر واپس آجانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: متوفی عنہا زوجہا کو عدت کے اندر جو فقہاء نے دن کو یا رات کے کچھ حصہ میں باہر جانے کی اجازت دی ہے اس کی وجہ نفقہ کی ضرورت ہے، اگر یہ ضرورت نہ ہو تو پھر وہ مثل مطلقہ کے ہے کہ عدت میں نکلنا اور کہیں جانا اس کو درست

[1] اکثر مدۃ الحمل سنتان واقلھا ستۃ اشھر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۵۵ ج ۲) ظفیر۔ [2] تحیض لطلاق ولو رجعیا ثلث حیض کوامل (ایضا باب العدۃ ص ۸۲۵ ج ۲) ظفیر۔ [3] وحرم الجمع بین المحارم نکاحا ای عقدا صحیحا وعدۃ ولو من طلاق بائن (ایضا باب المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲) ظفیر

نہیں ہے، چنانچہ درمختار میں ہے حتی لو کان عندھا کفایتھا صارت کالمطلقة فلا یحل لھا الخروج (فتح) اور ایسا ہی شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے۔[1]
پس متوفی عنہا زوجہا کو عدت میں بھائی یا والدین کے گھر شادی وغیرہ میں دن کو بھی (یعنی مطلقاً دن یا رات میں) جانا درست نہیں ہے۔

نامرد کی بیوی پر بھی عدت ہے اگر خلوت ہو چکی ہے

سوال (۱۰۳۶) زید نابالغ کی شادی اس کے والدین نے کر دی، جب زید کی عمر پچیس سال کی ہوئی تو اس کی زوجہ سے معلوم ہوا کہ وہ بالکل نامرد ہے، عورت پر قادر نہیں ہو سکتا، اور ڈاکٹر نے زید سے یہ کہہ دیا کہ تم اچھے نہیں ہو سکتے، زید نے اپنی منکوحہ کو طلاق دیدی تو زید کی زوجہ پر طلاق کی عدت ہے یا نہیں۔

الجواب: ظاہر یہ ہے کہ زید کی خلوۃ تو اپنی زوجہ سے ضرور ہوئی ہوگی۔ اگرچہ صحبت نہیں ہوئی، پس اگر خلوت ہو چکی ہے تو اس کی عورت پر بعد طلاق کے عدت واجب ہے، تین حیض عدت کے ہیں، بعد عدت کے دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔[2]

کافرہ سے عدت کے بعد نکاح ہو سکتا ہے

سوال (۱۰۳۷) زید مسلم کا ہندہ کافرہ سے عرصہ سے ناجائز تعلق تھا، اب ہندہ مسلمان ہو گئی ہے اور فوراً ہی زید مسلم مذکور کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے، آیا اس کو عدت کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب: مسلمان ہونے کے بعد تین حیض کے بعد نکاح کر سکتی ہے اس

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار فصل فی الحداد ص ۸۵۵ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

[2] والخلوة بلا مرض احدھما الخ کالوطء ولو مجبوبا او عنینا او خصیا وتجب العدة فیھا ای تجب العدة علی المطلقة بعد الخلوة احتیاطا (البحر الرائق باب المھر ص ۱۵۵ ج ۳) ظفیر۔

سے پہلے نہیں کر سکتی، اگر وہ عورت حالت کفر میں کسی کے نکاح میں ہو۔ ولو اسلم احدھما ثمہ الخ لم تبن حتی تحیض ثلثاً[1] الخ۔

عدت کی تکمیل سے پہلے انتقال مکانی جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۰۳۸) ایک شخص کی وفات بھوپال میں ہوئی، تو ان کی زوجہ کو قبل پورا کرنے عدت کے یہاں لا سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: اگر وہاں عدت پوری کرنے تک رہنے میں کسی قسم کا خوف اور بے اطمینانی نہیں ہے اور سب ضروریات وہاں پوری ہو سکتی ہیں تو اسی جگہ عدت پوری کرنی چاہئے یہاں آنا درست نہیں ہے، اور اگر وہاں باطمینان نہیں رہ سکتی، اور ضروریات پوری نہیں ہو سکیں تو اپنے وطن کو آ سکتی ہے، درمختار میں ہے او کانت فی مصر او قریة تصلح للاقامة تعتد ثمہ (درمختار) قولہ تصلح للاقامة بان تامن فیھا علی نفسھا ومالھا وتجد ما تحتاجہ[2] الخ شامی (ترجمہ وحاصل مطلب) یا ہو عورت بوقت موت شوہر کے مثلاً کسی شہر یا قریہ میں جو اقامت کی صلاحیت رکھتا ہے اس طرح کہ عورت وہاں مامون ہے، جان و مال کا کچھ اندیشہ نہیں ہے اور ضروریات مل سکتی ہیں تو وہ اسی شہر یا قریہ میں جس میں شوہر کی وفات ہوئی ہے عدت پوری کرے۔

عدت وفات کے بعد بیوہ کی شادی درست ہے

سوال (۱۰۳۹) ایک عورت کا شوہر مر گیا، اس عورت نے چار ماہ دس دن بعد دوسرے شخص سے نکاح کر لیا، یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔

الجواب: یہ نکاح جو موت شوہر اول سے چار ماہ دس دن بعد میں ہوا

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۶ ج ۲ و ص ۵۳۷ ج ۲۔ ظفیر

[2] رد المحتار فصل فی الحداد ص ۸۵۶ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

صحیح ہوا۔ کیونکہ عدت متوفی عنہا زوجہا کی دس دن چار ماہ ہے، اس کے بعد نکاح ثانی درست ہے۔ قال اللہ تعالیٰ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسہن اربعۃ اشہر وعشرا[1]۔

مطلقہ بعد عدت کے نکاح کرسکتی ہے

سوال (۱۰۴۰) ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دیدی تو وہ عورت بلاعدت کے دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں، کیونکہ وہ موطوئہ نہیں ہے۔

الجواب:- جس عورت کو اس کے شوہر نے تین طلاق دیدی ہیں، وہ بعد عدت کے دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے، اور اگر خلوت وصحبت کچھ نہ ہوئی تھی تو عدت لازم نہیں، طلاق کے بعد فوراً نکاح دوسرا کرسکتی ہے[2]۔

جہاں شوہر انتقال کرے وہیں عدت گذارنا چاہئے

سوال (۱۰۴۱) زید نے انتقال کیا، زوجہ زید عدت میں ہے، اور زید کے سوائے کوئی دوسرا نگراں کار نہیں، کیا ایسی صورت میں بیوہ کو بزمانہ عدت دوسرے شہر یا قصبہ یا گاؤں میں جہاں اس کی ضروریات کی پوری نگہداشت ہوسکتی ہے منتقل کرسکتے ہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے وتعتدان ای معتدۃ طلاق وموت فی بیت وجبت فیہ ولا تخرجان منہ الا ان تخرج او یتہدم المنزل[3] الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ عورت کو عدت اسی مکان میں پوری کرنی چاہئے جس میں عدت واجب ہوئی ہے، یعنی جس مکان میں وہ بوقت موت شوہر مثلاً موجود تھی اور رہتی تھی، مگر یہ کہ وہ مکان کسی دوسرے کا ہو، اور وہ اس کو وہاں نہ رہنے دے یا وہ مکان منہدم

[1] سورۃ البقرۃ- ۳۰ -ظفیر [2] ای بع من النساء لا عدۃ علیہن المطلقۃ قبل الدخول الخ (عالمگیری کتاب الطلاق الباب الثالث عشر فی العدۃ ص ۵۴۲/۱) ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ فصل فی الحداد ص ۸۵۵/۲ ظفیر

ہوجاوے یا خوف انہدام ہو الخ۔ الغرض بحالت موجودہ اس عورت کو اسی مکان میں عدت گذارنا چاہئے اور اس کی ضروریات کا سامان وہیں کردینا چاہئے۔

شادی شدہ کافر عورت مسلمان ہونے کے بعد دوسرے مسلمان سے عدت کے بعد شادی کرے گی

سوال (۱۰۴۲) ایک ہندو عورت مسلمان شدہ کا شوہر اگر اسلام قبول نہ کرے تو وہ کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں اور اس کے لئے عدت کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- قال فی الدر المختار ولو اسلم احدہما ثمہ ای فی دار الحرب الخ لم تبن حتی تحیض ثلاثا[1] الخ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ پہلے گذرنے تین حیض کے وہ عورت دوسرا نکاح نہیں کرسکتی اور جس کو حیض نہ آتا ہو اس کے لئے تین ماہ قائم مقام تین حیض کے ہیں۔

عدت وفات ہر حال میں ضروری ہے خواہ شوہر بیوی دونوں نابالغ ہوں یا ایک

سوال (۱۰۴۳) شوہر نابالغ ہے اور زوجہ بھی نابالغہ ہے۔ یا شوہر بالغ ہے اور زوجہ نابالغہ ہے۔ ان دونوں صورتوں میں اگر شوہر مرجائے تو عدت لازم آوے گی یا نہیں۔

الجواب:- موت کی عدت بہرحال دس دن چار ماہ ہیں خواہ شوہر اور زن میں سے کوئی بالغ ہو یا نہ ہو[2]۔

ایام عدت طلاق دینے کے وقت سے شمار ہوتے ہیں

سوال (۱۰۴۴) ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیسوں دفعہ یہ کہا کہ میں اس کو طلاق دے چکا ہوں اور چھوڑ چکا ہوں۔ یہ کہہ کر ہمیشہ پردیس چلا جاتا تھا، اب وہ پردیس سے آیا تو اس کو سب آدمیوں نے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۶/۲ ظفیر۔ [2] والعدۃ للموت اربعۃ اشہر الخ وعشر الخ مطلقا وطئت اولا، ولو صغیرۃ او کتابیۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ مطلب فی عدۃ الموت ص ۸۳۰/۲) ظفیر۔

کہہ کر طلاقنامہ لکھوالیا ہے تو میرا نکاح اس عورت کے ساتھ اس وقت ہوسکتا ہے یا نہیں، تحریر طلاقنامہ سے عدت شمار ہوگی یا کب سے۔

الجواب: جس وقت شوہر نے یہ کہا تھا کہ میں اس عورت کو طلاق دے چکا ہوں، اسی وقت طلاق واقع ہوگئی اور اسی وقت سے عدت شروع ہوگئی۔ اگر وقت طلاق دینے سے تین حیض آچکے ہیں تو اب نکاح اس سے آپ کا ہوسکتا ہے فی الحال نکاح کرلیا جاوے، تحریر طلاقنامہ کے بعد پھر عدت کی ضرورت اس صورت میں نہ ہوگی[1]۔

خلوت سے پہلے طلاق ہوئی ہے تو اس پر عدت نہیں ہے

سوال (۱۰۴۵) زید بالغ کا نکاح ہندہ نابالغہ سے ہوا موافق قاعدہ ولایت کے، پھر جب عرصہ کے بعد زید نے ہندہ کو طلاق مغلظہ دی، اور ابھی تک لڑکی اپنے ماں باپ یا ولی کے یہاں ہے، شوہر کے مکان پر کبھی نہیں گئی، بوقت طلاق وہ لڑکی نابالغہ تھی، طلاق سے ایک ماہ بعد وہ لڑکی بالغہ ہوئی، ایسی صورت میں لڑکی پر عدت لازم ہے یا نہیں۔

الجواب: اگر طلاق قبل دخول وقبل خلوۃ ہوئی ہے تو عدت لازم نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا[2] الآیہ۔

ٹیلیگرام سے اگر موت کی خبر آئے تو قابل اعتبار ہے اور عدت موت کے دن سے شمار ہوگی

سوال (۱۰۴۶) ٹیلی گراف یا تار یا خط سے ایک شخص کے مرنے کی خبر آنے پر اس کا اعتبار کیا جاسکتا ہے اور اس کی عورت اس تاریخ سے عدت میں بیٹھے یا کیا کرے۔ اس روز سے ایام عدت گذر جاتے پر وہ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔

[1] ھی (ای العدۃ) انتظار مدۃ معلومۃ یلزم بعد زوال النکاح (عالمگیری مصری الباب الثالث عشر فی العدۃ ص ۴۷/۱) ظفیر۔ [2] سورۃ الاحزاب۔ ۶۔ ظفیر۔

الجواب: طلاق وموت وغیرہ میں اعتبار اس خبر کا کرسکتے ہیں، اور اس وقت سے عورت کی عدت شروع ہوجاوے گی[1]، اگر پھر یہ خبر تحقیق ہوگئی اور سچی نکلی تو عدت معتبر ہوئی ورنہ عدت غیر معتبر رہے گی اور نکاح ثابت رہے گا، اور جب کہ کوئی خبر خلاف اس خبر سابق کے نہ آوے اور عدت گذرجاوے تو نکاح ثانی عورت کو کرنا درست اور صحیح ہے۔

عدت وفات میں لڑکی باپ کے گھر آسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۴۷) - (۱) ایک شخص کا انتقال جو خورجہ کا رہنے والا ہے لکھنؤ میں ہوا، متوفی کا بھائی اس کی بیوہ کو اور والدہ کو بمقام سدولی جو لکھنؤ کے قریب ہے وہاں پر وہ تحصیلدار ہیں لے گئے۔ اب بیوہ مذکورہ اپنے والدین کے یہاں دوران عدت میں آسکتی ہے یا نہیں۔

(۲) اگر مرحوم کے بھائی کا اس مقام سے تبادلہ ہوجائے تو اس حالت میں اپنے باپ کے گھر آکر عدت پوری کرسکتی ہے یا نہیں۔

(۳) زوجہ مرحوم کو زمانہ عدت کہاں پر پورا کرنا چاہئے۔

(۴) اگر عورت باپ کے گھر ہو اور شوہر کا انتقال ہوجائے تو عدت کہاں پوری کرنی چاہئے۔

الجواب (۱): اب وہ بیوہ اپنے باپ کے گھر زمانہ عدت میں نہیں آسکتی عدت وہاں پوری کرکے آوے کما فی الشامی وحکم ما انتقلت الیہ حکم المسکن الاصلی فلا تخرج منہ[2] الخ ص ۶۲۱/۲۔

(۲) - اس حالت میں اگر وہاں عدت پورا کرنے کا انتظام ہوسکے تب تو وہاں

[1] ھی (ای العدۃ) انتظار مدۃ معلومۃ یلزم بعد زوال النکاح (عالمگیری مصری الباب الثالث عشر فی العدۃ ص ۴۷/۱) ظفیر۔

[2] رد المحتار باب العدۃ ص ۸۵۳/۲ ۱۲ ظفیر۔

عدت پوری کرائی جائے، مثلاً اس کے پاس کسی کو چھوڑا جاوے، اور اگر مجبوری ہو تو پھر جو جگہ قریب تر ہو وہاں لے جاوے[1]۔

(۳) اصل یہ ہے کہ جس جگہ عورت وقت موت شوہر موجود ہو وہاں عدت پوری کرے، مجبوری کو دوسری جگہ جا سکتی ہے، پھر وہاں سے کہیں نہ جاوے، غرض یہ ہے کہ عدت میں حتی الوسع سفر سے بچے[2]۔

(۴) اس حالت میں باپ کے گھر ہی عدت پوری کرے، درمختار میں ہے۔ و تعتدان ای معتدۃ طلاق و موت فی بیت وجبت فیہ ولا تخرجان منہ الا ان تخرج او یتھدم المنزل اھ و فی الشامی قولہ فی بیت وجبت فیہ ھو ما یضاف الیھما بالسکنیٰ قبل الفرقۃ ولو غیر بیت الزوج[3] اھ شامی ص ۸۵۲ ج ۲

عدت طلاق کے وقت سے شمار ہوگی

سوال (۱۰۴۸) زید نے بذریعہ خطوط اپنی بیوی کو تین طلاق دیں، تین سال بعد زید کا خسر زید کے پاس گیا اور کہا کہ میری لڑکی کے ساتھ تمہارا کیا ارادہ ہے، زید نے دو گواہوں کے روبرو بیان کیا کہ میں پہلے خطوط میں بھی اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں اور اب بھی طلاق مکرر سہ کرر دیتا ہوں۔ اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق اگر واقع ہوگئی ہے تو عدت خطوط کے وقت سے شروع ہوگی یا گواہوں کی گواہی کے وقت سے۔

---

[1] و [2] و تعتدان ای معتدۃ طلاق و موت فی بیت وجبت فیہ و لا تخرجان منہ الا ان تخرج او یتھدم المنزل او تخاف انھدامہ او تلف مالھا او لا تجد کراء البیت ونحو ذلک من الضرورات فتخرج لاقرب موضع الیہ اھ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ فصل فی الحداد ص ۸۵۵ ج ۲) ظفیر۔

[3] رد المحتار باب العدۃ فصل فی الحداد ص ۸۵۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر

الجواب: زید کے خط اور گواہوں کے بیانات سے زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہونا ثابت ہوتا ہے، پس زید کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہوگئی اور عدت وقت تحریر خط سے شروع ہوگئی کما فی الدر المختار و مبدأ العدۃ بعد الطلاق و بعد الموت علی الفور و تنقضی العدۃ وان جھلت المرأۃ بھا ای بالطلاق والموت لانھا اجل فلا یشترط العلم بمضیہ سواء اعترف بالطلاق او انکر[1] اھ ای بعد ان اقیمت علیہ البینۃ رد المحتار فکما کتب ھذا یقع الطلاق و تلزمھا العدۃ من وقت الکتابۃ[2] اھ ص ۳۲۶ ج ۲ ۔

ایک عورت سے دو مرد شادی کا دعویٰ کریں اور تاریخ نہ بتائیں تو دونوں فسخ سمجھے جائیں گے

سوال (۱۰۴۹) زید و عمر دونوں اس بات کے مدعی ہیں کہ ہندہ ہماری منکوحہ ہے، اور ہندہ ہر دو کے ساتھ حسب زعم خود بطور نکاح صحیح آباد بھی رہی ہے بعد ازاں ہر دو نے محکمہ شریعت میں دعویٰ کیا اور ہر ایک نے ثبوت بھی پیش کیا، قاضی نے ہر دو نکاح ناجائز قرار دے کر عورت کو علیحدہ کر دیا، اب یہ عورت نکاح ثانی کے واسطے خواہ ان میں سے کسی کے ہمراہ کرے حسب قواعد شرعیہ تو عدت گذار کرے گی یا نہیں۔

الجواب: قال فی الدر المختار فان برھنا فی دعوی نکاح سقطا لتعذر الجمع الی ان قال ھذا اذا لم یؤرخا[3]۔ پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں جبکہ کسی نے ان دونوں مدعیوں میں سے تاریخ بیان نہیں کی تو دونوں کا دعویٰ ساقط ہے اور ان میں سے کسی کا بھی نکاح ثابت نہ ہوا، لہذا نکاح ثانی کے لئے عورت کو

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار کتاب الطلاق مطلب فی الطلاق بالکتابۃ ص ۵۰۹ ج ۲ ۔ ظفیر

[3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب دعوی الرجلین ص ۶۰۵ ج ۴ و ص ۶۰۵ ج ۴ ۔ ظفیر

عدت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مرتدہ اسلام لانے کے بعد عدت گذار کر نکاح کرے گی

سوال (۱۰۵۰) اگر کوئی عورت مرتدہ ہوجائے تو اس کا نکاح باطل ہوجاتا ہے یا نہیں، اگر مرتدہ ہوجانے کے بعد نکاح باطل ہوجاتا ہے تو پھر مسلمان ہوکر دوسرے شخص سے بلا انقضاء عدت نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے وارتداد احدهما فسخ عاجل بلا قضاء[1] الخ وفیه ایضاً فی باب العدة وهی فی حق حرة تحیض لطلاق الخ اوفسخ بجمیع اسبابه بعد الدخول حقیقةً اوحکماً الخ ثلثة حیض کوامل[2] الخ۔ پس معلوم ہوا کہ مرتدہ کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے اور بعد اسلام لانے کے وہ فوراً دوسرے شخص سے نکاح نہیں کرسکتی بلکہ عدت اس پر لازم ہے اگر وہ مدخولہ ہے۔ پس بلا انقضاء عدت دوسرے شخص سے نکاح نہیں کرسکتی، اور اگر یہ معلوم ہو کہ عورت نے یہ حیلہ شوہر اول سے علیحدگی کا کیا ہے اور شوہر اول اس کو رکھنا چاہتا ہے تو فقہاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے کہ اس عورت کو مجبور علی الاسلام کرکے شوہر اول سے اس کا نکاح بجبر کرادیا جائے وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النكاح زجراً لها الخ قال فی الشامی فی شرح قوله وعلی تجدید النكاح ولا یخفی ان محله اذا طلب الزوج ذلك[3] الخ۔

زمانہ عدت میں زنا سے حمل ہوجائے تو اس کی عدت وضع حمل ہے

سوال (۱۰۵۱) ہندہ اپنے شوہر خالد کے انتقال سے دوسرے روز عباس کے مکان میں آئی اور دونوں میں ناجائز تعلق ہے، جب عدت کا زمانہ بھی زناکاری میں گذرا تو لوگوں کے کہنے پر

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً باب العدة ص ۸۲۵ و ص ۸۲۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

عباس ہندہ کے ساتھ نکاح پڑھانے پر مستعد ہوا، ان صورتوں میں نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں، اگر ہندہ حاملہ ہوگئی ہو تو کتنے عرصے کے بعد نکاح ہوسکے گا۔

الجواب:- اس صورت میں عباس کا نکاح ہندہ سے بعد پوری ہونے عدت وفات یعنی دس دن چار ماہ کے وقت موت شوہر سے صحیح اور درست ہے شامی میں ہے واعلم ان المتعدة لو حملت فی عدتها ذکر الکرخی ان عدتها وضع الحمل ولم یفصل والذی ذکره محمد ان هذا فی عدة الطلاق اما فی عدة الوفاة فلا تتغیر بالحمل وهو الصحیح کذا فی البدائع[1] الخ۔

خلوت صحیحہ سے پہلے شوہر مرجائے تو اس پر عدت وفات ضروری ہے

سوال (۱۰۵۲) ایک لڑکی بالغہ کا نکاح ہوا، مگر قبل خلوت صحیحہ اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا، ایسی حالت میں اس کے لئے عدت دس روز چار مہینہ واجب ہے یا نہیں، اگر اس نے قبل دس دن چار ماہ کے نکاح ثانی کرلیا تو نکاح جائز ہوا[2] یا نہیں۔

الجواب:- عدت وفات کی دس دن چار ماہ اس پر لازم ہے، اور عدت کے گذرنے سے پہلے جو نکاح اس لڑکی بیوہ کا کیا گیا وہ صحیح نہیں ہوا۔

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے

سوال (۱۰۵۳) ہندہ کو حمل ہوکر اس کے پیٹ میں بچہ خشک ہوگیا، حمل کے بعد پورا ایک سال جب گذرا تو اس کا شوہر بکر فوت ہوگیا، اب اس کے شوہر کی فوتیدگی کو ایک سال تین ماہ کا عرصہ اور حمل ہوئے دو سال تین ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے، اب تک وضع حمل کی صورت نہیں ہوئی، ہندہ دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے، شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

[1] دیکھئے رد المحتار باب العدة ص ۸۳۱ ج ۲ - ظفیر۔
[2] والعدة للموت اربعة اشهر وعشر ولو طئت ولو صغیرة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة مطلب فی عدة الموت ص ۸۳۰ ج ۲) ظفیر۔

الجواب :- شرعی حکم اس بارے میں یہ ہے کہ متوفی عنہا زوجہا اگر بوقت وفات شوہر حاملہ ہو، اگر بعد موت شوہر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہو جائے تو اس بچہ کا نسب اسی شوہر متوفی سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے و یثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منہما ای من سنتین من وقتہ ای الموت [1] اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے کما فی الدر المختار وفی حق الحامل مطلقا ولو ضع جمیع حملہا [2] پس قبل وضع حمل ہندہ دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی ہے۔

اگر تین ماہ نو دن میں تین حیض آچکے ہیں تو عدت ختم ہو گئی اور نکاح جائز ہے

سوال (۱۰۵۴) تین ماہ نو یوم کے بعد جو نکاح ہوا ہو، وہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- مطلقہ کی عدت تین حیض ہیں یعنی جس کو حیض آتا ہو۔ اس کے لئے عدت یہ ہے کہ طلاق کے بعد تین حیض پورے ہو جاویں۔ اس کے بعد نکاح ثانی کر سکتی ہے اور جس کو حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین ماہ ہیں، پس اگر عورت مذکورہ کو حیض آتا ہے تو دیکھنا چاہیے کہ اس عرصہ مذکورہ میں اس کو تین حیض ہو چکے ہیں یا نہیں، اگر تین حیض ہو چکے تھے اس کے بعد نکاح ہوا ہے تو نکاح صحیح ہے، اور اگر تین حیض پورے نہ ہوئے تھے تو نکاح ثانی صحیح نہیں ہوا ہے۔

گو اس کا شوہر بہت دن سے علیحدہ ہو لیکن خلوت صحیحہ کے بعد عدت لازم ہے

سوال (۱۰۵۵) ایک شخص نے اپنی بیوی سے تین سال علیحدہ رہ کر طلاق دی، عدت پوری ہونے سے پہلے دوسرے مرد سے نکاح کیا، مذہب حنفی کے موافق صورت مرقومہ میں نکاح درست ہے یا نہیں، برتقدیر ثانی تجدید نکاح و توبہ واجب ہے یا نہیں۔

---

[1] الدر المختار مع رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۰/۲۔ ظفیر

[2] ایضا باب العدۃ ص ۸۳۲/۲۔ ظفیر۔

الجواب :- عورت اگر مدخولہ ہے یا خلوت صحیحہ ہو چکی ہے تو عدت لازم ہے اور عدت کے اندر جو نکاح ہوا وہ باطل ہے، عدت کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے اور جو گناہ ہوا، اس سے توبہ کرے۔

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے

سوال (۱۰۵۶) امرأۃ طلقہا زوجہا فی مرض موتہ ثلاثا وہی حامل والحمل فی بطنہا منذ خمسۃ اعوام فما عدتہا وضع الحمل ولا یعلم وضع متی یکون فہل یلزمہا العدۃ بالاشہر ام بوضع الحمل۔

الجواب :- عدتہا وضع الحمل لقولہ تعالی واولات الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن [1] وفی الدر المختار وفی حق الحامل مطلقا وضع جمیع حملہا [2] وفی البحر عن الغنیۃ المتوفی عنہا زوجہا اذا ولدت لاکثر من سنتین من الموت حکم بانقضاء عدتہا قبل الولادۃ بستۃ اشہر و زیادۃ فتجعل کانہا تزوجت بآخر بعد انقضاء العدۃ وحملت منہ [3] الشامی۔

غیر مدخولہ پر عدت نہیں ہے

سوال (۱۰۵۷) ما قولکم فی طلاق امرأۃ غیر مدخولۃ بہا ہل علیہا العدۃ ام لا وان تزوجت بزوجہا الاول المطلق ہل یجوز لہا التزوج بہ ان طلق الزوج الاول طلاقا واحدا او ثلثۃ متفرقات ام لا۔ بینوا توجروا۔

الجواب :- اقول وبہ نستعین عورت غیر مدخولہ جس سے اس کے شوہر نے نہ وطی کی ہو نہ خلوت صحیحہ اس کو اگر طلاق دی جائے تو عدت اس پر لازم نہیں ہے لقولہ تعالی فما لکم علیہن من عدۃ تعتدونہا الآیۃ [4] اور غیر مدخولہ کو اگر تین طلاق

---

[1] سورۃ الطلاق - ۱ - ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۲/۲ - ظفیر۔ [3] رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۲/۲ - ظفیر

[4] سورۃ الاحزاب - ۶ - ظفیر۔

متفرقہ دیجاویں تو وہ پہلی طلاق سے بائنہ ہوجاتی ہے، دوسری اور تیسری طلاق اس پر واقع نہیں ہوتی، لہذا زوج اول کو بلا حلالہ کے نکاح کرنا اس سے صحیح ہے ھکذا فی عامۃ کتب الفقہ۔[1]

نکاح باطل وفاسد میں فرق نہیں
اس میں جو وطی ہوئی وہ حلالہ نہیں

سوال (۱۰۵۸) ایک عورت نے زید سے نکاح کیا اور زید نے اس کو طلاق مغلظہ دی، اس عورت نے قبل انقضائے عدت عمر سے نکاح کرلیا، کچھ عرصہ بعد عمر نے بھی اس کو طلاق دیدی، اب اس عورت نے زوج اول زید سے نکاح کیا (ب) اس عورت کا زید سے نکاح کرنا حالت عدت میں یہ نکاح فاسد ہے یا باطل (ج) اس نکاح سے جو حالت عدت میں واقع ہوا، جو وطی ہوئی وہ حلالہ کے لئے کافی ہے یا نہیں، اور نکاح کرنا دوبارہ زوج اول کے لئے صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:- عدت گذرنے سے پہلے جو نکاح اس مطلقہ نے عمر سے کیا وہ فاسد اور باطل ہے، اور نکاح فاسد وباطل میں بقول محققین کچھ فرق نہیں ہے بخلاف بیع کے۔ شامی میں ہے فیہ ان لا فرق بین الفاسد والباطل فی النکاح بخلاف البیع[2] اھ اور نکاح فاسد کے ساتھ وطی ہونا حلالہ کے لئے کافی نہیں ہے، درمختار میں ہے حتی یطأھا غیرہ ولو بنکاح نافذ خرج الفاسد والموقوف[3] اھ پس حلالہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ عورت بعد گذرنے عدت طلاق

[1] قال لزوجتہ غیر المدخول بھا انت طالق ثلاثا وقعن وان فرق بانت بالاولی لا الی عدۃ ولذا لم تقع الثانیۃ الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب طلاق غیر المدخول بھا ص۶۴۲ و ص۶۶۳ ج۲) ظفیر۔

[2] رد المحتار باب العدۃ مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ص۸۳۵ ج۲۔ ظفیر

[3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الرجعۃ ص۹۳۷ ج۲۔ ظفیر۔

کے دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ بعد وطی کے طلاق دیوے پھر اس کی عدت بھی گذر جاوے اس وقت شوہر اول سے نکاح درست ہوگا کما فی الدر المختار لا ینکح مطلقۃ بھا ای بالثلث حتی یطأھا غیرہ بنکاح نافذ وتمضی عدتھا ای الثانی[1] اھ۔

خلع والی عورت سے بلا انقضائے
عدت نکاح درست نہیں

سوال (۱۰۵۹) ایک مرد نے عورت مطلقہ مختلعہ سے بعد وقوع طلاق کے چوتھے روز نکاح کیا ہے اور کہتا ہے کہ عدت ضروری نہیں، آیا نکاح صحیح ہے یا نہیں اور شخص مذکور کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:- عدت کے اندر نکاح باطل ہے قال اللہ تعالیٰ والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء[2] الآیۃ والخلع طلاق کما فی الدر المختار وحکمہ ان الواقع بہ ولو بلا مال وبالطلاق علی مال طلاق بائن[3] اھ اور انکار کرنا شخص مذکور کا عدت کے ضروری ہونے سے صریح مقابلہ ہے نص قرآنی کا، پس قول اس کا باطل ہے اور شخص مذکور فاسق ہے اور واجب التعزیر ہے۔

جس کا شوہر وفات پاجائے اسکی
عدت چار ماہ دس دن ہے

سوال (۱۰۶۰) زبیدہ صغیرہ کا شوہر فوت ہوگیا تو اس کی عدت چار مہینہ دس یوم ہوگی یا کم وبیش۔

الجواب:- پورے چار مہینہ دس دن اس کی عدت ہوگی، اس مدت

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الرجعۃ ص۹۳۷ ج۲۔ ظفیر۔

[2] سورۃ البقرہ - ۲۸ - ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الخلع ص۷۷۰ ج۲۔ ظفیر۔

کے پوری ہونے سے پہلے نکاح اس بیوہ کا جائز نہیں ہے۔

عدت میں نکاح جائز نہیں اور اس کے ساتھ خلوت بھی جائز نہیں

سوال (۱۰۶۱) ایک عورت کا خاوند مر گیا بعد مرنے خاوند کے دو ماہ بعد ایک شخص نے اس عورت کو نوکر رکھا اور بغرض نکاح اپنے گھر میں رکھ لیا ہے، روز و شب اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھاتا ہے، جائز ہے یا نہ اور شب کو ایک ہی گھر میں رہتے ہیں۔

الجواب:- عدت میں نکاح باطل ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ[1] اور بے نکاح کے اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں رہنا حرام ہے خواہ کھانا اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھاوے یا نہ کھاوے، الغرض کھانے میں در اصل کچھ حرج نہیں ہے، حرج اس میں ہے کہ تنہا اس کے ساتھ رہے، اور ایسی باتیں کرے جس میں تہمت ہو[2]۔

آبرو کا خوف ہو تو عدت دوسری جگہ گذار سکتی ہے

سوال (۱۰۶۲) زید ہنی ایک گاؤں میں رہتا تھا جس کے اکثر باشندے رافضی ہیں اور وہ اس سے مذہبی اور قسم قسم سے تکرار رکھتے تھے۔ دفعۃً ایک دوا کے حیلہ سے کوئی چیز اس کو کھلا دی۔ تین چار گھنٹہ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اگر زید کی زوجہ اس گاؤں میں عدت کرے تو اس کی آبرو کا اندیشہ ہے اور مال کے تلف ہو جانے کا خوف ہے۔ تو میکہ میں آکر عدت کر سکتی ہے یا نہیں۔

---

[1] وتعتدان ... فی بیت ... وجبت فیہ ... الموت ... بشرط بقاء الزوج ... الی الموت مطلقۃ وطئت ولا ولو صغیرۃ او کتابیۃ تحت مسلم ولو عبدا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدۃ ...) ظفیر [2] سورۃ البقرہ - ۳۰ ظفیر

[3] وهو الظاهر لحرمۃ الخلوۃ بلا حائل ... رد المحتار باب العدۃ ... ظفیر۔

الجواب:- ایسی حالت میں والدین کے گھر آکر عدت پوری کرنا درست ہے[1]۔ فقط

تحریری طلاق میں بھی عدت لازم ہے

سوال (۱۰۶۳) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تحریری طلاق دیدی، اس عورت پر عدت لازم ہے یا نہیں۔

الجواب:- عدت اس عورت پر لازم ہے، طلاق کے وقت سے عدت تین حیض پورے کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے، هکذا فی کتب الفقہ[2]۔

عورت جہاں تھی اور شوہر کا انتقال ہو گیا، عورت وہیں عدت گذارے گی

سوال (۱۰۶۴) ہندہ اپنے والدین کے گھر شوہر سے ڈیڑھ سو کوس پر موجود ہے کہ بیوہ ہو گئی، اب قبل عدت بخانہ شوہر بوجہ رواج برادری جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- جائز نہیں ہے۔ والدین کے گھر میں جہاں وہ بوقت موت شوہر تھی عدت پوری کرے، کذا فی الدر المختار وتعتدان ای معتدۃ طلاق وموت فی بیت وجبت فیہ[3] الخ۔

سن ایاس کے پہلے حیض سے عدت ہوتی ہے

سوال (۱۰۶۵) ایک عورت جس کی حالت یہ ہے کہ بلوغ کے وقت کچھ زمانہ حیض بند رہا پھر کسی علاج کرنے سے شروع ہو کر اپنی عادت پر لگاتار آتا رہا، ولادت بچہ کے بعد دوبارہ پھر نہیں آیا بندش کی حالت

---

[1] وتعتدان ای معتدۃ طلاق وموت فی بیت وجبت فیہ ولا تخرجان منہ الا ان تخرج او یتهدم المنزل او تخاف انهدامہ او تلف مالها او لا تجد کراء البیت ونحو ذلک من الضرورات فتخرج (در مختار) ای معتدۃ الوفاۃ کما دل علیہ ما بعدہ اھ (رد المحتار باب العدۃ فصل فی الحداد ص ۸۴۹) ظفیر۔ [2] فلما کتب هذا یقع الطلاق وتلزمها العدۃ من وقت الکتابۃ (رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۸۹) ظفیر۔ [3] یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ عورت اپنے والدین کے گھر رہتی ہو اور اگر صرف والدین کی زیارت کے لئے گئی ہو تو یہ حکم نہیں ہے بلکہ عدت شوہر کے گھر آکر عدت گذارنا ضروری ہے۔ حنیف

میں ہی اس کو طلاق ملی ہے اور تین ماہ پورے ہوگئے۔ حیض ایک دفعہ بھی نہیں آیا، کیا وہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے یا تین حیض پورے کرے، اب اس کی عمر بیس پچیس برس کے درمیان ہوگی۔

الجواب:۔ جب تک سن ایاس کو اس کی عمر نہ پہنچے اس وقت تک عدت تین حیض سے شمار کی جاوے گی مہینوں سے عدت معتبر نہ ہوگی، البتہ یہ ممکن ہے کہ بذریعہ دوا، وغیرہ استخراج دم کرالیا جاوے۔ درمختار[1]۔

شوہر کی موت کی خبر کے بعد جو نکاح بعد عدت کیا تھا صحیح تھا مگر جب شوہر آگیا تو اب وہ عورت اسی کو ملے گی

سوال (۱۰۶۶) عظیم گھر سے چلا گیا چھ ماہ بعد اس کے وارثان کو اس کے ایک بھائی کی طرف سے جو اس کے ہمراہ تھا موت کی اطلاع بذریعہ خط پہنچی، بعد ڈیڑھ سال کے اس کی عورت نے نکاح ثانی کر لیا، کچھ عرصہ بعد عظیم واپس آگیا، اس نے دعویٰ کیا کہ میری زوجہ ہے، کیا شرعاً زوجہ مذکورہ عظیم ہی کے عقد میں رہی یا کیا، پھر راضی نامہ ہو کر اس سے طلاق لی گئی، اب اس طلاق کی عدت عورت پر لازم ہے یا نہیں۔ اور نکاح ثانی کی ضرورت ہے یا نہیں، اور شوہر ثانی سے جو لڑکا ہوا وہ کس کا ہوگا۔

الجواب:۔ شامی کتاب المفقود میں ہے لکن لو عاد حیا بعد الحکم بموت اقرانہ قال الطحطاوی الظاہر انہ کالمیت اذا احی والمرتد اذا اسلم فالباقی فی یدورثتہ لہ ولا یطالب بما ذہب قال ثم بعد رقمہ رأیت المرحوم ابا السعود نقلہ عن الشیخ شاہین ونقل ان زوجتہ لہ والاولاد للثانی تامل ص ۳۳۲ ج ۳ ردالمحتار[2]۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ جب شوہر

[1] وخرج بقولہ لم تحض الشابۃ الممتدۃ بالطہر بان حاضت ثم امتد طہرھا فصاحت فامتد طہرھا تصیر بالحیض الا ان وصلت الی سن الایاس (الدرالمختار مع ردالمحتار ملخصاً باب العدۃ ص ۸۲۹ ج ۲) ظفیر۔ [2] ردالمحتار کتاب المفقود ص ۴۴۸ ج ۳ ۔ ظفیر

اول آگیا وہ زوجہ اسی کی ہے، اور اولاد جو دوسرے شوہر سے ہوئی وہ دوسرے شوہر کی ہے، اور اگر شوہر اول طلاق دیوے تو عدت کے بعد وہ مطلقہ دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے، اور خبر موت شوہر اول کے بعد جو اس عورت نے بعد انقضائے عدت وفات دوسرا نکاح کیا تھا وہ صحیح ہو گیا تھا، مگر شوہر اول کے آنے کے بعد وہ فسخ ہو گیا کما ظہر من عبارۃ الشامی۔

عدت کے اندر عورت کو دھوکہ دے کر کسی خاص سے شادی پر مجبور کرنا معصیت ہے

سوال (۱۰۶۷) عمر نے ایک عورت کے خاوند کے فوت ہونے کے چالیس روز بعد متوفی کے برادر حقیقی کے کہنے سے رجسٹر نکاح میں سفید ورق رکھ کر انگوٹھے لگوا لئے کہ عورت معتدہ کو معلوم ہو جائے کہ رجسٹر نکاح میں انگوٹھے لگنے سے اب میں بعد عدت کے دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی، اور عمر نے اس کو باور کرا دیا کہ اب تمہارا نکاح ہو گیا، زید نے عمر کو چند مردمان میں کہا کہ ایسا کرنا کرانا دھوکہ اور معصیۃ ہے، آیا ایسا کرنے سے عمر گنہگار ہوا یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ بیشک دھوکہ دہی اور اخفاء حکم شرعی ہے، عورت کو تو یہ مسئلہ بتلانا چاہئے کہ اس کو اختیار ہے کہ بعد ختم عدت جس سے چاہے نکاح کرے، اور یہ کہ عدت نکاح اور وعدہ نکاح صراحۃً درست نہیں ہے نہ یہ کہ اس کو مقید اور پابند کر لیا جائے، الغرض یہ فعل مذموم ہے اور معصیۃ کبیرہ[1] ہے۔

مدخولہ پر شوہر سے دو سال الگ رہنے کے باوجود بعد طلاق عدت لازم ہے

سوال (۱۰۶۸) ایک منکوحہ عورت اپنے خاوند کے پاس چند عرصہ تک یکجا ہمبستر رہی بعد کو بوجہ رنجش دو سال تک خاوند سے علیحدہ رہی، پھر خاوند نے طلاق دیدی

[1] والمعتدۃ تحرم خطبتہا وصح تعریضا لو معتدۃ الوفاۃ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی الحداد ص ۸۵۲ ج ۲) ظفیر۔

عدت واجب ہے یا نہ، اگر بلا گذرے عدت کے عورت دوسرے مرد سے نکاح کرلیوے تو یہ نکاح جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- عدت اس پر واجب ہے، اور بدون گذرنے عدت کے دوسرا نکاح دوسرے شخص سے کرنا باطل ہے اور حرام ہے، کما قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ[1] الآیۃ۔

عدت میں نکاح حرام ہے

سوال (۱۰۶۹) مطلقاً عدت غیر میں نکاح کرنا باطل ہے یا فاسد۔

الجواب:- معتدہ سے عدت میں نکاح کرنا حرام ہے، کما قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ[2] باقی یہ کہ عدت میں نکاح کرنا فاسد ہے یا باطل، اس میں دونوں قول ہیں اور محقق ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ باب النکاح میں باطل اور فاسد میں کچھ فرق نہیں ہے، بعض فقہاً نے یہ فرق کیا ہے کہ اگر ناکح کو معلوم ہے کہ یہ معتدہ ہے تو نکاح باطل ہے ورنہ فاسد ہے اور باطل میں عدت لازم نہ ہوگی اور دخول اس میں زنا محض ہوگا، اور فاسد میں دخول کے بعد عدت لازم ہے والتفصیل فی کتب الفقہ

بعد خلوت صحیحہ عدت ضروری ہے

سوال (۱۰۷۰) عمر ہندہ بہن بھائی ہیں اور زید و زینب بہن بھائی ہیں، آپس میں زید کا نکاح ہندہ سے اور عمر کا نکاح زینب سے ہوا، زید و ہندہ دونوں بالغ تھے، اور عمر و زینب نابالغ، تین ماہ بعد زید نے ہندہ کو طلاق دیدی، اس واقعہ کو عرصہ تین سال کا گذر چکا ہے۔ اب دونوں بالغ ہیں، اگر عمر زینب کو طلاق دے تو اس کے واسطے عدت کا کیا حکم ہے۔

---

[1] سورۃ البقرہ - ۳۰ - ظفیر [2] ایضاً - ظفیر۔

الجواب:- اگر عمر نے زینب کے ساتھ وطی یا خلوت کی ہے اور بعد خلوت کے عمر زینب کو طلاق دیوے گا تو زینب پر عدت لازم ہوگی۔ کما قال اللہ تعالیٰ والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلاثۃ قروء[1] وفی الدر المختار باب عدت میں ہے تربص یلزم المرأۃ عند زوال النکاح الخ وسبب وجوبہا عقد النکاح المتأکد بالتسلیم وما جری مجراہ من موت او خلوۃ[2] الخ اور شامی باب المہر میں ہے وتجب العدۃ بخلوتہ وان کانت فاسدۃ لان تصحیحہم لوجوبہا بالخلوۃ الفاسدۃ شامل لخلوۃ الصبی کذا فی البحر من باب العدۃ[3] الخ ص ۳۳۹ ج ۲ شامی۔

مطلقہ ممتدۃ الطہر کی عدت کیا ہوگی

سوال (۱۰۷۱) عورت مطلقہ ممتدۃ الطہر کی عدت کیا ہے اور اس کی عادت یہ ہے کہ ولادت کے بعد اس کو دو سال بعد حیض آتا ہے ابھی تین چار ماہ ہوئے کہ اس کو بچہ پیدا ہوا ہے، اس کے بعد طلاق ہوئی، اس کو حیض آتا ہے۔

الجواب:- قال الزاہدی وقد کان بعض اصحابنا یفتون بقول مالکؒ فی ہذہ المسئلۃ للضرورۃ[4] الخ شامی۔ پس اس فتویٰ کے مطابق عدت اس کی یعنی ممتدۃ الطہر کی نو ماہ میں ختم ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رتقاء پر بھی بعد خلوت عدت ہوگی

سوال (۱۰۷۲) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا، بعد خلوت کے معلوم ہوا کہ ہندہ رتقاء ہے، جماع کے لائق نہیں ہے، اب اگر زید اس کو طلاق دیدے تو ہندہ کو عدت پوری کرنی چاہئے یا نہیں۔؟ درمختار میں فلا عدۃ بخلوۃ الرتقاء لکھا ہے۔

---

[1] سورۃ البقرہ - ۲۸ - ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۲۳ ج ۲ - ظفیر [3] رد المحتار للشامی باب المہر ص ۲۰۶ - ظفیر [4] ایضاً باب العدۃ ص ۸۳۲ ج ۲ - ظفیر

الجواب :- شامی میں لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ خلوت فاسدہ میں بھی عدت لازم ہے وتجب العدۃ بخلوتہ وان کانت فاسدۃ لان تصریحھم بوجوبھا بالخلوۃ الفاسدۃ شامل للخلوۃ الصبی[1] - اور درمختار کا یہ قول فلا عدۃ بخلوۃ الرتقاء[2] قدوری کی اس تفصیل پر مبنی ہے کہ مانع شرعی ہو تو عدت واجب ہے اور مانع حسی ہو تو واجب نہیں مگر باب المہر میں صاحب درمختار نے اس قول قدوری کو نقل فرما کر فرمایا ہے والمذھب الاول ، والاول ھو قولہ وتجب العدۃ فی الکل[3]۔ پس صورت مسئولہ میں ہندہ مطلقہ کی عدت پوری کرکے اس کی بہن سے نکاح ہو سکتا ہے نہ قبل عدت کے ۔ فقط

سوال (۱۰۷۳) ایک کافرہ مسلمان ہوئی، اس کا خاوند کفر کی حالت میں انتقال کر گیا تھا، جس دن مسلمان ہوئی اس دن اس کے خاوند کی وفات کو تقریباً تین ماہ کا عرصہ ہوا تھا، آیا مسماۃ مذکور مسلمان ہونے کے دن نکاح کر سکتی ہے یا دس دن چار ماہ کا انتظار کرنا پڑے گا ۔

نومسلمہ کی عدت جس کا شوہر مرگیا

الجواب :- درمختار میں ہے ذمیۃ غیر حامل طلقھا ذمی اومات عنھا لم تعتد عند ابی حنیفۃ اذا اعتقد واذلک الخ وفی الشامی قولہ لم تعتد عند ابی حنیفۃ فلو تزوجھا مسلم اوذمی فی فور طلاقھا جاز الخ[4]، اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے اعتقاد میں اگر عدت واجب نہیں

---

[1] ردالمحتار باب المہر ص۴۶۶ ج۲ - ظفیر [2] الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب العدۃ ص۸۲۵ ج۲ - ظفیر۔ [3] ایضاً باب المہر ص۴۶۳ ج۲ ظفیر [4] ردالمحتار باب العدۃ مع ھامشہ ص۸۴۵ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

ہے تو اس عورت نومسلمہ سے فوراً نکاح درست ہے ۔

سوال (۱۰۷۴) ایک عورت عدت میں ہے ۔ اس کے بھائی یا قریب رشتہ دار کے موت ہو گئی تو اس کو وہاں جانا چاہئے یا نہیں ۔

عدت والی عورت کا کسی کی غمی شادی میں جانا درست نہیں

الجواب :- عورت کو عدت میں بلاضرورت مکان عدت سے نکلنا اور کسی کی شادی غمی میں شریک ہونا درست نہیں ہے[1] ۔

سوال (۱۰۷۵) الرشید ۵ جلد ۴ ماہ صفر ۱۳۳۳ھ صفحہ ۲۹ میں درج ہے کہ جبکہ دو مرد عادل گواہی تین طلاق کی دیتے ہیں تو طلاق واقع ہو گئی، اور عدت وقت طلاق سے واقع ہو گی وغیرہ وغیرہ ۔

ایک جواب پر اشکال کا جواب

اس جواب کو احقر کو سمجھنے میں کچھ دقت پیش آئی، جس کے خلاصہ کرنے کے لئے مجبور ہوں، جس میں وجوہات ذیل سے پیچیدگی پیدا ہوتی ہے یعنی بہشتی زیور ص۲۲ حصہ چوتھا پر تحریر ہے کہ طلاق بائن دینے کے بعد پھر دھوکہ سے عدت کے اندر مطلقہ سے صحبت کرلی تو اب اس دھوکہ کی صحبت کی وجہ سے ایک عدت اور واجب ہو گئی، اب تین حیض اور پورے کرے، جب تین حیض اور گذر جاویں گے تو دونوں عدتیں ختم ہو جاویں گی ۔

اب صفائی اس امر کی ضروری ہے کہ اگر مطلقہ سے دھوکہ سے صحبت کی جاوے تب بھی دوسری عدت کی ضرورت ہے، کیا قصداً کرے تو اس حالت

---

[1] ولا تخرج معتدۃ رجعی وبائن بای فرقۃ کانت علی ما فی الظھیریۃ الخ فیلزمھا ان تکتری بیت الزوج لوحرۃ مکلفۃ من بیتھا اصلاً لا لیلاً ولا نھاراً ولا الی صحن دار فیھا منازل لغیرہ ولو باذنہ لانہ حق اللہ تعالیٰ (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب العدۃ فصل فی الحداد ص۸۳۴ ج۲) ظفیر

ہیں دوسری عدت کی ضرورت نہیں؟ جیساکہ الرشید کے جواب مسئلہ سے مراد حاصل ہوتی ہے، کیونکہ طلاق کے بعد تعلقات واختلاط زن وشوئی قصداً جاری تھے، اس لئے شمار عدت وقت طلاق سے شروع ہوگی نہ کہ اخیر مرتبہ صحبت کرنے کی تاریخ سے۔

الجواب:- درمختار میں ہے واذا وطئت المعتدۃ بشبہۃ ولو من المطلق وجبت عدۃ اخریٰ[1] الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر طلاق دینے والا عدت میں اپنی مطلقہ سے دھوکہ اور شبہ سے وطی کرے تو دوسری عدت لازم ہے جیساکہ آپ نے یہ مسئلہ بہشتی زیور سے بھی نقل کیا ہے اور علامہ شامی نے اس پر یہ لکھا ہے کہ شبہ اور دھوکہ سے وطی کی صورت یہ ہے کہ شوہر نے یہ سمجھا کہ مجھ کو وطی حلال ہے یا تین طلاق کے بعد بلا حلالہ کے نکاح کرکے وطی کرے[2]، اور اگر جانتا ہے کہ یہ مطلقہ مجھ پر حرام ہے اور پھر وطی کرے تو وہ موطوءۃ بالشبہ نہیں ہے۔ اور دوسری عدت لازم نہیں ہے ومفادہ انہ لو وطئھا بعد الثلث فی العدۃ بلا نکاح عالماً بحرمتھا لا تجب عدۃ اخریٰ لانہ زنا[3] الخ صفحہ ۔

غیر مدخولہ مطلقہ پر عدت نہیں لیکن جس کا شوہر مرجائے اس پر ہر حال میں عدت ہے مدخولہ ہو یا نہ ہو

سوال (۱۰۷۶) ہر ایک امام مسجد کو سرکار کی طرف سے ایک رجسٹر برائے اندراج نکاح ملا ہوا ہے، جس کے سرورق یہ مسائل ہیں، متوفی الزوج

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ مطلب فی وطء المعتدۃ بشبہۃ ص۸۳۷ ج۲ و ص۸۳۹ ج۲۔ ظفیر [2] وذلک کالموطوءۃ للزوج فی العدۃ بعد الثلاث بنکاح وکذا بدونہ اذا قال ظننت انہا تحل لی او بعد ما ابانہا بالفاظ الکنایۃ (رد المحتار باب ایضاً ص۸۳۷ ج۲۔ ظفیر [3] رد المحتار باب العدۃ مطلب فی وطء المعتدۃ بشبہۃ ص۸۳۷ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

غیر مدخولہ کو عدت، بعد از طلاق زوجہ سالی سے قبل گزرنے عدت کے نکاح کا عدم جواز ہے، آیا فی الواقع یہ مسائل صحیح اور قابل عمل ہیں یا نہیں۔

الجواب:- یہ ہر دو مسئلہ صحیح ہیں، مطلقہ اگر غیر مدخولہ اور غیر خلوت شدہ ہو تو اس پر عدت نہیں ہے، کما قال اللہ تعالیٰ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا[1] الآیۃ، لیکن متوفی عنہا زوجہا پر ہر حال میں عدت لازم ہے، خواہ وہ مدخولہ ہو یا نہ ہو، کیونکہ اس کے لئے مطلقاً عدت کا حکم آیت وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ[2] الآیۃ سے ثابت ہوتا ہے۔

مطلقہ اور متوفی عنہا زوجہا کی عدت میں فرق

سوال (۱۰۷۷) جو عورت ناقابل حمل عقیمہ یا نابالغہ ہونے کے سبب سے ہو مگر اس کا شوہر قابل وطی ہے، یا جو مرد عنین یا نابالغ ہو مگر اس کی زوجہ قابل حمل ہے، تو ہر دو صورت میں عورت کا حاملہ نہ ہونا مسلّم ہے، تو جب ایسی عورت بیوہ یا مطلقہ ہو تو اس پر عدت لازم ہوگی یا نہیں، اور اگر عدت ہوگی تو کتنے ایام کی ہوگی، اور صورت اول میں دخول ناممکن حمل کے بعد عورت مطلقہ ہوگئی اور صورت ثانی میں بلا دخول، کیونکہ بوجہ شوہر کے عنین یا نابالغ ہونے کے دخول کا احتمال ہی نہیں، مگر بلا دخول عورت کو مطلقہ کر دیا تو ہر دو صورت میں کتنا مہر دینا ہوگا۔

الجواب:- شوہر کے مرنے کی صورت میں عورت پر پوری عدت وفات دس دن چار ماہ لازم ہے، خواہ دخول وخلوت ہوئی یا نہ ہوئی ہو۔ اور مہر پورا لازم ہے[3]،

[1] سورۃ الاحزاب رکوع ۶ ۔ ۱۲ ظفیر [2] سورۃ البقرۃ رکوع ۳۰ ۔ ۱۲ ظفیر [3] المہر یتأکد باحد معان ثلثۃ الدخول والخلوۃ الصحیحۃ وموت احد الزوجین سواء کان مسمی او مہر المثل حتی لا یسقط شیء بعد ذلک (عالمگیری مصری الباب السابع فی المہر فصل ثانی ص۲۹۳ ج۱) ۱۲ ظفیر

اور طلاق کی صورت میں، اگر طلاق قبل دخول، وقبل خلوت صحیحہ ہو تو عورت پر عدت لازم نہیں اور مہر نصف لازم ہے قال اللہ تعالیٰ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا[1] الآیہ ۔

خوف خرابی صحت کی وجہ سے عدت میں نقل مکانی جائز ہے

سوال (۱۰۷۸) زید نے وفات پائی، اہلیہ زید کے ایام عدت کے ایک ماہ ۱۸ یوم گذر چکے ہیں، جس جگہ قیام ہے وہاں بوجہ خرابی آب و ہوا بیماری بکثرت ہے جس کی وجہ سے سخت پریشانی لاحق ہے، اس وجہ سے اہلیہ زید نقل مکان پر محض اس خیال سے کہ تبدیل آب وہوا ہوجاوے اور جو تفکرات لاحق ہیں وہ دور ہوجاویں آمادہ ہے۔ آیا ایام عدت میں نقل مکان جائز ہے یا نہیں ۔

الجواب: ۔ ردالمحتار میں اعذار خروج معتدہ میں سے یہ بھی لکھا ہے ۔ قولہ ونحو ذلک منہ ما فی الظہیریۃ لو خافت باللیل من امر المیت والموت ولا احد معہا لہا التحول لو الخوف شدیدا وا لا فلا[2] الخ پس شدت خوف کو عذر جواز خروج قرار دیا ہے، لہذا بصورت مسئولہ دوسرے مکان میں بغرض تبدیل آب و ہوا وزوال افکار وہموم بصحت عقیدہ منتقل ہونا درست ہے ۔

زانیہ اگر شوہر رکھتی ہے تو طلاق کے بعد اس پر عدت ضروری ہے

سوال (۱۰۷۹) ایک شخص کی زوجہ زانیہ ہے شوہر نے اس کو بدچلن دیکھ کر ایک ماہ ہوا طلاق دیدی اور قبل طلاق کے تین ماہ سے حاملہ ہے اور کبھی اپنے شوہر کے نزدیک نہیں گئی اور جس شخص کا حمل ہے اس سے شوہر نے ۲۵ روپیہ لے کر طلاق دی ہے ۔ ایسی حالت میں زانی سے ایام عدت کے اندر نکاح اس عورت کا درست ہے یا نہیں

[1] سورۃ الاحزاب رکوع ۶ ۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب العدۃ فصل فی الحداد ص ۸۵۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر

الجواب: ۔ عدت اس عورت کی جو بوقت طلاق حاملہ ہے وضع حمل ہے جس وقت بچہ پیدا ہوجاوے گا اس وقت عدت اس کی پوری ہوگی، اور وہ بچہ شوہر اول کا ہی شرعاً قرار دیا جائے گا کذا فی کتب الفقہ، بچہ پیدا ہونے سے پہلے اس عورت کا دوسرا نکاح درست نہیں ہے بالکل حرام قطعی ہے کما قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتب اجلہ[1] الآیۃ ۔ ترجمہ اور نہ قصد کرو تم عقد نکاح کا یہاں تک کہ عدت پوری ہو، وقال اللہ تعالیٰ واولات الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن[2] الآیۃ (ترجمہ) اور حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ بچہ جنیں ۔

عدت میں نکاح جائز نہیں ہوا

سوال (۱۰۸۰) ایک عورت جس کا خاوند عرصہ دو سال سے مفقود الخبر رہا اور خبر گیراں نان پارچہ کے علاوہ دوسرے ملک میں جاکر خط وکتابت سے بھی واسطہ نہ رکھا، اب معلوم ہوا کہ اس کا خاوند گوڑگانوہ میں آگیا، مسماۃ نے طلاق نامہ لکھوایا ۴ مئی کو اور ۲۰ مئی کو دوسرا نکاح کرلیا، یہ نکاح ہوگیا یا نہیں مہر اور خرچ عدت وغیرہ کا بھی فیصلہ ہوگیا ہے ۔

الجواب: ۔ اگر عورت مدخولہ ہے یا خلوت صحیحہ ہوچکی ہے تو عدت طلاق تین حیض پورا کرنا یا اگر حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ عدت کے پورا کرنا لازم ہے، عدت کے اندر نکاح حرام اور باطل ہے، یہ حکم شرعی ہے کہ عدت کے اندر نکاح نہ ہونا چاہئے کسی کے دعویٰ وغیرہ پر مبنی نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتب اجلہ[3] الآیۃ ۔

[1] سورۃ البقرہ رکوع ۳۰ ۔ ۱۲ ظفیر [2] سورۃ الطلاق رکوع ۱ ۔ ۱۲ ظفیر
[3] سورۃ البقرہ رکوع ۳۰ ۔ ۱۲ ظفیر ۔

مرتدہ بعد اسلام دوسرے مرد سے شادی کرسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۸۱) ایک مرتدہ کو حالت ارتداد میں ایک سال یا زیادہ گذر گیا، اب اگر یہ مرتدہ بعد اسلام لانے کے دوسرے شخص سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے یا نہیں کیونکہ اس مرتدہ کو اس زمانہ میں بموجب شرع شریف شوہر اول کے واسطے مجبور نہیں کرسکتے۔ اور اگر شوہر اول اس مرتدہ کو حالت ارتداد میں یا قبل ارتداد کے طلاق ثلثہ دیدے تو ہر سہ حالت میں بعد اسلام لانے کے عدت گذارنا ہوگا یا نہیں کیونکہ حالت ارتداد میں ایک سال گذر گیا، صورت اول میں صرف ارتداد ہے اور ثانی وثالث میں طلاق ہے، اگر صورت ثانی وثالث میں کسی مشرک سے نکاح کرے تو یہ حلالہ کے لئے معتبر ہوگا یا نہ۔

الجواب:۔ مرتدہ کو اسلام لانے اور شوہر اول سے نکاح کرنے پر مجبور کرنے کا فتویٰ درمختار میں نقل کیا ہے و تجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجراً لها بمهر یسیر الخ وعلیه الفتویٰ[1] وفی الشامی ویقع طلاق زوج المرتدة علیها مادامت فی العدة لان الحرمة بالردة غیر متابدة فانها ترتفع بالاسلام فیقع طلاقه علیها فی العدة مستتبعا فائدته من حرمتها علیه بعد الثلث حرمة مغیاة بوطی زوج آخر[2] الخ وفی الدر المختار ایضاً اوذمیا لذمیة ای ولو کان التحلیل لاجل زوجها المسلم کما فی البحر[3] شامی اس اخیر عبارت سے معلوم ہوا کہ مشرک سے شادی کرنے سے اور وطی سے تحلیل ہو جاوے گی اور عبارت سابقہ سے معلوم ہوا کہ عدت

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔
[2] رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔
[3]

حالت ارتداد میں واجب ہوتی ہے، پس بعد اسلام کے عدت جدید کی ضرورت نہیں ہے۔

غیر مدخولہ ایک طلاق سے بائنہ ہو جاتی ہے اس پر عدت نہیں

سوال (۱۰۸۲) ایک شخص بالغ عاقل نے اپنی منکوحہ غیر مدخولہ کو طلاق ثلاثہ دیدی، پھر اس عورت غیر مدخولہ کا نکاح دوسرے شخص سے کیا گیا مگر پھر بھی وہ غیر مدخولہ رہی اور اسی حالت میں شوہر دوم نے بھی طلاق ثلاثہ دیدی اور عورت کنواری رہی، زمانہ طلاق دیگر میں عورت بالغہ ہوگئی ہے، کیا یہ عورت شوہر اول کے ساتھ شرعاً نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ اور اس صورت میں اس کو عدت گذارنی ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ غیر مدخولہ کو طلاق دینے میں عدت لازم نہیں ہوتی اور غیر مدخولہ کو اگر متفرق طور سے تین طلاق دی جاویں تو تین طلاق اس پر واقع نہیں ہوتی البتہ اگر دفعۃً ایک لفظ سے تین طلاق دیجاویں مثلاً یہ کہا جاوے کہ تجھ پر تین طلاق ہیں تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں، اور تین طلاق میں حلالہ کی ضرورت ہے اور حلالہ میں شوہر ثانی کی وطی ضروری ہے، پس اگر شوہر اول نے تین طلاق ایک دفعہ ایک لفظ کے ساتھ دی تھی جیسا کہ اوپر گذرا تو بلا وطی شوہر ثانی کے شوہر اول اس سے نکاح نہیں کرسکتا اور اگر تین طلاق متفرق دی تھی تو غیر مدخولہ ایک طلاق سے بائنہ ہوگئی باقی دو طلاق اس پر واقع نہیں ہوئی، اس صورت میں بلا حلالہ کے شوہر اول اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے[1]۔

[1] قال لزوجته غیر المدخول بها انت طالق ثلاثاً وقعن لما تقرر انه متی ذکر العدد کان الوقوع به الخ وان فرق بانت بالاولی لا الی عدة ولذا لم تقع الثانیة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب طلاق غیر المدخول بها ص ۶۴۴ ج ۲) ظفیر۔

بیوی کے رہتے ہوئے سالی سے نکاح کیا خلوت سے پہلے علیحدہ کرادی گئی تو اس پر عدت نہیں ہے

سوال (۱۰۸۳) مسمیٰ رمضان نے اپنی سالی مسماۃ مہنی سے باوجود ممانعت نکاح کرلیا، بلحاظ حرمت جمع بین الاختین اس کو برادری سے خارج کردیا نکاح کے آٹھ دس روز بعد تفریق کرادی گئی، علیحدگی سے تیسرے یا چوتھے روز اس کا نکاح ایک دوسرے مرد سے کردیا گیا، شرکا نکاح کا یہ بیان ہے کہ مسمی رمضان اور مسماۃ مہنی دونوں حلف سے بیان کرتے ہیں کہ خلوت صحیحہ نہیں ہوئی، اس صورت میں ان دونوں کا قول اس بارے میں صحیح اور معتبر ہوگا یا نہیں اور عدت کی ضرورت ہوگی یا نہیں، تیسرے چوتھے روز تفریق سے جو نکاح ہوا وہ صحیح ہوا یا نہ۔

الجواب:- اس میں عدت کی ضرورت نہیں ہے اور قول ان دونوں کا در بارہ عدم وطی معتبر ہے قال فی الشامی وتقدم فی باب المهر ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدۃ[1] پس نکاح اس غیر مدخولہ کا جب کہ تفریق کے بعد تیسرے یا چوتھے روز ہوا صحیح ہوا۔

خلوت صحیحہ نہیں ہوئی ہو تو مطلقہ پر عدت نہیں

سوال (۱۰۸۴) زید کا نکاح ہندہ سے بحالت صغر سنی ان کے ورثا نے کردیا تھا، بالغ ہونے کے بعد بوجہ رنجش باہمی زید و ہندہ میں خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی، نکاح کے گیارہ سال بعد اب زید نے مجمع عام میں تین طلاق دے کر طلاقنامہ تحریر کردیا ہے تو ہندہ پر عدت لازم ہے یا بغیر عدت کے دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔

الجواب:- ہندہ کو اس صورت میں عدت کرنے کی ضرورت نہیں ہے بدون عدت کے پورا کرنے کے دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا[2] الآیۃ۔

[1] رد المحتار باب العدۃ مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ص ۸۳۵ ج ۲ ظفیر۔ [2] الاحزاب ۴ — ظفیر

عدت میں کسی بھی مصلحت سے نکاح جائز نہیں

سوال (۱۰۸۵) ایک عورت نے چار پانچ یوم ہوئے اپنا عقد اپنے دیور کے ساتھ کیا، صحبت نہیں ہوئی۔ وہ عورت اس سے ناخوش ہے اور اپنا نکاح دوسرے شخص سے کرنا چاہتی ہے، اگر اس شخص سے طلاق دلاکر فوراً نکاح کرادیا جاوے اور صحبت بعد گزرنے عدت کے کی جاوے تو اس طرح کا عقد کرنا جائز ہے یا نہیں، یہ عقد مصلحتاً کیا جاتا ہے۔

الجواب:- عدت کے اندر نکاح کسی طرح اور کسی مصلحت سے درست نہیں ہے، ایسا نکاح قطعی حرام اور باطل ہے، ہرگز کسی مصلحت دنیاوی کی وجہ سے ایسے گناہ کبیرہ کا قصد نہ کیا جاوے[1]، لیکن عدت مدخولہ پر واجب ہوتی ہے پس اگر قبل دخول و قبل خلوت اس سے طلاق لیجاوے اور وہ طلاق دیدے تو فوراً دوسرا نکاح عورت مطلقہ غیر مدخولہ کرسکتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا[2] الآیۃ

غیر مدخولہ پر عدت نہیں ہے مگر مدخولہ پر عدت ہے

سوال (۱۰۸۶) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بایں طور طلاق دی کہ جلسۂ اول میں ایک طلاق معافی مہر ایک دفعہ۔ جلسۂ دویم میں ایک طلاق بعد معافی مہر۔ جلسہ سویم میں ایک طلاق بلا معافی مہر۔ اس صورت میں مہر معاف ہوا اور طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اور عدت لازم ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں تین طلاق اس عورت پر واقع ہوگئی اور مہر ساقط ہوگیا، اور عورت اگر مدخولہ تھی تو عدت اس پر لازم ہے اور عدت طلاق

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (شامی باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر۔ [2] سورۃ الاحزاب - ۳۶ — ۱۲ ظفیر۔

کی تین حیض ہیں اور جس کو حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین ماہ ہیں[1] -

بعد خلوت عدت ہوگی خواہ سال بھر علیحدہ رہنے کے بعد طلاق دی ہو

سوال (۱۰۸۷) جس عورت کو شوہر کے یہاں سے آئے ہوئے اپنے ماں باپ کے یہاں ایک سال ہوا ہے، اور اب اس کے شوہر نے اس کو طلاق دیدی، تو اس صورت میں اس عورت پر عدت ہے یا نہیں -

الجواب:- اگر خلوت یا صحبت ہو چکی ہے تو عدت لازم ہے[2] -

مندرجہ ذیل صورتوں میں عدت

سوال (۱۰۸۸) - (۱) جس عورت کے بچہ پیدا ہوا، چار روز بعد اس کا شوہر مر گیا، اس کی عدت کیا ہے - (۲) ایک عورت اور مرد میں جدائی ہوگئی کہ عورت باپ کے گھر چلی گئی، ایک سال بعد شوہر مر گیا، اس عرصہ میں وہ شوہر ان کے گھر نہیں گیا تو اس عورت پر عدت ہے یا نہیں - (۳) نابالغہ عورت کا خاوند مر گیا ہو تو عدت آتی ہے یا نہیں - (۴) ایک عورت شوہر سے لڑ کر باپ کے گھر چلی آئی پانچ سال گذرنے پر طلاق دیدی، اس پر عدت ہے یا نہیں -

الجواب:- (۱، ۲) پہلی دو صورتوں میں عدت اس عورت کی

[1] تحیض لطلاق الا بعد الدخول حقیقۃ او حکما الا ثلاث حیض کوامل الا والعدۃ فی من لم تحض لصغر او کبر او بلغت بالسن لم تحض الا ثلاثۃ اشھر بالاھلۃ لو فی الغرۃ والا فبالایام (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۲۵ ج ۲) غیر مدخول ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور عدت نہیں ہوگی.

[2] وسبب وجوبھا عقد النکاح المتأکد بالتسلیم وما جری مجراہ من موت او خلوۃ ای صحیحۃ (ایضاً ص ۸۲۴ ج ۲) ظفیر -

چار ماہ دس یوم ہیں[1] ——— (۳) اور تیسری صورت میں بھی عدت چار ماہ دس یوم ہیں[2] (۴) چوتھی صورت میں اگر وہ عورت مدخولہ تھی یا خلوت ہو چکی تھی تو عدت اس کی تین حیض ہیں اگر حیض آتا ہو، ورنہ تین ماہ ہیں[3] -

نامرد کی مطلقہ پر عدت ہے

سوال (۱۰۸۹) زید نامرد ہے وہ چاہتا ہے کہ اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق دیدے اور ہندہ بھی طلاق لینا چاہتی ہے، بعد طلاق ہندہ کو عدت کی ضرورت عقد ثانی کے لئے ہے یا نہیں -

الجواب:- اگر خلوت ہو چکی ہے اگرچہ صحبت نہ ہوئی ہو تو ہندہ پر بعد طلاق کے عدت لازم ہے اور عدت طلاق کی اس عورت کے لئے جس کو حیض آتا ہو تین حیض ہیں، پس ہندہ طلاق کے بعد عدت گذار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے کما فی الدر المختار باب المھر والخلوۃ الخ کالوطی الخ ولو کان الزوج مجبوباً او عنیناً او خصیاً الخ[4] -

عدت میں عورت کے لئے زیب وزینت درست نہیں

سوال (۱۰۹۰) ایک بیوہ عدت کی حالت میں زینت کرنے بلکہ سفاح تک سے باز نہیں آئی، اور برملا کہیں کی کہیں چلی جاتی ہے، کیا ایسی عورت کا نکاح عدت سے پہلے ہو سکتا ہے -

[1] والعدۃ للموت اربعۃ اشھر بالاھلۃ لو فی الغرۃ کما مر وعشر من الایام بشرط بقاء النکاح صحیحا الی الموت مطلقا وطئت اولا ولو صغیرۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۰ ج ۲) ظفیر.

[2] والعدۃ للموت اربعۃ اشھر وعشر الخ ولو صغیرۃ (ایضاً) ظفیر.

[3] وسبب وجوبھا عقد النکاح المتأکد بالتسلیم وما جری مجراہ من موت او خلوۃ الخ (ایضاً ص ۸۲۴ ج ۲) ظفیر

[4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المھر ص ۴۶۹ ج ۲، ۱۲ ظفیر -

الجواب: ـ عدت کے اندر نکاح کرنا باطل ہے اور بیوہ کو ایام عدت میں جو کہ چار مہینہ اور دس روز ہے[1]، زیب وزینت کرنا اور رنگے ہوئے کپڑے پہننا مثل سرخ وزرد کی اور زیور اور ریشمی کپڑا و خوشبو وغیرہ استعمال کرنا جائز نہیں، عالمگیری میں ہے علی المبتوتۃ والمتوفی عنہا زوجہا اذا کانت بالغۃ مسلمۃ الحداد فی عدتہا[2] اور حدیث حضرت عائشہؓ سے روایت ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر ان تحد علی میت فوق ثلث الا علی زوج اربعۃ اشہر وعشرا[3] ۔ اور اس کو عدت کے مکان ہی میں رہنا لازم ہے اور اگر کسی امر ضروری کے لئے مکان سے باہر جانے کی ضرورت ہو تو دن میں یا بعض حصہ رات میں نکلنا درست ہے، عالمگیری میں ہے المتوفی عنہا زوجہا تخرج نہارا وبعض اللیل ولا تبیت فی غیر منزلہا[4] اور عدت کے اندر نکاح کرنا صحیح نہیں ہے ۔

پانچ سال علیحدہ رہنے کے باوجود بعد خلوت ـ عدت ہوگی

سوال (۱۰۹۱) ایک لڑکی جس کی عمر آٹھ سال کی تھی، اس کے والد نے برضائے خود ایک شخص سے اس کا نکاح کردیا تھا، اس کے بعد وہ ایک سال سے کچھ کم اپنی سسرال رہی پھر کسی وجہ سے والدین کے یہاں چلی آئی، اب عرصہ پانچ سال کا گذر گیا وہ واپس سسرال نہیں گئی، پس اب باہمی مخالفت زوجین کیوجہ سے اس کے شوہر نے

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدۃ مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر
[2] عالمگیری مصری الباب الرابع عشر فی الحداد ص ۴۷۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر ۔
[3] مشکوۃ عن البخاری ومسلم باب العدۃ ص ۲۸۸ ۱۲ ظفیر
[4] عالمگیری الباب الرابع عشر فی الحداد ص ۴۷۷ ج ۲ ۱۲ ظفیر ۔

اس کو طلاق دے کر اپنے سے جدا کردیا ہے، کیا اس لڑکی مطلقہ کو شرعاً نکاح ثانی کے لئے عدۃ ہے یا نہیں اگر ہے تو کتنی ۔

الجواب: ـ اگر شوہر نے اس سے وطی یا خلوت کی ہے تو عدت اس پر لازم ہے اگر اس کو حیض آنے لگا ہے تو عدۃ اس کی تین حیض ہیں، اور اگر ابھی اس کو حیض نہیں آیا تو عدت اس کی تین ماہ ہیں[1]، اور اگر وطی اور خلوت اس سے نہیں ہوئی تو کچھ عدت لازم نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ ثم طلقتموہن من قبل ان تمسوہن فما لکم علیہن من عدۃ تعتدونہا فمتعوہن وسرحوہن سراحا جمیلا[2] الآیۃ ۔

ایام عدت میں جو زنا سے حاملہ ہوگئی اس کی عدت ـ وضع حمل ہے

سوال (۱۰۹۲) ایک عورت نے عدت طلاق کے اندر ایک شخص سے زنا کیا جس سے وہ عدت گذارنے کے بعد نکاح کرنا چاہتی تھی، مگر زنا سے اس کو حمل رہ گیا، عورت ومرد دونوں اس امر کے مقر اور یقین کرنے دلانیوالے ہیں کہ حمل طلاق دہندہ کا نہیں بلکہ ہم دونوں کے فعل سے نطفہ قرار پایا ہے، اب عورت کو طلاق کی عدت گذار کر اس مرد سے نکاح کرنا چاہئے یا بعد وضع حمل کے، اور بچہ کس کے نسب سے شرعاً سمجھا جاوے گا اور یہ بخوبی ظاہر ہے اور معلوم کہ عورت کا طلاق دہندہ شوہر قوت مردی سے بیکار تھا جس کے باعث مجبوراً عورت کو اس نے طلاق دی ہے اور اس

[1] رجل تزوج امرأۃ نکاحا جائزا فطلقہا بعد الدخول او بعد الخلوۃ الصحیحۃ کان علیہا العدۃ کذا فی فتاوی قاضیخان الخ فمن تحیض فعدتہا ثلثۃ اقراء الخ والعدۃ لمن لم تحض لصغر او کبر او بلغت بالسن ولم تحض ثلثۃ اشہر کذا فی النقایۃ (عالمگیری کشوری باب العدۃ ص ۵۴۳ ج ۲ و ص ۵۴۳ ج ۲) ظفیر ـ [2] سورۃ الاحزاب ـ ۶ ـ ظفیر

بنا پر عورت چاہتی ہے کہ اگر وضع حمل سے قبل کوئی صورت نکاح کی ہو تو میری پردہ پوشی ہو جاوے، جواب اس کا جلد مرحمت ہو۔

الجواب:- عدت اس مطلقہ کی اس صورت میں وضع حمل ہے بعد وضع حمل کے دوسرے مرد سے نکاح صحیح ہوگا قبل وضع حمل کے نکاح ثانی درست نہیں ہے اور وقت طلاق سے دو برس کے اندر اگر بچہ پیدا ہو تو اگرچہ طلاق بائنہ یا طلاق ثلثہ ہو نسب اس بچہ کا شوہر اول سے ثابت ہوگا بدوں دعویٰ کے کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطا فی مبتوتة جاءت به لاقل منهما من وقت الطلاق الخ ولد تقی بمضی عدة الخ در مختار[1] ملخصا۔

جب سے طلاق دی تھی اس وقت سے عدت ہوگی پہلے لکھ دینے سے عدت نہیں ہوگی

سوال (۱۰۹۳) زید نے ایسی عورت سے نکاح کیا جس کا خاوند ایک اور پہلا موجود تھا، نکاح ہونے کے بعد پہلا خاوند دعویدار ہوا، منکوحہ پہلے خاوند کے یہاں جانے سے گریز کرتی رہی، ایسی حالت میں جب ہر دو خاوند میں تکرار شروع ہوا تو اہل بستی یا اہل برادری کے مجبور کرنے یا باہم تکرار رفع کرنے کو پہلے خاوند سے طلاق دلوادی اور طلاقنامہ میں مضمون مندرجہ مع چند گواہوں کے ایک اسٹامپ پر تحریر کردیا گیا ہے، مضمون یہ ہے (میں اپنی عورت کو طلاق دے چکا ہوں جس کو عرصہ چھ ماہ کا گذرا، اب میں لادعویٰ ہوں، مورخہ ۱۵/ فروری ۱۹۱۹ء) واقعہ یہ ہے کہ در اصل طلاقنامہ ۶ ماہ قبل جیسا کہ اسٹامی کاغذ پر ظاہر کیا نہیں دیا گیا ہوگا، اب طلاق دینے کے بعد عورت کو ایام عدت پورے کرنے چاہئے یا نہیں، اور وہ پہلا نکاح ثانی کہ طلاق نامہ تحریر کرنے کے چند روز پیشتر ہوا ہے جائز قرار پاسکتا ہے یا نہیں۔

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۵۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر

الجواب:- طلاق اس وقت واقع ہوئی جب کہ شوہر نے طلاق دی پس اگر ۶ ماہ قبل طلاق نہ دی تھی اور یہ غلط لکھوایا ہے تو اب طلاق واقع ہوئی اور عدت اس کے بعد تین حیض گذارنا چاہئے، اس کے بعد نکاح ثانی کیا جاوے، قبل طلاق وقبل عدت کے جو نکاح ہوا وہ صحیح نہیں ہوا[1]۔

عدت میں دنوں کا شمار قمری ہوگا یا کیا

سوال (۱۰۹۴) بہشتی زیور اور غایۃ الاوطار میں ہے کہ صغیرہ اور آئسہ اور بالغہ غیر حائضہ کی عدت طلاق و موت کا شمار اگر طلاق یا موت پہلی تاریخ کو واقع ہوئی تو حساب ہر مہینے کا ہلال سے ہوگا اگر درمیان مہینے کے واقع ہوئی تو حساب ہر مہینے کا تیس دن کا انتہی، یہ شمار صحیح ہے۔

الجواب:- اس پر عمل کرنا چاہئے قال فی رد المحتار فی المحیط اذا اتفق عدة الطلاق والموت فی غرة الشهر اعتبرت الشهور بالاهلة وان نقصت عن العدد وان اتفق فی وسط الشهر فعند الامام اعتبر بالایام فتعتد فی الطلاق بتسعین یوما[2]۔

خلع کی عدت

سوال (۱۰۹۵) عدت خلع کی عند الحنفیہ کیا ہے (۲) عدت طلاق کے اندر اگر جان بوجھ کر نکاح کیا جاوے تو دولہا اور قاضی و شاہد و حاضرین کے نکاح میں فتور آئے گا اور تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی یا نہیں (۳) اگر کوئی ایسے نکاح سے مانع ہو اور خلاف شرع سمجھ کر اس مجلس سے چلا جاوے تو اس کو اجر عند اللہ ملے گا یا نہیں۔

الجواب:- خلع عند الحنفیہ طلاق بائن ہے، پس عدت اس کی مانند عدت طلاق کے تین حیض ہیں حائضہ کے لئے اور تین ماہ ہیں غیر حائضہ کے لئے

[1] واما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته الخ لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر۔ [2] ایضا ص ۸۲۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

درمختار میں ہے وحکمہ ان الواقع بہ الطلاق بائن[1] الخ (۲) عدت کے اندر دوسرے شخص سے نکاح کرنا باطل[2] ہے اور نکاح کرنے والی اور اس کے معین سب فاسق وعاصی ہیں توبہ کریں، لیکن ان کے نکاح میں کچھ فتور اور خلل نہیں آیا۔ کیونکہ نکاح کا ٹوٹنا ان کے مرتد ہونے پر مرتب ہے اور یہ ارتداد نہیں ہے (۳) وہ شخص مثاب وماجور ہے لانکارہ المنکر۔

نامرد کی مطلقہ پر عدت

سوال (۱۰۹۶) ایک عورت کا شوہر بعد نکاح کے سات برس ہوئے چھوڑ کر چلا گیا اور بے خبر تھا، اب شوہر کا اجمیر میں پتہ لگا، اس کو جے پور میں لائے، دریافت کرنے پر جواب دیا کہ میں عورت کے قابل نہیں ہوں، اور یہ بھی عورت سے معلوم ہوا کہ کبھی صحبت نہیں ہوئی، شوہر مذکور نے عورت کے روبرو چار گواہ کے طلاق دیدی، دائی سے معلوم ہوا کہ عورت حاملہ نہیں ہے، طلاق سے ایک ماہ بعد عورت مذکور کا نکاح ایک دیگر شخص سے کرایا گیا، ایام حیض بدستور جاری ہیں، نکاح ثانی جو عورت مذکور کا کیا گیا یہ شرعاً جائز ہوا یا نہ، اور اب عورت مذکور کو عدت کے ایام پورے کرنے چاہئے یا نہیں۔

الجواب:- نکاح مذکور جو طلاق سے ایک ماہ بعد ہوا وہ ناجائز اور باطل ہوا، عدت کے بعد نکاح صحیح ہوگا، اور عدت طلاق کی تین حیض ہیں، اس عورت کو شوہر ثانی سے علیحدہ کرکے تین حیض پورے کراکر پھر نکاح کیا جاوے[3]۔

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۰۷ ج ۲ ۱۲ ظفیر [2] اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته الخ فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر۔ [3] وخلوة المجبوب خلوة صحيحة عند ابي حنيفة و خلوة العنين والخصي خلوة صحيحة كذا في الذخيرة (عالمگیری کشوری باب المهر فصل ثاني ص ۳۱۵ ج ۲) واما نكاح منكوحة الغير ومعتدته الخ لم يقل احد بجوازه (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر۔

جو منکوحہ زانی کے ساتھ کئی سال سے ہے بعد طلاق اس پر عدت ہوگی یا نہیں

سوال (۱۰۹۷) ایک عورت منکوحہ اپنے زوج کو چھوڑ کر غیر کے ساتھ بطور یار اس چلی گئی، اس یار نے اس کو تین چار برس اپنے پاس رکھا اور اسی کوشش میں تھا کہ خاوند اس کو طلاق دیدیوے تاکہ میں اس عورت سے نکاح کرلوں آخر کار خاوند نے اس کو طلاق دیدی تو کیا یہ عورت مطلقہ عدت گذارے گی یا نہیں اور بوقت گذارنے عدت کے یہ شبہہ ہوتا ہے کہ یہ عورت اپنے خاوند سے تین چار سال علیحدہ رہی ہے، اور اس مدت میں خاوند نے اس سے وطی نہیں کی، اور عدت شرعاً استبراء رحم کے لئے مقرر ہے اور اس صورت میں استبراء حاصل ہے۔

الجواب:- وہ عورت جب کہ اپنے شوہر کی مدخولہ ہے یا خلوت ہو چکی ہے تو عدت اس پر لازم ہے، کیونکہ عدت دراصل فوت نعمت نکاح کی وجہ سے ہے اور سوگ نکاح کے جانے کا ہے، یہی وجہ ہے کہ مجرد خلوت سے بھی عدت لازم ہو جاتی ہے[1] کہ وہاں بعض اوقات سوائے فوت حرمت نکاح کے اور کچھ نہیں ہے۔ فقط

بیوہ حاملہ کا نکاح وضع حمل سے پہلے جائز نہیں

سوال (۱۰۹۸) بیوہ عورت کو دو ماہ کا حمل ہے نکاح درست ہے یا نہیں یا کہ بعد وضع حمل کے نکاح کرنا درست ہے۔

الجواب:- نکاح اس کا قبل وضع حمل کے درست نہیں ہے، بعد وضع حمل کے نکاح کرنا چاہئے[2]۔

---

[1] وسبب وجوبها عقد النكاح المتأكد بالتسليم وما جرى مجراه من موت او خلوة اى صحيحة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۲۲ ج ۲) ظفیر
[2] وليس للمعتدة بالحمل مدة سواء ولدت بعد الطلاق او الموت بيوم او اقل الخ وشرط انقضاء هذه العدة ان يكون ما وضعت قد استبان خلقه (عالمگیری کشوری باب العدة ص ۵۴۵ ج ۲) ظفیر۔

عدت میں بٹھائے رکھنے کی نیت سے بھی نکاح جائز نہیں

سوال (۱۰۹۹) اگر کسی بیوہ کا نکاح عدت کے اندر باین اندیشہ کر دیا جاوے کہ عدت تک اس کو کوئی بہکا دیوے اور دوسرا نکاح پڑھوالے اور صحبت نہ کی جاوے تو یہ نکاح درست ہے یا نہیں۔

الجواب: عدت کے اندر کسی طرح اور کسی خیال سے نکاح درست نہیں ہوتا، وہ نکاح بالکل باطل ہے، اور ایسا کرنے والے فاسق و عاصی ہیں[1]۔

عورت جہاں رہتی تھی گو وہ اس کے شوہر کا گھر نہ ہو وہیں عدت گذارے

سوال (۱۱۰۰) جو عورت اپنے باپ یا کسی دوسرے کے گھر میں رہتی ہے مع الزوج یا بلا زوج اور مع رضاء الزوج یا بلا رضاء اس کا جب شوہر مرے تو اس کو وہیں عدت پوری کرنی چاہیے جہاں رہتی ہے یا شوہر کے گھر جاکر اور اگر دفن سے قبل یا بعد شوہر کے گھر چلی جائے تو وہ عدت کہاں پوری کرے آیا شوہر کے گھر یا جہاں رہا کرتی تھی۔

الجواب: درمختار میں ہے وتعتدان ای معتدة طلاق و موت فی بیت وجبت فیہ الخ (درمختار) ہو ما یضاف الیہما بالسکنیٰ قبل الفرقة ولو غیر بیت الزوج[2] الخ شامی اس کا حاصل یہ ہے کہ جس گھر میں عورت پہلے سے رہتی ہو اگرچہ وہ شوہر کا گھر نہ ہو عدت اسی گھر میں پوری کرے، یعنی اگرچہ شوہر وہاں نہ ہو جیسا کہ من بیتہا کی شرح میں شامی میں ہے قولہ من بیتہا متعلق بقولہ ولا تخرج والمراد بہ ما یضاف الیہما بالسکنیٰ حال وقوع الفرقة والموت ہدایہ سواء کان مملوکًا

[1] اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المہر ص ۴۸۲ ج ۲) ظفیر

[2] دیکھئے رد المحتار فصل فی الحداد ص ۸۵۳ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

للزوج او غیرہ حتیٰ لو کان غائبًا وہی فی دار باجرة قادرة علی دفعہا فلیس لہا ان تخرج[1] الخ۔

نابالغہ مطلقہ پر بھی بعد خلوت عدت ہے

سوال (۱۱۰۱) زید بالغ نے رخصتی سے پہلے ہندہ نابالغہ کو طلاق دیدی، اس صورت میں ہندہ نابالغہ پر طلاق کی عدت واجب ہے یا نہیں۔

(۲) اگر ہندہ نابالغہ شوہر کے ساتھ رہی ہو لیکن ہندہ قابل صحبت نہ ہو تو اس صورت میں عدت طلاق کی ہوگی یا نہیں۔

الجواب: شوہر بالغ نے اگر اپنی زوجہ نابالغہ کو قبل خلوت طلاق دیدی تو نابالغہ پر عدت لازم نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ثم طلقتموہن من قبل ان تمسوہن فما لکم علیہن من عدة تعتدونہا الآیة[2]

(۲) خلوت ہو جانے سے عدت لازم ہو جاتی ہے اگرچہ صحبت نہ ہوئی ہو کما صرح بہ فی الشامی[3]۔

شوہر اقرار کرے چھ ماہ پہلے طلاق دی تھی تو عدت اسی وقت سے شمار ہوگی

سوال (۱۱۰۲) اگر شخصے اقرار بحضور جماعة کند کہ طلاق از مدت شش ماہ خود دادہ است اندریں صورت عدت از وقت اقرار محسوب خواہد شد یا از شش ماہ مجری است۔

الجواب: اگر او در حقیقت شش ماہ قبل از تکلم طلاق نہ دادہ و آں کس

[1] رد المحتار فصل فی الحداد ص ۸۵۵ ج ۲ ظفیر [2] سورة الاحزاب - ۶ - ظفیر

[3] وسبب وجوبہا عقد النکاح المتأکد بالتسلیم وما جری مجراہ من موت اوخلوة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدة ص ۸۲۴ ج ۲) والخلوة کالوطی فیما یجیٔ ای من الاحکام (ایضاً باب المہر ص ۴۶۵ ج ۲) ظفیر۔

دریں اقرار کاذب بود طلاق فی الحال واقع خواہد شد و عدت ہم ازیں وقت وقوع طلاق شمار کردہ خواہد شد لان الانشاء فی الماضی انشاء فی الحال در مختار ولا یمکن تصحیحہ اخبارا لکذبہ[1] از شامی واگر فی الواقع شوہر قبل ازیں بہ شش ماہ طلاق دادہ بود عدت ازاں وقت شمار کردہ خواہد شد، الغرض عدت بعد از وقوع طلاق شمار می شود[2]۔

کیا کرایہ والے مکان میں عدت ضروری ہے

سوال (۱۱۰۳) ایک عورت متوفی عنہا زوجہا عدت کے اندر اپنے والدین کے گھر جا سکتی ہے، کیونکہ اس کا شوہر کرایہ کے مکان میں رہتا تھا، عورت مفلس ہے کھانے پینے کو بھی نہیں۔

الجواب:- اگر عورت کو اس مکان کا کرایہ دینا پڑتا ہے اور اس کو اس کی قدرت وطاقت ہے، تو عدت میں دوسرے مکان میں جانا درست نہیں ہے۔ (اور اگر اس کی طاقت نہیں ہے تو دوسرے مکان میں جا سکتی ہے[3]۔ ظفیر)۔

عدت میں اگر عورت زنا سے حاملہ ہو جائے تو اس کی عدت وضع حمل ہوگی

سوال (۱۱۰۴) ایک شخص نے اپنی بیوی مسماۃ حسنو کو طلاق دی، جس وقت طلاق دی تھی اس وقت وہ حاملہ نہ تھی، زمانہ عدت میں اس نے زنا کیا اور اس زنا سے حاملہ ہو گئی، تو اب اس کی عدت کس طرح ہوگی؟ اور مسماۃ حسنو اب ایک اور شخص قاسم کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے، جائز ہے یا نہیں؟۔

[1] رد المحتار باب الصریح ص ۶۰۷ ج ۲۔ ظفیر

[2] ابتداء العدۃ فی الطلاق عقیب الطلاق (عالمگیری کشوری باب العدۃ ص ۵۴۵ ج ۲) ظفیر

[3] وتعتدان معتدۃ طلاق وموت فی بیت وجبت فیہ الا ان تخرج او یتهدم المنزل او لا تجد کراء البیت ونحو ذلک من الضرورات فتخرج لا قرب موضع الیہ (در مختار) قولہ لا تجد الا افاد انہا لو قدرت علیہ لزمها من مالها (رد المحتار باب الحداد ص ۸۵۵ ج ۲) ظفیر۔

الجواب:- درمختار اور شامی میں ہے کہ اگر عدت میں مطلقہ حاملہ عن الزنا ہو جاوے تو عدۃ اس کی وضع حمل[1] ہے واعلم ان المعتدۃ لو حملت فی عدتها ذکر الکرخی ان عدتها وضع الحمل ولم یفصل والذی ذکرہ محمد ان هذا فی عدۃ الطلاق[2] از شامی، پس نکاح قاسم کے ساتھ بعد بچہ پیدا ہونے کے جائز ہوگا، اس سے پہلے جائز نہیں ہے۔

مطلقہ عدت گذرنے کے بعد نکاح کر سکتی ہے

سوال (۱۱۰۵) ایک عورت کو اس کے شوہر نے عرصہ ۴ سال کا ہوا طلاق دیدی تھی، اب عورت نکاح کرنا چاہتی ہے جائز ہے یا نہ؟

الجواب:- اب نکاح اس کا درست ہے، ضرور کرلے یہ بہت اچھا ہے۔

زمانۂ عدت کا نکاح باطل ہے اور بعد عدت والا درست ہے

سوال (۱۱۰۶) زید مر گیا، عدت وفات گذرنے سے پہلے اس کی عورت نے دوسرا نکاح کرلیا، جب زید کی عدت گذر گئی، اس وقت اس عورت نے تیسرا نکاح کرلیا، مؤخر الذکر نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

الجواب:- جو نکاح عدت میں ہوا تھا وہ باطل[3] ہوا، پس مؤخر الذکر نکاح صحیح ہے۔

[1] فاذا حبلت فی العدۃ تنقضی بوضعه سواء کان من المطلق او من زنا او من نکاح فاسد اذا ولدته بعد المتارکۃ لا قبلها کما قدمناہ (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۹ ج ۲) ظفیر [2] ایضاً ص ۸۳۱ ج ۲ - ۱۲ ظفیر۔

[3] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ (الی قولہ) لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المهر ص ۴۸۲ ج ۲) ظفیر۔

مطلقہ ثلثہ کی عدت

سوال (۱۱۰۷) جس عورت کو ایک مجلس میں اس کے خاوند تین طلاقیں دیدیں تو اس مطلقہ کی عدت کتنی مدت ہوگی ۔

الجواب :- تین حیض[1] ۔ فقط

نامرد کی بیوی پر خلوت کے بعد عدت لازم ہے

سوال (۱۱۰۸) ایک عورت کے خاوند نے جو کہ نامرد ہے، اپنی زوجہ کو طلاق دیدی، عورت دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے، اس صورت میں اس عورت پر عدت لازم ہے یا نہیں ۔

الجواب :- اگر شوہر نامرد سے خلوت ہوچکی ہو، اور اس کے بعد طلاق دی ہو تو عدت لازم ہے، عدت کے اندر نکاح دوسرے مرد سے صحیح نہیں ہے قال فی الدر المختار والخلوۃ الخ کالوطی الخ ولو کان الزوج مجبوبا او عنینا الخ[2]

معتدہ کا شادی میں نکلنا درست نہیں ہے

سوال (۱۱۰۹) متوفی عنہا زوجہا کو عدت کے اندر اپنے بھائی یا والدین کے یہاں کسی شادی وغیرہ میں دن دن یا کچھ حصہ رات کو جانا اور پھر رات کو اپنے گھر واپس آجانا جائز ہے یا نہیں ۔

الجواب :- متوفی عنہا زوجہا کو عدت کے اندر جو فقہاء نے دن کو یا بعض حصہ رات میں باہر جانے کی اجازت دی ہے، اس کی وجہ نفقہ وغیرہ کی ضرورت ہے اگر یہ ضرورت نہ ہو تو پھر وہ مثل مطلقہ کے ہے کہ عدت میں نکلنا اور کہیں جانا اس کو درست نہیں ہے، چنانچہ درمختار میں ہے حتیٰ لو کان عندھا کفایتھا صارت

---

[1] وھی (ای العدۃ) فی حق حرۃ تحیض لطلاق او فسخ بعد الدخول حقیقۃ او حکما ثلاث حیض کوامل (الدر المختار علی ھامش رد المختار ص ۸۲۵ ج ۲ باب العدۃ) ظفیر

[2] الدر المختار علی ھامش الطحطاوی باب المھر ص ۳۳۵ وص ۳۴۵ ج ۲) ظفیر ۔

کالمطلقۃ فلا یحل لھا الخروج ۔ فتح اور ایسا ہی شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے، پس متوفی عنہا زوجہا کو بھائی یا والدین کے گھر شادی وغیرہ میں دن کو بھی جانا درست نہیں ہے ۔

شوہر پر عدت نہیں ہے

سوال (۱۱۱۰) میری اہلیہ کے انتقال کے ۳۳ روز بعد میرے سالے نے اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دیا، آیا مجھ کو مثل عورت کے عدت گذارنے کے کچھ تامل کرنا چاہئے تھا یا کیا ۔

الجواب :- مرد پر کچھ عدت نہیں ہے، بعد مرنے زوجہ کے اس کی بھتیجی سے فوراً نکاح درست[2] ہے

دودھ پلانے والی عورت کی عدت بھی تین حیض ہی ہے

سوال (۱۱۱۱) ایک عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دیدی، عورت کی گود میں چونکہ بچہ شیرخوار موجود ہے اور وہ دودھ اس کا پیتا ہے، اس وجہ سے اس عورت کو ایام شیرخوارگی میں حیض نہیں آتا بلکہ دو سال کے بعد جب بچہ کا دودھ چھڑاتی ہے، اس وقت حیض آتا ہے ۔ اس وقت عورت نہ حاملہ ہے نہ آئسہ ہے، پس اس صورت میں عدت اس عورت کی بالحیض ہوگی یا بالاشہر، اور نکاح کب درست ہوگا ۔

الجواب :- قال فی الدر المختار وھی فی حق حرۃ تحیض الخ ثلث حیض کوامل الخ[3] ۔ پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں عدت مسماۃ مذکورہ مطلقہ کی تین حیض ہیں، جب تک تین حیض پورے نہ ہوں گے، نکاح اس کا درست نہیں ہے ۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش الطحطاوی فصل فی الحداد ص ۲۳۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] واصطلاحاً تربص یلزم المرأۃ (ایضاً ص ۲۱۲ ج ۲ باب العدۃ) ظفیر

[3] الدر المختار علی ھامش رد المختار باب العدۃ ص ۸۲۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر ۔

جس کی عدت وضع حمل ہو، اگر دوا سے حمل گرادے تو عدت پوری ہوگی یا نہیں

سوال (۱۱۱۲) عورت مطلقہ جس کی عدت وضع حمل ہو، وہ اپنی مدت حمل پوری ہونے سے پہلے اگر اپنے حمل کو کسی دوا وغیرہ سے ساقط کردیوے تو اس کی عدت پوری ہوجاوے گی یا نہ۔

الجواب :- اگر مطلقہ حاملہ کسی حیلہ وتدبیر سے حمل کو ساقط کرادے تو اگر اس حمل کے بعض اعضاء ظاہر ہوگئے تھے مثل ہاتھ پیر وغیرہ کے تو عدت اس کی پوری ہوجاتی ہے[1] وسقط ظہر بعض خلقہ کید او رجل الاولد الخ فتنقضی بہ العدۃ الخ در مختار[2]۔

عدت طلاق میں جو زنا سے حاملہ ہوجائے اس کی عدت وضع حمل ہے

سوال (۱۱۱۳) جو عورت عدت طلاق کے اندر زنا سے حاملہ ہوجاوے اس کی عدت کیا ہوگی، اور زانی سے جو نکاح قبل وضع حمل ہوا وہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب :- جو عورت عدت کے اندر زنا سے حاملہ ہوجاوے اس کی عدت وضع حمل سے پوری ہوتی ہے فی رد المحتار عن الحاوی الزاہدی اذا حبلت المعتدۃ وولدت تنقضی بہ العدۃ سواء کان من المطلق او من زنا[3] الخ اس زانی نے جو نکاح قبل وضع حمل کیا وہ باطل اور ناجائز ہوا کیونکہ وہ نکاح عدت میں ہوا، اور نکاح عدت کے اندر باطل ہے۔

[1] واذا اسقطت سقطا استبان بعض خلقہ انقضت بہ العدۃ لانہ ولد والا فلا (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۱/۲ ج) ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار

[3] رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۱/۲ ج ۱۲ ظفیر

شوہر کے عیسائی ہوتے ہی عورت نکاح سے خارج ہوگئی لیکن اس پر عدت لازم ہے

سوال (۱۱۱۴) زید نے مذہب عیسائی اختیار کرلیا، اب اس کا نکاح ہندہ مسلمہ کے ساتھ باقی رہا یا نہیں، اور ہندہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں، اور ہندہ پر عدت ہے یا نہیں، اگر ہے تو کب سے عدت شمار ہوگی، آیا وقت ارتداد زید سے یا وقت فسخ نکاح سے۔

الجواب :- قال فی الدر المختار وارتداد احدہما فسخ عاجل الخ وفیہ وعلیہ نفقۃ العدۃ الخ وفیہ ایضاً وہی فی حق حرۃ ولو کتابیۃ تحت مسلم تحیض لطلاق الخ ولو رجعیاً او فسخ بجمیع اسبابہ الخ ثلث حیض کوامل الخ قولہ بجمیع اسباب مثل الانفساخ بخیار البلوغ والعتق وعدم الکفاءۃ وملک احد الزوجین الآخر والردۃ فی بعض الصور الخ (شامی[1] جلد ثانی)

پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں ہندہ زید کے نکاح سے خارج ہوگئی، اور عدت ہندہ پر لازم ہے بعد عدت وہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے، اور زمانہ عدت وقت ارتداد شوہر سے شمار ہوگا۔

مرتدہ پر عدت لازم ہے

سوال (۱۱۱۵) اگر بصورت ترک اسلام اس کی منکوحہ اس پر حرام ہے اور نکاح اس کا فسخ ہو تو ایسی عورت کیلئے عدت شرعی ہے؟

الجواب :- عدت واجب ہے[2]۔

[1] دیکھئے رد المحتار باب العدۃ ص ۸۲۵/۲ ج ۱۲ ظفیر۔ [2] وارتداد احدہما فسخ عاجل فللموطوءۃ کل مہرہا ولغیرہا نصفہ لو ارتد وعلیہ نفقۃ العدۃ (در مختار) قولہ وعلیہ نفقۃ العدۃ ای لو مدخولاً بہا اذ غیرہا لا عدۃ علیہا وافاد وجوب العدۃ سواء ارتد او ارتدت بالحیض او بالاشہر لو صغیرۃ او آئسۃ او بوضع الحمل کما فی البحر (رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹/۲ ج) ظفیر۔

عدت والی عورت کا نکاح باطل ہے

سوال (۱۱۱۶) ایک شخص کا انتقال ہوگیا، اس کی بیوی سے عدت کے اندر اس کے خسر نے نکاح ثانی کرادیا۔ نکاح پڑھنے والے کو معلوم نہیں کہ عدت پوری ہوئی یا نہیں، دوسرے اس مجمع میں ہر اکابر موجود تھے۔ بعض عالم بھی تھے کہ اس کی عدت پوری نہیں ہوئی، انھوں نے اس وقت کچھ تذکرہ نہیں کیا، اگلے روز کہا کہ عدت کے اندر نکاح پڑھادیا۔ اب ان کا نکاح ہوا یا نہ۔ اہل مجلس گنہگار ہوئے یا نہیں، نیز اہل مجلس کا نکاح باقی رہا یا نہ۔

الجواب:- جب کہ واقعی عدت اس کی پوری نہیں ہوئی تھی، تو وہ نکاح باطل اور ناجائز ہے[1]، اور اہل مجلس عقد میں سے جن کو علم تھا کہ عدت پوری نہیں ہوئی اور پھر کچھ نہ بولے گنہگار فاسق ہوئے توبہ کریں اور جن کو علم نہ تھا وہ گنہگار نہیں ہوئے، اور ان میں سے نکاح کسی کا نہیں ٹوٹتا، کیونکہ نکاح کفر و مرتد ہونے سے ٹوٹتا ہے، اور یہ فعل گناہ ہے کفر و ارتداد نہیں۔

مجذوم کی بیوی جو کئی برس شوہر سے علیحدہ رہی طلاق کے بعد اس پر بھی عدت ضروری ہے

سوال (۱۱۱۷) ایک شخص مجذوم اپنی عورت کو طلاق دینے پر آمادہ ہے اور وہ پندرہ سولہ سال سے جذام میں مبتلا ہے، صاحب فراش ہے، کیا ایسی حالت میں بھی اس کی عورت کو عدت کی ضرورت ہوگی۔

الجواب:- جب کہ وہ عورت مدخولہ ہے یا اس سے خلوت ہوچکی ہے۔ یعنی اگر کسی وقت بھی خلوت یا صحبت ہوچکی ہو تو عدت بعد طلاق کے اس پر لازم ہے، اور عدت مطلقہ کی اگر اس کو حیض آتا ہو تین حیض ہیں، پس عدت

---

[1] اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته (الی قوله) لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر۔

گذرنے سے پہلے دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا[1]۔

مرنے والے شوہر نے وطی نہ کی ہو تو بھی عدت وفات ضروری ہے

سوال (۱۱۱۸) ایک شخص فوت ہوا، اس کی عورت بعمر بیس سال ہے، اس کے والدین نے ۳۵ یوم میں اس کا نکاح ایک اور شخص سے کردیا، لیکن عورت نکاح ثانی جبریہ ہوجانا اور پیشتر خاوند سے وطی ہوجانا بیان نہیں کرتی ہے یعنی وطی کرکے نہیں مرا، تو یہ نکاح ثانی جائز ہوا یا نہ، اگر بالغہ عورت کا خاوند بغیر وطی مرجاوے تو بھی عدت موت ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب:- جس عورت کا شوہر مرجاوے اگرچہ اس نے وطی نہ کی ہو، تب بھی عدت اس عورت پر چار ماہ دس یوم کی واجب ہے، جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا الآیة[2]۔ پس یہ آیت علی الاطلاق متوفی عنہا زوجہا کی عدت مدت مذکورہ کے ساتھ واجب کرتی ہے، خواہ وہ عورت موطوءہ ہو یا نہ ہو کما فی کتب الفقہ[3]۔ لہٰذا نکاح اس عورت کا جو قبل از اختتام عدت ہوا باطل اور حرام و ناجائز ہے

خوف ہو تو عدت شوہر کے گھر کے بجائے والدین کے یہاں گذارنا درست ہے

سوال (۱۱۱۹) ایک لڑکی ۲۰ / جنوری ۱۹۲۰ء کو بیوہ ہوگئی ہے جو اپنے شوہر کے مکان پر سکونت پذیر ہے، بیوہ مذکورہ کو کھانے پینے کی سخت تکلیف ہے اور اس کی سسرال والے

---

[1] وتجب العدة فی الکل ای کل انواع الخلوة احتیاطا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۴۳۴ ج ۲) ظفیر۔ [2] سورة البقرة - ۳۰ - ظفیر

[3] والعدة للموت اربعة اشهر وعشر من الایام بشرط بقاء النکاح صحیحا الی الموت مطلقا وطئت اولا ولو صغیرة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۳۰ ج ۲) ظفیر۔

طرح طرح کی سختی اور تشدد کرتے ہیں، وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ بعد عدت فوراً ہی اپنی مرضی کے موافق بیوہ کا عقد ثانی کردیویں، اور بیوہ یہ چاہتی ہے کہ اپنے والدین کی رضا سے عقد کرے، بحالت مذکورہ اگر اندر ایام عدت بیوہ مذکورہ والدین کے مکان پر اگر عدت پوری کرے تو کرسکتی ہے یا نہیں، کیونکہ وہاں پر علاوہ معاملات مذکورہ کے یہ بھی اندیشہ ہے کہ اگر بیوہ نے ان کی رضا مندی کے موافق نکاح سے انکار کیا تو وہ ضرور مار پیٹ کریں گے جس سے اندیشہ جان کا بھی ہے یا بیوہ خودکشی پر آمادہ ہوجاوے۔

الجواب:- ایسے اندیشہ اور خوف کی حالت میں وہ بیوہ اپنے والدین کے گھر اگر عدت پوری کرسکتی ہے[1]۔

کافر عورت مسلمان ہوئی اس کا شوہر مسلمان نہیں ہوا، اس پر عدت لازم ہے یا نہیں

سوال (۱۱۳۰) ایک کافرہ عورت داخل اسلام ہوئی اور اس کا خاوند جو کافر ہے مسلمان نہیں ہوتا تو گویا ان دونوں میں شرعاً تفریق ہوجائے گی، اور عورت پر عدت لازم آئے گی یا نہ۔ اگر اس عورت نے مسلمان ہونے کے بعد فوراً کسی مسلمان سے نکاح کرلیا تو یہ نکاح صحیح ہوگا یا نہ۔

الجواب:- درمختار میں ہے ولو اسلم احدھما ثمہ ای دار الحرب ولحق بھا الخ لم تبن حتی تحیض ثلثا او تمضی ثلثۃ اشھر قبل اسلام الآخر اقامۃ لشرط الفرقۃ مقام السبب[2] الخ، اس عبارت سے واضح ہوا کہ

۱؎ وتعتدان ای معتدۃ طلاق وموت فی بیت وجبت فیہ الخ الا ان تخرج او یتھدم المنزل او تخاف الخ ونحو ذلک من الضرورات فتخرج لاقرب موضع الیہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص۵۴۲ ج۲) ظفیر۔ ۲؎ ایضاً باب نکاح الکافر ص۵۳۶ ج۲ وص۵۳۷ ج۲ - ۱۲ ظفیر۔

اس ملک میں اگر کوئی عورت شوہر والی اسلام قبول کرے اور اس کا شوہر اسلام نہ لاوے تو تین حیض یا تین ماہ کے بعد وہ اپنے شوہر سے بائنہ اور مطلقہ ہوگی، اور آگے یہ کہا ہے ولیست بعدۃ[1] الخ یعنی یہ تین حیض عدت کے نہیں ہیں، بلکہ یہ مدت قائمقام انکار شوہر کے ہیں، اسلام لانے سے پھر اس میں اختلاف ہوا ہے کہ علاوہ ان تین حیض کے اور عدت عورت پر لازم ہوگی یا نہیں، امام صاحب کے قاعدہ کے موافق اس پر عدت لازم نہ ہوگی اور تین حیض مذکورہ گذرنے کے بعد نکاح ثانی اس کو حلال ہے، اور قبل اس مدت کے نکاح صحیح نہ ہوگا۔

مسلمان عورت مرتد ہوجائے اور پھر اسلام لے آئے تو اس پر عدت ہے یا نہیں

سوال (۱۱۳۱) ہندہ زوجہ زید مرتد ہوگئی تو اس پر عدت آوے گی یا نہ۔ اور نکاح اس صورت میں فسخ ہوگا یا نہ، دوسرا شخص اس سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں،

الجواب:- درمختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل[2] الخ وفی رد المحتار افاد وجوب العدۃ سواء ارتد او ارتدت[3] الخ پھر درمختار میں یہ لکھا ہے وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجراً لھا بمھر یسیر کدینار وعلیہ الفتوی ولوالجیہ وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقۃ بردتھا زجراً وتیسیراً[4] الخ ان عبارات سے یہ مطالب واضح ہوئے اولاً یہ کہ مرتد ہونے سے احد الزوجین کے نکاح فسخ ہوجاتا ہے اور عدت

۱؎ ایضاً وھل تجب العدۃ بعد مضی ھذہ المدۃ فان کانت المرأۃ حربیۃ فلا لانہ لاعدۃ علی الحربیۃ (رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۶ ج۲) ظفیر۔
۲؎ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۹ ج۲ ۱۲ ظفیر
۳؎ رد المحتار باب ایضاً ص۵۳۹ ج۲ ۱۲ ظفیر۔
۴؎ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۴۰ ج۲ ۱۲ ظفیر

عورت پر لازم ہوتی ہے، اور دوسری روایت درمختار سے یہ معلوم ہوا کہ عورت اگر مرتدہ ہو جاوے والعیاذ باللہ تو اس کو مجبور کیا جاوے گا اسلام لانے پر۔ اور شوہر اول سے تھوڑے سے مہر پر تجدید نکاح کرنے پر، اور مشائخ بلخ کے فتوی سے معلوم ہوا کہ عورت کے مرتد ہو جانے سے نکاح کے فسخ ہونے کا حکم نہ کیا جاویگا زجراً۔ فقط

بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے

سوال (۱۱۲۲) ایک عورت پندرہ تاریخ کو بیوہ ہوئی۔ اس نے پندرہ پندرہ تاریخ کے حساب سے چار مہینہ دس روز پورے کرکے اپنا نکاح ثانی کرلیا، دو چار آدمیوں نے عدت کے اندر دو چار روز کی کمی نکال دی یہ صحیح ہے یا نہ۔

الجواب:- بیشک بموجب روایت امام اعظمؒ اس صورت میں عدت میں کچھ کمی رہتی ہے، کیونکہ امام صاحب کے نزدیک ایسی صورت میں کہ وسط شہر میں بیوہ ہو، دنوں کی گنتی کا اعتبار ہے، یعنی ہر ایک مہینہ تیس تیس دن لیا جاوے گا، اور دس دن چار ماہ کے ایک سو تیس دن ہوں گے[1]، پس اگر ایک سو تیس دن سے کم میں اس بیوہ نے اپنا نکاح کرلیا تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوا، پھر نکاح کرلے۔

[1] والعدة للموت اربعة اشهر بالاهلة لو بالغرة كما مر وعشر من الايام (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۳۰ ج ۲) وقبيله بالاهلة لو في الغرة والا فبالايام بحر وغيره (درمختار) في المحيط اذا اتفق عدة الطلاق والموت في غرة الشهر اعتبرت الشهور بالاهلة وان نقصت عن العدد وان اتفق في وسط الشهر فعند الامام يعتبر بالايام فتعتد في الطلاق بتسعين يوما وفي الوفاة بمائة وثلاثين وعندهما يكمل الاول من الاخير وما بينهما بالاهلة الخ (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۲ ج ۲) ظفير۔

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے

سوال (۱۱۲۳) ایک عورت بیوہ کو دو سال سے زاید گذر چکے اس کو حمل بالیقین ہے، جنین خشک ہوگیا ہے، کبھی پھول جاتا ہے کبھی پھر خشک ہو جاتا ہے، عدت اس عورت کی کیا ہوگی۔

الجواب:- عدت اس کی وضع حمل[1] ہے۔

ممتدۃ الطہر کی عدت

سوال (۱۱۲۴) ایک عورت کی عمر تقریباً ۲۵ سال ہے لیکن آثار بلوغت اب تک پیدا نہیں ہوئے، نہ حیض آیا نہ چھاتیوں کا ابھار ہوا اس کا خاوند کہتا ہے کہ یہ مرد کے قابل نہیں ہوسکتی، اب کسی طرح عورت مذکورہ کی دوسری بہن اس کے شوہر کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہ، اگر اس کو طلاق دی جائے تو اس کی عدت تین ماہ ہوگی یا کیا؟

الجواب:- اس عورت کو طلاق دے کر عدت گذرنے کے بعد اس کی بہن سے نکاح کرسکتا ہے اور عدت اس کی جب تک سن ایاس کو نہ پہنچے تین حیض ہیں، اور بعض فقہاء نے امام مالکؒ کے مذہب پر بضرورۃ فتوی دیا ہے، ان کے نزدیک عدت ممتدۃ الطہر نو ماہ میں منقضی ہوتی ہے اور شامی میں بحر وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ پورے ایک سال میں عدت ختم ہوتی ہے۔ درمختار میں ہے والعدة في حق من لم تحض لصغر او كبر او بلغت بالسن الخ ولم تحض الخ الشابة الممتدة بالطهر بان حاضت ثم امتد طهرها فتعتد بالحيض الى ان تبلغ سن الاياس[2] وفي الشامي قال الزاهدي وقد كان بعض اصحابنا يفتون بقول مالك في هذه المسئلة للضرورة[3] الخ

[1] وفي حق الحامل الخ وضع جميع حملها (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۳۱ ج ۲) ظفير۔ [2] ايضاً ص ۸۲۶ ج ۲ و ص ۸۲۹ ج ۲، ۱۲ ظفير۔
[3] رد المحتار للشامي باب العدة ص ۸۲۹ ج ۲، ۱۲ ظفير۔

نومسلم جس کا کافر شوہر مرچکا ہے اس پر عدت نہیں ہے

سوال (۱۱۲۵) ایک عورت مسلمان ہوئی۔ اس کا بیان ہے کہ میرا خاوند مرچکا ہے جو کہ کافر تھا، اس کو مسلمان ہوئے ایک ہفتہ ہوا۔ اس کا نکاح کسی مسلمان سے سردست ہو سکتا ہے یا تین حیض کا انتظار کرنا پڑے گا۔

الجواب:- اس نومسلم کا نکاح بعد اسلام کے فوراً کسی مسلمان سے درست ہے۔

بے پردہ کو بھی عدت میں پردہ کرنا چاہئے

سوال (۱۱۲۶) بیوہ عورتوں کو جو کہ اپنے خاوند کے وقت میں بے پردہ رہتی تھی۔ کیا عدت میں ان پر پردہ واجب ہے۔

الجواب:- ان کو پردہ کرنا چاہئے اور پردہ میں رہنا چاہئے، اور بیوہ عورت کسی کارِ ضروری کی وجہ سے دوسرے گاؤں میں یا دوسرے محلہ میں اگر دن دن کو جاوے تو درست ہے، رات کو گھر واپس آجاوے[۱]۔

طلاق کا انکار کرنے کے بعد اقرار کرے تو اس کی عدت کب سے ہوگی

سوال (۱۱۲۷) زید کی بیوی کہتی ہے کہ مجھے زبانی طلاق دی ہے، مگر وہ اقرار نہیں کرتا جب اس کو مبلغات کی طمع دی گئی تو وہ تحریری طلاق میں لکھواتا ہے کہ میں اس کو چھ ماہ پہلے طلاق دے چکا ہوں، اس کی عدت تحریر تاریخ سے شروع یا چھ ماہ پہلے سے۔

الجواب:- درمختار میں ہے بخلاف ما لو اقر بطلاقہا منذ زمان ماضٍ فان الفتوی علی انہا من وقت الاقرار[۲] الخ۔ پس معلوم ہوا کہ مفتی بہ اس

---

[۱] لا تخرج معتدة رجعی وبائن بای فرقة کانت الا لوحی ۃ من بیتہا الخ وتبیت اکثر اللیل فی منزلہا الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدة ص ۸۵۳/۲) ظفیر۔ [۲] ایضاً ص ۸۳۹/۲، ۱۲ ظفیر۔

صورت میں یہ ہے کہ وقت اقرار و تحریر سے عدت شمار ہوگی احتیاطاً۔

عدت وفات میں نکاح کرلیا تھا چھ ماہ بعد علیحدگی اختیار کی، پھر اسی سے نکاح کرلیا اب عدت کیا ہوگی

سوال (۱۱۲۸) ایک عورت کی عدت وفات میں صرف ایک مہینہ گذرا تھا کہ ایک مرد نے اس سے نکاح کیا، بسبب عدم علم وجہالت زن ومرد کے چھ مہینہ تک اس کے ساتھ رہا، پھر چند اشخاص کو خبر ہوئی۔ انھوں نے تفریق کرادی، اور مرد کو عورت کے مکان سے نکال دیا، پھر تین روز بعد مرد ایک مولوی کو لے کر آیا اور عورت کو کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ تجدید نکاح کرلوں۔ عورت راضی ہوگئی اور مولوی صاحب نے ان کا نکاح پڑھا دیا، یہاں مولویوں کے دو فریق ہیں ایک فریق کہتا ہے کہ عدت وفات گذر گئی اب اس کا نکاح درست ہوگیا، دوسرا فریق کہتا ہے کہ تفریق کے بعد جب تک ما بقی عدت پوری نہ ہوجائے نکاح درست نہیں، اگر عدت کے اندر نکاح ہوا اور ایک مدت دراز تک زن وشوی ہمبستر رہیں، خواہ وہ عدت اشہر سے ہو یا حیض سے تو اس عرصہ میں پہلی عدت تمام ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے واذا وطئت المعتدة بشبہة ولو من المطلق وجبت عدة اخری لتجدد السبب وتداخلتا والمرئی من الحیض منہما وعلیہا ان تتم العدة الثانیة ان تمت الاولی الخ وفی الشامی اعلم ان المرأة اذا وجب علیہا عدتان فاما ان یکون من رجلین او من واحد ففی الثانی لا شک ان العدتین تداخلتا وفی الاول ان کانتا من جنسین کالمتوفی عنہا زوجہا اذا وطئت بشبہة او من جنس واحد کالمطلقة اذا تزوجت فی عدتہا فوطئہا الثانی وفرق بینہما تداخلتا عندنا و یکون ما تراہ من الحیض محتسبا منہما جمیعا واذا انقضت العدة الاولی ولم تکمل الثانیہ فعلیہا اتمام الثانیة الخ

شامی[1] ج۲ ص۶۰۹ - اس عبارت سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں دونوں عدتیں متداخل ہوں گی، اور عدت وفات پوری کر کے اگر عدت ثانیہ پوری نہ ہوئی ہو اس کو پورا کرنا چاہئے -

صورت ذیل میں عدت کب سے ہوگی

سوال (۱۱۲۹) عبدالرحیم ہجرت کر کے کابل چلا گیا ہے۔ اور ایک تحریر مورخہ ۲ ر جولائی، ۱۱ ر جولائی ۱۹۲۰ء کو ہم کو ملی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر آج کی تاریخ سے تین ماہ تک میری طرف سے کوئی خط نہ آیا تو میری زوجہ مطلقہ ہے اور اس کو نکاح ثانی کا اختیار ہے، اس صورت میں اگر زوجہ عبدالرحیم پر طلاق عائد ہوگی تو اس کی عدت کب سے شمار ہوگی -

الجواب :- اس صورت میں تیسری جولائی یعنی روز تحریر خط سے جس وقت تین ماہ پورے ہو جاویں گے یعنی تین اکتوبر ۱۹۲۰ء کو بشرطیکہ اس وقت تک اور کوئی تحریر اس کی دوسرے مضمون کی نہ آوے تو موافق شرط کے ۳ ر اکتوبر کو اس کی زوجہ مطلقہ ہو جاوے گی۔ اور اس وقت سے عدت طلاق تین حیض اس کو پورے کرنے ہوں گے اگر اس کو حیض آتا ہو -

زانیہ زانی سے فوراً نکاح کر سکتی ہے عدت نہیں

سوال (۱۱۳۰) زید نے ہندہ سے نکاح کیا کچھ عرصہ بعد ہندہ کی ہمشیرہ کو بھی اپنے صرف میں رکھا، پھر ہندہ کی ہمشیرہ کو زید نے طلاق دے کر آزاد کر دیا تو اب ہمشیرہ ہندہ دوسرا نکاح بعد عدت کے کرے گی یا اس پر عدت لازم نہیں -

الجواب :- ہمشیرہ ہندہ سے جب کہ زید نے نکاح نہ کیا تھا اور بلا نکاح اس سے تعلق ناجائز رکھا اور زنا کیا تو زید کے گھر سے علیحدہ ہونے پر وہ فوراً اپنا نکاح

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب العدۃ ج۲ ص۸۳۷ و ص۸۳۹ ۱۲ ظفیر -

کر سکتی ہے، عدت اس پر کچھ نہیں[1] ہے -

معتدہ کے ساتھ زنا کرنے سے اس پر نئی عدت نہیں آتی

سوال (۱۱۳۱) ایک شخص نے بے علمی کے سبب سے ایک عورت کو اس کے شوہر کے مرنے کے ایک ماہ بعد نکاح کیا، چھ ماہ تک ہمبستر رہا، پھر لوگوں نے زوجین میں تفریق کرا دی اور مرد کو عورت کے مکان سے نکال دیا، پھر ایک مولوی نے تین چار روز بعد دونوں کا نکاح پڑھا دیا، یہ نکاح جائز و نافذ ہوا یا نہیں، اگر مدت دراز کے بعد تفریق واقع ہو نکاح فاسد وغیرہ میں تو بقیہ عدت اول زوجین کے باہم مشغولی کے زمانہ کے اندر تمام ہو سکتی ہے یا بعد تفریق کے متداخل ہو کر تمام ہوگی -

الجواب :- شامی ج۲ ص۳۵۰ باب المہر وذکر فی البحر ہناک عن المجتبیٰ ان کل نکاح اختلف العلماء فی جوازہ کالنکاح بلا شہود فالدخول فیہ موجب للعدۃ اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ فالدخول فیہ لا یوجب العدۃ ان علم انہا للغیر لانہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً[2] اھ اس سے معلوم ہوا کہ معتدہ غیر سے باوجود علم اس امر کے کہ یہ معتدہ ہے نکاح کر کے دخول کرنے سے عدت لازم نہیں آتی، اور ظاہر یہ ہے کہ اس کی عدت زنا کے زمانہ میں پوری ہو جاوے گی، مثلاً اگر کوئی معتدہ بیوہ عدت کے اندر زنا کرے تو ظاہر ہے کہ زمانہ عدت میں ہی شمار ہوگی -

مطلقہ پر عدت ضروری ہے

سوال (۱۱۳۲) ابتداءً زید کا نکاح ہندہ سے ہوا کچھ عرصہ کے بعد زید نے بزمانہ حیات ہندہ اس کی حقیقی بہن سے نکاح کر لیا، پھر

---

[1] لو نکحہا الزانی حل لہ وطؤہا اتفاقاً والولد لہ ولزمہ النفقۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ج۲ ص۴۰۱) ظفیر

[2] رد المحتار باب المہر ج۲ ص۴۸۲ ۱۲ ظفیر -

زید نے ہندہ کو طلاق دیدی۔ اب ہندہ کو دوسرے شخص سے نکاح کرنے کیواسطے ایام عدت پورے کرنے ہوں گے یا نہیں۔

الجواب: - عدت لازم ہوگی - فقط

شوہر والی جو زنا سے حاملہ ہوئی ہے اس پر عدت لازم ہے

سوال (۱۱۳۳) زید کی منکوحہ زبیدہ سے عمر نے زنا کیا اور زبیدہ حاملہ ہوگئی، بحالت حمل زید نے اس کو طلاق دے کر علیحدہ کر دیا، آیا زبیدہ کو عمر سے نکاح کرنے کے لئے عدت پوری کرنی شرط ہے یا نہ -

الجواب: - چونکہ بحکم الولد للفراش وللعاھر الحجر[1] وہ حمل زنا کا ہونا شرعاً مسلم نہیں ہے، اس لئے عمر کو اس مطلقہ حاملہ سے بدون وضع حمل کے نکاح جائز نہ ہوگا، کیونکہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے کما قال اللہ تعالیٰ واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن[2] الآیہ -

عدت سے متعلق چند سوالات

سوال (۱۱۳۴) اگر طالق و مطلقہ دونوں کہتے ہیں کہ نہ ایک جگہ ہم تنہائی میں بیٹھے ہیں اور نہ وطی کی ہے، اب اس کے قول پر حلف اعتبار کیا جاوے یا بغیر حلف اعتبار کر کے بغیر عدت کے نکاح کیا جاوے -

(۲) اگر بعد اس نکاح کے ایک مہینہ کے اندر وہ عورت کسی اور مرد کے ساتھ چلی جاوے اور اپنے قول مذکورہ بالا سے منکر ہو جاوے تو اس کے قول پر اعتبار کیا جاوے یا نہیں -

(۳) اگر طلاق کے بعد عورت کہے کہ میں غیر مدخولہ ہوں تو بغیر عدت کے دوسرے مرد سے نکاح اس کا جائز ہے یا نہیں -

(۴) خلوت صحیحہ گواہان سے ثابت ہوتی ہے، یا طالق و مطلقہ کے قول سے -

[1] ترمذی باب ما جاء ان الولد للفراش ص۱۳۳/۱ ظفیر [2] سورۃ الطلاق - ۱ - ظفیر

الجواب: - جب کہ دونوں متفق ہیں عدم خلوت و صحبت پر تو حلف کی ضرورت نہیں ہے -

(۲) انکار مابعد کا اعتبار نہیں ہے -

(۳) اگر گمان اسکے قول کے صدق کا ہو تو اس پر اعتماد کر کے نکاح اس کے ساتھ بغیر عدت کے جائز ہے -

(۴) اگر دونوں متفق ہیں کسی ایک امر پر تو ضرورت شہود کی نہیں ہے اور اگر باہم اختلاف ہے تو مدعی پر بینہ ہے اور منکر پر یمین -

حمل والی کی عدت وضع حمل ہے اگر وہ خشک ہوگیا ہو تو اس کا دوا، وغیرہ سے گروانا جائز ہے

سوال (۱۱۳۵) جس کے پیٹ میں حمل ہو اور خاوند مر گیا ہو، اور بچہ پیٹ میں سوکھ گیا ہو، اس عورت کا نکاح کرنا قبل از اسقاط حمل جائز ہے یا نہیں یا اس حمل کو کسی طرح گروانا جائز ہوگا -

الجواب: - حاملہ متوفی عنہا زوجہا کی عدت وضع حمل ہے کما قال اللہ تعالیٰ واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن[1] الآیۃ پس جب تک وضع حمل نہ ہو جس طرح بھی ہو اس وقت تک وہ عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ اور جب کہ بوجہ خشک ہو جانے حمل کے ولادت کی کوئی صورت نہ ہو سکے تو اسقاط حمل دوا وغیرہ کے ذریعہ سے درست ہے -

طلاق ثلٰثہ کے بعد اگر شوہر زنا کرتا رہا ہے تو اس کی عدت علیحدگی کے بعد شروع ہوگی

سوال (۱۱۳۶) ایک شخص نے اپنی بیوی کو بحالت غصہ تین طلاق دیدی۔ اور اس بات کو عرصہ چار پانچ ماہ کا گذر گیا ہے، مرد، عورت دونوں بدستور صحبت

[1] سورۃ الطلاق - ۱ - وفی حق الحامل مطلقا وضع جمیع حملھا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ص۸۳۱/۲) ظفیر -

کرتے رہتے ہیں، یہ عورت اسی شوہر کے گھر میں رہ سکتی ہے یا نہیں، اگر عورت دوسرے مرد سے نکاح کرنا چاہے تو عدت از سرنو کرنی پڑے گی یا وہ چار پانچ مہینہ شوہر کے گھر رہی وہ عدت میں شمار ہوں گے، اور ان سے عدت پوری ہوجاوے گی۔

الجواب:- اس عورت پر تین طلاق واقع ہوگئی، بدون حلالہ کے وہ شوہر اول سے نکاح نہیں کرسکتی، اور شوہر اول کو اس سے برابر وطی کرتے رہنا حرام اور زنا ہے اور دوسرا نکاح اس کو دوسرے شخص سے عدت گذارنے کے بعد کرنا چاہئے، اور عدت اس وقت سے شروع ہوگی کہ وہ شوہر اول سے علیحدہ ہوجاوے اور اس کے قریب نہ جاوے[1]۔

دوبارہ لاکر جماع کرنے سے عدت ثانیہ واجب ہوگی

سوال (۱۱۳۷) ایک شخص نے زوجہ کو تین طلاق بائن دے کر علیحدہ کردیا، پھر عدت کے اندر اس کو اپنے گھر لایا یہاں تک کہ عدت گذر کر چند روز ہوگئے، بعدہ اہل محلہ نے ان کے درمیان تفرقہ کرادیا، اور دریافت کرنے پر طالق نے جواب دیا کہ مجھے طلاق یاد نہ تھی۔ تو دوبارہ لاکر جماع کرنے سے عدت ثانیہ واجب ہوگی یا نہیں، اور یہ وطی بالشبہ ہے یا زنا۔

الجواب:- یہ وطی بالشبہ ہے اور عدت دوسری واجب ہے اور تداخل عدتین میں ہوجاوے گا۔ اور بدون گذرنے عدت ثانیہ کے نکاح تحلیل درست نہیں ہے کذا فی الدر المختار[2] والشامی۔

[1] وسبد أها اى العدة فى النكاح الفاسد بعد التفريق من القاضى بينهما ثم لو وطئها حد اوالمتاركة اى اظهار العزم من الزوج على ترك وطئها (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۳۱/۲) ظفير۔ [2] واذا وطئت المعتدة بشبهة ولو من المطلق وجبت عدة اخرى لتجدد السبب وتداخلتا (ايضاً ص ۸۳۷/۲) ظفير۔

جو عورت قابل مجامعت نہ ہو، اس پر بھی عدت ہے

سوال (۱۱۳۸) ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی بعد کو معلوم ہوا کہ وہ عورت قابل مجامعت نہیں ہے، سوائے سوراخ پیشاب کے کچھ نہیں ہے، تب اس نے طلاق دیدی تو اس پر عدت واجب ہے یا نہیں، اور شوہر پر نفقہ عدت کا واجب ہے یا نہیں، اور مہر کس قدر لازم ہے۔

الجواب:- عدت احتیاطاً اس پر واجب[1] ہے، اور نفقہ عدت بھی لازم ہے، کیونکہ نفقہ تابع عدت کے ہے کذا فی الشامی اور مہر نصف لازم ہے بوجہ نہ ہونے دخول کے اور نہ ہونے خلوت صحیحہ کے، کیونکہ اس عورت کے ساتھ جو خلوت ہوئی وہ خلوت صحیحہ نہیں ہے کذا فی الدر[2] المختار۔

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے خواہ شوہر کے انتقال کے آدھ گھنٹہ کے بعد ہی وضع حمل ہوا ہو

سوال (۱۱۳۹) حاملہ کی عدت وضع حمل ہے، اگر اس کے شوہر کی وفات اور وضع حمل آن واحد میں ہو تو عدت کیا ہوگی، اگر وضع حمل انتقال شوہر سے آدھ گھنٹہ مقدم یا مؤخر ہو تو کیا حکم ہے۔

الجواب:- حاملہ کی عدت مطلقاً وضع حمل ہے، اگر شوہر کی وفات سے گھنٹہ آدھ گھنٹہ کے بعد بھی وضع حمل ہوا تو عدت پوری ہوگئی، اور اگر وفات سے کچھ پہلے وضع حمل ہو تو پھر عدت دس یوم چار ماہ ہے، شامی میں ہے قوله وضع

[1] ان المذهب وجوب العدة للخلوة صحيحة او فاسدة (رد المحتار ص ۸۲۵/۲) وتجب العدة بخلوته وان كانت فاسدة لان تصريحهم بوجوبها بالخلوة الفاسدة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۶۶/۲) ظفير

[2] والخلوة بلا مانع حسى وطبعى وشرعى ومن الحسى رتق وقرن وعفل (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ص ۴۶۶/۲) ظفير۔

جمیع حملها ای بلا تقدیر بمدة سواء ولدت بعد الطلاق او الموت بیوم او اقل[1] الخ

ختم عدت پر معلوم ہوا کہ حمل ہے تو عدت کا کیا ہوگا

سوال (۱۱۴۰) ایک عورت عرصہ ایک سال سے بوجہ نااتفاقی اپنے خاوند سے علیحدہ ہے، اور اس کو اس کے شوہر نے ۲۸ مارچ کو طلاق دی، اور ۲۸ جون کو تین ماہ عدت ختم ہوئی، اس وقت اس کو حمل دو ماہ دس روز کا تھا، اس عورت کا نکاح ثانی حمل کی حالت میں دوسرے شخص سے جائز ہے یا نہیں، اور حمل موجودہ کا بچہ کس کا تصور ہوگا، پہلے شوہر کا یا شوہر ثانی کا۔

الجواب:- اس عورت کو چونکہ عدت کے اندر حمل معلوم ہوا تو اس کی عدت وضع حمل[2] ہے، یعنی جس وقت بچہ پیدا ہوگا، اس وقت عدت اس کی پوری ہوگی، اور اگر طلاق رجعی دی گئی تھی یعنی ایک یا دو طلاق صریح لفظوں میں دی تھی تو عدت میں حاملہ ہونا اس کا رجعت سمجھی جاوے گی شوہر اول سے اور نسب بچہ کا شوہر اول سے ہی ثابت ہوگا، اور دوسرے شخص سے نکاح اس کا درست نہ ہوگا کیونکہ پہلی طلاق سے رجوع ہو چکا تو وہ عورت زوجہ شوہر اول کی ہو گئی، اور اگر طلاق بائنہ یا مغلظہ تھی اور عدت میں حمل ظاہر ہوا تو اگر بچہ چھ ماہ سے زاید میں پیدا ہوا تو نسب بچہ کا شوہر سے ثابت نہ ہوگا، لیکن جب کہ شوہر دعوی کرے کہ بچہ میرا ہے اور عدت پھر بھی وضع سے پوری ہو گئی، اور اس صورت میں بعد وضع حمل دوسرے مرد سے نکاح صحیح ہے، اور بچہ کا نسب کسی سے ثابت نہ ہوگا بلکہ وہ ولد الزنا ہے اگر شوہر نے دعوی نہ کیا ہو۔

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب العدة ص ۸۳۱ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ [2] اعلم ان المعتدة لو حملت فی عدتها ذکر الکرخی ان عدتها وضع الحمل (ایضاً) ظفیر۔

عدت کا نفقہ بذمہ شوہر واجب ہے

سوال (۱۱۴۱) زید نے اپنی زوجہ حاملہ کو طلاق دے کر گھر سے نکال دیا، آیا شرعاً عورت مذکورہ کو خرچہ وضع حمل تک اور مہر اور بعد میں پرورش بچہ کے لئے کچھ مل سکتا ہے۔

الجواب:- اس صورت میں عورت کا مہر اور عدت کا نفقہ بذمہ شوہر واجب ہے اور بچہ کی پرورش کا خرچ بھی بذمہ شوہر ہے کذا فی کتب[1] النفقہ۔

معتدہ وفات تعزیت میں کہیں نہیں جا سکتی ہے

سوال (۱۱۴۲) معتدہ وفات کو تعزیت میں کسی رشتہ دار کے یہاں جانا کیسا ہے۔

الجواب:- ناجائز ہے کما فی الشامی عن الفتح والحاصل ان مدار حرمتها بسبب قیام شغل المعیشة فیتقدر بقدره[2] الخ ص ۸۴۳ ج ۲۔

دو سال علیحدہ رہنے کے بعد بھی شوہر طلاق دے تو بھی عدت لازم ہوگی

سوال (۱۱۴۳) اگر واقعی یہ معلوم ہو جائے کہ زوج اپنی زوجہ سے دو سال سے بالکل علیحدہ ہے اور دوسری جگہ رہتا ہے، اگر اس حالت میں دو برس کے بعد شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دے تو کیا اس صورت میں بھی عورت پر عدت گذارنی لازم ہوگی یا نہیں، کیونکہ علت جو کہ استبراء رحم ہے وہ پہلے سے حاصل ہے۔

الجواب:- جب کہ اس عورت سے دخول یا خلوت ہو چکی ہے، تو عدت اس پر لازم ہے لاطلاق قوله تعالیٰ والمطلقات یتربصن بانفسهن ثلثة قروء[3]۔ کیونکہ اصل سبب عدت کے وجوب کا فرمان حق تعالیٰ ہے اور یہ علل جو فقہاء منصوصات میں تحریر فرماتے ہیں یہ از قبیل نکات بعد الوقوع ہے ان پر

---

[1] وتجب لمطلقة الرجعی والبائن والفرقة بلا معصیة کخیار عتق النفقة والسکنیٰ والکسوة ان طالت المدة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۲۱ ج ۲) ظفیر۔
[2] رد المحتار فصل فی الحداد ص ۸۵۵ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ [3] سورة البقرہ ع ۲۸ - ظفیر

مدار حکم کا بموجودگی نص صریح نہیں ہوتا۔

عدت وفات میں جس نے شادی کرلی اس کی عدت کا بیان

سوال (۱۱۴۴) زید متوفی کی بیوی سے عدت وفات کے اندر عمر نکاح کرکے وطی کرتا رہا اور نکاح کے بعد ان دونوں میں تفریق نہ ہوئی اور نہ اس عورت کی ما بقیہ عدت پوری ہوئی، چھ ماہ بعد عمر نے پھر اس عورت سے نکاح کرلیا، فتاویٰ عالمگیری باب العدۃ میں ہے ولو تزوجت فی عدۃ الوفاۃ فدخل بها الثانی ففرق بینهما فعلیها بقیۃ عدتها من الاول تمام اربعۃ اشهر وعشر وعلیها ثلث حیض من الآخر ویحتسب بما حاضت بعد التفریق من عدۃ الوفاۃ کذا فی معراج الدرایہ وهکذا فی المبسوط وایضاً فیه المطلقۃ اذا حاضت حیضۃ ثم تزوجت بزوج آخر ووطئها الثانی وفرق بینهما وحاضت حیضتین بعد التفریق کان لهذا الزوج الثانی ان یتزوجها لانقضاء عدۃ الاول[1] الخ اس صورت میں عمر کا نکاح جو بعد چھ ماہ کے زید متوفی کی زوجہ سے ہوا وہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:- اتمام عدت اولیٰ بعد تفریق یا متارکت زوج ثانی کے واجب ہے، پس جب کہ عمر سے علیحدگی نہ ہوئی تو وہ عدت اتمام عدت اولیٰ کے لئے کافی نہیں ہے، بلکہ بعد تفریق یا متارکت شوہر ثانی کے اتمام عدت اولیٰ لازم ہے، اور دوسری عدت بالاقرار یا بالاشہر لازم ہے، لیکن شوہر ثانی یعنی عمر اگر اس سے نکاح کرنا چاہے تو بعد گذرنے عدت اولیٰ کے دوسری عدت میں نکاح کرسکتا ہے، کیونکہ وہی اس صورت میں صاحب عدت ہے کما نقل عن الامام ابی حنیفۃ انه یدخل علیها للحال لانه صاحب العدۃ[1]

[1] عالمگیری مصری ص ۵۵ ج ۱ - ظفیر

شامی۔ وهکذا یفهم من العبارۃ المنقولۃ فی السوال من العالمگیریہ کان لهذا الزوج الثانی ان یتزوجها لانقضاء العدۃ الاولیٰ ای بلا انتظار انقضاء العدۃ الثانیۃ[1]۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوسری عدت کا پورا ہونا اس سے نکاح کرنے میں ضروری نہیں ہے۔ البتہ اگر کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا چاہے تو پھر دوسری عدت کا پورا کرنا بھی لازم ہے، اور ان دونوں عدتوں میں تداخل ہوجاتا ہے کما فی الشامی فی شرح قوله وجبت عدۃ اخری الخ وفی الدر اعلم ان المرأۃ اذا وجب علیها عدتان فاما ان یکونا من رجلین او من واحد ففی الثانی لاشک ان العدتین تداخلتا وفی الاول ان کانتا من جنسین کالمتوفی عنها زوجها اذا وطئت بشبهۃ او من جنس واحد کالمطلقۃ اذا تزوجت فی عدتها فوطئها الثانی وفرق بینهما تداخلتا عندنا ویکون ما تراہ من الحیض محتسباً منهما جمیعاً واذا انقضت العدۃ الاولیٰ ولم تکمل الثانیۃ فعلیها اتمام الثانیۃ[2] الخ۔

عدت میں ایک حیض کے بعد حمل ہوگیا عدت کیسے گذارے

سوال (۱۱۴۵) مطلقہ کو ایک حیض آیا، پھر اس کو زنا سے حمل رہ گیا، اب یہ مطلقہ زانی سے نکاح کرنا چاہتی ہے، کب کرے۔

الجواب:- بعد وضع حمل کے نکاح کرے قبل وضع حمل اس کو نکاح کرنا جائز نہیں، کیونکہ عدت اس کی وضع حمل ہے کما فی رد المحتار للشامی ومثله ما لو کان الحمل فی العدۃ الخ وفی الحاوی اذا حبلت المعتدۃ

[1] رد المحتار باب العدۃ ص ۸۲۱ ج ۲ - ظفیر۔

[2] رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

وولدت تنقضی به العدة الخ فالمراد بقوله اذا حبلت المعتدة معتدة الطلاق بقرینة ما بعده الخ واعلم ان المعتدة لو حبلت فی عدتها ذکر الکرخی ان عدتها وضع الحمل[1] الخ۔

حاملہ کا حمل خشک ہو جائے تو عدت کیسے پوری کرے

سوال (۱۱۴۶) عورت متوفی عنہا زوجہا حاملہ کی عدت وضع حمل ہے، اگر حمل پیٹ میں خشک ہو جاوے تو عدت کیسے منقضی ہوگی۔

الجواب:۔ جبکہ حمل پیٹ میں خشک ہو گیا تو شریعت میں وہ حاملہ متصور نہ ہوگی اور عدت اس کی چار ماہ دس دن ہوگی مثل غیر حاملہ کے کما قال اللہ تعالیٰ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعة اشھر وعشرا[2] الآیة۔ وفی الدر المختار والعدة للموت اربعة اشھر وعشر مطلقا الخ فلم یخرج عنها الا الحامل قوله فلم یخرج عنها الا الحامل فان عدتها للموت وضع الحمل کما فی البحر وهذا اذا مات عنها وهی حامل اما لو حبلت فی العدة بعد موته فلا تتغیر فی الصحیح کما یاتی قریبا[3] پس مراد حاملہ سے وہ ہے کہ حمل اس کا متحقق ہو، اور جب کہ خشک ہو گیا تو حاملہ ہونا اس کا متحقق نہ رہا۔

---

[1] ردالمحتار باب العدة ص ۸۳۱/۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] سورة البقرة۔ ۳۰ ۔ ظفیر
[3] ردالمحتار باب العدة ص ۸۳۱/۲ ۱۲ ظفیر۔

قد تم الجزء العاشر بتوفیقه تعالیٰ علیٰ ید **محمد ظفیر الدین**
غفر الله ذنوبه ویلیه الجزء الحادی عشر ان شاء الله تعالیٰ

مکمل و مدلل

فتاوی دار العلوم دیوبند

جلد ۱۱

ثبوت النسب، حضانتہ، نفقہ

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی

مرتب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی مہتمم دار العلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دار العلوم دیوبند

فہرست مضامین

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد یازدہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد یازدہم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اللہ تعالیٰ کا اس پر جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس نے اپنے خاص فضل وکرم سے مجھ جیسے بے مایہ انسان کو فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کی ترتیب وتزئین اور تحشیہ کی خدمت پر لگا رکھا ہے، اور اس خدمت میں کامیابی سے ہمکنار کرکے حوصلہ افزائی بھی فرما رہا ہے، ورنہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ کام کس قدر محنت طلب، پیچیدہ اور سکون واطمینان کو چاہتا ہے، کیونکہ بکھرے ہوئے ہزاروں مسائل کی کتاب وباب وار بلکہ فصل وار فقہی ترتیب۔ ہر عربی عبارت کا حوالہ، جن مسائل میں مفتی علام نے حوالہ درج نہیں فرمایا ہے، ان کے لئے باضابطہ حوالجات کی تلاش وجستجو، اور پھر سب کا حواشی پر اندراج، کوئی آسان کام نہیں ہے۔

حضرت مولانا اکبر آبادی مدظلہ نے ایک بار فرمایا تھا کہ ہمارے یہاں یونیورسٹی میں کسی معمولی قدیم پرانی کتاب کو کوئی ایڈٹ کرتا ہے تو تین سال تک اسے یونیورسٹی گرانقدر وظیفہ دیتی ہے، پھر اس کی تیاری اور منظوری پر اسے ڈاکٹر پی، ایچ، ڈی کی ڈگری سے نوازتی ہے، ایک استاذ مستقل محنت کرکے اس کی رہنمائی کا فریضہ بھی ادا کرتا ہے، اور تم نے حضرت مفتی صاحبؒ کے ۳۶ سالہ دور افتاء پر کافی محنت کی، دارالعلوم جیسے مرکزی دارالافتاء کے بکھرے ہوئے فتاویٰ کو مرتب کیا، حاشیہ اور حوالہ جات درج کیا، اس کی کئی جلدیں شائع ہوکر مقبول عام

ہو چکیں، مگر تمہارے علماء کی نظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کام ہی نہیں ہوا، کوئی کلمہ خیر کہنے کے لئے بھی شاید آمادہ نہیں، حالانکہ یہ بڑا عظیم الشان تحقیقی کام انجام پا رہا ہے، مستقبل میں یہ علمی وفقہی ذخیرہ امت کے لئے بہت ہی کارآمد ثابت ہوگا، اور ایک دنیا اس سے مستفید ہوگی۔

اس وقت میں نے سمجھا تھا کہ مولانا میری حوصلہ افزائی کے لئے یہ کلمات فرمارہے ہیں، مگر اب جب دیکھ رہا ہوں کہ اس کی ایک ایک جلد کے کئی کئی اڈیشن چھپ رہے ہیں، تو اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کا اندازہ بہت درست تھا، انشاء اللہ جس طرح زمانہ آگے بڑھتا جائیگا، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل کی قدر وقیمت بھی بڑھتی ہی چلی جائے گی، اور مسلمانوں کا کوئی گھر انشاء اللہ اس سے خالی نہ رہے گا، کوئی شبہ نہیں یہ سب فضل ربی کے بعد جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند اور اس کے اکابر واسلاف کی خدمات واخلاص کا ثمرہ ہے، اور عارف باللہ حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی روحانیت کے اثرات کا خوشگوار نتیجہ۔

آج جب اس کی گیارہویں جلد مکمل ہوکر پریس جارہی ہے، مرتب فتاویٰ کا دل اور اس کی زبان حمد وشکر رب سے لبریز وتر اور اس کی پیشانی مالک حقیقی کے آگے سجدہ ریز ہے، اور اس کے ہر بُن مو سے آواز آرہی ہے۔

"الٰہ العٰلمین! ایک بے مایہ ظلوم وجہول کی اس حقیر محنت کو شرف قبولیت سے نواز دے، اور دارین کی نعمتوں سے مرتب کے ظاہر وباطن کو مالا مال کردے، اور اسی کے ساتھ دارالعلوم کا فیض تاقیامت باقی رکھ، تاکہ کائنات انسانی اس سے مستفیض ہوتی رہے، اور اس گہوارۂ علم وعمل کو دشمنوں، مخالفوں اور بدباطنوں کے شر وروفتن سے مامون ومحفوظ فرمادے، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ"

پیش نظر جلد میں کتاب الطلاق کے اخیر کے تین ابواب ہیں جو دسویں جلد میں آنے سے رہ گئے تھے، ثبوت النسب[1]، حضانت[2] اور نفقہ[3]، اس جلد کو انہی تین ابواب پر ختم کردینا مناسب معلوم ہوا، اب اس سے آگے کی جلدوں میں جو مسائل آئیں گے ان کی تعداد نسبتاً بہت کم ہوگی، اس لئے کہ عام طور پر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے بعد عوام کو نکاح وطلاق سے متعلق ہی احکام ومسائل سے واسطہ پڑتا ہے اور انہی کے متعلق وہ مفتیان کرام سے سوالات کرتے ہیں، ان کے علاوہ مسائل کی صرف خاص طبقہ کے لوگوں کو ضرورت پڑتی ہے، اور وہی ان کے متعلق کبھی استفسار کرتے ہیں، اس لئے ان مسائل کی تعداد کم ہے، انشاء اللہ بارہویں جلد میں کتاب الأیمان سے لے کر کتاب الوقف تک کے مسائل آجائیں گے، جس پر کام شروع ہوچکا ہے، امید ہے اس سلسلہ کی اب بہت جلد تکمیل ہوجائے گی، دعا ہے اللہ تعالیٰ مابقی کام بھی حسن وخوبی کے ساتھ پورا کرادیں۔

اخیر میں سرپرست حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ، محترم اراکین مجلس شوریٰ زید مجدہم اور اپنے اساتذہ کرام دامت فیوضہم کی خدمات عالیہ میں ہدیہ سپاس وتشکر پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، جن کی تعلیم وتربیت، حوصلہ افزائیوں اور دعاؤں کی برکتوں سے یہ خاکسار اس خدمت گرامی کے لائق ہوا، رب العالمین ان تمام بزرگوں کا سایۂ عاطفت تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے، آمین یارب العالمین۔

طالب دعاء
محمد ظفیر الدین غفرلہ
مرتب فتاویٰ دار العلوم دیوبند
۲۷/ ذی قعدہ سنہ ۱۳۹۳ھ

باب شانزدہم

نسب سے متعلق احکام ومسائل

منکوحہ غیر مطلقہ کا دوسرے مرد سے نکاح اور اس کی اولاد

سوال (۱۱۴۷) ایک عورت جس کا خاوند زندہ ہے نکل کر دوسری جگہ نکاح کر کے بیٹھ گئی ہے اور خاوند اول نے اس کو طلاق نہیں دی ہے۔ وہ اولاد جو خاوند ثانی سے ہوئی ہے حلال ہے یا حرام؟ اور اس اولاد کا دیگر نسلوں سے رشتہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:- غیر مطلقہ عورت کا نکاح ثانی ناجائز اور باطل ہے اولاد جو شوہر ثانی سے ہے وہ شوہر اول کی طرف شرعاً منسوب ہوگی لقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[1] اور جب کہ اس اولاد کا نسب شوہر اول سے ثابت ہے تو رشتہ کرنا ان سے جائز ہے۔ فقط وهذا اذا لم يعلم بان لها زوجاً غيره فكيف اذا ظهر زوج غيره فلا شك فى عدم ثبوته من الثانى شامی باب ثبوت النسب[2] وكذا لا عدة لو تزوج امرأة الغير عالماً

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۸/۲ ۱۲ ظفیر

بذلك الخ عن العدة ۔ محمد انور عفا اللہ عنہ

میاں دس سال سے باہر ہو اور یہاں بچہ ہو تو حلالی ہوگا یا حرامی

سوال (۱۱۴۸) کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ نے اپنی کتاب بہشتی زیور حصہ چہارم ص۵۷ میں یہ مسئلہ تحریر فرمایا ہے کہ میاں پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہوگیا تب بھی وہ بچہ حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے، فرض کرو کہ زید دس بارہ برس سے پردیس میں ہے اور اس کے لڑکا پیدا ہوگیا، دراں حالیکہ اس درمیان میں وہ ایک منٹ کو بھی گھر نہیں آیا تو یہ لڑکا کس طرح حرامی نہ کہلائے گا اور کیوں کر وہ حرامی نہ ہوگا؟ اگر یہ خیال کیا جائے کہ ممکن ہے مرد اپنی بیوی کے پاس تنہائی میں آگیا ہو، اور کسی کو علم نہ ہو تو مسئلہ مذکورہ میں یہ بات بھی نہیں، کیونکہ صاف ظاہر ہے برس گذر گئے وہ گھر نہیں آیا، چونکہ اس مسئلہ سے طبیعت میں ایک قسم کی الجھن پیدا ہوتی ہے اور دوسری قوموں کے صریح اعتراض کے لئے کافی موقعہ ہے، اس لئے براہ کرم مفصل و مشرح جواب سے مطلع فرمائیں ۔

الجواب :- جو مسئلہ آپ نے بہشتی زیور سے نقل کیا ہے صحیح ہے شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ جس کی زوجہ ہے بچہ اس کا کہلائے گا، حدیث شریف میں آگیا ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر[۲] (بچہ اس کا ہے جس کا فراش ہے یعنی جس کے نکاح میں وہ عورت ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے یعنی محروم رہے گا اور اس کو سزا دی جائے گی) نسب بچہ کا اسی شوہر سے ثابت ہوگا۔ پس امام ابو حنیفہ

[۱] اما نکاح منکوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (رد المحتار باب المهر ص۴۸۲ ج۲) ظفير. [۲] مشكوٰة باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر

رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث صحیح کے ارشاد کے موافق یہ حکم فرمایا کہ شوہر کہیں ہو، بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا۔ پس جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تو اس کے خلاف کیسے کوئی حکم کر سکتا ہے۔ اور مطلب اس حدیث کا اور بہشتی زیور کے مسئلہ کا یہ ہے کہ در حقیقت وہ بچہ اگرچہ ولد الزنا ہو مگر ہم کو حکم یہ ہے کہ اس کو حرامی نہ کہیں، عورت کے خاوند کے طرف منسوب کریں[۱].

مدت حمل اور عدت حاملہ

سوال (۱۱۴۹) حمل عورت کی کتنی مدت ہے؟ اور حد عورت کرنگ کی کتنے سال ہے؟ اور علامات حمل کی کتنی ہیں؟ اور نشانات کرنگ کے کتنے ہیں؟ ۔

الجواب :- حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو برس ہے اور کم از کم چھ ماہ[۲]، اور عدت حاملہ مطلقہ یا حاملہ متوفیٰ عنہا زوجہا کی وضع حمل ہے[۳]۔ کرنگ عورت کا مطلب معلوم نہیں ہوا کس کو کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کچھ جواب نہیں دیا جا سکتا۔

زنا سے حمل کے بعد نکاح ہوا، اور چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوا تو نسب کا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۵۰) ایک عورت کے زنا سے حمل قرار پا گیا اور اس کا نکاح کر دیا گیا۔ نکاح سے چھ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہوا تو بچہ کا نسب ناکح سے ثابت ہوگا یا نہیں؟ اور اس بچہ کا وارث ہوگا یا نہیں؟ ۔

[۱] ان الفراش على اربع مراتب وقد اكتفوا بقيام الفراش بلا دخول كتزوج المغربي بمشرقية بينهما سنة فولدت لستة اشهر منذ تزوجها لتصوره كرامة او استخداما الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۶۲ ج۲) ظفیر
[۲] اكثر مدة الحمل سنتان او اقلها ستة اشهر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۵۲ ج۲) ظفیر [۳] وفي حق الحامل وضع جميع حملها بلا تقدير عدة سواء حلت بعد الطلاق او الموت بيوم او اقل جوهرة (رد المحتار باب العدة ص۸۳۲ ج۲) ظفیر

الجواب :- ناکح سے پہلے زنا سے جو حمل ہے اور بعد میں جو نکاح ہوا اور نکاح سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب اس کا ناکح سے ثابت نہیں ہوگا اور میراث اس کی ناکح نہ پاوے گا، ماں اور بھائی اخیافی وارث ہوں[1] گے۔

نسب کا ثبوت

سوال (۱۱۵۱) الف نے ایک عورت سے نکاح کیا اور وہ ابھی والدین کے گھر میں تھی کہ ب اسے اغوا کر کے لے گیا، اور الف کا دخول اور خلوت صحیحہ وغیرہ اس کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور الف خود بھی اپنی زوجہ سے دخول یا مس وغیرہ کرنے کا قطعی انکاری ہے۔ چنانچہ اس کا تحریری بیان مع شہادت منسلک ہذا ہے۔ عرصہ دراز تک الف کی منکوحہ ب کے یہاں رہی اور الف نے اس کو طلاق بھی نہیں دی اور ب کے گھر میں اس کے اولاد پیدا ہوئی۔ اب کچھ عرصہ سے وہ عورت تو مر گئی لیکن اس کی دو لڑکیاں زندہ ہیں۔ اب الف یا الف کا بھائی ان لڑکیوں میں سے کسی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں، اور نسب میں وہ دونوں لڑکیاں کس کو ملتی ہیں۔ اس استفتاء میں دو قول ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے!

زید کا بیان اس استفتاء کے جواب میں یہ ہے کہ وہ لڑکیاں نسب میں الف کی ہیں، کیونکہ ولد فراش کا ہے کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[2] اور تفسیر فراش کے ساتھ عقد کی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ عقد فراش ہے جیسے کہ کرخیؒ سے فتح القدیر میں منقول ہے، دوسرے وہ اپنے دعوے کے اثبات میں عقد کو حکم وطی میں شامل جانتا ہے وللعقد حکم الوطی اور اپنے

[1] ولو ولدت لاقل منہ (ای نصف حول) لم یثبت (در مختار) لانہ تبین ان العلوق کان سابقا علی النکاح زیلعی (رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۶۲۳ ج ۲) ظفیر

[2] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر۔

دعوے میں تزویج مشرقی اور مغربیہ کا شامی سے سند لاتا[1] ہے اور کہتا ہے کہ جب عقد کے لئے حکم وطی اور فراش کا ثابت ہے تو تینوں امر مطلوب یعنی فراش و وطی و نسب ثابت ہو گئے، اس لئے الف یا الف کے بھائی کو ان لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ وہ اس صورت میں الف کی بیٹیاں اور الف کے بھائی کی بھتیجیاں ہیں، ان کا نکاح ان سے حرام ہے۔

عمر کا جواب بالعکس ہے۔ کہتا ہے کہ یہ لڑکیاں نسب میں ب کی ہیں، پس الف یا الف کا بھائی ان سے نکاح کرنے کا مجاز ہے۔ اور صورت مسئولہ میں الف اولاد سے محروم ہے اگرچہ الف عقد صحیح بھی کیوں نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ بلا فراش صرف نکاح کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ حقیقت میں فراش دخول کا ہونا ارجح ہے اور یہ باتیں الف سے پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچ سکی۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اولاد ب کی ہے کیونکہ مستفرش حقیقی ب ہے اس لئے اولاد بھی فراش حقیقی کی ہونی چاہیئے۔ اگرچہ بمقتضائے حدیث نبوی فاسد ہی کیوں نہ ہو الولد للفراش وللعاھر الحجر للعاھر الحجر کے یہ معنی ہیں کہ زوج اول مستفرش ہو اور عورت سے غائب نہ رہا ہو جیسے فقہاء نے صراحت سے بیان فرمایا ہے رجل غاب عن امرأتہ فتزوجت بآخر وولدت اولاداً ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی علی المذھب الذی رجع الیہ الامام وعلیہ الفتوی کما فی الخانیۃ والجوھرۃ والکافی وغیرھا وفی حاشیۃ شرح المنار لابن حنبلی وعلیہ الفتوی ان احتملہ الحال لکن فی آخر المجمع حکی اربعۃ اقوال ثم افتی بما اعتمدہ المصنف وعللہ ابن ملک بانہ المستفرش حقیقۃ

[1] کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینھما سنۃ فولدت لستۃ اشھر مذ تزوجھا لتصورہ کرامۃ او استخداما الخ (الدر المختار علی رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۶۲۶ ج ۲) ظفیر

فالولد للفراش الحقیقی وان کان فاسداً وتمامه فیه فی اجعه رد مختار[1] وظاهره ان المفتی به الولد للثانی مطلقاً وان جاءت به لاقل من ستة اشهر من وقت العقد کما یدل علیه ذکر الاطلاق قبله والاقتصار علی التفصیل بعده۔ شامی[2] اگر زید اپنے دعوے میں مشرقی اور مغربیہ کی صورت شاہد لاتا ہے اور کہتا ہے کہ قیام فراش کے لئے مشرقی اور مغربیہ کی صورت میں نکاح ہی بلا دخول حجت ہو سکتا ہے تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ جیسے شامی میں وارد ہے قوله بلا دخول المراد نفیه ظاهراً وان لا فلا بد من تصوره وامکانه ولذا لم یثبتوا النسب من زوجة الطفل ولا ممن ولدت لاقل من ستة اشهر الا والحق ان التصور شرط ولذا لو جاءت امرأة الصبی الولد لا یثبت نسبه والتصور ثابت فی المغربیة لثبوت کرامات الاولیاء والاستخدامات فیکون صاحب خطوة او جنی شامی[3]۔ اس دعوی میں نسب ب کی ثابت ہے پس الف کو ب کی لڑکیوں سے نکاح کرنا ہر طرح جائز ہے اور اسی طرح الف کے بھائی کو بھی۔ یہ دو قول ہیں ان میں سے کون مقبول کون مردود ہے۔؟

الجواب: صورت مسئولہ میں ہر دو قول یعنی زید و عمر دونوں کا قول دربارہ نسب کئی وجوہ سے بالکل مردود اور مطرود ہے، کیونکہ نسب ثابت کرنے کے لئے فراش جو مقارناً للعلوق کے ساتھ ہو ضروری ہے۔ ہم دونوں کے بیانات کو واضح طور پر رد کرتے ہیں، زید کا دعوی دریں بارہ کہ یہ عقد حکم وطی کا رکھتا ہے کئی اسباب کی بناء پر غلط ثابت ہوتا ہے۔ پہلے اگر عقد مطلق کو وطی کا حکم ہوتا تو طلاق

[1] الدر المختار علی هامش رد المختار باب ثبوت النسب ص ۸۶۶/۲ ۱۲ ظفیر [2] رد المختار باب ثبوت النسب ص ۸۶۵/۲ ۱۲ ظفیر [3] رد المختار باب ثبوت النسب ص ۸۶۶/۲ ۱۲ ظفیر

قبل دخول کی صورت میں عدت لازم ہوتی حالانکہ نص اس کے رد میں شاہد ناطق ہے قوله تعالیٰ یاایها الذین آمنوا اذا نکحتم المومنٰت ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لکم علیهن من عدة تعتدونها الآیة[1]۔

نیز اگر عقد کے لئے حکم وطی کا ہوتا تو حرمت ربیبہ میں ان کی ماؤں کا دخول شرط نہ ہوتا، وربائبکم اللتی فی حجورکم من نسائکم اللتی دخلتم بهن فان لم تکونوا دخلتم بهن فلا جناح علیکم[2] الآیة اور نیز اس ثبوت میں سنن ترمذی کی حدیث حلالہ کے لئے دخول مشروط قرار دیا گیا کما قال علیه الصلوٰة والسلام لا حتی تذوقی عسیلته ویذوق عسیلتک[3]۔

دوسرے وہ اپنے دعوی میں فراش کی تفسیر عقد سے بیان کرتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ فراش کی تفسیر میں صرف عقد ہی کا لانا غیر تام ہے البتہ عقد فراش کے اجزاء میں ایک ضروری جزء ہے۔ کیا فتح القدیر میں جو فراش کی تعریف کی گئی ہے ملاحظہ سے نہیں گذری۔ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الفراش یثبت مقارناً للنکاح المقارن للعلوق[4] اس میں فراش کے لئے علوق کا ہونا ضروری مانا گیا ہے۔ اور چونکہ زید کے دعوی میں علوق مطلقاً مفقود ہے، اس لئے وہ اس کے اثبات میں چنداں مفید نہیں ہو سکتا۔

تیسرے ساتھ ہی زید کا اپنے دعوی کی دلیل میں کرخی کے قول کے مطابق فراش کی تفسیر عقد کرنا جمہور کی تفسیر کے مخالف ہے۔ ابن الہمام فرماتے ہیں۔ تفسیر الفراش بالعقد کما فسر الکرخی اعنی العقد هو الفراش مخالف

[1] سورة الاحزاب ع ۳ - ظفیر۔ [2] سورة النساء ع ۴ - ظفیر
[3] ترمذی ما جاء فی من یطلق امرأته ثلاثاً الخ ص ۱۸۰ ۱۲ ظفیر
[4] فتح القدیر ص ۳۰۱ باب ثبوت النسب - ظفیر

لتفسرهم السابق له فی فصل المحرمات يكون المرأة بحيث يثبت نسب الولد منها اذا جاءت به فان هذا الكون يثبت بعد العقد لا مع العقد (فتح القدیر[1] باب ثبوت النسب)

چوتھے زید اپنے دعوی میں مشرقی اور مغربیہ کی صورت میں استدلال کرتا ہے اور عقد کے ساتھ بلا دخول کو مفید اثبات جانتا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہاں اس کے دعوی کے ثبوت میں اس صورت کو بطور دلیل لانا ہرگز صادق نہیں آسکتا کیونکہ ایک تو اس میں تصور اور امکان دخول کا پایا جانا ثابت ہے اور زوجہ طفل کی صورت میں عدم تصور و امکان کی وجہ سے نسب ثابت نہیں ہوسکتا، اور فیما نحن فیہ تصور اور امکان خود الف کے ساتھ انکار صحبت و دخول کی وجہ کی وجہ سے قطعاً مفقود ہے۔ علاوہ ازیں صورت مسئولہ میں زوجہ الف قبضہ غیر میں ہے۔ اور زوجہ مشرقی اس کے خلاف تحت و تصرف خود اس کے ہے، نیز مشرقی منکر دخول نہیں تو اس صورت میں ہر دو صورت مختلف واقع ہوئی، باوجود مذکورہ بالا دلیل کے یہ بھی بتادینا ضروری ہے کہ اگر عقد مطلق کو حکم وطی کا ہوتا تو ثبوت نسب میں مندرجہ ذیل صورت کے لئے احتیاج تکلف لاحق نہ ہوتی من قال ان تزوجت فلانة فهي طالق فتزوجها فولدت ولداً لستة اشهر من يوم تزوجها فهو ابنه وعليه المهر اما النسب فلانها فراشة والتصور ثابت بان تزوجها وهو يخالطها وطياً وسمع الناس كلامها فوافق الانزال النكاح والنسب يحتاط فی اثباته هكذا في هداية ملخصاً[2] ـ پس نسب اس صورت میں ثابت ہوسکتا ہے جب کہ علوق مقارناً للنکاح اور تصور علوق کا مقارناً بالنکاح صورت مندرجہ بالا میں ثابت ہوسکتا ہے جیسے فتح القدیر جلد دوم ص ۳۸۴ علامہ ابن ہمامؒ

[1] فتح القدیر باب ثبوت النسب ص ۳ ـ ظفیر [2] دیکھئے ہدایہ باب ثبوت النسب ـ ظفیر

فرماتے ہیں واذا فيكون العلوق مقارناً للنكاح فيثبت النسب وتصور العلوق ثابت بان تزوجها وهو يخالطها وطياً وسمع الناس كلامها فوافق الانزال النكاح الاحسن تجويزاً انها وكلامه فباشر الوكيل وطيهما كذلك فوافق عقد الانزال ـ ہاں وہ اس صورت میں نکاح سے قبل مرتکب گناہ مخالطت حرمت کا باعث بن گیا۔ دیگر علامہ موصوف فرماتے ہیں قال بعض المشائخ لا يحتاج الى هذا التكلف بل قيام الفراش كاف ولا يعتبر امكان الدخول بل النكاح قائم مقامه كما فی تزوج المشرقی مغربية لثبوت كرامات الاولياء والاستخدامات فيكون صاحب خطوة اوجنی (فتح القدیر[1]) اس مندرجہ بالا صورت میں ابن ہمامؒ کی تقریر سے یہ امر بخوبی محقق ہوگیا اور ساتھ ہی دلیل زید کی دلیل مشرقی اور مغربیہ کی صورت صورت مسئولہ کے ساتھ متبائن ٹھہری، کہ الف کے خود اپنے انکار دخول خلوت ومس وغیرہ سے ہرگز یہ امر اس صورت میں ثابت نہیں آسکتا۔ اور تصور صورت مسئولہ میں قطعاً مفقود ہے۔ زید کے بیانات کی حقیقت منکشف کردی گئی، اور اس کا استدلال مردود ہوا۔

اب عمر کے فتاوی کے بارے میں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ صورت مسئولہ میں لڑکیاں الف یا الف کے بھائی کے ساتھ نکاح کی جاسکتی ہیں کیوں کہ الف صرف عقد ہی عقد سے محروم النسب ہے اور بجز نکاح عدم دخول اور عدم تصور دخول کی وجہ سے وہ کسی صورت میں لڑکیوں کا باپ نہیں بن سکتا اور نہ ہی اس کا بھائی جب کہ بارہا بیان کردیا گیا ہے کہ الف مسماۃ مسئولہ سے صرف نکاح رکھتا تھا اور اپنے بیانات سے دخول وغیرہ سے قطعی برات ظاہر کرتا ہے تو ہم اس صورت میں عمر کے فتوی سے

[1] فتح القدیر ج ۳ ص ۳۰۲ باب ثبوت النسب ـ ظفیر

صرف اسی شق یعنی جواز نکاح الف یا الف کے بھائی کے ساتھ کرتے ہیں، لیکن اس کی بھی اس امر کے متعلق کہ وہ لڑکیاں بھی ب کی ہیں ہم کئی وجوہات سے اس کو بھی رد کرتے ہیں۔

اقول وباللہ التوفیق عمر کا یہ بیان کہ وہ لڑکیاں نسب میں ب کی ہیں ہرگز درست نہیں، کیوں کہ پہلے ب بظاہر ساتھ علم نکاح الف کے ساتھ مسماۃ مذکورہ کے مصر علی الکبائر یعنی زانی ہے اور وہ الف کی منکوحہ کو اغوا کر کے لے جاتا ہے، اس کو نسب میں کیا دخل بلکہ اس کے لئے بمضمون کلام قدسی نظام وللعاھر الحجر اس کے لئے حجر جزا ہے۔

دوسرے وہ مستفرش حقیقی نہیں کیوں کہ فراش کے لوازم میں ہم نے مفصل ذکر کر دیا ہے کہ وہ نکاح کے بعد متحقق ہوتا ہے، حالانکہ ب تو اغوا کنندہ اور زانی ہے، تیسرے جو کہ وہ اپنے دعویٰ کے اثبات میں رجل غاب عن امرأتہ فتزوجت باٰخر[1] شامی سے سند لاتا ہے اس کے بعد میں صورت مسئولہ سے استشہاد لانا گویا زید کی تقلید کرنا ہے کیوں کہ وہ مشرقی مغربیہ کی صورت کی طرح یہاں ہرگز صادق نہیں آسکتی بلکہ صاف طور پر تباین ہے کیوں کہ ب کو الف کے نکاح کے ساتھ مسماۃ مذکورہ کے بخوبی علم و تیقن ہے اور صورت مسئولہ میں تو اس عورت کو تو قاضی نے مفقود کی حیثیت سے فسخ نکاح کا حکم دے کر دوسرے شخص سے تزویج کر دی تھی اور تزویج غائب کی عورت کی دوسرے شخص سے محقق شدہ امر ہے، حالانکہ ما نحن فیہ میں اس کے بالکل برعکس ہے کیوں کہ ب زانی اور اغوا کنندہ ہے، نیز تزویج کنندہ تو اس طرح کے طریق پر ب کا نسب ثابت ہوا، پس نظر بر امورات متذکرہ بالا ہم اس نتیجہ پر بخوبی پہنچ گئے کہ الف اور ب دونوں نسب کی رو سے ان لڑکیوں سے بالکل محروم ہیں کیوں کہ الف کا صرف عقد ہی عقد ہے اور ب کا نکاح نہیں ہے بلکہ علوق اور دخول ہے، پس اس صورت

میں ہر دو کا فراش محقق نہیں ہو سکا، البتہ الف اور الف کا بھائی ان لڑکیوں سے نکاح کر سکتے ہیں۔ اور ب زانی ہے اور زانی کی جزا بمصداق للعاھر الحجر حجر ہے، فقط

الجواب:۔ از حضرت مفتی صاحب مدرسہ اسلامیہ دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اقول وباللہ التوفیق۔ صورت مسئولہ میں جواب اول یعنی زید کا جواب صحیح ہے۔ شرعاً نسب ان لڑکیوں کا الف سے ثابت ہے اور الف یا الف کے بھائی سے ان کا نکاح کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[1]۔ قال فی الدر المختار ان الفراش علی اربع مراتب ضعیف الخ ومتوسط الخ وقوی وھو فراش المنکوحۃ فانہ فیہ لا ینتفی الا باللعان شامی[2] (ص ۶۳۰ ج ۲) وفی صفحہ ۲۹۳ قال فی البحر لو تزوج بامرأۃ الغیر عالما بذلک ودخل بھا لا تجب العدۃ علیھا حتی لا یحرم علی الزوج وطؤھا وبہ یفتی لانہ زنا والمزنی بھا لا تحرم علی زوجھا الخ وفی باب العدۃ[3] منہ۔ اما نکاح المنکوحۃ الغیر ومعتدتہ فالدخول فیہ لا یوجب العدۃ ان علم انھا للغیر لانہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا[4]۔ وفیہ ایضا والتصور ثابت فی المغربیۃ لثبوت کرامات الاولیاء الخ وفی الدر المختار عن البحر متی سقط اللعان بوجہ ما الخ لم ینتف نسبہ ابدا فلو نفاہ ولم یلاعن حتی قذفھا اجنبی بالولد فحد فقد ثبت نسب الولد[5] وفیہ قالوا وصرحوا ببقاء نسبہ بعد القطع فی کل الاحکام لقیام

[1] ترمذی ص ۱۸۶ ج ۱، ۱۲ ظفیر [2] رد المحتار ص ۸۶۷ ج ۲، ۱۲ ظفیر [3] د یکھئے الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۴۵ ج ۲، ۱۲ ظفیر [5] رد المحتار ص ۸۳۵ ج ۲، ۱۲ ظفیر

فی اشتمالہ فی حکمین الارث والنفقۃ فقط[1] قولہ فی کل الاحکام فیبقی النسب بین الولد والملاعن فی حق الشہادۃ والزکوٰۃ والقصاص والنکاح[2] شامی۔

روایات مذکورہ سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں زید کا جواب صحیح ہے، اور عمر کا جواب صحیح نہیں ہے اور اس کا استدلال روایۃ رجل غاب عن المرأۃ فتزوجت بآخر[3] کا مجیب ثالث نے دیدیا ہے۔ اور احقر نے جو روایات نکاح منکوحۃ الغیر کے بطلان اور اس کے زنا ہونے کے اثبات میں نقل کی ہیں ان سے بھی تردید عمر کے استدلال کی ظاہر ہے۔ اور مجیب ثالث کا یہ فیصلہ کہ دونوں جواب صحیح نہیں ہیں اور تجویز نکاح دختر با الف و با برادر الف صحیح نہیں ہے اس صورت میں تو نفی نسب کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔ اور فقہاء کی تصریح سے تو یہ محقق ہوا کہ اگر بوجہ لعان نسب بھی منقطع کردیا جائے۔ تب بھی نکاح بین الملاعن وولدہ حرام ہی رہتا ہے کما ھی عن الدر المختار۔ فقط

صورت مسئولہ میں نسب ثابت ہے یا نہیں

سوال (۱۱۵۲) عبدالرحمٰن فوت شدہ سہ برادران عم زاد و یک دختر و دو زوجگان گذاشت زوجہ ثانیہ حاملہ بود، بعد وفات او دخترے پیدا شد مگر انتقال کرد و در برادران عم زاد تفصیل است بایں طور کہ یکے ازاں جملہ اللہ داد از بطن جنین زنے است کہ آن زن مطلقہ بود قبل اتمام عدۃ شوہر اول عم متوفی نکاح کردہ بود و دو ازاں جملہ از بطن جنین زنے کہ نکاح مادران ہر دو را ثبوت شاہدے نیست۔ اکنوں نسب آں ہر سہ از عم متوفی ثابت است یا نہ، و از مال متوفی

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب اللعان ص ۸۱۵ ج ۲ ظفیر۔

[2] رد المحتار باب اللعان ص ۸۱۵ ج ۲ ظفیر [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۰ ج ۲ ظفیر۔

آں سہ ترکہ خواہند یافت یانہ۔

الجواب:- درصورت موجودہ اگر والد عبدالمجید و عبدالغفور مدعی نکاح با مادر اوشاں بود، نسب اوشاں از پدر خود ثابت است، و از ترکہ عبدالرحمٰن از راہ عصوبت وارث خواہند شد قال لغلام ہو ابنی ومات فقالت امہ انا امرأتہ وہو ابنہ یرثانہ استحسانا[1] درمختار وفیہ ایضا لانہا شہادۃ علی النفی معنی فلا تقبل والنسب یحتال فی اثباتہ مہما امکن والامکان بینہا بسبق التزوج سرا بمہر یسیر[2] و ایں حکم وقاعدہ در الہ داد ہمہ جاری خواہد شد چراکہ تجدید نکاح بعد عدۃ ممکن است، پس پدر او دعوی بنوۃ او کردہ است نسب ثابت است۔

جس سے حمل قرار پایا بچہ اس کا ہے

سوال (۱۱۵۳) زید نے ہندہ بیوہ سے نکاح کیا، بعد استقرار حمل ہندہ اپنے بھائی کے یہاں چلی گئی، اس کے بھائی نے زید سے ایام حمل میں طلاق لے کر بعد وضع حمل ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ کردیا، اب بکر اس مولود کو زید کا بتاتا ہے اور زید بھی اپنا پسر بتلا کر اسکو لینا چاہتا ہے اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- وہ لڑکا زید کا ہے اور زید ہی اس کا ولی ہے مگر حق پرورش سات برس کی عمر تک اول ماں کا حق ہے، ماں اگر بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرے تو اس کا حق ساقط ہوجاتا ہے۔ ماں کے بعد نانی کا پھر دادی کا پھر بہنوں کا پھر خالہ کا پھر پھوپھی کا حق ہے۔ اگر ان عورتوں میں سے کوئی نہ ہو تو باپ لے سکتا ہے، بہرحال بکر کو کچھ حق بچہ کے روکنے کا نہیں ہے۔ درمختار میں ہے۔ او متزوجۃ

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۵ ج ۲ ظفیر

[2] رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۳ ج ۲ و ص ۸۶۴ ج ۲ ظفیر۔

بغیر محرم الصغیرؒ۔

جو بچہ شوہر کے ساتھ رہنے کے زمانہ میں پیدا ہوا، وہ اسی کا ہے

سوال (۱۱۵۴) ایک شخص کے دو لڑکے ہیں ایک بعمر دس سال دوسرا بعمر ۸ یا ۹ ماہ اور شخص مذکور نہ اپنی زوجہ کو روٹی کپڑا دیتا ہے اور ہر طرح کی اذیت پہنچاتا ہے اور وہ شخص اپنے چھوٹے لڑکے کی نسبت کہتا ہے کہ یہ مجھ سے پیدا نہیں ہوا حرامی ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے اور عورت دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے اور اس خاوند سے طلاق مانگتی ہے مگر یہ طلاق نہیں دیتا، اس کا نکاح جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- اس بچہ نو دس ماہ کا نسب اسی شخص سے ثابت ہے۔ انکار اس کا غیر معتبر ہے[۱]۔ اور دوسرا نکاح اس عورت کا بدون طلاق دینے شوہر کے صحیح نہیں ہے جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے[۲]۔

ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے اور نسب باپ سے ہوتا ہے

سوال (۱۱۵۵) ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے یا نہیں، اور نسب کا اعتبار ماں سے ہے یا باپ سے۔

الجواب:- لڑکی ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے اور نسب کا اعتبار باپ سے ہوتا ہے۔ پس اگر باپ شریف خاندان کا ہے اور فرض کریں کہ زوجہ اس کی صحیح النسب نہیں ہے۔ تو اولاد کے نسب میں کچھ خرابی اور خلل نہ ہوگا[۳]۔

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۴۰ ج ۲ ظفیر [۲] ۱۰ اذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لاقل من ستة اشهر منذ يوم تزوجها لم يثبت نسبه وان جاءت به لستة اشهر فصاعداً يثبت نسبه منه اعترف الزوج او سكت الا فان جحد الولادة يثبت بشهادة امرأة واحدة تشهد بالولادة حتى لو نفاه الزوج يلاعن لان النسب يثبت بالفراش القائم (هدايه باب ثبوت النسب ص ۴۱۱ ج ۲) ظفير [۲] اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۶ ج ۲) ظفير
[۳] كما فى قوله تعالى "وعلى المولود له رزقهن" الآيه سيق لاثبات النفقة وفى ذكر المولود له اشارة الى ان النسب للآباء (حاشيه رد المحتار باب الحيض ص ۲۵۲ ج ۱) ظفير۔

طلاق سے پہلے جو لڑکا پیدا ہو وہ شوہر کا ہے

سوال (۱۱۵۶) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی۔ اب وہ عورت دعویٰ کرتی ہے کہ لڑکا زید کے نطفہ سے ہے اور خورش و پوشش کا دعویٰ عدالت میں دائر کیا ہے مگر کوئی پورا ثبوت نہیں تو کیا حکم ہے؟

الجواب:- اس صورت میں شرعاً نسب لڑکے کا زید سے ثابت ہے اور دعویٰ عورت کا صحیح ہے جیسا کہ درمختار میں ہے کما یثبت بلا دعوة احتیاطاً فی مبتوتة جاءت به لاقل منهما من وقت الطلاق[۱] اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر مطلقہ بائنہ وقت طلاق سے دو برس سے کم میں بچہ جنے تو وہ شوہر کا ہے۔

جمع بین الاختین والے کی اولاد کا نسب

سوال (۱۱۵۷) زید نے جمع بین الاختین کیا اور دونوں سے اولاد ہوئی۔ یہ بیویاں اور اولادیں جائز قرار پائیں گی یا نہیں، اور زید کے ترکہ کی وارث ہوں گی یا نہیں؟

الجواب:- جمع بین الاختین حرام ہے جس سے پیچھے نکاح کیا وہ باطل ہے، پہلا نکاح صحیح ہے۔ پس پہلی عورت سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب ہے اور وارث ترکہ پدری کی ہے اور دوسری عورت سے جس سے پیچھے نکاح ہوا، اس سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب نہیں ہے اور وارث نہیں ہے[۲]۔

پردیسی کی بیوی کو زنا سے بچہ ہوا، اس کا نسب

سوال (۱۱۵۸) ایک شخص کسی شہر میں ملازم تھا اور اپنی زوجہ کو برابر خرچ روانہ کرتا رہا۔ یہاں اس کی زوجہ نے دوسرے مرد سے زنا کرایا، اس کے لڑکا پیدا ہوا۔ اب وہ شخص نوکری چھوڑ کر گھر آیا ہے، اب کس طرح

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۴۹ ج ۲ ظفیر
[۲] فان تزوج اختين فى عقدتين ولا يدرى ايتهما اولى فرق بينه وبينهما لان نكاح احدهما باطل بيقين الخ (هدايه فصل المحرمات ص ۲۸۸ ج ۲) ظفير

اپنی عورت کو ہمراہ رکھے اور نسب اس لڑکے کا اس سے ثابت ہے یا کیا؟

الجواب:- قال فی رد المحتار حیث قسم الفراش علی اربع مراتب. وقوی وهو فراش المنکوحة ومعتدة الرجعی فانه فیه ولا ینتفی الا باللعان [1] اقول ومن شرائط اللعان کون القذف فی دار الاسلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولایة [1] شامی. وفی الدر المختار وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیة بینهما سنة فولدت لستة اشهر من تزوجها لتصور کرامة او استخدام فتح [2]۔

پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نسب لڑکے کا شوہر سے ثابت رہے گا اگرچہ شوہر یہ کہے کہ میرا نہیں۔

مفتوح کی بیوی زنا کرائے اور اس کا اقرار کرے تو اس کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا اسکے شوہر سے

سوال (۱۱۵۹) زید کے دو لڑکے مفتوح وفاتح اور عمر کی ایک لڑکی ایلی ہے مفتوح کا نکاح ایلی سے ہوا، اور فاتح نے ایلی سے زنا کیا اور اس کو فاتح سے حمل رہ گیا اس صورت میں اس حمل کا ذمہ دار کون ہے۔ آیا مفتوح ایلی کو طلاق دیدے یا ہم صحبت ہونے سے وہ مفتوح پر حرام ہوگئی ہے، ثبوت زنا سے پہلے مفتوح کی منکوحہ کے ایک لڑکی پیدا ہو کر مرگئی وہ کس کی ہوگی، اس کے پیدا ہونے سے پہلے بھی فاتح نے ایلی پر حملہ نیت بد سے کیا تھا۔ اور ایلی کا مہر مفتوح کے ذمہ ہے یا نہ اور بچہ کا نفقہ کس کے ذمہ ہے۔

الجواب:- حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر [3]

[1] رد المحتار باب اللعان ص ۲/۸۰۴ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۲/۸۵۳ ۱۲ ظفیر [3] پوری حدیث یہ ہے عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال قام رجل فقال یا رسول الله ان فلانا ابنی عاهرت بامه فی الجاهلیة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لادعوة فی الاسلام ذهب امر الجاهلیة الولد للفراش وللعاهر الحجر" رواه ابوداؤد (مشکوٰة باب اللعان ص ۲۸۷) ظفیر۔

اور فقہاء رحمہم اللہ نے بھی اس قاعدہ کے موافق منکوحہ کی اولاد کا نسب شوہر سے ثابت فرمایا ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں ایلی کی اولاد کا نسب مفتوح سے ثابت ہے اور حمل جو اب موجود ہے یہ بھی مفتوح کا ہے، اور مفتوح کے ذمہ ایلی کو طلاق دینا ضروری نہیں ہے اور صحبت کرنا ایلی سے جائز ہے، مفتوح پر اس کی زوجہ ایلی حرام نہیں ہوئی اور بالفرض اگر فاتح برادر مفتوح سے ایلی کا زنا ثابت ہو جاوے تب بھی ایلی اپنے شوہر مفتوح پر حرام نہیں ہوئی، اور ایلی کا مہر مفتوح کے ذمہ ہے۔ اگر مفتوح ایلی کو طلاق دے گا تو کل مہر ایلی کا مفتوح کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اور بچہ جو پیدا ہوگا اس کی پرورش کا نفقہ بھی بذمہ مفتوح ہوگا [1]۔

اولاد کا شوہر ثانی سے نسب

سوال (۱۱۶۰) عورتے راز وج خود ترک کردہ بموضع دیگر بود و باش اختیار نمود، بعد چند ماہ آں عورت بسوئے زوج چند آدمی فرستادہ تاکہ از آں زوج طلاق بگیرند۔ پس آں چند آدمی از انجا آمدہ عورت مذکورہ را بہ شخص دیگر نکاح دارند، و نیز بہ ہمیں شخص دو با ولادہ آنکہ پیدا شدند از بطن آں عورت تخمیناً تا سی سال مواکلہ و مشاربت و معاشرت می نمودند۔ اکنوں از آں چند آدمی دو یک نفر محض دنیوی دشمنی کردہ گویند کہ وقتیکہ برائے طلاق عورت مذکورہ بسوئے زوج اول رفتہ بودیم دراں وقت آں زوج طلاق نداد فلہٰذا ما فریب نمودہ یک شخص دیگر را زوج قرار دادہ و دیگر دو شخص را گواہ قرار دادہ از قاضی حکم آوردہ بزوج ثانی نکاح دادیم و آں عورت می گوید کہ من آں معاملہ ندانم مگر با وجود ایں چوں زوج اول بقصبہ من آمدہ بود درو بروئے دو سہ آدمی بار دیگر طلاق می گرفتم۔ آیا رجوع آں نفر معتبر شود یا نہ۔

[1] واذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لاقل من ستة اشهر منذ یوم تزوجها لم یثبت نسبه منه ... فصاعدا یثبت نسبه منه اعترف الزوج او سکت لان النسب یثبت للفراش القائم (هدایه باب ثبوت النسب ص ۲/۴۱۲) ظفیر

الجواب: دریں صورت قول آں چند کس رجوع کنندہ معتبر نشود ونسب اولاد از شوہر ثانی ثابت شود لان النسب یحتاط فی اثباتہ کما فی رد المحتار فصل ثبوت النسب تنبیہ لا تسمع بینتہ ولا بینۃ ورثتہ علی تاریخ نکاحہا بما یطابق قولہ لانہا شہادۃ علی النفی معنیً فلا تقبل والنسب یحتال لاثباتہ مہما امکن والامکان ہنا یسبق التزوج بہا سرا بمہر یسیر وجہرا باکثر سمعۃ ویقع ذلک کثیرا وہذا جواب لحادثۃ فلیتنبہ لہ شرنبلالیہ[1] رد المحتار جلد ۲

جس سے زنا کیا تھا اس سے حمل کے بعد نکاح کیا تو بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا

سوال (۱۱۶۱) ایک شخص نے ناجائز طور پر ایک عورت سے فعل بد کیا اور حمل رہ گیا تو نکاح اس عورت سے کرلیا، اس صورت میں وہ بچہ حلال ہوا یا حرامی اور شخص مذکور کی جائداد سے بچہ کو حصہ مل سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: اس شخص کا نکاح اس حاملہ عورت سے صحیح ہوگیا لیکن جو حمل نکاح سے پہلا ہے وہ ثابت النسب نہیں ہے اور جو بچہ پیدا ہوا وہ ولد الحرام ہے اور وارث نہیں ہے کما فی الحدیث المشہور الولد للفراش وللعاہر الحجر[2]۔ فقط

زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا

سوال (۱۱۶۲) ہندہ اپنے حمل کے بارے میں زید ہی کا قبل از نکاح نطفہ ناجائز ثابت کرتی ہے اور زید کو اس سے انکار ہے۔ اپنے اپنے دعوے میں دونوں کے بیانات حلفیہ ہیں، شرعاً کس کا بیان قابل تسلیم ہے۔

الجواب: زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا لقولہ علیہ السلام

---

[1] رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۶۳۵/۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر

الولد للفراش وللعاہر الحجر[1] پس وہ حمل زید زانی سے ثابت النسب نہ ہوگا اور ہندہ سے نسب اس کا ثابت ہے کیونکہ ولد زنا کا نسب صرف ماں سے ثابت ہوتا ہے اور ماں ہی کی میراث کا وہ بچہ مستحق ہوتا ہے۔

عورت جس مرد سے زنا کا دعویٰ کرتی ہے اس سے بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا

سوال (۱۱۶۳) سکینہ کا خاوند بکر مرگیا، سکینہ اور اس کا دیور زید ایک ہی مکان میں رہتے تھے، سکینہ دوسروں کے ہاں آیا جایا کرتی تھی، سکینہ کے ایک لڑکی حرامی پیدا ہوئی سکینہ کہتی ہے کہ زید کا نطفہ اور قسم کھاتی ہے۔ زید قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نے زنا نہیں کیا، اور سکینہ پرورش کا خرچہ زید سے طلب کرتی ہے شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب: محض شبہ سے یا عورت کے کہنے سے زید کا زانی ہونا ثابت نہ ہوگا اور زنا سے جو بچہ پیدا ہو، اس کا نسب کسی سے ثابت نہیں ہے اور زید پر اس کا خرچ ونفقہ نہیں ہے، ماں سے اس کا نسب ثابت ہے اور ماں کے ذمہ ہی اس کا خرچ ہے[2]۔ فقط

قادیانی سے نکاح درست نہیں اور نہ اس سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا

سوال (۱۱۶۴) ایک شخص نے جو ابتداء سے قادیانی مذہب رکھتا تھا تقیہ کر کے یعنی چھپا کر مذہب کو ایک اہل السنت والجماعت مسلمان کی لڑکی سے عقد کیا لیکن قادیانی شخص ہنوز مذہب قادیانی رکھتا ہے۔ آیا یہ نکاح ابتداءً صحیح ہوا یا نہیں اور مہر ونفقہ عورت کو ملے گا یا نہیں اور بچہ کا نسب ثابت اور صحیح ہوگا یا نہیں اور بچہ کا خرچ اور پرورش کس کے ذمہ ہوگی۔

---

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر [2] ویرث ولد الزنا واللعان بجہۃ الام فقط لما قدمناہ فی العصبات انہ لا اب لہما (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب فی الغرقی والحرقی وغیرہم ص ۵۰۱/۵) ظفیر

الجواب :- نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا، اور مہر و نفقہ کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور اولاد صحیح النسب اور ثابت النسب نہ ہوگی۔ البتہ ماں سے اولاد کا نسب ثابت ہوگا اور ماں کے ذمہ پرورش اور نفقہ بچہ کا لازم ہوگا، اور وراثت ماں سے جاری ہوگی کما فی الدر المختار ویرث ولد الزنا واللعان بجهة الام فقط لما قدمناه فی العصبات انه لا اب لهما[1]۔ فقط

نکاح کے باوجود شوہر اگر کہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۶۵) جو لڑکی زید سے ہندہ کے نکاح میں رہتے ہوئے پیدا ہوئی، اس لڑکی کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہیں، زید ہندہ کو یہ تہمت لگاتا ہے کہ تو زانیہ ہے اور یہ لڑکی میرے نطفہ سے نہیں ہے۔

الجواب :- نسب لڑکی کا زید سے ثابت ہے[2]۔

چار بیوی کے رہتے ہوئے پانچویں سے شادی اور اس سے جو اولاد ہوئی اس کے نسب کا حکم

سوال (۱۱۶۶) ایک شخص کے چار زوجہ موجود ہیں ان سے اولاد بھی ہے۔ موجودگی چار ازدواج کے خامس عورت کے ساتھ نکاح کیا اس سے بھی اولاد پیدا ہوگئی اب شخص مذکور مرگیا، عورت پنجم اور اس کی اولاد میراث پاوے گی یا نہ اور عورت پنجم کی اولاد جائز ہے یا نہیں اور پنجم عورت کی ساتھ نکاح فاسد تھا یا باطل، ہر ایک کے احکام علیحدہ از قسم میراث وعدت ونسب وغیرہ بیان فرمادیں۔

الجواب :- درمختار میں ہے ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد (وهو الذی فقد شرطا من شرائط الصحة كشهود بالوطء) قوله كشهود) ومثل تزوج الاختين معا ونكاح الاخت فی عدة الاخت

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الفرائض ص۵۲۶/۵ ۱۲ ظفیر۔
[2] الولد للفراش وللعاهر الحجر (ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص۱۸۶/۱) ظفیر

ونكاح المعتدة والخامسة فی عدة الرابعة الخ وان النسب يثبت فيه والعدة ان دخل الخ شامی ص۳۵۰/۲[1]۔

الحاصل اس بارے میں عبارت فقہاء مختلف ہیں، بعض عبارات سے ثبوت عدت وثبوت نسب ظاہر ہوتا ہے اور بعض سے اس کا عکس، لیکن باب نسب میں چونکہ احتیاط کی جاتی ہے اور مہما امکن نسب کو ثابت کیا جاتا ہے اس لئے اولاد کا نسب ثابت کیا جاوے گا اور میراث کا حکم کیا جاوے گا اور نکاح فاسد و باطل ہیں۔ عدت کے سوا، دیگر امور میں کچھ فرق نہیں ہے کما فی الشامی ص۳۵۰/۲ والحاصل انه لا فرق بينهما ای الفاسد والباطل فی غير العدة اما فيها فالفرق ثابت[2]

مطلقہ ثلثہ سے بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح سے جو بچہ ہو اس کا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۶۷) جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے اور پھر نکاح کرے تو اولاد حلال ہوگی یا نہیں۔

الجواب :- مطلقہ ثلثہ سے بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا حرام ہے اور معصیۃ ہے اور بعد نکاح جو اولاد ہوگی نسب اس کا ثابت ہوگا احتیاطاً[3]۔ فقط

حالت کفر کے شوہر سے جو بچہ ہو اس کا نسب اسی سے ہوگا

سوال (۱۱۶۸) ایک ہندو عورت نے بحالت بلوغ برضامندی خود مذہب ہندوؤں کو ترک کرکے دین اسلام قبول کیا اور بعد دوچار یوم کے الٰہی بخش سے نکاح کیا، بعد نکاح بیان

[1] رد المحتار باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد ص۳۵۰/۲ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ص۳۸۲/۲ ۱۲ ظفیر
[3] وعدة المنكوحة نكاحا فاسدا الخ لكن الصواب ثبوت العدة والنسب (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص۸۳۵/۲) قال الحلوانی هذه المسئلة تدل علی ان الفراش ينعقد بنفس العقد فی النكاح الفاسد الخ فهذا اصرح فی ثبوت النسب فيه (رد المحتار باب العدة ص۸۳۶/۲) ظفیر

کیا کہ مجھے پہلے ہندو خاوند کا دو ماہ کا حمل ہے، چنانچہ سات ماہ گذرنے پر لڑکی پیدا ہوئی، یہ لڑکی کس کی ہے اور یہ نکاح نومسلمہ کا الٰہی بخش سے جائز ہوا یا نہیں۔

الجواب:- حسب تصریح فقہاء حنفیہ اسلام لانے سے دو چار روز بعد اس عورت نومسلمہ کا نکاح جو الٰہی بخش کے ساتھ ہوا باطل و ناجائز ہوا، اور نسب اس کی دختر کا شوہر اول سے ہے[1]۔ فقط

بچہ زنا سے ہو اگر دونوں میں سے کسی کو اقرار نہیں، تو بچہ شوہر کا ہوگا

سوال (۱۱۶۹) زید کا فرزند پردیس سے چھ ماہ یا برس روز کے بعد واپس آیا، اس کو معلوم ہوا کہ میری بیوی کے ساتھ میرے والد نے یہ حرکت کی کہ اس سے بدفعلی کی اور اس کے دو گواہ ایک زید کا فرزند خورد اور ایک زید کی بیوی، لیکن نہ معلوم اس نے کس وجہ سے اپنی بیوی کو نہ چھوڑا، اور اس کے خاوند کے نطفہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا، اور زید کا نطفہ نہ ٹھہرا تھا اور عورت اپنے فعل کا اقرار نہیں کرتی اور زید بھی اقرار نہیں کرتا تو اس حالت میں وہ لڑکا حلالی کہلائیگا یا حرامی۔ زید کے فعل سے طلاق ہو گئی یا نہیں اور مہر واجب ہے یا نہیں، اور ایسے شخص کے ساتھ بیٹے کو سلوک کرنا چاہیئے یا نہیں۔

الجواب:- وہ بچہ شوہر کے نطفہ سے ہی قرار دیا جاوے اور نسب اس کا اس سے ثابت ہوگا اور حرامی نہ سمجھا جاوے گا اور وہ عورت اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور مہر بذمہ شوہر لازم ہے، کیونکہ جب وہ عورت اور زید اقرار زنا کا نہیں کرتے اور گواہی کافی موجود نہیں تو زنا ثابت نہیں ہے، اور جب کہ زنا

[1] ومن هاجرت الينا مسلمة حاملا بانت بلا عدة فيحل تزوجها اما الحامل فحتىٰ تضع على الاظهر لا للعدة بل لشغل الرحم بحق الغير (در مختار) فان هذه حملها ثابت النسب (رد المحتار باب نكاح الكافر ص ۵۳۵ ج ۲) ظفير

ثابت نہیں ہے تو بیٹے کو باپ کی طرف بدگمانی نہ کرنی چاہیئے اور بدسلوکی نہ کرنی چاہیئے۔

نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہو وہ حلالی ہوتا ہے

سوال (۱۱۷۰) ایک عورت بیوہ بالغہ نے ایک شخص سے نکاح کر لیا۔ سات ماہ چار یوم میں اس کے لڑکی پیدا ہوئی۔ اور قبل عقد یہ شہرت تھی کہ اس کو حمل ہے۔ اب نکاح کرانے والے اور عورت کے کنبہ والوں کے ساتھ متارکت کرنا کیسا ہے۔

الجواب:- شریعت میں مدت حمل کی کم سے کم چھ ماہ ہیں، پس نکاح سے چھ ماہ پورے ہونے کے بعد جو بچہ عورت کے پیدا ہو وہ اسی شوہر کا ہے اور نسب اس بچہ کا اس سے ثابت ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[1] پس بموجب اس حدیث شریف کے وہ لڑکی اسی شوہر سے ہے جس کے نکاح کو سات ماہ چار یوم ہوئے۔ اس میں کچھ شبہ نہ کرنا چاہیئے اور عورت کو تہمت زنا کی نہ لگانی چاہیئے۔ اور زوجین اور ان کے قرابت داروں سے متارکت نہ چاہیئے کہ یہ گناہ ہے۔

غیر مطلقہ سے شادی درست نہیں اور اس کی اولاد ولد الزنا ہوگی

سوال (۱۱۷۱) زید اپنی زوجہ کی خبر گیری نہیں کرتا تھا۔ ناچار زوجہ کے باپ نے زید سے کہا کہ تم اپنی زوجہ کو بلا لو یا طلاق دیدو تا کہ اس کا عقد ثانی ہی کر دیں وہ مہر معاف کرتی ہے، زید نے کہا کہ چاہے وہ کسب کرے چاہے نکاح ثانی کرے ہماری بلا سے۔ زوجہ زید محمود سے نکاح ثانی کرنے پر آمادہ ہو گئی اور محمود بھی تیار ہو گیا، لیکن باوجود کوشش کے کسی نے ان کا نکاح نہیں پڑھا مجبوراً دونوں ایک دوسرے کو میاں بیوی کہنے لگے اور رہنے سہنے لگے، زید بھی خاموش ہو گیا، اولاد بھی ہوئی، عرصہ بیس سال سے زائد گذر گیا اور یہ دونوں

[1] ترمذی باب ما جاء فی ان الولد للفراش ص ۱۳۶ ج ۱۔ ظفیر

مع اپنے بچوں کے مثل میاں بیوی کے رہتے ہیں، غالباً زید فوت بھی ہو گیا، کیا یہ اولاد حلالی ہے اور اپنے باپ زید کے ترکہ کی وارث ہوگی یا نہیں۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے بھی نزدیک جائز ہو تو تحریر فرمائیں۔

الجواب: - زید نے کوئی بات صاف نہ کہی جس سے وقوع طلاق کا حکم کیا جاوے اور جب کہ زید نے طلاق نہیں دی تو دوسرا عقد اس کی زوجہ کا شرعاً درست نہیں ہوا[1]۔ اور صورت مسئولہ میں نکاح بھی نہیں کیا گیا ویسے ہی وہ عورت محمود کے ساتھ رہنے لگی اور میاں بیوی کہنے لگے تو اس صورت میں جو اولاد ہوئی وہ ولد حرام ہے اور نسب اولاد کا محمود سے ثابت نہیں ہے۔ اور کسی امام کے نزدیک بھی نکاح اس صورت میں نہیں ہوا، اور نسب باپ سے ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا ان میں میراث بھی جاری نہ[2] ہوگی۔ فقط

سوال (۱۱۷۲) چھ مہینے سے کم میں جو بچہ ہوا وہ ثابت النسب نہیں

زید کی ہمشیرہ سے عمر نے ۲۱ر شعبان ۱۳۳۷ھ کو عقد کیا اور زید کی ہمشیرہ کے ۶ر صفر ۱۳۳۸ھ کو لڑکی تولد ہوئی، نکاح عمر کا ساقط ہوا یا جائز رہا۔

الجواب: - نکاح صحیح ہے نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا، لیکن وہ دختر جو بوقت نکاح عمر سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوئی ہے نسب اس کا عمر سے شرعاً ثابت نہیں[3] ہے۔ فقط

---

[1] اما نکاح منکوحة الغیر … فلم یقل احد بجوازہ اصلا (رد المحتار باب العدة ص۸۳۵ ج۲) ظفیر

[2] ویرث ولد الزنا واللعان بجهة الام فقط لما قدمناه فی العصبات انه لا اب لهما (سراجی) ظفیر

[3] اکثر مدة الحمل سنتان … واقلها ستة اشهر اجماعاً (در مختار باب العدة ص۸۵۵ ج۲) ظفیر۔

سوال (۱۱۷۳) ولد الزنا سے جو اولاد ہوئی وہ ثابت النسب ہے

زید ہندہ کنواری کے ساتھ زنا کرتا رہا، جب ہندہ نے خود کو پنج ششماہہ حاملہ محسوس کیا تو زید کو کہا کہ اس حالت میں مجھے میرا باپ بھائی مار ڈالیں گے، لہٰذا تو مجھے بھگا کر لے چل یا میں خودکشی کرتی ہوں، پس اس بنا پر زید ہندہ کو بھگا کر لے گیا، ہندہ کے بکر پیدا ہوا جب ہندہ مرگئی تب زید وطن مالوفہ میں آیا، زید کا نکاح ہندہ کے مرتے وقت تک نہ معلوم ہے کہ آیا ان کا نکاح بعد ازاں بھی ہوا یا نہ۔ اس وقت عدم ثبوت نکاح کے دو وجہ ہیں ایک تو اس زمانہ کے لوگ مر گئے ہیں، جس کو عرصہ ستر برس سے زیادہ گذر چکا ہے دوسرے یہ کہ ہندہ کا نکاح نہ اس وقت مشتہر تھا نہ اب۔ اور زید نے اپنی حیات میں بکر کو اپنی املاک سے محروم کر دیا تھا، زید نے واپس آکر دوسری شادی بموجب شرع شریف کر لی، جس سے تین لڑکے پیدا ہوئے، ایک تو مر گیا باقی دو لڑکے عمر اور خالد حیات ہیں جو ورثہ پدری کے متصرف اور قابض ہیں۔

بکر جس کو ولد الزنا کہا جاتا ہے کسی اور جگہ اپنی شادی کر لی جس سے دو بیٹے شاکر و حارث پیدا ہوئے اور خود مر گیا، زید کے مرنے کے بعد اس وقت شاکر ۴۵ برس کا اور حارث ۳۸ برس کا۔ اب شاکر و حارث عمر اور خالد سے ورثہ جد کا طلب کرتے ہیں آیا شرعاً دونوں مدعی وارث ہو سکتے ہیں یا نہیں، اور صورت مسئولہ میں نکاح زید کا ہندہ سے ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: - اس صورت میں شاکر اور حارث کو جو کہ بکر کے بیٹے ہیں اور مدعیان وراثت ہیں ان کو حصہ ترکہ زید سے ملے گا یعنی جس قدر حصہ بکر کو پہنچا اس کے وارث اس کے دونوں پسر شاکر و حارث ہوں گے اور جب کہ شاکر و حارث مدعی اس امر کے ہیں کہ ہمارا باپ بکر زید کا بیٹا تھا اور صحیح النسب تھا اس کا حصہ ہم کو ملنا چاہئے۔ تو شریعت میں ان کا قول معتبر ہوگا اور دعوی صحیح ہوگا کیونکہ

فقہاء نے لکھا ہے کہ نسب کے بارے میں بہت احتیاط کی جاتی ہے، پس جب کہ علم اس کا نہیں ہے کہ زید کا ہندہ سے نکاح ہوا یا نہیں تو زید کا نکاح ہندہ سے شرعاً تسلیم کیا جاوے گا اور یہ سمجھا جاوے گا کہ زید کا نکاح ہندہ سے خفیہ ہو گیا ہوگا یعنی دو گواہوں کے سامنے جس کی خبر عام طور سے مشتہر نہ ہوئی۔ پس حاصل یہ ہے کہ اگر زید کا ایک لڑکا یعنی عمر اور خالد کا بھائی زید کی حیات میں فوت ہو چکا تھا تو اس صورت میں زید کے مرنے کے بعد اس کی وارث تین پسر ہوئے بکر و عمر و خالد۔ ان تینوں کو بحصہ مساوی ترکہ زید کا ملے گا اور حصہ بکر کا اس کی پسران شاکر و حارث کو ملے گا۔ شامی جلد ثانی باب ثبوت النسب میں ہے لا تسمع بینۃ ولا بینۃ ورثتہ علی تاریخ نکاحھا بما یطابق قول لانھا شھادۃ علی النفی معنی فلا تقبل والنسب یحتال لاثباتہ مھما امکن[1] الخ ص ۸۶۳ الحاصل نفی نکاح پر شہادت معتبر نہیں ہوتی، اور زید کا محروم کر دینا بکر کو املاک سے شرعاً معتبر نہیں ہے، بعد مرنے زید کے بکر وارث اس کا ہوگا۔

سوال (۱۱۷۴) اگر نکاح سے چھ مہینہ بعد لڑکا پیدا ہوا تو وہ ثابت النسب ہوگا یا نہیں۔

نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہوگا ثابت النسب ہوگا

الجواب:- وہ ولد ثابت النسب ہے، ناکح سے نسب اس کا ثابت ہے[2]۔ فقط

سوال (۱۱۷۵) زید کی زبانی و تحریری اقرار سے اور سرکاری کاغذات سے عمر کا زید کا بیٹا ہونا

معروف النسب کا نسب کسی کے کہنے سے ختم نہیں ہوتا ہے

[1] رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲ و ص ۸۶۴/۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] فولدت لنصف حول منذ نکحھا لزمہ نسبہ لتصور الوطء حالۃ العقد ولو ولدتہ لاقل منہ لم یثبت (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۷/۲) ظفیر

ثابت ہوتا ہے، کیا دو تین ٹرسٹیوں کے یہ کہنے سے کہ رجسٹر پیدائش میں ماں کے نام سے داخلہ ہے اسلئے بیٹا ہو سکتا ہے یا نہیں، کیا باپ کے اقرار سے ٹرسٹیوں کے کہنے کی زیادہ وقعت ہو سکتی ہے یا نہیں، تمام اہل شہر وغیرہ عمر کو زید کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں، اور ٹرسٹی بھی عمر کو وقف میں سے تنخواہ دیتے ہیں اگرچہ زید عمر کو دستاویز وقف میں محروم کر گیا ہو۔ اس صورت میں عمر زید کا بیٹا اور نسب عمر کا زید سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب:- شامی میں ہے والنسب یحتال فی اثباتہ مھما امکن[1] یعنی نسب کے ثابت کرنے میں جہاں تک ممکن ہو احتیاط کی جاتی ہے اور نسب ثابت کیا جاتا ہے، پس معروف النسب کا نسب ٹرسٹیوں کے کہنے سے منتفی نہیں ہو سکتا اور جب کہ زید کا زبانی و تحریری اقرار عمر کے بیٹا ہونے کا ہے اور عام لوگ بھی اس کو جانتے ہیں تو اب وہ نسب کسی کے نفی کرنے سے اور انکار کرنے سے منتفی نہ ہوگا اور زید نے اگر اس کا کچھ حصہ دستاویز وقف میں نہ رکھا تو اس سے عمر کا نسب زید سے منتفی نہیں ہوا۔

سوال (۱۱۷۶) ہندہ زید کی منکوحہ غیر مدخولہ ہے۔ زید بعد عقد رنگروٹ ہو کر چلا گیا جب واپس آیا تو اس کو حاملہ پاکر طلاق دیدی شرعاً یہ حمل ثابت النسب ہے یا زنا کا۔ ہندہ کا نکاح قبل وضع حمل زانی یا غیر زانی سے درست ہے یا نہیں۔ ایسی عورت کیواسطے عدت طلاق ہے یا نہیں۔

نکاح کے بعد بچہ زنا سے ہوا وہ بھی شرعاً ثابت النسب کہا جائیگا

الجواب:- شرعاً حمل مذکور ثابت النسب ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ

[1] رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲ ۱۲ ظفیر۔

والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر۱؎ وهكذا في كتب الفقه اور چونکہ وہ حمل ثابت النسب ہے اور مطلقہ مذکورہ عدت میں ہے اور عدت اس کی وضع حمل پر پوری ہوتی ہے، لہٰذا نکاح اس کا قبل وضع حمل زانی وغیر زانی سے درست نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ۲؎۔ فقط

نکاح باطل سے جو اولاد ہو اس کو ثابت النسب کہا جائے گا

سوال (۱۱۰۷) زید وہندہ دونوں رشتہ میں پھوپی زاد بھائی بہن ہیں، اور دونوں نے ایک ماں کا دودھ پیا ہے۔ زید کا نکاح ہندہ کی دختر زبیدہ سے ہو گیا اور پانچ بچے ہونے کے بعد یاد آیا کہ زید وہندہ نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے، اس نکاح کا کیا حکم ہے اور یہ بچہ حلالی ہیں یا حرامی اور نکاح لڑکیوں کا ثابت النسب لڑکوں سے جائز ہے یا نہ

الجواب:- جب کہ زید وہندہ نے ایک عورت کا دودھ پیا بحالت شیرخوارگی تو زید وہندہ رضاعی بھائی بہن ہو گئی اور ہندہ کی دختر زید کی بھانجی رضاعی ہوئی۔ لہٰذا نکاح زید کا ہندہ کی دختر سے ناجائز اور باطل ہے۔ اور ثبوت النسب میں اختلاف روایات ہے، احوط یہ ہے کہ نسب اولاد کا ثابت کہا جاوے اور اولاد کو ولد الحرام نہ کہا جاوے، اور نکاح ان لڑکیوں کا صحیح النسب لڑکوں سے درست۳؎ ہے۔

۱؎ ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص۱۳۶، ۱۲ ظفیر ۲؎ سورۃ البقرۃ رکوع ۳۰ - ۱۲ ظفیر ۳؎ والنسب یحتاط لاثباته مهما امکن (رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص۸۶۶/۲) ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدۃ وثبوت النسب الخ (رد المحتار باب العدۃ ص۸۳۵/۲) ظفیر۔

زمانہ عدت میں نکاح سے جو اولاد ہو اس کا نسب

سوال (۱۱۰۸) اگر زید نے مطلقہ سے عدت میں نکاح کیا اور فوراً ہی حمل قرار پا گیا تو یہ نکاح جائز اور اولاد حلال ہو گی یا نہیں۔

الجواب:- وہ نکاح ناجائز اور باطل ہے اور نسب اولاد کا ثابت ہے۱؎

شوہر کے مرنے کے بعد دو برس کے اندر بچہ ہو تو وہ ثابت النسب کہا جائے گا

سوال (۱۱۰۹) عمر کے فوت ہونے سے بائیس ماہ کے بعد عمر کی زوجہ ہندہ بیوہ کے لڑکا پیدا ہوا، شرعاً یہ لڑکا عمر کا متصور ہوگا یا کیا حکم ہے۔

الجواب:- عورت متوفی عنہا زوجہا کے اگر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہو تو وہ شوہر متوفی سے ثابت النسب ہے ولد الحرام کہنا اس کو درست نہیں ہے، اور صورت مسئولہ میں چونکہ بائیس ماہ میں بچہ پیدا ہوا جو کہ دو برس سے کم مدت ہے تو بالیقین نسب اس بچہ کا شوہر متوفی سے ثابت ہے قال فی الدر المختار ويثبت نسب ولد معتدة الموت لاقل منهما من وقته اى الموت۲؎ الخ ترجمہ اور ثابت ہوتا ہے نسب ولد معتدہ موت کا وقت موت سے دو برس سے کم میں

شوہر ثانی سے چھ ماہ سے کم میں بچہ ہو یا شوہر اول کی وفات کے دو سال سے زیادہ میں تو ثابت النسب ہوگا

سوال (۱۱۱۰) ایک شخص نے عورت حاملہ سے نکاح کیا چار پانچ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا اس کے بعد شوہر نے اس عورت کو طلاق دیدی۔ اور بوقت ولادت پہلے شوہر کے انتقال کو دو سال یا کچھ کم مدت ہوتی ہے، لہٰذا

۱؎ ومثله في البحر هناك بالتزوج بلا شهود وتزوج الاختين معا والاخت في عدة الاخت ونكاح المعتدة الخ اى ان الدخول في النكاح الفاسد موجب للعدة وثبوت النسب (رد المحتار باب العدة ص۸۳۵/۲) ظفير

۲؎ الدر المختار على هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۶۰/۲ ۱۲ ظفير

وہ بچہ پہلے شوہر کا ہوگا یا ثانی کا۔ اور نفقہ اس کا کس کے ذمہ ہوگا، اور وارث کس کا ہوگا۔

الجواب:- حاملہ متوفی عنہا زوجہا سے نکاح صحیح نہیں ہے اور جو بچہ نکاح ثانی سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو وہ شوہر ثانی کا نہیں ہے، اور شوہر اول سے ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وفات شوہر اول سے دو برس سے کم میں وہ بچہ پیدا ہوا ہو۔ اگر پورے دو برس میں یا اس کے بعد پیدا ہوا تو وہ بچہ شوہر اول کا نہیں ہے، اس کی طرف نسبت نہ ہوگا اور نہ شوہر ثانی کا ہے بلکہ ولد الزنا ہے اور ان دونوں میں سے کسی کے ذمہ بھی اس کا نفقہ نہیں ہے۔ اور اگر شوہر اول کی وفات سے دو برس سے کم میں وہ بچہ پیدا ہوا تو شوہر اول سے نسب اس کا ثابت ہے اور اس کا وارث ہوگا۔[1] فقط

نکاح کے دس ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۱۸۱) زید اپنی بیوی کو اپنے بھائی خالد کے حوالہ کر کے جنگ پر چلا گیا۔ دس ماہ بعد بچہ پیدا ہوا مخالف کہتے ہیں کہ یہ بچہ خالد کا ہے اور خالد و زینب دونوں زانی و زانیہ ہیں۔ اسی وجہ سے خالد کو برادری سے خارج کرنا کیسا ہے اور بچہ زید کا ہے یا خالد کا۔

الجواب:- شرعاً وہ بچہ زید کا ہے اور نسب اس کا زید سے ثابت ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاہر الحجر[2] پس خالد اور زینب کو زانی و مزنیہ کہنے والے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں، ان کو توبہ کرنی چاہئے اور اس اتہام ناجائز کی بناء پر خالد کو برادری سے خارج کرنا جائز

[1] ویثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منہما من وقتہ ای الموت اذا کانت کبیرۃ (درمختار) لاقل منہما ای من سنتین (رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۳۲/۲) ظفیر [2] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۸۶ ۱۲ ظفیر۔

نہیں ہے اور اہل وطن کا اس مولود ثابت النسب کو ولد الحرام کہنا صریح حدیث الولد للفراش[1] کا خلاف ہے لہٰذا وہ عاصی و فاسق ہیں توبہ کریں۔

شوہر سے ملنے کے سات ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ شوہر کا ہے

سوال (۱۱۸۲) ایک عورت بعد شادی کے دو سال تک اپنے خاوند کے پاس رہی، پھر دو سال تک خاوند سے جھگڑا ہونے پر والدین کے گھر رہی پھر جب خاوند کے گھر آئی تو ساڑھے سات ماہ میں بچہ پیدا ہوا، یہ بچہ خاوند کا ہے یا غیر کا۔

الجواب:- شرعاً وہ بچہ خاوند کا ہی سمجھا جاوے گا اور نسب اس کا اسی سے ثابت ہے لقولہ علیہ السلام الولد للفراش[2] الحدیث فقط

بچہ کا نسب باپ سے ہوتا ہے

سوال (۱۱۸۳) زید کا باپ شیخ یا سید ہے تو زید اور اس کی اولاد شیخ یا سید شمار ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- نسب باپ کی طرف سے ہوتا ہے جس کا باپ شیخ یا سید ہے وہ بھی شیخ یا سید ہے اور اس کی اولاد آگے کو بھی۔

طلاق کے بعد دو برس سے کم میں بچہ ہو تو وہ حلالی ہوگا ورنہ حرامی

سوال (۱۱۸۴) بعد طلاق بائن دوران عدت میں بلا عقد ثانی زید و ہندہ میں تعلق زن و شو کا قائم ہو گیا تو اولاد حلالی ہے یا حرامی۔

الجواب:- طلاق کے وقت سے اگر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب شوہر مطلق سے ثابت ہے اور وہ بچہ ولد الحلال ہے اور اگر دو برس یا زیادہ میں پیدا ہوا تو دعویٰ سے نسب ثابت ہوتا ہے ورنہ نہیں، یعنی اگر مطلق

[1] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۸۶ ۱۲ ظفیر

[2] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الولد لصاحب الفراش (الفراش کنایۃ عن الزوج) (بخاری مع حاشیہ ص ۹۹۹/۲) ظفیر

کہے کہ یہ بچہ میرا ہے تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہ ہوگا کما فی الدر المختار کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطاً فی مبتوتۃ جاءت لاقل منھما من وقت الطلاق ای ولو لتمامھا لایثبت النسب الا بدعوۃ لانہ التزمہ (درمختار) ولہ وجہ بان وطأھا بشبھۃ فی العدۃ - ھدایہ وغیرھا (شامی[1])

چچا کے کئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ

سوال (۱۱۸۵)

مسماۃ عائشہ نابالغہ کے باپ کا انتقال ہوگیا تھا، اس کا چچا اور والدہ وغیرہ موجود تھے، عائشہ صغیرہ کے چچا نے اس کا نکاح جزیرہ موریس میں کر دیا تھا، مگر عائشہ کی والدہ وغیرہ اس نکاح سے ناخوش تھی نہ ان کے مشورہ سے یہ نکاح ہوا تھا۔ عائشہ کی ماں نے دو عالموں سے یہ واقعہ بیان کر کے مسئلہ دریافت کیا اور نکاح فسخ کرانا چاہا مولوی صاحبان نے فرمایا کہ نکاح تو ہو چکا، لیکن اگر تم نکاح فسخ کرانا چاہتی ہو تو جب لڑکی بالغ ہو تب کسی عالم سے فسخ کرا لینا، کیونکہ اس وقت قاضی شرعی کوئی نہیں ہے، پس جب لڑکی بالغ ہوئی تو اس لڑکی کی استدعا پر علمائے مذکورین نے نکاح فسخ کیا اور عائشہ کے چچا کو موریس خبر پہنچائی انھوں نے سکوت کیا۔ اس زمانہ میں حافظ محمد سلیمان صاحب افریقہ میں تھے ان کو اس واقعہ کی مطلقاً خبر نہ تھی۔ چار پانچ سال کے بعد جب حافظ صاحب واپس آئے تو علماء مذکورین اور باشندگان راندیر کی یہ رائے ہوئی کہ عائشہ کا نکاح حافظ صاحب سے ہو جائے، کیونکہ اقرباء میں سے ہیں ہر دو مولوی صاحبان مذکور و دیگر علماء کا اس پر اتفاق تھا کہ نکاح اول فسخ ہو چکا ہے لہٰذا وہ سب اس سعی میں تھے کہ نکاح عائشہ کا حافظ صاحب موصوف سے ہو جاوے۔ اور مسماۃ عائشہ بالغہ بھی اس وجہ سے کہ وہ یہ سمجھتی تھی کہ میرا پہلا نکاح فسخ ہو چکا ہے،

[1] دیکھئے رد المحتار وعلی ہامشہ الدر المختار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۵۵/۲ ۱۲ ظفیر۔

حافظ صاحب سے نکاح کرنے پر راضی تھی، الحاصل حافظ صاحب کا نکاح مسماۃ عائشہ سے ہوگیا، اور اس نکاح میں راندیر، سورت اور اطراف کے معزز علماء شریک تھے، حافظ صاحب کے ایک دختر مسماۃ عائشہ سے پیدا ہوئی جو موجود ہے اور مسماۃ عائشہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ پس سوال یہ ہے کہ اس صورت میں نکاح اول مسماۃ عائشہ کا فسخ ہوگیا یا نہیں، اور نکاح ثانی صحیح ہوا یا نہیں، اور اس لڑکی کا نسب حافظ صاحب سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب:- روایات فقہیہ سے یہ ظاہر ہے کہ چچا کے کئے ہوئے نکاح کو نابالغہ بعد بلوغ کے فسخ کرا سکتی ہے، لیکن اس فسخ کے لئے قضاء قاضی شرط ہے، بدون قضاء قاضی وہ نکاح فسخ نہ ہوگا کما فی الشامی فان اختار الفسخ لایثبت الفسخ الا بشرط القضاء فلذا فرع علیہ لقولہ فیتوارثان فیہ ای فی ھذا النکاح قبل ثبوت فسخہ[1] اور کوئی عالم اس بارے میں قائم مقام قاضی ہو کر نکاح کو فسخ نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر فریقین کسی کو حکم مقرر کر دیں تو حکم قائم مقام قاضی ہو سکتا ہے اور حسب قاعدہ نکاح فسخ کر سکتا ہے بہرحال صورت مسئلہ میں نکاح سابق فسخ نہیں ہوا۔ لیکن ایسی غلطی میں اگر لاعلمی سے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا جاوے اور شوہر ثانی سے اولاد ہو تو مفتی بہا روایت کے موافق نسب اولاد کا شوہر ثانی سے ثابت ہوتا ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اس لڑکی کا نسب حافظ محمد سلیمان صاحب شوہر ثانی سے شرعاً ثابت ہے ولد الزنا کہنا اس کو ناجائز اور حرام ہے۔ درمختار میں ہے غاب عن امرأتہ فتزوجت بآخر، وولدت اولاداً ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی علی المذھب الذی رجع الیہ الامام وعلیہ الفتوی کما فی الخانیۃ

[1] رد المحتار باب الولی ص ۴۲۱/۲۶۰ ۱۲ ظفیر

والجوہرة والکافی وغیرہ اھ وفی الشامی قوله غاب عن امرأته شامل لما اذا بلغها موته او طلاقه فاعتدت وتزوجت ثم بان خلافه ولما اذا ادعت ذلك ثم بان خلافه شامی جلد ثانی ص۶۳۱ فصل فی ثبوت النسب۔ وایضاً فی الدر المختار فی بیان حکم النکاح الفاسد لکن الصواب ثبوت العدة والنسب وفی الشامی فهذا صریح فی ثبوت النسب فیه[۲] اھ وفی الدر المختار والموطوءة بشبهة ومنه تزوج امرأة الغیر عالماً بحالها[۳] اھ

ان عبارات سے واضح ہے کہ صورت مذکورہ فی السوال میں نسب لڑکی کا شوہر ثانی حافظ محمد سلیمان سے ثابت ہے۔

دو برس کے اندر جو بچہ پیدا ہو وہ باپ کا ہوتا ہے

سوال (۱۱۸۶) زید اپنی بیوی کو اس کے والدین کے سپرد کر کے سفر کو چلا گیا۔ پندرہ ماہ بعد واپس آیا تو اس کی بیوی کے لڑکا پیدا ہوا۔ اب زید کہتا ہے کہ یہ لڑکا میرا نہیں، اس کی بیوی کہتی ہے کہ لڑکا تیرا ہے اب وہ لڑکا زید کا سمجھا جائے یا ولد الزنا۔

الجواب:- وہ لڑکا زید کا ہے ولد الزنا نہیں ہے۔ زید سے ہی اس کا نسب ثابت ہے شرعاً دو برس تک بچہ شکم میں رہ سکتا ہے کذا فی کتب الفقه[۴]

[۱] دیکھئے رد المحتار علی هامش الدر المختار فصل فی ثبوت النسب ص۸۶۸ ج۲ ظفیر [۲] دیکھئے رد المحتار علی هامش الدر المختار باب العدة مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ص۸۳۶ ج۲ ظفیر [۳] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص۸۳۶ ج۲ ظفیر [۴] اکثر مدة الحمل سنتان الخ فیثبت نسبه ولد معتدة الرجعی الخ وان ولدت لاکثر من سنتین الخ کما یثبت بلا دعوة احتیاطاً فی مبتوتة جاءت به لاقل منهما الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۵۵ ج۲) ظفیر

جو بچہ نکاح کے چار ماہ بعد پیدا ہو وہ صحیح النسب نہیں

سوال (۱۱۸۷) ایک لڑکی کے والدین نے اس کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا، نکاح سے چار مہینہ کے اندر اس دختر کے لڑکا سالم ومکمل مع کل عضو کے مثل بچہ نو ماہ کے پیدا ہوا، اور زندہ ہے ایسے بچہ کا نسب ثابت ہوگا یا نہیں اور دین مہر جب کہ وہ ایام حمل حرام میں ہوا اس لڑکے یعنی شوہر کے ذمہ واجب ہوگا یا نہیں، اور ایام حمل میں جو نکاح ہوا یہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں نکاح اس کا ہو گیا اور اگر شوہر نے وطی اس سے کی ہے تو مہر تام بذمہ شوہر لازم ہو گیا قال فی الدر المختار وصح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ الخ وان حرم وطؤها حتی تضع الی ان قال) لو نکحها الزانی حل له وطؤها اتفاقاً[۱] الخ لیکن اگر بچہ چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا ہے وقت نکاح سے تو نسب اس کا شوہر سے ثابت نہیں ہے هکذا فی کتب الفقه قال فی الدر المختار اکثر مدة الحمل سنتان و اقلها ستة اشهر اجماعاً در مختار[۲] وفی باب المهر منه ویتاکد عند وطی او خلوة صحت من الزوج[۳] الخ۔ فقط۔

شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہو اس کا نسب ثابت نہ ہوگا

سوال (۱۱۸۸) ایک عورت کو اس کے خاوند کے انتقال کے وقت چار مہینہ کا حمل تھا، شوہر کے انتقال کے چار سال تین ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا۔ کیا وہ لڑکا

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص۴۰۴ ج۲ ظفیر [۲] الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص۸۵۵ ج۲ والا بان ولدته لاقل من ستة اشهر لا یثبت النسب وهذا قول محمد وبه یفتی (باب المهر ص۳۶۸) ظفیر [۳] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص۳۴۳ ج۲ ظفیر

ثابت النسب اور اپنے باپ کا وارث ہوگا یا نہ۔

الجواب:۔ اکثر مدت حمل عند الحنفیہ دو برس ہے، پس شوہر کے مرنے کے بعد اگر دو برس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہو تو نسب اس کا شوہر سے ثابت نہ ہوگا اور اس کا وارث نہ ہوگا کما فی الدر المختار وان ولدت لأكثر منهما من وقته (أي الموت شامی) لا يثبت بلا دعوة۔ ولو لهما فكالأكثر[1]۔ فقط

سوال (۱۱۸۹) بہشتی زیور حصہ چہارم میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند مر جاوے اور دو سال بعد اس کے بچہ پیدا ہو تو وہ خاوند مرحوم کا مانا جائے گا، دوسرے یہ کہ چار ماہ دس دن عدت کے چلے آتے ہیں اور نکاح ہو گیا۔ ایک سال نو ماہ بعد بچہ پیدا ہوا تو بچہ پہلے خاوند کا مانا جائے گا یا دوسرے کا۔

شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب نہیں

الجواب:۔ در مختار میں ہے ويثبت نسب ولد معتدة الموت لأقل منهما من وقته أي الموت الخ ولو أقرت بمضيها بعد أربعة أشهر وعشر فولدت لستة أشهر لم يثبت[2] الخ اس مجموعہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا شوہر مر جاوے تو اگر دو برس سے پہلے اس کے بچہ پیدا ہوا، اور اس عورت نے چار مہینہ دس دن کے بعد عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا ہو تو اس کے بچہ کا نسب شوہر متوفی سے ثابت ہے اور اگر اس عورت نے دس دن چار ماہ کے بعد عدت گذرنے کا اقرار کیا اور دوسرا نکاح کر لیا اور پھر چھ ماہ یا اس سے زائد میں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب شوہر ثانی سے ثابت ہوگا۔

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر

سوال (۱۱۹۰) مسماۃ ہندہ بیوہ نے بیوہ ہونے کے چار سال بعد بکر سے نکاح کیا اور نکاح کے سات ماہ بعد مسماۃ ہندہ کے لڑکا تولد ہوا، اس صورت میں نکاح صحیح ہوا یا نہ اور وہ بچہ کس کا ہے۔

سات ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہے

الجواب:۔ نکاح ہندہ کا بکر سے صحیح ہو گیا اور وہ بچہ بھی شرعاً بکر کا ہے نسب اس بچہ کا بکر سے ثابت[1] ہے۔

سوال (۱۱۹۱) (۱) مدعا علیہ کو جو مدعی کا دادا ہے، مدعی کے ثبوت نسب سے اس کو انکار ہے، یعنی یہ کہتا ہے کہ میرے بیٹے نے نکاح اس کی ماں سے نہیں کیا بلکہ کہیں باہر سے اس کو لے آیا تھا اور لانے کے چھ مہینہ بعد اس سے یہ اولاد ہوئی تھی۔ مجھے علم نہیں کہ خفیہ اگر اس نے نکاح کر لیا ہو۔ گواہ کوئی نہیں ہے کیونکہ بہت دنوں کا واقعہ ہے ہاں مدعی کی ماں کو اقرار ہے کہ بیٹا میرا ہے اور اس کے باپ سے میرا نکاح ہوا تھا، اس صورت میں نسب اس کا اپنے باپ سے ثابت ہوگا یا نہ۔

جب عورت شادی کا دعوی کرتی ہے اور اولاد کا بھی تو وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۱۹۱/۲) مذکورہ بالا صورت میں مہر کے متعلق عورت کا قول مانا جائے گا یا نہیں۔

مہر کا حکم

سوال (۱۱۹۱/۳) نکاح یا طلاق کے اگر شرعی گواہ نہ ہوں تو غیر شرعی گواہوں کی شہادت مانی جائے گی یا نہیں۔

غیر شرعی گواہوں کی گواہی

الجواب:۔ (۱) نکاح صحیح مانا جائے گا اور نسب ثابت ہوگا، دادا

[1] وإذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لأقل من ستة أشهر منذ يوم تزوجها لم يثبت نسبه وإن جاءت به لستة أشهر فصاعدا يثبت نسبه منه اعترف به الزوج أو سكت لأن الفراش قائم والمدة تامة (هداية باب ثبوت النسب ص ۴۱۱ ج ۲) ظفیر۔

کا قول اور دعوی معتبر نہ ہوگا[۱]۔

۲:- مہر کے بارے میں اگر مدعی گواہ معتبر پیش کرے تو وہ مقدار معتبر ہوگی، ورنہ جس کے قول کی شہادت مہر مثل سے ثابت ہو وہ معتبر ہوگا۔

۳:- غیر عادل گواہوں کی گواہی سے نکاح وطلاق ثابت نہ ہوں گی مگر جو صورت سوال ۲ کی ہے اس میں دعوی عورت کا متعلق نکاح وثبوت نسب کے بلا شہادت معتبر ہے اور دادا کا قول گواہی کے ساتھ بھی درباره نفی نسب ونفی نکاح مسموع نہیں قال فی رد المحتار لا تسمع بینتہ ولا بینة دی تتر علی تاریخ نکاحہما بما یطابق قولہ لانہا شہادة علی النفی معنی فلا تقبل والنسب یحتال لاثباتہ مہما امکن والامکان ہہنا یسبق التزوج بما ساہ[۲] بمعنی یسیر الخ ص ۶۲۷ جلد ثانی شامی باب ثبوت النسب۔

دو گواہ کی موجودگی میں نکاح ہوا ہے تو اولاد صحیح النسب ہوگی	**سوال (۱۱۹۲)** مسماة زبیدہ سے جس پر یکایک عالم عزبت آگیا تھا، بکر نے کہا کہ مجھ سے

شادی کرلے مگر خفیہ اس پیام کی اطلاع صرف زبیدہ کی ایک بہن کو ہوئی، مسماة زبیدہ تیار ہوگئی، یہ دونوں بہنیں ایک دوسرے مکان میں کسی بہانہ سے لے جائی

[۱] ولو دلدت فاختلفا فی المدة فقالت المرأة نکحتنی منذ نصف حول وادعی الاقل فالقول لہا بلا یمین وقالا تحلف وبہ یفتی کما سیجئی فی الدعوی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص $\frac{۸۶۳}{۲۰}$) قال لغلام ہو ابنی ومات المقر فقالت امہ المعروفة بحریة الاصل دالاسلام انا امرأتہ وہو ابنہ یرثانہ استحسانا (ایضا ص $\frac{۸۶۵}{۲۰}$) ظفیر

[۲] رد المحتار باب ثبوت النسب ص $\frac{۸۶۳}{۲۰}$ و ص $\frac{۸۶۴}{۲۰}$ ۱۲ ظفیر۔

گئیں اور وہاں ان پر یہ ظاہر کیا گیا کہ قاضی اور وکیل موجود ہیں، ایجاب وقبول معرفت وکلا، ہوا۔ یہ دونوں بہنیں نہ قاضی کو جانتی ہیں نہ وکلا کو۔ بکر مسماة زبیدہ سے مسماة ہی کے مکان پر خفیہ طریقہ سے کبھی کبھی ملتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زبیدہ حاملہ ہوگئی اور لڑکا تولد ہوا، اب سوال یہ ہے کہ یہ نکاح جائز سمجھا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اور کیا یہ لڑکا حلال کا سمجھا جائے گا اور شرعاً زبیدہ کا اور لڑکے کا کچھ حق ہے یا نہ اگر بکر انکار کردے تو کیا حکم ہے۔

الجواب:- اگر عورت مذکورہ نے نکاح پڑھنے والے کو اجازت نکاح پڑھنے کی بذریعہ وکیل وغیرہ کے دیدی، اور ایجاب وقبول کے سننے والے دو مرد مسلمان موجود تھے تو نکاح منعقد ہوگیا[۱]، اور لڑکا بکر کا ہے اور نسب اس کا بکر سے ثابت ہے اور وہ لڑکا وارث بکر کا ہوگا، بکر کا انکار شرعاً معتبر نہ ہوگا، جب کہ دو گواہ نکاح کے موجود ہیں[۲]۔

محارم سے نکاح باطل ہے اس کی اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا	**سوال (۱۱۹۳)** ہندہ کو ایک جاہل پیر نے فتویٰ دیا۔ ہندہ جاہل لاعلم تھا۔ زوجہ مدخولہ

کو طلاق دے کر اس کی دختر سے جو دوسرے شوہر سے تھی نکاح کیا صحبت کی اس کو حمل ہو گیا۔ جب قاضی علاقہ کو خبر ملی تو درمیان دختر وفدوی تفریق کرائی اور ہندہ نے توبہ کی۔ اب قاضی ترجیح عدم ثبوت نسب کو دیتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے۔

[۱] وینعقد بایجاب من احدہما وقبول من الآخر الخ کزوجت نفسی او بنتی او موکلتی منک ویقول الآخر تزوجت الخ وشرط حضور شاہدین حرین مکلفین سامعین الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب النکاح ص $\frac{۳۶۱}{۲۰}$) ظفیر۔

[۲] ویثبت النسب احتیاطا بلا دعوة وتعتبر مدتہ من الوطء الخ وقالا ابتداء المدة من وقت العقد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص $\frac{۴۸۲}{۲۰}$) ظفیر

الجواب :- چونکہ نکاح محارم سے نکاح باطل ہے اسلئے مقتضاء اس کا یہی ہے کہ نسب اس کا ثابت نہ ہو کما صرح بہ فی الشامی و لہذا لا یثبت النسب فی نکاح المحارم[1] الخ۔ فقط

ڈیڑھ سال کے بعد جو بچہ ہوا اس کا نسب باپ سے ہوگا

سوال (۱۱۹۴) ایک عورت اپنے خاوند سے حاملہ تھی خاوند فوت ہوگیا، ڈیڑھ سال کے بعد لڑکی پیدا ہوئی، یہ لڑکی کس کی طرف منسوب ہوگی۔

الجواب :- شوہر کے انتقال کے بعد ڈیڑھ برس میں جو لڑکی پیدا ہوئی وہ شوہر کی طرف منسوب ہے اور نسب اس کا شوہر متوفیٰ سے ثابت ہے کیونکہ اکثر مدت حمل کے دو برس ہیں[2]۔

دو برس کے بعد شوہر بیوی کے پاس آیا اور بچہ پانچ ماہ بعد ہوا، اس کا نسب کس سے ہوگا

سوال (۱۱۹۵) زید سفر سے دو برس کے بعد ۱۷ر جمادی الاولی ۱۳۴۰ھ کو اپنے مکان پہنچا اور ۲۵ر شوال ۱۳۴۰ھ کو تقریباً پانچ ماہ نو یوم میں اس کی زوجہ کے صحیح سالم زندہ بچہ پیدا ہوا، اس صورت میں بچہ صحیح النسب ہے یا نہیں۔ اور مدت حمل کی کم از کم کس قدر ہے۔

الجواب :- بچہ صحیح النسب ہے اور زید کا ہے اسی کی طرف منسوب ہوگا اور مدت حمل کم از کم چھ ماہ ہے، یعنی وقت نکاح سے اگر چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا تو وہ شوہر کا ہے اور سفر اور حضر کا فرق اس بارے میں شریعت نے کچھ نہیں کیا۔ پس اگر زید کے سفر میں ہوتے ہوئے بھی اس کی زوجہ کے بچہ پیدا ہوگا تو وہ

[1] رد المحتار باب المهر ص ۴۴۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔
[2] واکثر مدة الحمل سنتان لخبر عائشة رضی اللہ عنہا الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۵ ج ۲) ظفیر

زید کا ہی شمار ہوگا اور نسب اس کا زید سے ثابت ہوگا لقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[1]۔ فقط

چھ شادیاں کرنے والے کی اولاد کا نسب

سوال (۱۱۹۶) ایک شخص نے چھ شادیاں کیں ان سب سے اولاد زندہ موجود ہے اس کے مرنے کے بعد اس کا ترکہ و جائیداد جو کہ اس نے چھوڑی سب کی اولاد کو تقسیم ہوگا یا پہلی چار بیبیوں کی اولاد کو اور باقی دو بیبیوں کی اولاد محروم ہوگی۔

الجواب :- نکاح فاسد میں بھی نسب اولاد کا شوہر سے ثابت ہوتا ہے، لہٰذا وہ جملہ اولاد ثابت النسب ہوگی۔ کذا فی الشامی[2]۔ فقط

دوسرے کی بیوی کو لے گیا اور اس سے بچہ ہوا، اس کا نسب

سوال (۱۱۹۷) ایک شخص نے اپنے بھانجہ کی بیوی سے رسم پیدا کر کے لے کر بھاگ گیا اور دس برس تک لے کر پھرتا رہا دو تین اولاد بھی ہوگئی اور وہ کہتا ہے کہ میں نے نکاح کر لیا تھا حالانکہ اس کا بھانجہ زندہ ہے اور طلاق بھی نہیں دی تو وہ نکاح جائز ہے یا نہ اور اولاد حرام کی ہوگی یا نہ اور برادری میں اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب :- جب کہ اس کے شوہر نے طلاق نہیں دی تو وہ عورت اسی کے نکاح میں ہے اور جو شخص اس عورت کو لے گیا تھا اور وہ نکاح کرنے کا مدعی ہے اس کا نکاح نہیں ہوا[3]، اور بحکم الولد للفراش جو اولاد ہوئی وہ شوہر

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۰ ۱۲ ظفیر [2] وتقدم فی باب المهر ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدة وثبوت النسب (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر [3] اما نکاح منکوحة الغیر الخ فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر۔

اول یعنی بھانجہ کی شمار ہوگی اور نسب اولاد کا اس بھانجہ سے ثابت ہوگا۔ اور برادری میں ان کا نکاح ہو سکتا ہے۔

ہندو عورت سے اولاد ہوئی اس کا نسب

سوال (۱۱۹۸) زید ایک مشہور شخص تھا اس کا ناجائز تعلق ایک ہندو عورت سے مشہور تھا جس سے اولاد بھی ہوئی لیکن زید نے اپنی حیات میں کوئی تردید نہیں کی۔ پس اگر اب اس کی اولاد مسلمان اور منکوحہ ہونے کے ثبوت میں ایک نکاحنامہ پیش کرے تو معتبر ہوگا یا نہیں۔ اور وہ عورت اور اس کی اولاد ان لوگوں کی کفو میں ہوگی یا نہیں جو ماں باپ دونوں کی طرف سے مسلمان ہیں۔

الجواب:۔ اسلام اور نکاح اس عورت کا اور اس کی اولاد کا صحیح النسب ہونا مسلم ہوگا۔ شامی باب ثبوت النسب میں اس کی تصریح ہے اور چونکہ نسب میں اعتبار باپ کا ہے اس لئے اس کی اولاد کفو ہے ان لوگوں کی جو قدیم الاسلام ہیں[1]

اگر کسی کی بیوی کا تعلق ناجائز غیر مرد سے ہو تو اولاد کس کی ہوگی

سوال (۱۱۹۹) ایک شخص نے اپنی بڑی بھاوج سے ناجائز تعلق کر لیا، اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں تو لڑکیاں شوہر کی ہوں گی یا زانی کی یعنی ناجائز تعلق رکھنے والے کی اور نفقہ ان لڑکیوں کا اس ناجائز تعلق والے کے ذمہ ہے یا نہیں۔ حالانکہ مرد اور عورت یعنی زانی و زانیہ دونوں اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ لڑکیاں ناجائز تعلق سے پیدا ہوئی ہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں بحکم الولد للفراش وہ دونوں لڑکیاں عورت کے شوہر کی ہیں اور نسب ان کا اسی سے ثابت ہے۔ جس شخص سے تعلق

[1] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الولد لصاحب الفراش (بخاری باب الولد للفراش ص ۹۹۹ / ج ۲) ظفیر۔

ناجائز تھا اس کے ذمہ نفقہ ان لڑکیوں کا نہیں ہے، اور وہ لڑکیاں اس ناجائز تعلق رکھنے والے کی طرف منسوب نہ ہوں گی۔

آٹھ ماہ بعد جو بچہ پیدا ہو وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۲۰۰) ہندہ کا خاوند فوت ہوا، ڈیڑھ سال بعد زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح اس طور پڑھایا گیا کہ ایک مکان کے اندر دو شخص مسلمان عاقل بالغ بلائے گئے۔ ہندہ اور زید بھی اسی مکان میں موجود تھے، ایک اور پانچواں شخص بھی موجود تھا جس نے روبرو ان دو شخصوں کے ہندہ اور زید کا ایجاب وقبول کرا کر عقد کرا دیا۔ عقد نکاح کے وقت حمل اور عدم حمل سے کچھ تعرض اور اظہار نہیں کیا گیا، یہاں تک کہ نکاح سے آٹھ ماہ بعد لڑکا تولد ہوا۔ آیا نکاح مذکور شرعاً صحیح اور منعقد ہوا یا نہیں اور وہ لڑکا صحیح النسب ہے یا نہیں جو شخص اس لڑکے کو بلا تحقیق حرامی کہے وہ کس سزا کا شرعاً مستحق ہے

الجواب:۔ اس صورت میں نکاح شرعاً منعقد ہو گیا، اور نکاح میں کچھ خرابی اور خلل نہیں آیا اور جو لڑکا نکاح سے آٹھ ماہ بعد تولد ہوا، اس کا نسب زید سے ثابت ہے، جیسا کہ فقہاء تصریح فرماتے ہیں کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے[1]، پس نکاح سے چھ ماہ یا زیادہ میں جو اولاد ہوگی اس کا ناکح سے ثابت ہوگا و فی الحدیث الولد للفراش وللعاهر الحجر[2]۔ پس جو شخص اس بچہ کو ولد الحرام کہے وہ سخت فاسق و عاصی ہے۔

نکاح سے پہلے کا حمل ثابت النسب نہ ہوگا

سوال (۱۲۰۱) زید نے زبیدہ سے زنا کیا اور زبیدہ کو حمل رہ گیا۔ اب چونکہ مسماۃ کو سات ماہ کا حمل زید سے ہے،

[1] واقلها ستة اشهر اجماعاً (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۵ / ج ۲) ظفیر۔

[2] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷ ۱۲ ظفیر۔

لہٰذا زید نے فی الحال زبیدہ سے نکاح کرلیا ہے، تو زید سے اس کا نسب ثابت ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاہر الحجر۔[1] پس جو حمل نکاح سے پہلے کا ہے اس کا نسب زید سے ثابت نہ ہوگا۔

شوہر سے لڑکا پیدا ہوا اور پھر حمل رہا مگر شوہر منکر ہے

سوال (۱۲۰۲) ایک شخص نے کبر سنی میں جوان عورت سے نکاح کیا، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ دو سال کے بعد سل و ذیابیطس میں سخت مبتلا ہوا جب کہ اس کی عورت سات ماہ کی حاملہ تھی۔ کہا کہ یہ حمل مجھ سے نہیں ہے اور اس کا دو سالہ بچہ بھی مجھ سے نہیں ہے زنا سے ہے۔ اور طلاق دے کر دونوں جدا رہے۔ بعد وضع حمل مسلول مذکور کا انتقال ہوگیا۔ لہٰذا اس عورت اور دونوں بچے اس کے ترکہ کے مستحق ہیں یا نہیں۔

الجواب:- اگر طلاق کے وقت سے دو سال سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب اس بچہ کا اسی شوہر مطلق سے شرعاً ثابت ہوگا کما فی الدر المختار کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطاً فی مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منہما ای من سنتین من وقت الطلاق[2] الخ پس صورت مذکورہ میں دونوں بچہ وارث متوفی کے ترکہ کے ہوں گے اور نسب ان کا اسی متوفی سے ثابت ہوگا، اور عورت مذکورہ وارث اس متوفی کی نہ ہوگی۔ کیونکہ وضع حمل سے عدت اس عورت مطلقہ کی ختم ہوگئی اور بعد عدت کے اس شخص کا انتقال ہوا تو چونکہ بوقت موت شخص مذکور سے کوئی علاقہ نکاح کا باقی نہ رہا تھا لہٰذا وہ عورت وارث اس شخص کی نہ ہوگی۔ اور امرأۃ الفار بالطلاق کی زوجہ مطلقہ اسی وقت وارث ہوتی ہے کہ اس کی عدت کے

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۵/۲ ۱۲ ظفیر

ختم ہونے سے پہلے اس شخص کا انتقال ہو جاوے۔ کذا فی الدر المختار۔

ہمبستری کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب کہا جائے گا

سوال (۱۲۰۳) زید کی زوجہ کے ہمبستری سے آٹھ ماہ بائیس روز بعد دختر پیدا ہوئی، اس عورت کے کل چار لڑکیاں ہیں، سب سے بڑی نو ماہ دس یوم میں، اس سے چھوٹی نو ماہ بارہ یوم میں، اس سے چھوٹی نو ماہ دو یوم میں پیدا ہوئے، ان لڑکیوں کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہ، سب سے پہلی لڑکی کا کیا حکم ہے جب کہ قرائن مشتبہ سے یقین ہوتا ہے کہ یہ اپنے باپ کے نطفہ سے نہیں ہے

الجواب:- ان سب لڑکیوں کا نسب زید سے ثابت ہے۔ اور سب لڑکیاں شرعاً زید کی ہیں اور شبہ و شک کرنا اس میں درست نہیں ہے چھ ماہ میں نکاح کے بعد جو لڑکی لڑکا پیدا ہو وہ صحیح النسب ہوتا ہے[1] اور شوہر کا ہی سمجھا جاتا ہے اور نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا، نواں مہینہ جب شروع ہوجاتا ہے تو عام طور سے وہ ولادت کا وقت ہے، کسی کو نو ماہ سے کچھ زائد میں بچہ پیدا ہوتا ہے ورنہ اکثر نواں مہینہ شروع ہونے کے بعد ولادت ہو جاتی ہے اس میں وہم اور شک نہ کرنا چاہئے۔

نکاح سے پہلے جو بچہ زنا سے پیدا ہوا اس کا نسب بعد نکاح زانی سے نہیں ہوگا

سوال (۱۲۰۴) زید نے اپنی داشتہ عورت سے قبل از نکاح زنا کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہونے کے بعد اس سے نکاح کرلیا۔ اب اس لڑکے کا نسب زید سے ثابت ہوگا یا نہیں، اور زید کے ترکہ کا وارث ہوگا یا نہ، اب نکاح کے بعد اس داشتہ عورت کا نان ونفقہ کا ذمہ دار زید ہوگا یا نہیں۔

[1] واقلها ستۃ اشہر اجماعاً (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۵/۲) ظفیر۔

الجواب :- جو لڑکا بے نکاحی عورت سے قبل از نکاح پیدا ہوا اس کا نسب اس شخص سے ثابت نہیں ہے اور وہ اس کا وارث نہیں ہے لیکن اگر اس کو کچھ ہبہ کرنا چاہے تو کرسکتا ہے یا اگر وصیت اس کے لئے کرے تو ایک ثلث تک صحیح ہوسکتی ہے اور جب کہ اس داشتہ عورت سے نکاح ہوگیا تو وہ مثل دیگر زوجات کے مستحق نفقہ وغیرہ و مستحق وراثت ہوگئی۔

> شوہر عرصہ دراز سے پردیس ہو تو بیوی کے بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا

سوال (۱۲۰۵) زید اپنے گھر سے پردیس چلاگیا، عرصہ دراز کے بعد اس کی بیوی سے بچہ پیدا ہوا وہ بچہ حرامی سمجھا جاوے گا یا حلالی۔

۲ :- زید کا نکاح ہوگیا رخصتی نہ ہوئی اس کو حلالی کہیں گے یا حرامی، یہ دونوں مسئلہ بہشتی زیور کے ہیں ان کی دلیل کیا ہے۔

الجواب :- بہشتی زیور کے ہر دو مسئلوں کی دلیل یہ حدیث ہے الولد للفراش وللعاھر الحجر اور شوہر سے نسب ثابت ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بعد نکاح کے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا نہ ہو، بلکہ اگر چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوگا تو اس کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا، کیونکہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے البتہ نکاح سے پورے چھ ماہ میں یا اس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہو تو اس کا نسب شوہر سے ثابت[1] ہوگا، اور دلیل اس کی حدیث مذکور ہے اور فقہاء حنفیہ نے

[1] ان الفراش على اربع مراتب وقد اكتفوا بقيام الفراش بلا دخول كتزوج المغربي بمشرقية بينهما سنة فولدت لستة اشهر من تزوجها لتصور كرامة او استخدام (درمختار) ضعيف وهو فراش الامة لا تثبت ومتوسط وهو فراش ام الولد لانه قوى وهو فراش المنكوحة ومعتدة الرجعي فانه فيه لا ينتفى الا باللعان واقوى كفراش معتدة البائن (رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۷/۲) ظفیر۔

اس کی تصریح سنتان سے کی ہے، تمام کتب فقہ درمختار و ہدایہ و شامی وغیرہ میں یہ مسئلہ مذکور ہے، بدعتی اگر اعتراض کریں گے تو وہ تمام فقہاء حنفیہ پر اعتراض ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

> طلاق کے ڈھائی سال کے بعد پیدا ہونے والے کا نسب طلاق دینے والے سے ثابت نہ ہوگا

سوال (۱۲۰۶) میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا، ایک سال بعد اس کو طلاق دیدی۔ دونیم سال گذر گئے مسماۃ کو فہمائش کی کہ تم مظہر کو اس حمل کی تہمت لگادو۔ چنانچہ مظہر نے عدالت کے خوف سے ذمہ لے لیا بنظہر رہا ہوگیا۔ مگر قسم خداوند تعالیٰ مظہر نے یہ زنا نہیں کیا نہ مظہر کو اس کا علم ہے۔ اس صورت میں حکم شریعت مطہرہ کیا ہے۔

الجواب :- اگر سائل نے واقعی زنا نہیں کیا تو وہ عند اللہ بری ہے اور جب کہ طلاق کو دونیم سال گذر گئے تھے اس کے بعد حمل ظاہر ہوا تو وہ شوہر مطلق کا شرعاً نہیں ہے بلکہ وہ حمل زنا سے[1] ہے البتہ اگر مظہر نے اس کو تین طلاق نہ دی تھی تو اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔

> بچی شوہر کی ہوگی زانی سے نسب ثابت نہ ہوگا

سوال (۱۲۰۷) زید نے ایک عورت سے نکاح کرلیا، اسی دوران میں بکر کا اسی عورت سے ناجائز تعلق ہوگیا عورت کے لڑکی پیدا ہوئی، بعد ازاں زید نے عورت کو طلاق دیدی، لڑکی کی شکل و شباہت بالکل زید سے ملتی جلتی ہے۔ بکر قریشی ہے اور زید اور عورت ارائین ہیں، تو لڑکی کس قوم کی کہلاوے گی اور ولد الحرام ہوگی یا نہیں۔

[1] كما يثبت بلا دعوة احتياطا في مبتوتة جاءت به لاقل منهما من وقت الطلاق لجواز وجوده وقته الا ولو لتمامهما لا يثبت النسب (الدر المختار على هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۵/۲) ظفیر۔

الجواب:- زید جس قوم کا ہے وہ لڑکی بھی اسی قوم کی کہلاوے گی کیونکہ اس وقت تک عورت مذکورہ زید کے نکاح میں تھی[1]، لہٰذا بحکم حدیث شریف الولد للفراش وللعاهر الحجر وہ لڑکی منسوب زید کی طرف ہوگی بکر کی طرف منسوب نہ ہوگی اور نسب اس کا زید سے ثابت ہے وہ ولد الحرام نہ کہلاوے گی۔ بہرحال خاندان قریش کا لڑکا اگر اس لڑکی سے نکاح پر راضی ہے اور وہ لڑکی بھی خوش ہے تو نکاح ان کا باہم صحیح ہے۔

جس عورت نے بلاطلاق دوسری شادی کرلی وہ پہلے شوہر کو ملے گی اور دوسرے شوہر کی اولاد شوہر ثانی کو

سوال (۱۲۰۸) زید اپنی منکوحہ زینب اور دختر فاطمہ شیر خوارہ کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔ زینب چونکہ بدچلن تھی، اس نے ایک شخص کے ہمراہ نکاح کرلیا ہے کہ مجھے خاوند نے چھوڑ دیا ہے، زوج ثانی سے اولاد بھی ہوئی، اب تیرہ سال کے بعد زوج اول واپس آیا ہے تو زوجہ اس کو ملے گی یا نہیں اور جو اولاد زوج ثانی سے ہوئی وہ کس کو ملے گی اور فاطمہ جو زید سے ہے اور اب تیرہ سال کی ہے اس کا نفقہ دے کر سالہائے گذشتہ کا زید اس کو لے سکتا ہے یا نہیں اور نکاح ثانی جو زینب نے کیا تھا وہ صحیح یا فاسد ہے یا کیا؟

الجواب:- وہ اولاد جو زوج ثانی سے ہوئی تھی زوج ثانی کی ہے اور زوجہ شوہر اول کی ہے[2] اسی کو ملے گی اور زید اپنی دختر فاطمہ کو بعد بالغہ ہونے کے

[1] اذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لاقل من ستة اشهر منذ يوم تزوجها لم يثبت نسبه لانه جاءت به لستة اشهر فصاعدا يثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سكت لان الفراش قائم والمدة تامة (هدايه باب ثبوت النسب ص ۴۱۱ / ۲) ظفير

[2] غاب عن امرأته فتزوجت بآخر وولدت اولادا ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثاني (الدر المختار على هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۸ / ۲) ظفير۔

لے سکتا ہے اور بالغہ ہونے تک اپنی والدہ کے پاس کے رہے گی بشرطیکہ اس کی والدہ زید کے گھر آجاوے ورنہ زید فی الحال اپنی دختر فاطمہ کو لے سکتا ہے اور گذشتہ زمانہ کا نفقہ اس کے ذمہ واجب نہیں ہے، بخلاف نفقة القريب فانها لا تصير دينا ولو بعد القضاء والرضاء الخ شامی[1] ص ۹۵۶ / ۲۔

شادی کے چھ ماہ بعد جو حمل ظاہر ہو وہ شوہر کی طرف منسوب ہوگا

سوال (۱۲۰۹) ایک عورت مسلمان کی کسی کافر سے بدتعلقی کر کے توبہ کر کے مسلمان ہو کر کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کیا، بعد چھ مہینہ کے اس کے شوہر کو حمل کا علم ہونے کے بعد وہ انکار کرتا ہے کہ یہ حمل میری طرف سے نہیں ہے بلکہ اسی کافر کی طرف سے ہے، اس بنا پر وہ اس عورت کو چھوڑنا چاہتا ہے آیا حمل کا انکار صحیح ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں شوہر کا انکار کرنا حمل سے صحیح نہیں ہے، وہ حمل اسی شوہر مسلمان کا سمجھا جاوے گا۔ کیونکہ ادنیٰ مدت حمل کی شریعت میں چھ ماہ ہے درمختار[2]۔ فقط

غیر مطلقہ سے شادی کے بعد جو اولاد ہوئی وہ جائز وارث نہیں ہوگی

سوال (۱۲۱۰) زید نے ناجائز طریق پر عمر کی منکوحہ اپنے گھر رکھی اور عرصہ تک عمر سے کہتا رہا کہ تم روپیہ لے کر طلاق دیدو، عمر انکار کرتا رہا، بعد ازاں زید نے یہ دعویٰ کیا کہ عمر نے اپنی منکوحہ کو طلاق دیدی ہے، اور ایک مولوی کے پاس اس امر کے

[1] دیکھئے رد المحتار للشامی باب النفقہ ص ۹۰۶ / ۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] اذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لاقل من ستة اشهر منذ يوم تزوجها لم يثبت نسبه لانه جاءت به لستة اشهر فصاعدا يثبت نسبه منه اعترف الزوج او سكت لان الفراش قائم والمدة تامة (هدايه باب ثبوت النسب ص ۴۱۱ / ۲) ظفير

گواہ پیش کر دیئے کہ ہمارے روبرو اپنی زوجہ کے حق میں حسب ذیل الفاظ کہے ہیں۔ (۱) وہ میری عورت نہیں، وہ میرے کام کی نہیں، میں اس کو آباد کرنا نہیں چاہتا، اس سے میرا کوئی تعلق باقی نہیں ہے، جہاں چاہے چلی جائے میری طرف سے اس کو اختیار ہے۔ مولوی مذکور نے حکم وقوع طلاق کا دیا اور عورت کا نکاح زید سے کر دیا۔ اور اس نکاح سے اولاد ہوئی اور زید مر گیا، مولوی مذکور کا شہادت مذکور پر طلاق کا حکم دینا قضاء ہے یا افتاء۔ یہ الفاظ طلاق کنائی ہیں یا نہ، اور بصورت اول نیت کا ہونا ایقاع طلاق کے لئے شرط ہے یا نہیں۔ برتقدیر اول بدون غیر حاضری عمر نیت کا پتہ کیسے ہوگا، اگر زید کا نکاح ثابت نہ ہو تو یہ عورت اور اس کی اولاد زید کے مال کی وارث ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر عمر کا اپنی زوجہ کی نسبت الفاظ مذکورہ کا کہنا ثابت بھی ہو جاوے تو ان الفاظ سے بدون نیت طلاق کے طلاق واقع نہیں ہوئی، اور نیت کا حال شوہر ہی سے معلوم ہو سکتا ہے[1]، لہذا مولوی صاحب نے جو حکم وقوع طلاق کا مطلقاً کیا ہے یہ فتویٰ صحیح نہیں ہے۔ اور جب کہ طلاق واقع نہیں ہوئی تو عمر کی زوجہ کا نکاح ثانی زید کے ساتھ صحیح نہیں ہوا[2]۔

(۲) یہ الفاظ کنایہ طلاق کے الفاظ ہیں اور وقوع طلاق کے لئے نیت طلاق سے کہنا شرط ہے اور نیت کا حال شوہر ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔

(۳) جب کہ نکاح صحیح نہیں ہوا تو عورت مذکورہ زید کی زوجہ نہیں ہوئی اور

[1] فالکنایات لا تطلق بھا الا بنیۃ او دلالۃ الحال، فنحو اخرجی واذھبی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکنایات ص ۶۳۵ ج ۲) ظفیر

[2] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب المحرمات ص ۴۸۲ ج ۲) ظفیر۔

اس سے جو اولاد ہوئی وہ بھی ثابت النسب نہیں ہے لہذا عورت مذکورہ اور اس کے بطن سے جو اولاد زید کے نطفہ سے پیدا ہوئی وہ بھی وارث زید کے ترکہ اور جائداد کی نہ ہوگی۔ فقط

ایک شوہر کو چھوڑ کر دوسرے مرد کے پاس رہنے لگی، اب شوہر کے پاس آنے کے لئے کیا کرے

سوال (۱۲۱۱) ایک عورت منکوحہ اپنے خاوند کو چھوڑ کر دوسرے نامحرم شخص کے ساتھ فرار ہو کر مرتکب زنا ہوئی، اور اس شخص سے اولاد بھی ہوئی، اب وہ عورت توبہ کر کے اپنے پہلے خاوند کے پاس آنا چاہتی ہے تو تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہ؟ اور اولاد جو دوسرے شخص سے پیدا ہوئی وہ کس کی ہے؟

الجواب:۔ اگر شوہر اول نے طلاق نہیں دی تھی تو وہ عورت زوجہ اسی شوہر اول کی ہے نکاح اس کا باقی ہے، تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے اور اولاد جو کچھ شوہر اول سے علیحدہ رہنے کے زمانہ میں ہوئی وہ سب منسوب شوہر اول کی طرف ہوگی لقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[2]۔ وقد اکتفوا بقیام فراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ در مختار[3]۔ فقط

زنا کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا نہیں

سوال (۱۲۱۲) بے نکاحی عورت سے زانی کے جو اولاد ہوئی اس کا نسب زانی یعنی زید سے ثابت ہوگا یا نہ؟

الجواب:۔ وہ اولاد ولد الحرام ہے زید سے اس کا نسب ثابت

[1] ولذا لو صرح بانہ من الزنا لا یثبت قضاء ایضاً (رد المحتار باب المحرمات ص ۴۰۱ ج ۲) ظفیر

[2] ترمذی باب ما جاء ان الولد للفراش ص ۱۸۶ ۱۲ ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۷۶۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر

نہ ہوگا قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر۔

بے نکاحی عورت سے جو اولاد ہوئی وہ زانی سے ثابت النسب نہیں[1] ہے۔

حاملہ بالزنا سے زید نے نکاح کیا کچھ دنوں بعد اس کو لڑکا ہوا اسکا نسب

سوال (۱۲۱۳) زید نے ہندہ سے نکاح کیا، اور بوقت نکاح ہندہ حاملہ زنا سے تھی بعد نکاح کے چند ماہ میں ہندہ کے لڑکا پیدا ہوا، تو یہ لڑکا زید کا ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر نکاح کے بعد چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا ہے تو اس کا نسب زید سے ثابت نہیں ہے اور نہ وہ لڑکا زید کا وارث ہوسکتا ہے[2]، لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[3]۔ فقط

نکاح کا علم نہ ہونے کی وجہ سے منکوحہ غیر سے نکاح کیا تو اولاد صحیح النسب ہوگی

سوال (۱۲۱۴) زید نے ہندہ کے نکاح کا دعویٰ عدالت میں کیا مگر عدالت نے اس نکاح کو ثابت نہ پایا دعویٰ خارج کردیا۔ پھر زید نے اپیل کیا وہ بھی نامنظور ہوا، پھر نگرانی کی وہ بھی نامنظور ہوئی۔ ان تینوں عدالتوں کے فیصلے کے بعد ہندہ کے ورثاء نے ہندہ کا نکاح بکر سے کردیا۔ جس شب کو نکاح ہونے والا تھا اس سے ایک دن پہلے زید مدعی ناکام نے اپنے دوتین رفیقوں کے ساتھ ہندہ اور اس کی بہن اور باپ کی ناک کاٹ لی، زید وغیرہ کو اس مقدمہ میں

[1] فلو لاقل من ستة اشهر من وقت النكاح لا يثبت النسب ولا يرث منه الخ لان الوصرح بانه من الزنا لا يثبت (اى النسب) قضاء ايضاً اه رد المحتار باب المحرمات ص ۴۲ ج ۲ ظفير [2] ولو نكحها الزاني حل له وطؤها اتفاقاً والولد له ولزمه النفقة (در مختار ص ۱۸۹ ج ۲) قوله والولد له اى ان جاءت بعد النكاح لستة اشهر فلو لاقل من ستة اشهر من وقت النكاح لا يثبت النسب ولا يرث منه (رد المحتار باب المحرمات ص ۴۲ ج ۲) ظفير [3] ترمذى باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۳۸ ج ۱ ظفير۔

سزا ہوئی، اس سزا کے مرحلہ اپیل میں زید نے عذر پیش کیا کہ چونکہ میرا نکاح ہندہ کے ساتھ تھا اور اس سے مجھے محروم کیا گیا ہے، اس غیرت سے میں نے جرم کیا تھا، عدالت اپیل نے ابتدائی کاغذات دیکھ کر تحقیقات کے بعد نکاح کو ثابت قرار دیا۔ اب ہندہ بکر کے گھر میں دو تین بچوں کی ماں ہے، اس صورت میں ہندہ اور بچوں کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ قال فی رد المحتار اما نکاح منکوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً اه[1] ص ۸۳۵ ج ۲ باب العدة وفى آخر هذا المذهب من الدر المختار ولكن لا عدة لو تزوج امرأة الغير ووطئها عالماً بذلك اه[2] پس ہندہ جب کہ منکوحہ زید تھی تو بکر کے ساتھ نکاح اس کا باطل ہے اور نسب اولادِ شوہر ثانی کا شوہر ثانی سے ثابت نہیں ہے لانہ زنا ولا نسب فی الزنا لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[3]۔ یہ جب ہے کہ بکر کو علم ہو کہ ہندہ منکوحہ زید کی ہے۔ اور اگر اس کو یہ علم نہ ہو، اور اس نے بربنا عدم ثبوت نکاح زید خود نکاح کیا اور بعد میں نکاح زید کا ثابت ہوگیا تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ عورت شوہر اول کو ملے گی یعنی زید کو اور اولاد بکر کی ہے۔ درمختار میں ہے غاب عن امرأته فتزوجت بآخر وولدت اولاداً ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثاني على المذهب اه وفى رد المحتار وانما وضع المسئلة فى الولد اذ المرأة

[1] دیکھئے رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر
[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر
[3] مشکوٰة باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷ ۱۲ ظفیر۔

ترد الی الولد اجماعاً۔ فقط

سوتیلی ماں سے نکاح باطل ہے لہٰذا اس کی اولاد صحیح النسب نہیں ہوگی

سوال (۱۲۱۵) ایک شخص نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کیا اور دخول کیا، اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ یہ لڑکی اپنے باپ کی کہی جاوے گی یا حرام بھی جاوے گی، باپ کی وارث ہوگی یا نہیں اور باپ پر حرام ہے یا نہ۔

الجواب:- قال فی الشامی ص۳۰۵/۲ باب المهر ولذا لا یثبت النسب ولا العدة فی نکاح المحارم ایضاً کما یعلم مما سیاتی فی الحدود[2] وفی الحدود وحاصله ان عدم تحقق الحل من وجه فی المحارم بکونه زنا محضاً یلزم منه عدم ثبوت النسب والعدة[3] اقول فعلم ان لا نسب ولا عدة۔

ماں کے ذریعہ شیوخ میں شرف

سوال (۱۲۱۶) سیادت کا شرف جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے حضرات حسنین میں آیا ہے وہی شرف سیادت اب بھی بذریعہ ماں کے شیوخ وغیرہ کی اولاد میں آوے گا یا نہیں۔

الجواب:- اثر اس شرف کا بذریعہ ماں کے شیوخ کی اولاد میں بھی آوے گا۔

مسلمان ہونے سے پہلے والی اولاد صحیح النسب نہیں بعد والی صحیح النسب ہے

سوال (۱۲۱۷) ہندہ ایک برہمن عورت نے زید کے ساتھ در پردہ ناجائز

له رد المحتار مع الدر المختار فصل ثبوت النسب ص۸۶۸/۲ ۱۲ ظفیر
۲ه رد المحتار للشامی باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد ص۴۸۲/۲ ۱۲ ظفیر
۳ه رد المحتار باب الوطؤ الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه ص۲۱۲/۳ ۱۲ ظفیر۔

تعلق پیدا کیا اور بعد چندے بے حجابانہ زید کو اپنا شوہر مشہور کرنا شروع کیا تاہم زید اپنی بیوی منکوحہ کے ساتھ رہتا رہا، اور ہندہ سے در پردہ ناجائز تعلق مثل سابق رکھتا رہا، عرصہ بیس سال تک تخمیناً یہ ناجائز تعلق رہا۔ اس اثناء میں نہ صرف زید سے بلکہ اور اشخاص سے یہ تعلق ناجائز رہا، ہندہ کے بطن سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، اور ان کا نام بصورت مسلمان رکھا گیا لیکن یہ تحقیق نہیں ہے کہ یہ اولاد کس کے نطفہ سے پیدا ہوئی، اور نہ زید کو اس اولاد کو اپنی اولاد ہونا اور نہ ہندہ کو اپنی منکوحہ ہونا تسلیم۔ تاہم ہندہ اس اولاد کو زید کے نطفہ سے پیدا ہونا اور اپنے کو زید کی زوجہ منکوحہ ہونا بتلاتی ہے اور یہ اولاد بھی اپنی مادر کے بیان کی تائید کرتے ہیں اس صورت میں اولاد صحیح النسب مانی جائے گی یا نہیں۔ بعد میں زید نے اس عورت ہندہ کو مسلمان کر کے نکاح کر لیا ہے۔

الجواب:- وہ اولاد جو ہندہ کے اسلام لانے سے پہلے اور نکاح سے پہلے بطن ہندہ سے ہوئی وہ بحالت مذکورہ صحیح النسب نہیں ہے۔ اور زید کی اولاد نہ مانی جاوے گی ہاں اگر زید نے بھی مثل ہندہ کے ہندہ کا مسلمان ہونا اور اپنی منکوحہ ہونا بیان کیا ہو تو نکاح صحیح مانا جاوے گا اور اولاد صحیح النسب زید کی سمجھی جاوے گی کذا فی الشامی۔

طلاق کے نو ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ شوہر کا کہا جائے گا

سوال (۱۲۱۸) زید نے اپنی منکوحہ کو ۲۰ ذیقعدہ کو قطعاً جدا کر دیا اور مورخہ ۸ محرم کو بائنہ طلاق دیدی

له نکح کافر مسلمة فولدت منه لا یثبت النسب منه ولا تجب العدة لانه نکاح باطل (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۷۱/۲) ظفیر۔

بعد جدائی اور قبل طلاق منکوحہ مذکورہ کے ایام حیض ظاہر ہوئے، جدائی سے نو ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا، اور بعد جدائی زید کے زید کی منکوحہ کا ناجائز تعلق مسمیٰ پرشاد سے ہوگیا تھا تو یہ لڑکا زید کا سمجھا جاوے گا یا حرامی۔

الجواب:- اس صورت میں نسب اس مولود کا زید سے ثابت ہے وہ لڑکا زید کا سمجھا جاوے گا کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطا فی مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منھما من وقت الطلاق الخ درمختار[1]

بنی فاطمہ کی افضلیت

سوال (۱۲۱۹) (۱) سوائے بنی فاطمہ خواہ وہ صدیقی فاروقی، عثمانی، علوی، عباسی وغیرہ ہوں نسباً سید ہوسکتے ہیں یا نہیں، اگر نہیں ہوسکتے تو ان مدعیان سیادت نسبی کی کوئی وعید شریعت حقہ حنفیہ میں مقرر ہے یا نہیں۔ اگر سید نسباً ہیں تو کیا دلیل ہے۔

(۲):- سیادت نسبی بنی فاطمہ میں منحصر ہے یا نہیں مع دلیل تحریر فرمایئے۔

الجواب:- (۱و۲) بکثرت روایات صحیحہ سے اہل بیت کا سید ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اہل بیت کے جس قدر مناقب احادیث میں مذکور ہیں ان کی بنا پر یہ حکم لگا دینا بے جا نہیں کہ بطون قریش میں سب سے بہتر اور اشرف نسباً اہل بیت ہیں۔ البتہ اہل بیت کی تعیین میں علماء کا خلاف ہے کہ اہل بیت کس کو کہتے ہیں۔ محقق اور راجح یہ ہے کہ اہل بیت صرف بنی فاطمہ نہیں بلکہ وہ ہیں جن پر صدقہ کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اور جن کے لئے صدقہ کھانا جائز نہیں ہے فی الھدایہ وھم آل علی وآل عباس وآل جعفر وآل عقیل وآل الحارث ابن المطلب[2]۔ یہ حضرات اہل بیت کہلاتے ہیں۔ ان

[1] الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ص۵۵۵ ج۲-۱۲ ظفیر
[2] ھدایہ باب من یجوز دفع الصدقات الیہ ومن لا یجوز ص۱۸۵ ج۱ — الآ اولاد عباس وحارث واولاد ابی طالب من علی وجعفر وعقیل (ردالمحتار باب المصرف ص۹۰ ج۲) ظفیر۔

سے بنی فاطمہ اور بھی زیادہ افضل ہیں۔ روایات میں جس قدر فضائل بنی فاطمہ کے مذکور ہیں اوروں کے نہیں۔ نیز حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا بنی فاطمہ کو قرب حاصل ہے اوروں کو نہیں۔ شاید اسی وجہ سے قدیم زمانہ سے برابر یہ عرف چلا آتا ہے کہ بنی فاطمہ ہی کو سید کہتے ہیں۔ غرض کہ یہ عرف بے وجہ اور بے اصل نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلس علی المنبر للخطبۃ الحسن بن علیؓ الی جنبہ وھو یقبل الناس مرۃ وعلیہ اخری ویقول ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ تعالیٰ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین[1]

اس روایت سے اگرچہ بنی فاطمہ کے سیادت نسبی میں منحصر ہونے پر استدلال نہیں کرسکتے۔ البتہ یہ ضرور کہنا ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زبان مبارک سے کسی پر سید کا اعلان فرمانا بیشک اس کی سیادت نسبی کے لئے کافی ہے۔ اور یہی وہ طغرائے امتیاز ہے جس کے باعث تمام اہل بیت سے فاطمیین کا رتبہ زیادہ ہونا چاہئے۔ اہل بیت اگرچہ سید ہیں لیکن بنی فاطمہؓ سیادت نسبی میں بلاشبہ اوروں سے بڑھ کر ہیں۔ کیونکہ بنی فاطمہ کا نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے۔ طبرانی میں ہے عن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی انثیٰ ینتمون الی عصبتھم الا ولد فاطمۃ فانی عصبتھم فانا ابوھم[2]۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ تمام اہل بیت سید ہیں لیکن جس کو سیادت نسبی کہنا چاہئے بنی فاطمہ میں منحصر ہے بنی فاطمہ سے بڑھ کر

[1] مشکوٰۃ عن البخاری باب مناقب اہل البیت ص۵۶۹ ۱۲ ظفیر

نسباً کوئی سید نہیں، کیونکہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہر ایک مؤنث کی اولاد اپنے اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے مگر بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کی عصبیت میری طرف منسوب ہے میں ان کا باپ ہوں۔ یہی اجزا ہیں جن کے باعث قدیم زمانہ سے یہ عرف چلا آتا ہے کہ بنی فاطمہ کے سوا، اور کسی کو خواہ اہل بیت ہی سے کیوں نہ ہو سید نہیں کہتے۔ اب اس عرف کی بنا پر آج اگر کوئی صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا عباسی یا علوی اپنے آپ کو سید کہے اس کا یہ دعویٰ مسموع نہیں ہوسکتا۔ بنی فاطمہ ہی کو سید کہا جائے گا۔ بنی فاطمہ کے سوا اہل بیت اگر اپنی سیادت نسبی کے مدعی ہوں تو چونکہ اہل بیت ہونے کی وجہ سے ان کی سیادت نسبی بے اصل نہیں اگرچہ عرف میں اب ان کو سید نہیں کہا جاتا۔ اس لئے ان کے حق میں اس دعویٰ کی نسبت شریعت میں کوئی وعید نہیں۔ البتہ اگر کوئی صدیقی یا فاروقی یا عثمانی اپنے آپ کو سید بتلائے اور یہ جانتا ہو کہ ہم کسی طرح نسباً سید نہیں ہو سکتے ایسے مدعیان سیادت نسبی کے حق میں وعید شدید ہے روی مسلم[1] عن سعد وابی بکرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من ادعی الی غیر ابیہ و ہو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام (ترجمہ) "جو شخص کسی کو یہ کہے کہ وہ میرا باپ ہے اور جانتا ہو کہ یہ میرا باپ نہیں اس پر جنت حرام ہے" اس کو عذاب بھگتنا ہوگا بلا سزا پائے جنت میں داخل نہ ہوگا۔

پس معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص باوجود اس کے کہ فاطمی نہیں ہے اپنے آپ کو سید بتلائے عرفاً چونکہ سید کا بنی فاطمہ پر اطلاق کیا جاتا ہے اس لئے ضمناً اس کا یہ دعویٰ ہوا کہ میں بنی فاطمہ سے ہوں، حالانکہ خود جانتا ہے کہ میں فاطمی نہیں

[1] مسلم شریف ص ۵۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

ہوں، بلاشبہ ایسے شخص کے حق میں وہی وعید شدید ہے جو حدیث میں ذکر کی گئی۔

حضرت فاطمہؓ کے علاوہ سب کا نسب باپ سے ہوتا ہے

سوال (۱۲۲۰) ظاہر ہے کہ نسب شریعت حقہ میں باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ بنی فاطمہ کا نسب فاطمہ زہری رضی اللہ عنہا سے ثابت کیا جاتا ہے، اگر عورت کی طرف سے نسب ثابت ہو سکتا ہے تو ایک سیدہ اور ایک فاروقی سے یا صدیقی سے بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوگا یا ماں کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے، مختار کیا ہے۔

الجواب:- روی الحاکم عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی انثی ینتمون الی عصبۃ الا ولدی فاطمۃ فانا ولیہما وعصبتہما۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گو نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے لیکن بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں، امام حسنؓ اور امام حسینؓ کا نسب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے اور یہ صرف حضرت فاطمہؓ کے سیدۃ النساء ہونے اور ان کی غایت شرافت کی وجہ سے ہوا ہے۔ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کی خصوصیت ہے۔ آئندہ کسی عورت کی جانب سے خواہ وہ سیدہ ہی کیوں نہ ہو نسب ثابت نہ ہوگا، باپ کا اعتبار کیا جاتا ہے، باپ اگر فاروقی ہو تو بچہ بھی فاروقی ہوگا، باپ اگر صدیقی ہو تو بچہ بھی صدیقی ہوگا۔

ہاشمی کی دلیل سیادت اور اہل بیت کی مراد

سوال (۱۲۲۱) سوائے بنی فاطمہ کے بعض ہاشمی اپنی سیادت نسبی پر یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ ہم پر ہر قسم کا صدقہ حرام ہے اور نیز ہم اہل بیت میں سے ہیں، لہٰذا ہم نسباً سید ہیں۔ پس یہ دلیل ان کی سیادت نسبی کے واسطے کافی ہے یا نہیں اگر کافی نہیں ہے تو صدقہ ان پر کیوں حرام ہے، اور یہ لوگ اہل بیت ہیں یا نہیں اور اہل بیت میں کون کون داخل ہیں اور نیز بنی فاطمہ کی سیادت پر کیا دلیل ہے۔

الجواب:- ان کا سیادت نسبی کے لئے یہ دلیل پیش کرنا صحیح ہے لیکن عرفاً ان کو سید نہیں کہا جائے گا، اہل بیت کے متعلق ابھی کہہ کر آیا ہوں کہ وہ آل علی اور آل عباس اور آل جعفر اور آل حارث بن عبدالمطلب اور آل عقیل ہیں۔ صرف بنی فاطمہ ہی نہیں ہیں[1]۔

الغرض بنی ہاشم میں سے جو حضرات اہل بیت کہلاتے ہیں واجب التعظیم اور بطون قریش میں سب سے باستثناء فاطمیین افضل ہیں۔ برعایت عرف اگر کوئی ان کی سیادت نسبی کا منکر ہو تو اس کے لئے شرع میں کوئی جرم نہیں کیونکہ عرفاً ان کو سید نہیں کہتے۔ البتہ جو شخص بغرض اہانت منکر ہوگا اس کے عاصی ہونے میں شبہ ہی نہیں، بسا اوقات اس قسم کے جھگڑوں میں پڑنے سے بڑوں کی شان میں گستاخی اور در پردہ اہانت ہو جاتی ہے، مسلمانوں کو ایسے معاملات میں دخل نہ دینا چاہئے۔ هذا ما حصل لي والله اعلم وعلمه اتم فان يك صوابا فمن الله وان يك خطأ فمني ومن الشيطان وكان الله

[1] ولا الى بني هاشم (در مختار) تصرفات الى كرة الى اولاد اذا كانوا مسلمين فقراء الاولاد عباس وحارث واولاد ابي طالب من علي وجعفر وعقيل (رد المحتار باب المصرف ص ۹/۲) ظفیر۔

غفوراً رحیماً۔

اقول وباللہ التوفیق اس میں شک نہیں ہے کہ بنی ہاشم جن پر صدقہ حرام ہے سیادت نسبی ان کی مسلم ہے بلکہ فقہاء رحمہم اللہ تمام قریش کو باہم ایک دوسرے کا کفو فرماتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں لا تفاضل بينهم في الدر المختار فقريش بعضهم اكفاء بعض قال في رد المحتار قوله بعضهم اكفاء بعض اشار الى انه لا تفاضل فيما بينهم من الهاشمي والنوفلي والتيمي والعدوي وغيرهم ولهذا زوج علي وهو هاشمي ام كلثوم بنت فاطمة لعمر وهو عدوي فلو تزوجت هاشمية قرشيا غير هاشمي لم يرد عقدها[1] (ص ۳۱۵ جلد ثانی شامی) اور نیز رد المحتار میں اسی صفحہ میں ہے والخلفاء الاربعة كلهم من قريش[2] الخ۔ البتہ اس میں بھی کچھ تردد نہیں ہے کہ بنی فاطمہ کو فضیلت زیادہ ہے اور عرفاً سادات وہی کہلاتے ہیں۔ اور نزاع ایسے امور میں لاحاصل ہے۔ والسلام على من اتبع الهدى۔

باپ سے جو اولاد ہوئی صحیح النسب ہے کسی کے کہنے سے حرامی نہ ہوگی۔

سوال (۱۲۲۲) ہندہ زوجہ بکر تھی، بکر نے ہندہ کو طلاق دے کر نکال دیا۔ ہندہ عرصہ دراز تک بے شوہر رہی، بعد میں ہندہ نے زید سے نکاح ثانی کرلیا۔ اور زید وہندہ اندازاً تیس سال تک بطور زوجہ وشوہر ہم خانہ رہے اور عام باشندگان قصبہ وغیرہ ان کو جائز مرد وعورت جانتے تھے اور وہ خود بھی باہم ایک دوسرے کو نکاحی شوہر وزوجہ بیان کرتے تھے، اسی عرصہ میں بطن ہندہ سے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی جن کو زید نے اپنی صلبی ونسبی اولاد ہونا تسلیم کیا اور وقت پیدائش

[1] رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۳۱۵/۲ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ۱۲ ظفیر

ہرسہ کے حسب رواج ملک بہت خوشی وغیرہ کی، اوران ہرسہ کی شادی بھی زید نے اپنے کفو میں کردی، اورقبل وفات زید نے وصیت کی اورجائداد منقولہ وغیرمنقولہ حصہ کے موافق ہرسہ کو تقسیم کردی۔ اب عرصہ پانچ سال کا ہوتا ہے کہ زید مرگیا، اوربعد وفات زید ہرچہار وارث جو زید چھوڑ گیا وہ جائداد منقولہ وغیرمنقولہ پربعد متوفیٰ زید قابض ومالک اس وقت ہیں۔ پسران زید نے نام درج رجسٹر سرکار کرانے کی بابت دعویٰ کیا جس کو عرصہ تین سال کا ہوا، چنانچہ عزیزان زید نے دعویٰ مذکورہ میں یہ عذر کیا کہ عمرو خالد زید کی اولاد ولدالحرام ہیں چونکہ ہندہ کا نکاح زید سے جائز نہیں ہوا، کیونکہ شوہر سابق بکر نے ہندہ کو طلاق نہیں دی، منجانب ہندہ گواہان طلاق پیش ہوکر بیان کرتے ہیں کہ مسماۃ ہندہ کو فلاں مقام پر ہمارے سامنے طلاق بکر شوہر سابق نے دی ہے، پھر عزیزان زید نے یہ عذر کیا کہ مسماۃ ہندہ کا نکاح زید متوفیٰ کے ساتھ نہیں ہوا، اس لئے اولاد ولدالحرام ہے، اس پرگواہان جانب ہندہ اورنکاح خواں واسطے اثبات پیش ہوکر بیان کرتے ہیں کہ مسماۃ ہندہ کا نکاح خود میں نے پڑھایا اوردیگر گواہان نے بیان کیا کہ ہم مجلس عقد میں شریک تھے اورنکاح ہمارے سامنے ہوا،

اب سوال یہ ہے (نمبر ۱) جو اولاد بطن ہندہ سے پیدا ہوئی جس کو زید نے اپنی اولاد صلبی تسلیم کیا ہے وہ ہرسہ اولاد نسبی وصلبی زید ہیں یا نہیں۔

اولاد باپ کے جائداد کی وارث ہوگی

سوال (۱۲۲۲/۲) عمرو خالد ہردو پسران زید متوفیٰ کی جائداد منقولہ وغیرمنقولہ کے وارث ہیں یا نہیں۔

بیوی کا نکاح ثابت ہے

سوال (۱۲۲۲/۳) وجوہات صدر سے مسماۃ کا نکاح ثابت ہے یا نہیں۔

(نمبر ۴):- واقعات مندرجہ بالا سے ہندہ کو واقعی طلاق ہونا ثابت ہے

یا نہیں۔

(نمبر ۵):- عزیزان زید متوفیٰ انکار طلاق ونکاح کی شہادت شرع پیش کرتے ہیں یا نہیں، جو حکم شرعی ہو تحریر فرمادیں۔

الجواب:- (نمبر ۱) جو اولاد زید کی بطن ہندہ سے ہوئی وہ زید سے ثابت النسب ہے اوروارث زید کی ہے۔

(نمبر ۲):- عمرو خالد اوران کی ہمشیرہ اوروالدہ چاروں وارث زید کی جائداد منقولہ وغیرمنقولہ کے حسب حصص شرعیہ ہیں۔ پس بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث ان سب پرترکہ زید کا تقسیم ہوگا علی حسب فرائض۔

(نمبر ۳و۴):- نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ صحیح مانا جائے گا اورشوہر اول کا طلاق دینا جب کہ دوگواہان عادل سے ثابت ہے تو اس کی طلاق ثابت ہوجاوے گی۔ اوربعد عدت کے جو نکاح زید کا ہوا وہ صحیح تسلیم ہوگا۔

(نمبر ۵):- اقربا زید کا نفی طلاق ونفی نکاح زید پرگواہان کا پیش کرنا معتبر نہ ہوگا اوروہ گواہی نہ سنی جاوے گی کما فی الشامی والنسب یحتال لاثباتہ مهما امکن الخ اوراس سے پہلے ہے لانها شهادة علی النفی معنیً فلا تقبل الخ شامی جلد ثانی ص ۶۲۷ باب ثبوت النسب۔[۱]

نکاح کے تین چار ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب نہیں

سوال (۱۲۲۳) زید نے ہندہ سے ۲۷ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ میں عقد نکاح کیا اور ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۸ھ میں ہندہ کے لڑکا تولد ہوا جب کہ یہ کہا جاتا ہے کہ ہندہ اس کے شوہر سابق نے طلاق دے کر ایک سال سے زائد عرصہ ہوا جدا کردیا تھا۔ اس صورت میں اس لڑکے کو زید کا فرزند کہیں گے یا ہندہ کے

[۱] فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲ و ص ۸۶۴/۲ ۱۲ ظفیر

شوہر سابق بکر کا فرزند کہا جائے گا۔ ایسے لڑکے کی وراثت کس کی جانب منتقل ہوگی

الجواب:۔ چھ مہینہ سے کم میں نسب ثابت نہیں ہوتا، پس جو بچہ کہ نکاح سے دو ماہ میں پیدا ہو، اس کا نسب اس ناکح سے یعنی شوہر ثانی سے ثابت نہ ہوگا۔ اور شوہر سابق سے نسب کے ثابت ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر طلاق رجعی تھی اور مطلقہ نے اقرار عدت کے گذرنے کا نہ کیا تھا تو دو برس میں اور اس سے زیادہ میں اگر بچہ پیدا ہو تو اسی شوہر سابق کا سمجھا جائے گا، اور نسب اس سے ثابت ہوگا، اور ولادت دلیل رجعت قرار پاوے گی اور نکاح ثانی باطل ہوگا۔ اور اگر طلاق بائنہ تھی تو دو برس سے کم میں اگر بچہ پیدا ہوا، اور عدت کے گذرنے کا اقرار نہ کیا تو نسب اس بچہ کا شوہر اول سے ثابت ہوگا اور نکاح ثانی اس صورت میں بھی باطل ہوگا کما فی الدر المختار فیثبت نسب ولد معتدة الرجعی الخ ان ولدت لاکثر من سنتین الخ مالم تقر بمضی العدة الخ وکانت الولادة رجعة کما یثبت مبتوتة جاءت به لاقل منهما من وقت الطلاق الخ در مختار[1] اور وراثت لڑکے کی شوہر ثانی کی طرف منسوب نہ ہوگی، اور شوہر اول کی طرف اس صورت میں منسوب ہوگی کہ نسب اس کا شوہر اول سے ثابت ہو۔ اور اگر ثابت نہ ہو مثلاً وہ مطلقہ عدت کے گذرنے کا اقرار کر چکی ہو اور وقت اقرار سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا نہ ہوا ہو تو پھر نسب اس بچہ کا شوہر اول سے بھی ثابت نہ ہوگا اور اس سے بھی وراثت ثابت نہ ہوگی، اس حالت میں صرف اپنی ماں کا وارث ہوگا، اور اس کی ماں اس کی وارث ہوگی، باپ اس کا کوئی نہ کہلاوے گا۔

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۵۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر

شوہر والی عورت کی اولاد کا نسب

سوال (۱۲۲۴) ایک شخص ملازم اپنی ملازمت پر ہے، اس کے چھوٹے برادر نے اس کی زوجہ کو اپنے گھر میں رکھا، جس سے حمل قرار پاگیا اب وہ شخص رخصت پر آیا تو اس نے اس بد کام سے غیرت نہیں کی بلکہ خوش ہے۔ آیا ان ہر دو برادران سے اہل اسلام کو تا توبہ اجتناب لازم ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شوہر والی عورت کا حمل اور ولد جو پیدا ہو وہ شرعاً شوہر کا ہے اور شوہر سے نسب اس کا ثابت ہوتا ہے۔ پس یہ حکم کرنا کہ وہ شوہر کا نہیں ہے بلکہ اس کے بھائی کا ہے غلط ہے لقوله علیه الصلوٰة والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[1] اور در مختار میں ہے حتی لو نکح مشرقی بمغربیة یثبت نسب اولادها منه الخ[2] پس جب کہ مسئلہ یہ ہے تو پھر کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ بدون دیکھے زنا کا حکم کرے اور اس حمل کو واقعی زنا کا حمل سمجھے اور ان سے متارکت کرے۔

زمانۂ عدت کے نکاح سے پیدا شدہ اولاد کا حکم

سوال (۱۲۲۵) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دیدی۔ ہندہ چار یوم بعد بکر سے نکاح کر لیا، اور لڑکا پیدا ہوا، لڑکے کو حرامی کہنا جائز ہے یا نہیں اور بکر کا وارث ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ در مختار میں ہے ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد وهو الذی فقد شرطا من شرائط الصحة

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۶ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب۔ وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیة بینهما سنة فولدت لستة اشهر مذ تزوجها لتصوره کرامة او استخداما (ایضاً ص ۸۴۶ ج ۲ باب ثبوت النسب) ظفیر

کشہود لہ قال فی رد المحتار قولہ کشہود ومثلہ تزوج الاختین
معاً ونکاح الاخت فی عدۃ الاخت ونکاح المعتدۃ والخامسۃ
فی عدۃ الرابعۃ والامۃ علی الحرۃ وفی المحیط تزوج ذمی
مسلمۃ فرق بینہما لانہ وقع فاسداً فظاھرہ انہ لا یحد وان
النسب یثبت فیہ والعدۃ ان دخل بحر قلت لکن
سیذکر الشارح فی آخر فصل فی ثبوت النسب عن مجمع الفتوی
نکح کافر مسلمۃ فولدت منہ لا یثبت النسب منہ ولا تجب
العدۃ لانہ نکاح باطل لہ الحاصل روایات اس بارے میں مختلف ہیں
اور احوط بصورت مذکورہ ثبوت نسب وثبوت وراثت ہے یعنی نسب اس
لڑکے کا بکر سے ثابت ہے اور وہ لڑکا بکر کا وارث ہے۔

لہ رد المحتار باب المہر مطلب فی النکاح الفاسد ص ۴۰۱ ج ۲ د ص ۴۸۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر

باب ہفدہم

بچوں کی پرورش کے متعلق احکام ومسائل

ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۲۶) ایسی نابالغہ لڑکی جس کی عمر چار سال کی ہو، اور ماں اس کی فوت ہوگئی ہو۔ اور یوم پیدائش سے اپنی نانہال میں پرورش پائی ہو اور ماں نے قبل فوت ہونے کے اپنی ماں یعنی لڑکی کی نانی کے سپرد کردیا ہو۔ تاسن بلوغ اپنی نانی کے پاس رہے گی یا کہ لڑکی کا باپ جبراً لے سکتا ہے؟ اگر نانی کے پاس رہے گی تو کتنے سال تک؟ اور اس کی پرورش کے خرچہ کا دیندار لڑکی کا باپ ہوگیا یا نہیں؟۔

۲:۔ جس صورت میں یہ خوف ہے کہ اگر دختر مذکورہ بالا اس کے باپ کے حوالہ کردی جائے تو وہ اسے کسی عیسائی اسکول میں سپرد کردے گا تو شرعاً ایسی لڑکی کو ایسے باپ کے حوالہ کردینا چاہئے یا نانی کے پاس رہے گی؟۔

الجواب:۔ لڑکی نابالغہ بالغہ ہونے تک نانی کی پرورش میں رہیگی اور صورت مسئولہ میں حق حضانت نانی کو ہے بشرطیکہ کوئی امر مسقط حق حضانت

نہ ہو، اور لڑکی کے اخراجات اس کے باپ کے ذمہ لازم ہوں گے قال الشامی واما النفقة علی الولد اذا لم متبرع بها فهل لها الرجوع بها علی الاب قیل نعم[1] الخ وقال فی الدر المختار ثم ای بعد الام ام الام الخ وفیہ ایضاً فی مقام آخر والام والجدة لاب واُم احق بها بالصغیرة حتی تحیض ای تبلغ[2] الخ۔

۲ :- حق پرورش نانی کا ہے بشرطیکہ کوئی امر مسقط حق حضانت نہ ہو۔ باپ نانی سے اس لڑکی کو بالغ ہونے تک نہیں[3] لے سکتا۔

ماں نانی اور خالہ کے بعد حق پرورش پھوپھی کو ہے پھوپھا کو بالکل نہیں

سوال (۱۲۲۷) ایک لڑکا بعمر ڈیڑھ سالہ یتیم ہے، اس کے خاندان کا کوئی وارث موجود نہیں ہے، فقط اس لڑکے کی تائی موجود ہے، اور اس کے تایا کے دو داماد عظیم داد خاں اور چھوٹے خاں ہیں۔ بوقت مرنے کے اس لڑکے کی والدہ وصیت کر گئی تھی کہ عظیم داد خاں وغیرہ تم میرے بچہ کی پرورش کرنا۔ چنانچہ

[1] وتجب النفقة بانواعها على الحر لطفله يعم الانثى والجمع الفقير (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۳۲/۲) ظفیر۔

[2] يثبت للام الآن تكون مرتدة او فاجرة الخ ثم ای بعد الام بان ماتت الام او لم تقبل الخ ام الام والجدة احق بها ای بالصغیرة حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۱۷/۲ و ص ۸۸۱/۲) ظفیر [3] وغيرهما احق بها حتى تشتهى وقدر بتسع وبه يفتى وبنت احدى عشر مشتهاة اتفاقا زيلعي وعن محمد ان الحكم فى الام والجدة كذلك وبه يفتى لكثرة الفساد زيلعي (ایضاً ص ۸۸۱/۲) اس سے معلوم ہوا کہ مفتی بہ قول کے مطابق نانی کو پرورش کا حق زیادہ سے زیادہ گیارہ برس کی عمر تک ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر

برضا مندی عظیم داد خاں وغیرہ وہ لڑکا اپنی تائی کے پاس رہتا تھا۔ اب اس لڑکے کو اس کی پھوپھی کا لڑکا اس کی تائی سے زبردستی لے گیا ہے اور اس کے مال کو برباد کرنا چاہتا ہے، اس لڑکے کی کفالت کا زیادہ مستحق کون ہے۔

الجواب :- اس بچہ کی پھوپی اگر موجود ہو تو ماں، نانی، خالہ وغیرہ کے بعد پرورش کا حق پھوپی کو ہے، لیکن اگر پھوپی اگر موجود نہ ہو تو پھوپی کے بیٹے کو کچھ حق اس بچہ پر نہیں ہے کما فی الدر المختار۔ ولا حق لولد عم وعمة وخال وخالة لعدم المحرمية[1] وفی رد المحتار ولا لابن العمة فی حضانة الغلام[2] الخ پھر شامی نے اس میں یہ بحث کی ہے کہ اگرچہ محرمیت یہاں نہیں ہے لیکن جس صورت میں کچھ اندیشہ فتنہ کا نہ ہو وہاں حق حضانت باقی ہے، مثلاً ابن العم کو لڑکے نابالغ کا حق حضانت حاصل ہے، لڑکی نابالغہ کا حق نہیں ہے۔ اسی طرح پھوپی کے پسر کو نابالغہ دختر پر حق نہیں ہے مگر نابالغ لڑکے پر حق ہے، پس اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ صورت موجودہ میں پھوپی کا بیٹا احق ہے اس کی پرورش کے لئے۔

نانی کے رہتے ہوئے پھوپھی کو حق پرورش نہیں

سوال (۱۲۲۸) عبدالرحمن متوفی نے ایک زوجہ اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی نابالغان چھوڑی، پھر زوجہ عبدالرحمن بھی فوت ہو گئی۔ اس نے اپنا لڑکا اور لڑکی مذکورہ اپنی والدہ کے سپرد کر دیئے کچھ دنوں کے بعد عبدالرحمن کی ہمشیرہ نے بطمع مال واسباب نابالغان کو ان کی نانی سے زبردستی چھین لیا۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں، اور حق پرورش شرعاً کس کو ہے۔

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۹/۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۹/۲ ۱۲ ظفیر۔

الجواب :- والدہ کے بعد پرورش نابالغان کا حق نانی کو ہے، پس پھوپی کو یہ حق شرعاً نہیں ہے کہ وہ نابالغان کو ان کی نانی سے زبردستی لیوے، کذا فی الدر المختار[1]۔

نانی کی موجودگی میں باپ کے چچا کے پوتے کو حق پرورش نہیں ہے

سوال (۱۲۲۹) مسماۃ محمودہ بیگم نے انتقال کیا اور اس نے دو پسر نابالغ ایک شیر خوار اور دوسرا بعمر چھ سال اور ایک دختر نابالغہ بعمر پانچ سالہ چھوڑی، اور یہ تینوں اپنی نانی کے پاس بحق حضانت زیر پرورش ہیں۔ اب ڈیڑھ سال کے بعد محمد عابد باپ نابالغان کا فوت ہوگیا۔ متوفی نے اپنی حیات میں اولاد مذکور کے خورد و نوش میں کچھ نہیں دیا اور نہ آئندہ کے لئے کوئی انتظام کیا۔ اب ایک شخص عبد الباسط متوفی کے باپ کے چچا کا پوتہ اور ایک شخص بہار الدین ماموں متوفی کہ جو خسر بھی ہوتا ہے کہ بعد انتقال زوجہ اولیٰ متوفی نے عرصہ ایک سال کا ہوا، اس کی دختر سے نکاح کر لیا تھا کہ جو حاملہ ہے۔ اب جو سہام حصہ نابالغان میں متروکہ والدین سے پہنچیں ان کا محافظ اور متصرف و ولی مال متوفی کے باپ کے چچا کا پوتہ ہے یا ماموں متوفی کا کہ جو خسر بھی ہے، یا نابالغوں کے نانا اور نانی، کون ہو سکتا ہے، اور شرعاً صرف خورد و نوش یتیموں کے مال میں سے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- حق پرورش ان بچوں کا اس صورت میں ان کی نانی ہی کو ہے[2]، جن کی پرورش میں وہ ہیں۔ اور ولایت نابالغوں کے مال کی باپ کو ہوتی ہے یا باپ کے وصی کو یا دادا کو یا اس کے وصی کو یا قاضی و حاکم کو یا جس کو وہ مقرر کر دے۔ اور باپ کے چچا کا پوتہ یا ماموں ولی نابالغوں کے مال کے نہیں

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت ۱۲ ام الام ثم ام الاب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانة ص۸۴۴ و ص۸۶۴ ج۲) ظفیر۔ [2] ایضاً ۱۲ ظفیر

جیسا کہ شامی میں ہے واما ما عدا الاصول من الوصیة کالعم والاخ او غیرھم کالام ووصیھا وصاحب الشرطة لا یصح اذنھم له لانھم لیس لھم ان یتصرفوا فی مالہ تجارة فکذا لا یملکون الاذن له فیھا والاولون یملکون التصرف فی مالہ[1] الخ اس سے معلوم ہوا کہ سوائے باپ دادا وغیرہ کے چچا یا اس کی اولاد یا بھائی کو نابالغ کے مال میں تصرف کا اختیار نہیں ہے۔ اور شامی جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے کہ یتیم کے مال میں اگر صلحائے اہل محلہ کوئی تصرف ایسا کریں جس میں نابالغ کا نفع ہو یا اس کو ضرورت ہو تو جائز ہے اس بناء پر نانا، نانی جن کی پرورش میں وہ نابالغان ہیں تصرف مال نابالغان میں موقع ضرورت میں کر سکتے ہیں اور ان کے لئے کوئی چیز خرید سکتے ہیں اور تصرف بیع و شراء کا کر سکتے ہیں، پس نابالغوں کے حصہ کا مال ان کے نانا، نانی ہی کے سپرد کر دینا مناسب ہے اور ان کو یہ جائز ہے کہ نابالغوں کے خورد و نوش کے لئے ان کے حصہ میں سے صرف کریں اور حسب ضرورت تصرف بیع و شراء کریں۔ رد المحتار جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے قلت وذکروا مثل ھذا فی وصی الیتیم وانہ لو تصرف فی مالہ احد من اھل السکة من بیع او شراء جاز فی زماننا للضرورة وفی الخانیة انہ استحسان وبہ یفتی[2] الخ۔

مطلقہ ماں جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے حق پرورش رکھتی ہے

سوال (۱۲۳۰) زید نے ہندہ کو طلاق دی: طلاق کے بعد اسی وقت ہندہ اپنے والدین کے مکان پر چلی گئی، ایک لڑکا ساڑھے پانچ برس کا اور ایک لڑکی

[1] رد المحتار کتاب المأذون مطلب فی تصرف الصبی ومن له الولایة علیه ص۱۵۲ ج۵ ۱۲ ظفیر
[2] رد المحتار کتاب الوقف مطلب ولایة نصب القیم الی الواقف ص۵۶۶ ج۳ ۔ ظفیر

نو برس کی مرد کو دے کر چلی گئی اور طلاق دینے کو عرصہ تین ماہ کا گزرا، اور اب تک دو بچے زید کے ہمراہ ہیں۔ اب تین ماہ کے بعد ہندہ نے پرورش کرنے کا دعوی ہے۔ آیا بچوں کے پرورش کا حق کس کو ہے ہندہ کو یا زید کو، خلاصہ تحریر کریں، بینوا و توجروا۔

الجواب :- پرورش کا حق والدہ کو ہے جب تک کہ وہ بچوں کی غیر محرم سے اپنا نکاح نہ کرے اور مذکر لڑکے کا حق پرورش سات برس تک ہے اور مؤنث لڑکی کا حق پرورش سن بلوغ تک[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

گیارہ سال لڑکی کو ولی پھوپھی سے لے سکتا ہے

سوال (۱۲۳۱) مسماۃ شرم خاتون کی والدہ پہلے مرچکی ہے، پرورش کے واسطے نانی کے پاس رہی اور متروکہ باپ سے گذارہ کرتی رہی، بعد مرنے نانی کے دادی کے پاس پرورش پاتی رہی پھر دادی بھی مرگئی، اس وقت پرورش کے لئے پھوپی مسماۃ صاحب خاتون کے پاس رہی، اب وہ لڑکی گیارہ سالہ ہوچکی ہے، محمد بخش متوفی کا بڑا چچا حسین بھی مرچکا ہے۔ اب احمد مذکور لڑکی مذکورہ کو اس کی پھوپی مسماہ صاحب خاتون سے واپس لینا چاہتا ہے، صاحب خاتون انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میرا حق پرورش لڑکی کے بلوغ تک ہے، اس کے قبل نہیں دونگی کیا اس صورت میں احمد مسماۃ شرم خاتون کو اس کی پھوپی صاحب خاتون سے

[1] الحضانة تثبت للام الا ان تكون مرتدة او فاجرة او غير مامونة او متزوجة بغير محرم الصغير والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى الخ واحق بها اى بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ فى ظاهر الرواية (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۴۸/۲ و ص ۸۵۸/۲) ظفیر۔

لے سکتا ہے یا نہیں، اور حسین متوفی کا لڑکا اللہ دتہ موجود ہے، وہ اگرچہ عصوبۃ میں احمد مذکور سے کم ہے مگر لڑکی مذکورہ کا ماموں بھی ہوتا ہے وہ لڑکی کا متولی بننے میں احمد سے زیادہ تر مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب :- درمختار میں ہے وغيرهما احق بها حتى تشتهى وقدر بتسع وبه يفتى وبنت احدى عشر مشتهاة اتفاقا الخ[1]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سوائے ماں اور نانی اور دادی کے دیگر حاضنہ کو حق پرورش لڑکی کے مشتہاۃ ہونے تک ہے اور گیارہ برس کی لڑکی باتفاق مشتہاۃ ہے لہذا مسمی احمد جو ولی نابالغہ کا ہے اس کو صاحب خاتون سے لے سکتا ہے۔ اور اللہ دتہ پسر مسمی حسین کو موجودگی احمد مذکور کے حق ولایت حاصل نہیں ہے۔

ماں کو حق پرورش ہے جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے

سوال (۱۲۳۲) زید نے ہندہ کو طلاق دی اور ہندہ نے مہر معاف کیا، اور بچوں سے لا دعوی ہونے کا اقرار کیا، اب ساڑھے تین ماہ کے بعد بچوں کی پرورش کا دعوی کرتی ہے۔ آیا حق پرورش کس کو ہے، اور ہندہ کے اقرار توڑنے پر طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب :- جبتک ہندہ بچوں کے غیر محرم سے نکاح نہ کرے حق پرورش شرعاً ہندہ کو ہے[2]۔ اور طلاق جو ہوچکی ہے وہ اب باطل نہیں ہوسکتی۔ فقط

ماں کو لڑکا لڑکی کا حق پرورش

سوال (۱۲۳۳) زید نے اپنی زوجہ سے رنج وتکرار کر کے علیحدگی اختیار کی، زید سے اس عورت کی ایک لڑکی بعمر آٹھ سال، اور

[1] الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۸۱/۲ ۱۲ ظفیر

[2] الحضانة تثبت للام الا ان تكون مرتدة او فاجرة او متزوجة غير محرم الصغير (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۱/۲ و ص ۸۷۲/۲) ظفیر۔

ایک لڑکا بعمر چار سال موجود ہے، زید نے جبراً لڑکی کو لے کر اس کا نکاح کر دیا اور لڑکے
کو بھی جبر سے لینا چاہتا ہے، قانون عدالت دس کی عمر سے کم اجازت نہیں دیتا
کہ بچہ اس کی ماں سے علیحدہ کرا دیئے جاویں، شرعاً کیا حکم ہے، زید کس عمر میں
ان بچوں کو ان کی ماں سے لے سکتا ہے۔

الجواب:- حکم شرعی در بارہ حق پرورش یہ ہے کہ لڑکی ماں کے پاس
بالغہ ہونے تک اور حائضہ ہونے تک رہ سکتی ہے، اور لڑکا سات برس تک
اس سے پہلے بدون کسی امر مانع وسقوط حق حضانت کے باپ اپنی اولاد کو ان کی
والدہ سے جبراً نہیں لے سکتا۔[1] اور نکاح کا اختیار باپ کو ہے، نکاح کا ولی
وہی ہے، اس کو اختیار ہے نابالغوں کا نکاح جہاں مناسب سمجھے کر دیوے
اس میں ماں کو کچھ دخل اور اعتراض نہیں ہو سکتا۔ الغرض نکاح مذکور صحیح
ہو گیا، البتہ حق پرورش والدہ کو لڑکی کے بالغہ ہونے تک ہے۔ فقط

حق پرورش ماں کو ہے اور نفقہ باپ پر ہے

سوال (۱۲۳۴) زید کی بیوی بدچلن ہے، اس
لئے زید نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی، دو لڑکے جن
کی عمر ساڑھے پانچ سال اور ساڑھے تین سال ہے زید کے پاس رہنے چاہئے
یا زید کی بیوی کے پاس، اگر زید کی بیوی کے پاس رکھے جائیں تو ان کے خرچہ کا
کون ذمہ دار ہو گا۔

الجواب:- حق پرورش ان بچوں کی والدہ کو حاصل ہے لڑکی کے

[1] الحضانة تثبت للام الخ والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام
حتى يستغنى عن النساء وقدر بسبع الخ واحق بها اى بالصغيرة حتى تحيض
اى تبلغ فى ظاهر الرواية (الدر المختار على هامش رد المحتار
باب الحضانة ص ۸۸۰/۲ و ص ۸۸۱/۲) ظفیر

لئے حق پرورش بلوغ تک ہے، اور لڑکے کے لئے سات برس ہیں، اور نفقہ
ان کا باپ کے ذمہ ہے، لیکن ماں کی بدچلنی کی وجہ سے اگر بچوں کے ضائع
ہونے کا اندیشہ ہو تو ماں کا حق ساقط ہے پھر اگر اور کوئی حاضنہ پرورش کنندہ مثل
خالہ پھوپی وغیرہ نہیں ہے تو باپ لے سکتا ہے۔[1]

ناجائز بچہ کا بار ماں پر ہے

سوال (۱۲۳۵) ہندہ کے ناجائز حمل سے جو لڑکا
پیدا ہوا، اس کے بار پرورش کا کون ذمہ دار ہے۔

الجواب:- اس کی پرورش بھی ماں کے ذمہ ہے[2]۔

ولد الزنا کی پرورش کرنا گناہ نہیں

سوال (۱۲۳۶) ایک عورت نے زنا کیا لڑکی
پیدا ہوئی، جب لڑکی سات ماہ کی ہوئی تو ماں مر گئی، لڑکی کا نانا اس کی پرورش کرتا
ہے، لوگ معترض ہیں تو نانا اس کو پرورش کرے یا نہ کرے۔

الجواب:- نانا کا پرورش کرنا اس لڑکی کو کچھ گناہ نہیں ہے بلکہ ثواب
کا کام ہے اور ضروری ہے، پس اس وجہ سے چھوڑنا نانا کو درست نہیں ہے۔

ماں، نانی اور دادی کو حق پرورش

سوال (۱۲۳۷) زید نے ایک لڑکا چھ ماہ کا
چھوڑ کر انتقال کیا، زید کے بھائی نے کچھ خبرگیری نہ کی، اب زوجہ زید مسماۃ ہندہ
عقد ثانی کرنا چاہتی ہے، عمر ہندہ کے لڑکے کو لینا چاہتا ہے، اور کہتا ہے کہ ہندہ بلا عقد
رہے تو لڑکا اس کا ہے ورنہ عمر لے لیگا، شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:- مسئلہ یہی ہے کہ اگر ہندہ اپنا نکاح ایسے شخص سے کر گئی

[1] الحضانة تثبت للام الخ الا ان تكون مرتدة الخ او فاجرة فجورا يضيع الولد
به كزنا وغناء وسرقة كما فى البحر (الدر المختار على هامش
رد المحتار باب الحضانة ص ۸۸۱/۲ و ص ۸۸۲/۲) ظفیر

[2] الحضانة تثبت للام النسبية (ايضاً ص ۸۸۱/۲) ظفیر

جوکہ لڑکے کا محرم نہ ہو تو ہندہ کا حق پرورش ساقط ہوجاوے گا[3]، اور ماں کے بعد حق پرورش عورتوں کا حق ہے جیسے نانی، دادی، خالہ، پھوپی وغیرہ ان کا حق ہوجاوے گا، عمر کا حق اس وقت ہوگا کہ کوئی مذکورہ بالا... عورتوں میں سے نہ ہو۔ فقط

ماں، نانی، دادی اور خالہ کے بعد پھوپی کو حق پرورش حاصل ہوتا ہے

سوال (۱۲۳۸) زید وبکر دونوں حقیقی بھائی ہے زید کا بیٹا عمر ہے، اس کی ایک لڑکی پانچ سالہ ہے جس کو چھوڑ کر عمر فوت ہوگیا۔ اس کی زوجہ نے نکاح ثانی کرلیا، عمر متوفی کے ایک حقیقی ہمشیرہ موجود ہے اور تین بھائی چچازاد ہیں، اس صورت میں حق پرورش کس کو ہے۔

الجواب:- محمد عمر متوفی کی زوجہ نے اگر نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جوکہ لڑکی کا محرم نہیں ہے تو اس کا حق پرورش ساقط ہوگیا، اب بصورت موجودہ جب کہ لڑکی کی نانی، دادی خالہ کوئی نہیں ہے تو حق پرورش لڑکی کی پھوپی یعنی محمد عمر کی ہمشیرہ کو ہے[1]۔ فقط

ماں جب غیر سے شادی کرے اور نانی نہ ہو تو دادی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۳۹) شکر اللہ نے انتقال کیا ایک لڑکا نابالغ اسمٰعیل اور ایک برادر حقیقی اور

---

[1] والحضانۃ یسقط حقہا بنکاح غیر محرمہ ای الصغیر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۲۲۳) ظفیر [2] ثم ای بعد الام بان ماتت او لا او تزوجت باجنبی ام الام الا ثم ام الاب الا ثم الاخت ثم الخالات کذلک ثم العمات کذلک (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۲۲۲ و ص ۲۲۳)، ظفیر [3] فان لم یکن لہ ام فام الام الا فان تکن لہ ام الام فام الاب فان لم تکن لجدۃ فالاخوات الا ثم الخالات الا ثم العمات الا وکل من تزوجت من ہولاء یسقط حقہا (ہدایہ باب الحضانۃ ص ۴۱۴) ظفیر

زوجہ حشمت جس نے نکاح ثانی کرلیا ہے اور والدہ وارث چھوڑے، تو حق پرورش کس کو ہے یعنی اسمٰعیل کی دادی کو یا اسمٰعیل کے نانا کو۔

الجواب:- اسمٰعیل کا حق پرورش بعد نکاح کرلینے حشمت کے غیر سے اسمٰعیل کی دادی کو ہے اور ولایت نکاح اس کے چچا حقیقی کو ہے، نانا کو کچھ حق پرورش نہیں ہے[1]۔

ماں، نانی اور دادی کے بعد حق پرورش بہن کو ہے، ماموں کو نہیں۔

سوال (۱۲۴۰) ایک لڑکی نابالغہ یتیمہ کی پرورش دو سال سے جب سے والدین راہی عدم ہوئے ہیں اس لڑکی کی بڑی بہن کے ذمہ ہے، اور خالہ زاد بہن بھی متکفل ہے۔ اب اس لڑکی کو اپنے قبضہ میں لینے کے لئے حقیقی ماموں نے دعویٰ عدالت کیا ہے اس صورت میں ولایت نکاح اور ولایت پرورش کا حق کس کو ہے۔

الجواب:- نابالغہ کا حق پرورش ماں، نانی، دادی کے بعد اس کی بہن کو ہے، بہن کی موجودگی میں ماموں کو حق پرورش نہیں ہے اور اختیار نکاح کا بھی بصورت نہ ہونے عصبات کے ماں وغیرہ کے بعد بہن کو ہے، ماموں کو کچھ اختیار اور ولایت نکاح نابالغہ کی اس صورت میں نہیں ہے، درمختار میں ہے فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام الخ للاخت الخ ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال[2] الخ۔

---

[1] ثم ای بعد الام الا ام الام الخ ثم ام الاب الا والحاضنۃ یسقط حقہا بنکاح غیر محرمہ ای الصغیر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۲۲۲) الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ الا بلا توسط انثی (ایضاً باب الولی ص ۴۲۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۲ ۱۲ ظفیر۔

ماں جب غیر سے نکاح کرے تو اس کا حق پرورش ختم ہو جاتا ہے

سوال (۱۲۴۱) زید ایک زوجہ اور دختر ڈھائی سالہ چھوڑ کر فوت ہوا، دو سال کے بعد عورت نے نکاح ثانی کر لیا، زید کے چچا زاد بھائی لڑکی کو لے جانا چاہتے ہیں تو عورت لڑکی کو رکھ سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر اس عورت نے نکاح ثانی ایسے شخص سے کیا ہے جو لڑکی کا محرم نہیں ہے تو اس عورت کا حق پرورش ساقط ہو گیا اس کو کچھ حق لڑکی کے روکنے کا اور جبراً رکھنے کا نہیں[1] ہے۔

نانی نہ ہو تو نانا کو حق پرورش نہیں ہے

سوال (۱۲۴۲) زید کی زوجہ فوت ہو گئی، دو لڑکیاں ایک ۱۲ سالہ ایک ۸ سالہ ہیں، زید ان کو اچھی طرح سے پرورش کر سکتا ہے، لڑکیوں کی بہن شادی شدہ اور چچا چچی دادا موجود ہیں، لیکن لڑکیوں کا نانا اپنا حق پرورش بتلا کر روکتا ہے، آیا بمقابلہ زید کے نانا کو حق حضانت حاصل ہے یا نہیں

الجواب:- والدہ کے بعد حق پرورش نابالغان کا نانی کو ہے پھر دادی کو پھر بہن کو[2] پس اگر نانی، دادی نابالغان کی کوئی نہیں ہے، تو حق پرورش ان کی بہن کو ہے نانا کو اس صورت میں کچھ حق روکنے کا نہیں[3] ہے اگر نانی زندہ نہ ہو، اور ولایت و اختیار نکاح باپ کو ہے هكذا في كتب[4] الفقه۔

[1] الحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرمه اى الصغير (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۶۳ ج ۲) ظفير [2] ثم اى بعد الام[؟] ام الام الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت لاب وام الخ ثم الخالات الخ ثم العمات (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۶۴ و ص ۸۶۵ ج ۲) ظفير [3] [4] الولى فى النكاح العصبة بنفسه (ايضاً باب الولى ص ۴۲۲ ج ۲) ظفير۔

لڑکا آٹھ سال کے بعد ولی کے سپرد ہو گا کسی کو حق پرورش نہیں

سوال (۱۲۴۳) سندر خاں کا باپ منو خاں فوت ہو گیا اس نے ایک زوجہ بھوری جان اور ایک پسر سندر خاں نابالغ بھوری جان کے بطن سے اور ایک پسر خان محمد خاں بالغ پہلی زوجہ متوفیہ کے بطن سے چھوڑی، اس وقت سندر خاں کی عمر آٹھ سال کی ہے، اور اس کی والدہ بھوری جان بد چلن آوارہ ہے، تو اس کو حق پرورش سندر خاں کا حاصل ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں سندر خاں پسر منو خاں کا حق حضانت اس کی والدہ مسماۃ بھوری جان کو نہیں ہے کیونکہ اول تو اس کی عمر آٹھ سال کو پہنچ گئی ہے اس حالت میں کسی کو بھی حق حضانت اس کا باقی نہ رہا، اور بھوری جان کو بوجہ بد چلنی وغیرہ کے سندر خاں کا حق حضانت اس حالت میں بھی باقی نہ رہتا، جب کہ سندر خاں لائق حضانت ہوتا جیسا کہ عبارت در مختار اس پر صراحۃً دلالت کرتی ہے الآن تكون مرتدة او فاجرة فجوراً يضيع الو[1] پس اب سندر خاں اپنے ولی کے سپرد کیا جاوے گا جو کہ صورت موجودہ میں اس کا علاتی بھائی خان محمد خاں ہے جیسا کہ شامی میں ہے واذا استغنى الغلام[2] فالعصبة اولى الاقرب فالاقرب[3] الخ اور اس سے پہلے یہ عبارت مذکور ہے واذا استغنى الغلام عن الخدمة اجبر الاب او الوصى او الولى على اخذه[4] اور استغنا کی مدت سات برس کی عمر ہے۔ کما فی الدر المختار وقدر بسبع[5] الخ۔

[1] الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۶۱ ج ۲ ظفير
[2] رد المحتار باب الحضانة ص ۸۶۶ ج ۲ ظفير [3] ايضاً ۱۲ ظفير
[4] الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۶۶ ج ۲ - ظفير

بچہ کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے

سوال (۱۲۴۴) بچہ کو دودھ پلوانا والدین میں سے کس پر فرض ہے خواہ وہ غریب ہوں یا امیر۔

الجواب:۔ دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے، یعنی یہ کہ اگر ماں دودھ نہ پلادے تو باپ کسی مرضعہ کو مقرر کرے کہ وہ ماں کے پاس رہ کر دودھ پلادے لیکن اگر باپ غریب ہے اور ماں کو کوئی عذر نہیں ہے تو ماں کے ذمہ بچہ کو دودھ پلانا ضروری ہے[1]۔

ماں کے بعد حق پرورش نانی کو ہے

سوال (۱۲۴۵) ماں کے بعد نانی کو نابالغان کی حضانت کا اختیار ہوتا ہے یا کسی دیگر رشتہ دار کو۔

الجواب:۔ حق حضانت ماں کے بعد نانی کو[2] ہے۔

لڑکی کے بالغ ہونے تک حق پرورش ہے

سوال (۱۲۴۶) لڑکی کے حائضہ ہونے سے پہلے اور جب کہ لڑکی اپنی نانی کے پاس رہنا چاہتی ہو کہ جس نانی نے اسے پرورش کیا اور جس کو اس لڑکی کی حضانت کا اختیار ہو، اس صورت میں اس لڑکی کو کوئی مرد رشتہ دار بعید جو مجرد ہو اور نامحرم لڑکی کا ہو تو وہ شخص لڑکی کو بجبر اس کی نانی سے کیا لے سکتا ہے؟

الجواب:۔ حق حضانت لڑکی کے حائضہ ہونے تک نانی کو ہے

[1] الحضانة تثبت للام الخ ولا تجبر من لها الحضانة عليها الا اذا تعينت لها ولم ياخذ ثدى غيرها اولم يكن للاب ولا للصغير مال به يفتى (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ج ۲) ظفير

[2] ثم بعد الام بان ماتت اولم تقبل الخ ام الام وان علت (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۷ ج ۲ و ص ۸۷۸ ج ۲) ظفير

دور کا رشتہ دار اگرچہ وہ ولی نکاح کا ہو، نانی سے اس کو نہیں لے[1] سکتا۔

زمانہ گذشتہ کا نفقہ نانی ولی سے نہیں لے سکتی

سوال (۱۲۴۷) اگر لڑکی کی حضانت کا زمانہ ختم ہو گیا ہو، اور لڑکی کا ولی لڑکی کو اس عورت سے کہ جس کی حضانت میں وہ رہی ہو، لینا چاہے تو کیا اس عورت کو خرچہ پرورش جو اس کی پرورش میں خرچ ہوا ہے اس شخص سے کہ جو اپنے قبضہ میں لے لینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ زمانہ گذشتہ کا خرچہ نانی وغیرہ جس کو حق حضانت ہے، ولی عصبہ سے نہیں لے سکتی[2]۔

بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کو ماں سے جدا نہیں کیا جا سکتا ہے

سوال (۱۲۴۸) لڑکی کے حائضہ ہونے سے پہلے بغیر رضامندی لڑکی کے نانی سے کوئی جدا کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نہیں[3]۔

[1] ثم بعد الام الخ ام الام الخ والحاضنة الخ احق به الخ والام والجدة لام ولاب الخ احق بها اى بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ فى ظاهر الرواية (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۷ ج ۲ و ص ۸۸۲ ج ۲) ظفير

[2] والنفقة لا تصير دينا الا بالقضاء او الرضا اى اصطلاحهما على قدر معين اصنافا الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۰۶ ج ۲) ظفير

[3] فان لم تكن له ام فام الام اولى من ام الاب والام والجدة لام او لاب احق بالجارية حتى تحيض (هدايه باب حضانة الولد ص ۳۱۳ ج ۲ و ص ۳۱۴ ج ۲) ظفير۔

حق پرورش کی مدت

سوال (۱۲۴۹) دختر کو اس کی ماں کو اور ماں نہ ہو تو نانی کو حق حضانت کس مدت تک ہے، اور دختر کے باپ کا چچازاد بھائی دختر کو اس کی نانی سے بجبر لینے کا مجاز ہے یا نہیں۔

الجواب:- ماں کو اور اس کے بعد نانی کو حق حضانت لڑکی کا اس لڑکی کے حائضہ ہونے تک ہے یعنی بالغہ ہونے تک ہے، اور ولایت نکاح نابالغہ کے عصبات کو ہے علی ترتیب الارث والحجب۔ اور اگر کوئی ولی محرم لڑکی کا نہ ہو بلکہ غیر محرم ہو تو لڑکی بعد پورا ہونے حق حضانت کے اس کے سپرد نہ کی جاویگی، بلکہ جس کے پاس ہے مثلاً نانی وغیرہ کے اسی کے پاس چھوڑی جاوے گی، درمختار میں ہے والام والجدۃ لام اواب احق بھا ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاھر الروایۃ الخ وفی رد المحتار وفی الخلاصۃ وغیرھا واذا استغنی الغلام او بلغت الجاریۃ فالعصبۃ اولیٰ یقدم الاقرب فالاقرب ولا حق لابن العم فی حضانۃ الجاریۃ الخ قلت بقی ما اذا انتھت الحضانۃ ولم یوجد لہ عصبۃ ولا وصی فالظاھر انہ یترک عند الحاضنۃ[1] الخ وفیہ ایضاً وبتعلیلھم بان ابن العم غیر محرم وانہ لا حق لغیر المحرم۔

ماں کے بعد نانی کو پھر دادی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۵۰) زید کا انتقال ہوگیا اور زید کے تین لڑکیاں صغیر سن ہندہ بیوۂ زید کے بطن سے ہندہ کے پاس موجود ہیں، انتقال زید کے دو برس بعد ہندہ نے بچوں کے نامحرم سے نکاح ثانی کرلیا تو حق حضانت لڑکیوں کا ان کی نانی کو ہے یا علاتی بہن اور پھوپی کو، جب کہ علاتی بہن اور پھوپی لڑکیوں کا صرف خود اپنے پاس سے اٹھاویں۔

[1] رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۲۹ / ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

الجواب:- قال فی الدر المختار ثم ای بعد الام الخ ام الام الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت لاب وام ثم لام ثم لاب[1] الخ وفی الشامی اذا ارادت ام امہ تربیتہ باجر وام ابیہ ترضی بذلک مجاناً فاجبت بانہ یدفع للمتبرعۃ[2] الخ ص ۶۳۵

روایت درمختار سے یہ معلوم ہوا کہ نانی اور دادی کے بعد بہن کا حق ہے اور روایت شامی سے معلوم ہوا کہ ان میں سے جو مفت پرورش کرے وہ احق ہے، لہٰذا صورت مذکورہ میں لڑکیاں علاتی بہن اور پھوپی کے پاس چھوڑی جائیں گی تاکہ لڑکیوں کا نقصان مالی نہ ہو۔

نابالغ کا حق پرورش

سوال (۱۲۵۱) زید فوت ہوا۔ اس نے ایک زوجہ تین لڑکیاں چھوڑی، ایک کی عمر ڈھائی برس کی ہے، حق پرورش کس کو ہے۔

الجواب:- پرورش کا حق اول اس کی والدہ کا ہے، پھر نانی کا، پھر دادی کا اور پھر بہنوں کا حق ہے[3]۔

بلوغ کے بعد ولی کے حوالہ

سوال (۱۲۵۲) اس لڑکی کا مال بالغ ہونے پر اسی کو دیا جاوے یا کیا کیا جاوے۔

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۲۸ وص ۸۲۹ / ج ۲۔ ظفیر

[2] رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۲۳ / ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

[3] احق الناس بحضانۃ الصغیر حال قیام النکاح او بعد الفرقۃ الام الخ وان لم تکن لہ ام تستحق الحضانۃ الخ فام الام اولیٰ من کل واحدۃ الخ فان لم یکن للام ام فام الاب اولیٰ ممن سواھا الخ فان ماتت الخ فالاخت لاب وام (عالمگیری مصری کتاب الطلاق الباب السادس عشر فی الحضانۃ ص ۳۸۲ / ج ۱۔ ظفیر)

الجواب:- بالغ ہونے پر اسی کو دیا جاوے گا[۲]۔

پرورش کا خرچ

سوال (۱۲۵۳) خرچ پرورش کس کے ذمہ ہے اور کس قدر اور کتنی مدت تک۔

الجواب:- اگر خود اس لڑکی کا مال موجود ہے تو اس میں سے اس کا خرچہ لیا جاوے گا، اور اگر اس کے پاس نہیں ہے یعنی اس کے باپ نے کچھ نہیں چھوڑا تو والدہ وغیرہ کے ذمہ ہے اور ترتیب اس کی کتب فقہ میں مذکور ہے۔ کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جس کے ذمہ اس کا نفقہ ہے اس کے ذمہ یہ خرچ پرورش کا ہے اور مدت حضانت مذکر کے لئے سات برس ہے اور مؤنث کیلئے بلوغ یعنی حیض کا آنا ہے[۲]۔

بچہ کا ولی کون ہوگا

سوال (۱۲۵۴) بعد پرورش کون ولی ہوگا۔

---

[۱] نفقة الاولاد الصغار على الاب لايشاركه فيها احد الخ ارضاع الصغير اذا يوجد من ترضعه انما يجب على الاب اذا لم يكن للصغير مال و اما اذا كان له مال فتكون مؤنة الرضاع فى مال الصغير كذا فى المحيط الخ ونفقة الصبى بعد الفطام اذا كان له مال فى ماله الخ وان كان الاب معسرا وليس للصغير مال يقضى بالنفقة على الجد ولا يرجع الجد بذلك على احد (عالمگیری مصری كتاب الطلاق الباب السابع عشر فى النفقات فصل رابع ص۴۹۶ ج۱ و ص۴۹۸ ج۱) ظفير۔

[۲] والام والجدة احق بالغلام حتى يستغنى وقدر بسبع سنين و قال القدورى حتى ياكل ويشرب وحده ويستنجى وحده وقدره ابوبكر الرازى بتسع سنين والفتوى على الاول والام والجدة احق بالجارية حتى تحيض (عالمگیری مصری كتاب الطلاق الباب السادس فى الحضانة ص۵۴۱ ج۱) ظفير

الجواب:- ولی عصبات ہوتے ہیں علی ترتیب الارث والحجب کما فی الدر المختار پس اس صورت میں اگر دادا وغیرہ موجود نہیں ہے تو چچا ولی ہے[۱]۔

نابالغوں کا حق پرورش کس کو ہے

سوال (۱۲۵۵) زید نے انتقال کیا چار لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑ کر، اس میں ایک لڑکا اور لڑکیاں بالغہ زوجہ اول متوفیہ سے ہیں، اور تین لڑکے نابالغ زوجہ ثانیہ موجودہ سے ہیں، نابالغان کی حق پرورش اور جائداد کا محافظ اور امین کون ہے۔

الجواب:- نابالغان کا حق حضانت یعنی حق پرورش اس صورت میں ان کی والدہ کو ہے[۲]، اور ولی نکاح نابالغان کا ان کا بھائی علاتی ہے جو کہ بالغ ہے[۳]، اور حصہ جائداد وغیرہ جو نابالغان کا ہے وہ ان کی والدہ کے پاس رکھا جاوے۔

---

[۱] الولى فى النكاح لا المال العصبة بنفسه الخ على ترتيب الارث والحجب الخ فان لم يكن عصبة فالولاية للام (در مختار) قوله فيقدم ابن المجنونة الخ ثم يقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقيق ثم لاب الخ ثم ابن الاخ الشقيق ثم لاب ثم العم الشقيق ثم لاب ثم ابنه (رد المحتار باب الولى ص۴۲۶ ج۲ و ص۴۲۸ ج۲) ظفير

[۲] اذا وقعت الفرقة بين الزوجين فالام احق بالولد (هدايه باب حضانة الولد ص۴۱۳ ج۲) ظفير۔

[۳] الولى فى النكاح العصبة بنفسه الخ على ترتيب الارث والحجب (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولى ص۴۲۶ ج۲) ظفير۔

خالہ اور چچا میں حق پرورش کس کو ہے

سوال (۱۲۵۶) ایک لڑکی نابالغہ کے والدین مرچکے ہیں، صرف خالہ اور چچا موجود ہیں، اس صورت میں حق حضانت کس کو ہے۔

الجواب: - اس صورت میں حق حضانت نابالغہ کا خالہ کو[1] ہے اور ولی نکاح کا اس کا چچا ہے، کذا فی الدر المختار[2]۔

حق پرورش ماں کو ہے اور حق ولایت عصبات کو

سوال (۱۲۵۷) زید نے زوجہ اول مرحومہ سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا بالغ اور زوجہ ثانیہ موجودہ سے تین لڑکے نابالغان چھوڑ کر انتقال کرگیا، نابالغہ ثلاثہ کا حق پرورش اور جائداد و نکاح کا ولی کون ہے۔

الجواب: - حق پرورش نابالغان کا ان بچوں کی والدہ کو ہے اور ولایت نکاح عصبات کو ہوتی ہے، لہذا اس صورت میں اگر دادا ان نابالغوں کا موجود نہیں تو ان کے نکاح کا ولی ان کا علاتی بھائی ہے، اور جائداد کی ولایت بھائی کو نہیں ہے، اس صورت میں حکام جس کو منتظم مقرر کردیں وہ انتظام کرے[3]

حق پرورش نانی کو ہے اور ولایت نکاح تایا کو ہے

سوال (۱۲۵۸) ایک لڑکی بعمر تخمیناً گیارہ برس کی اپنی نانی حقیقی کے پاس رہتی ہے اس وجہ سے کہ اس کے والدین مرچکے ہیں۔ البتہ اس لڑکی کا تایا زندہ ہے، اس صورت میں حق پرورش

[1] ثم الخالات اولیٰ من العمات ترجیحا لقرابة الام (هدایه باب حضانة الولد ومن احق ص ۴۱۳ ج ۲) ظفیر

[2] الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الا علی ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۶ ج ۲) ظفیر

[3] الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الا علی ترتیب الارث والحجب (در مختار) لا المال فان الولی فیه الاب ووصیه والجد ووصیه والقاضی ونائبه فقط (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۲ ج ۲) ظفیر

لڑکی مذکورہ کا اور ولایت نکاح کی کس کو ہے۔

الجواب: - اس صورت میں حق پرورش لڑکی کا اس کی نانی کو ہے حیض آنے تک یعنی بالغہ ہونے تک وہ نانی کے پاس رہے گی اور تایا اس کو نہیں لے[1] سکتا، البتہ ولایت اور اختیار نکاح نابالغہ کا اس کے تایا کو ہے جبکہ اس سے قریب تر کوئی عصبہ موجود نہیں[2] اور یہ ولایت اور اختیار لڑکی کے عدم بلوغ تک ہے بعد بالغہ ہونے کے کسی ولی کا جبر اس پر نہیں ہوسکتا خود لڑکی بالغہ کی اجازت ورضا سے اس کا نکاح ہوسکتا[3] ہے۔

پھوپی اور تائی میں حق پرورش کس کو ہے

سوال (۱۲۵۹) ایک لڑکا بعمر ڈیڑھ سال ہے اس کے والدین فوت ہوگئے ہیں، اب ورثا میں جھگڑا ہورہا ہے، لڑکے کی پھوپی کہتی ہے کہ لڑکا اور مال مجھ کو ملنا چاہئے، اور تائی کہتی ہے کہ مجھ کو ملنا چاہئے، لڑکے کا چچا تایا کوئی زندہ نہیں ہے، پھوپی اور پھوپی زاد بھائی اور تائی زندہ ہے، مال اور لڑکا کس کے پاس رہے گا۔

الجواب: - اس صورت میں اس لڑکے کی پرورش کا حق اس کی

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل ... والام والجدة لام او لاب احق بها للصغیرة حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة (در مختار) وبلوغها اما بالحیض او الانزال او السن ط (رد المحتار باب الحضانة ص ۸۶۴ و ص ۸۶۸ ج ۲) ظفیر۔

[2] الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الا علی ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۶ ج ۲) ظفیر

[3] لا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۱ ج ۲) ظفیر۔

پھوپی کو ہے، تائی اور پھوپی زاد بھائی کو کچھ حق بمقابلہ پھوپی کے نہیں ہے، چنانچہ درمختار میں خالہ کے بعد پھوپی کا حق لکھا ہے۔ ثم الخالات ثم العمات کذلک[1] اھ

حق پرورش ماں کو ہے

سوال (۱۲۶۰) زید کے پاس ایک داشتہ عورت موجود ہے، یہ عورت جس وقت زید کے پاس آئی تو اپنے ساتھ ایک لڑکا ہشت سالہ لائی، زید نے اس متبنیٰ ویالک کو اپنے پاس رکھا اور پرورش کی، وہ لڑکا جب بالغ ہوا تو اس کا نکاح ہندہ سے کر دیا، بطن ہندہ سے دو لڑکے ہوئے، ایک کی عمر چار سال دوسرے کی چھ سال ہے۔ دو سال ہوئے ہندہ کا زوج مر گیا، زید نے مسماۃ کے پاس جس قدر زیورات وکپڑے واثاث البیت وغیرہا تھے بروز وفات شوہر ہندہ زبردستی چھین لئے، مسماۃ میکہ میں چلی آئی اور اس کا باپ اس کی اور دونوں صغیر بچوں کی پرورش کرتا ہے، وہ عورت اپنے شوہر کے پاس زید سے علیحدہ دوسری جگہ رہتی تھی اور اس کا شوہر آٹھ سال سے زید سے علیحدہ رہتا تھا۔ اور زیور واثاث البیت مال ومتاع سب مکسوبہ زوج مسماۃ تھا۔ اب زید نے عدالت میں دعویٰ کیا ہے کہ دونوں اطفال صغیر مجھے دلواتے جاویں، میں ان کی پرورش کروں گا عدالت نے اس مقدمہ کو پنچائت کے سپرد کیا، پنچوں نے یہ لکھا ہے جس صورت میں دونوں بچے صغیر ہیں اور ماں ان کی پرورش کی درخواست کرتی ہے تو فی الحال وہ بچے زید کو نہ دیئے جاویں، بلکہ ماں کے پاس رہیں، کیونکہ نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ جلد ۲ باب الحضانت میں صفحہ ۳۰۲ میں ہے کہ تربیت کی حقدار اول ماں ہے اس پر جبر نہ کریں گے اگرچہ اس میں اور خاوند میں تفریق ہو جاوے یعنی طلاق دی ہو، اس لئے کہ روایت ہے حضرت عبد اللہ بن عمر سے کہ ایک عورت نے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۷۵ ج ۲۔ ظفیر

کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بیٹا تھا، پیٹ میرا اس کا برتن، چھاتی میری اس کی مشک گود میری اس کا مکان، اس کے باپ نے مجھے طلاق دی اور چاہتا ہے کہ اس کو مجھ سے چھین لے، سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہ تو زیادہ حقدار ہے اس کے رکھنے کی جب تک کہ نکاح نہ کرے، روایت کیا اس کو ابو داؤد واحمد وحاکم نے اور صحیح کہا اس کو، اور اس واسطے کہ ماں کی شفقت زیادہ۔ ہے تو اس کو دینا اچھا ہوگا، حضرت ابو بکرؓ نے نہ دیا حضرت عمرؓ کو بلکہ سپرد کیا اس کو اس کی ماں کے وقت وقوع فرقت کے، روایت کیا اس کو مالکؒ نے اور زیادہ کیا بیہقی نے کہ کہا ابو بکرؓ نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ نہ جدا کی جاوے والدہ اپنے لڑکے سے، اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت عمر ابن الخطابؓ نے طلاق دی جمیلہ بنت عاصم بن ابی الافلح کو، تو اس نے نکاح کیا، اور آئے حضرت عمرؓ اور لے لیا اپنے بیٹے کو اور پکڑا اس کو اس کی ماں نے، یہاں تک کہ مرافعہ کیا دونوں نے حضرت ابو بکرؓ کے پاس، تو فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے کہ چھوڑ دو اس لڑکے کی ماں اور اس لڑکے کو تو لے لیا اس کی ماں نے لڑکے کو، اور ایک روایت میں مصنف کے ہے کہ فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے کہ چھونا ماں کا، گود اس کی، بو اس کی بہتر ہے اس کے لئے تم سے یہاں تک کہ جوان ہو جاوے لڑکا تو اختیار کرے اپنے نفس کو انتہی۔ اور مجموعۃ الفتاویٰ جلد ۳ ص ۸۱ مولانا عبد الحی بجواب ایں سوال کہ عصبات را ہم حق حضانۃ است یا نہ، لکھتے ہیں، ہر گاہ مادر یا خالہ یا مادرِ مادر یا مانند آنہا نباشند یا آنکہ بعذرے حق اینہا ساقط شود برائے پرورش بعصبات دادہ خواہد شد، در عالمگیریہ می آرد اذا وجب الانتزاع من النساء اولم یکن للصبی امرأۃ من اہلہ یدفع الی العصبۃ[1] انتہی۔ اور بر جواب

[1] عالمگیری مصری باب الحضانۃ ص ۵۴۲ ج ۱۔ ظفیر

سوال باوجود مادر وخواہرش جدہ را حق حضانت می رسد یا نہ، تحریر فرماتے ہیں فی الدر المختار ثم ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقها او تزوجت باجنبی ام الام وان علت عند عدم اهلية القربى ثم ام الاب وان علت انتهى[1]۔ اور اسی کتاب کے جلد ۳ ص ۸ میں باب الحضانۃ میں ہے، سوال حق حضانۃ کہ مادر راست بکدام عذر ساقط می شود، جواب بعذر آنکہ مرتد شود یا فاجرہ باشد بزنا یا غنا یا سرقہ یا نیاحہ یا مانند آں یا پرورش نہ نماید کہ طفل را گذاشتہ اکثر اوقات از خانہ می برآید یا آنکہ بغیر محرم دختر را نکاح کرد۔ در در مختار می آرد والحضانۃ تثبت للام ولو بعد الفرقة الا ان تكون مرتدة او فاجرة فجورا يضيع الولد به كزنا وغنا وسرقة ونياحة كما في البحر او غير مامونة ذكره في المجتبى بان تخرج كل وقت وتترك الولد ضائعا او متزوجة بغير محرم الصغيرة انتهى[2] بناءً علیہ بچے صغیرہ والدہ کی پرورش میں رہیں گے، یہ فیصلہ پنچوں کا صحیح ہے یا نہ۔

الجواب: - اس میں شبہ نہیں کہ حق حضانت اول والدہ کو ہے پھر نانی کو پھر دادی کو الی آخر الترتیب اور لڑکے کی پرورش کا حق والدہ وغیرہ کو سات برس کی عمر تک ہے اور لڑکی کی پرورش کا حق والدہ اور جدہ کو بالغہ ہونے تک موافق ظاہر الروایۃ کے ہے۔ اور امام محمدؒ کے قول کے موافق نو برس تک[3]۔ بہر حال

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۸۴ ج ۲۔ ظفیر [2] ایضاً ص ۸۸۴۔ ظفیر
[3] الحضانة تثبت للام ولو بعد الفرقة الخ ثم ای بعد الام بان ماتت الخ ام الام ثم ام الاب الخ والام والجدة احق بها ای بالصغيرة حتى تحيض ای تبلغ فی ظاهر الرواية الخ وغيرهما احق بها حتى تشتهى وقدر بتسع وبه يفتى وعن محمد ان الحكم فی الام والجدة كذلك وبه يفتى (ایضاً ص ۸۸۴ ج ۲) ظفیر

مدت مذکورہ میں دونوں بچوں کی پرورش کا حق والدہ کو ہے اور اگر باپ ان بچوں کا نہیں ہے تو زید کو کچھ حق ولایت نہیں، حق نابالغان کا بھی نہیں ہے، پس فیصلہ پنچان جو متعلق حق حضانت والدہ کے ہوا، صحیح موافق شریعت کے ہے۔ اور عبارات کتب معتبرہ مع ترجمہ خود فیصلہ پنچان میں درج ہیں۔ اور کسی عبارت کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

صورت مسئولہ میں حق پرورش دادی کو ہے

سوال (۱۲۶۱) ہندہ مرگئی اور اس کے چار بچے ہیں ہر بچہ سات برس سے کم ہے: ان بچوں کے نانا اور دادا اور دادی وخالہ اور پھوپی وباپ موجود ہیں، اس صورت میں کون ان بچوں کو رکھ سکتا ہے۔

الجواب: - حق حضانت دادی کو ہے اور ولایت نکاح باپ کو ہے[1]

پرورش کی کیا مدت ہے اور اس کے بعد کیا حکم ہے

سوال (۱۲۶۲) پرورش کرنے کی مدت کتنی ہے؟ اور کتنی مدت کے بعد والد اپنے لڑکے بچے کو لے سکتا ہے۔

الجواب: - حق پرورش لڑکے میں سات سال ہے اور لڑکی میں حیض آنے تک، بعد مدت مذکورہ والد اپنے بچوں کو لے سکتا ہے، والحاضنة احق بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى وبالصغيرة حتى تحيض فی ظاهر الرواية[3]۔ در مختار

ماں جب فاجرہ ہو تو اس کو حق پرورش حاصل نہیں رہتا

سوال (۱۲۶۳) میرا بھائی چھ سال ہوئے انتقال کر گیا، اور اس نے اپنی دختر کو جس کی عمر چار سال

---

[1] ثم ای بعد الام الخ ام الام الخ ثم ام الاب وان علت (الدر المختار علی هامش رد المختار باب الحضانۃ ص ۸۸۴ ج ۲) ظفیر [2] الولی فی النكاح العصبة بنفسه بلا توسط انثى على ترتيب الارث والحجب (ایضاً باب الولی ص ۴۳۵ ج ۲) ظفیر
[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۸۸ ج ۲، ۱۲ ظفیر

کی تھی اپنے بڑے بھائی اور چھوٹی بہن کے سپرد کر گیا، ڈیڑھ سال ہوا کر بڑا بھائی بھی فوت ہو گیا، بعد ازاں لڑکی میری چھوٹی بہن کی سپردگی میں رہی، اس وقت لڑکی میرے پاس ہے جس کی عمر دس برس کی ہو چکی ہے، میری بھاوج یعنی لڑکی کی والدہ کے ایک لڑکا فعل حرام سے تولد ہوا، اس صورت میں لڑکی کی پھوپی لڑکی کی ولی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - درمختار میں ہے کہ اگر ماں مرتدہ ہو جاوے یا زانیہ ہو یا غیر مامون ہو تو اس کا حق پرورش ساقط ہو جاتا ہے اور اس کے بعد جس کا حق ہے اس کے پاس بچہ رہے گا، پس اس صورت میں جبکہ پھوپی کے سوا ماں کے بعد اور کوئی حقدار نہیں ہے تو پھر پھوپی کو حق پرورش ثابت ہو جاوے گا لڑکی کے بالغہ ہونے تک پھوپی اس کو رکھ سکتی ہے۔ اور جب لڑکی بالغہ ہو جاوے تو اس کی اجازت سے پھوپی اس کا نکاح بھی کر سکتی ہے درمختار میں ہے الا ان تکون مرتدۃ او فاجرۃ فجورا یضیع الولد به كزنا الخ او غیر مامونة[1] الخ۔ فقط

حق پرورش کی ترتیب

سوال (۱۲۶۴) نابالغہ کی پرورش کا حق ماں کے بعد اول نانی کو ہے یا بہن کو، اور ولایت نکاح میں کس کا درجہ مقدم ہے۔

الجواب: - ثم ای بعد الام الخ ام الام الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت درمختار[2] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حق پرورش نابالغہ میں ماں کے بعد نانی کا حق بہن سے مقدم ہے اور ولایت نکاح نابالغہ میں بھی نانی مقدم ہے بہن سے۔ وفادلہ هم الام ثم الجدۃ ثم الاخت لاب وام الخ شامی[3] باب الولی۔ فقط

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۴۲ / ۲ ظفیر

[2] ایضاً ص ۸۸۱ / ۲ ظفیر [3] رد المحتار باب الولی ص ۴۲۹ / ۲ ظفیر۔

جیسا بھی ماحول ہو ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۶۵) میرا لڑکا عبدالقادر جس کی عمر ۳ ½ سال ہے، کچھ عرصہ چار ماہ ہوا، اس کی والدہ انتقال کر گئی، وہ اپنے نانا، نانی کے یہاں مقیم ہے جہاں پر اس کی تربیت اسلام کے خلاف گالی گلوج اور لغویات سے ہو رہی ہے، لیکن اس کے نانا، نانی اس کو میرے پاس آنے نہیں دیتے تو از روئے شریعت اس کو وہاں اسی حالت میں رہنے دیا جاوے یا تربیت اسلام کے واسطے کوشش کر کے ان سے لے لیا جاوے۔

الجواب: - آپ کے لڑکے عبدالقادر سلمہ کی والدہ چونکہ انتقال کر گئی ہے تو بحالت موجودہ ان کی پرورش کا حق اس کی نانی کو ہے، سات برس تک وہ رکھ سکتی ہے، اس کے بعد آپ لے سکتے ہیں اور اپنے پاس رکھ کر ہر قسم کی تعلیم شروع کرا سکتے ہیں، یہ عمر ایسی ہے کہ اگر کچھ وہاں کی صحبت سے لڑکے میں جو برے اثرات کچھ پیدا بھی ہوں گے تو ان اثرات کا ازالہ جلد ہو سکتا ہے، هکذا فی کتب الفقه[1]۔ فقط

نو سال کے بعد لڑکا کو باپ اس کی ماں سے لے سکتا ہے

سوال (۱۲۶۶) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اس کے ایک لڑکا صغر سن تھا جس کی عمر سات سال سے کم تھی، کچھ عرصہ کے بعد عورت نے نکاح ثانی کر لیا بچہ کے غیر محرم سے اور بچہ کی عمر بھی نو سال کی ہو گئی تو عورت سے بچہ کا مطالبہ اس کے باپ نے کیا، لیکن اس کی ماں دینا نہیں چاہتی، اس صورت میں باپ کی موجودگی

---

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت الخ ام الام الخ والحاضنة اما او غیرها احق به ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبه یفتی (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۴۲ و ص ۸۸۱ / ۲) ظفیر

میں کوئی دوسرا ولی ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- لڑکے کی پرورش کا حق والدہ وغیرہ کو سات برس کی عمر تک رہتا ہے۔ اس کے بعد اس کو کچھ حق نہیں رہتا کما فی الدر المختار والحاضنۃ اما او غیرھا احق بہ ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی[1]، اور نیز والدہ کا حق پرورش بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرلینے سے ساقط ہوجاتا ہے، والحاضنۃ یسقط حقھا بنکاح غیر محرمہ الخ درمختار[2]۔ لہذا اس صورت میں کسی طرح والدہ، نانا، نانی وغیرہم کو اس لڑکے کے روکنے کا کچھ حق نہیں ہے، باپ اس کو لے سکتا ہے اور باپ اس کا ہر طرح حقدار ہے، اور باپ کی موجودگی میں دوسرا کوئی ولی اقرب اس لڑکے کا نہیں ہے۔

والدہ کے بعد حق پرورش نانی کو سات سال کی عمر تک ہے

سوال (۱۲۶۷) میری زوجہ ثانی کا انتقال ہوگیا ہے، ایک بچہ جس کی عمر تقریباً پانچ سال ہے، اپنے نانا کے پاس ہے۔ ان کو بھوپال روانہ کرنے میں اصرار ہے یا میرے مقابلے میں اس کا ولی نانا یا ماموں ہوسکتا ہے۔

الجواب:- اس لڑکے نابالغ کے مال اور نکاح کی ولایت آپ کو ہے، اور حق پرورش سات برس کی عمر تک والدہ کے بعد اول نانی کو اس کے بعد دادی کو اس کے بعد بہنوں کو ہے، پس اگر نانی بچہ کی موجود ہے اور وہ اس کو اپنی پرورش میں رکھنا چاہتی ہے تو آپ سات برس کی عمر ہونے پر اس کو لے سکتے ہیں، اور اگر نانی بچہ کی موجود نہیں ہے تو حق پرورش بچہ مذکور کا اس کی دادی

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۸۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] ایضاً ص ۸۸۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر

اور بہنوں کو[1] ہے، ان کے حضانت میں نانا اور ماموں کو حق پرورش نہیں ہے بلکہ نانا اور ماموں کا درجہ حق پرورش میں باپ وغیرہ کے عصبات کے بعد ہے اور پرورش کرنے والی لڑکے کو آپ کی اجازت سے بھوپال لے جاسکتی ہے،

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت الخ ام الام ثم ام الاب الخ ثم الاخت لاب وام ثم لام الخ والحاضنۃ اما او غیرھا احق بہ ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۷۷ ج ۲ و ص ۸۸۱ ج ۲) ظفیر۔

باب ہشدہم

نان ونفقہ سے متعلق احکام ومسائل

شوہر کے خلاف مرضی جب بیوی میکے چلی جائے تو حق نفقہ نہیں رہتا

سوال (۱۲۶۸) ایک عورت کے پیٹ میں لڑکا مر گیا، ڈاکٹر سے نکلوایا گیا جس کے صدمہ سے دونوں مقام ایک ہوگئے، مرد کے کام کی نہیں رہی، اس نے دوسرا نکاح کیا، یہ اس دوسری عورت سے بھی لڑی اور تنگ کیا، پھر اپنا اور اس دوسری عورت کا کل زیور لے کر اپنے باپ کے مکان میں چلی گئی اور اس سے انکار کرتی ہے کہ میں نہیں لائی۔ اب شوہر کو یہ خیال ہے کہ اگر طلاق دوں تو کوئی شخص اس سے نکاح نہ کرے گا، یہ خیال ہے کہ اس کو اس کے باپ کے گھر خرچ دیدیا کرے۔

الجواب:- جب کہ وہ عورت شوہر کے گھر سے خلاف مرضی شوہر کے اپنے باپ کے گھر چلی گئی، نفقہ اس کا ساقط ہوگیا، اگر وہاں رہتے ہوئے شوہر اس کو نفقہ نہ دے گا تو گنہگار نہیں ہے۔ اور اگر دیدیوے تو

تو یہ شوہر کا تبرع اور احسان ہے گنہ کچھ نہیں[1]۔ فقط

گذشتہ سالوں کے اخراجات کی ادائیگی شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۲۶۹) زید اپنی زوجہ کو سسرال میں رکھتا تھا اور کل خرچہ اس کا اس کے والدین اٹھاتے تھے، زید نے کبھی کچھ نہیں دیا، اب اس کے والدین اس سے خرچہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:- مذکورہ بالا اخراجات جو زوجہ زید کے والدین نے اپنی لڑکی پر صرف کئے ان کے مطالبہ کا حق اس کے والدین کو نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار والنفقة لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء الخ[2]۔ فقط

شوہر نفقہ بند کردے تو کیا کیا جائے

سوال (۱۲۷۰) خاوند بسبب ناراضگی کے بیوی کا نفقہ بند کردے تو کیا کرنا چاہئے۔

الجواب:- شریعت میں اس کا علاج یہ ہے کہ شوہر کو مجبور کیا جائے کہ نان ونفقہ دیوے یا طلاق دیوے[3]۔ فقط

بیویوں کا حق مکان ہے، بہتر ہونا ضروری نہیں

سوال (۱۲۷۱) ایک شخص کے دو بیبیاں ہیں اور ہر ایک بیوی کو ایک مکان علیحدہ دیا، اب عرصہ کے بعد ایک بیوی مکان بدلنا چاہتی ہے، کیونکہ ایک کے پاس کڑی چھت کا ہے، اور دوسری کے پاس کھپریل کا ہے۔ اب آیا زوج کو مکان کا بدل دینا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر نہ بدلے تو کچھ گنہ تو نہیں؟

---

[1] ولا نفقة لاحد عشر الی ان قال وخارجة من بیته بغیر حق وهی الناشزة حتی تعود (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۹۰/۲) ظفیر

[2] ایضاً ص ۹۰۶/۲ ظفیر [3] ویجب (الطلاق) لوفات الامساک بالمعروف (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۰/۲) ظفیر

الجواب:۔ اس میں زوج پر کچھ گناہ نہیں ہے، حق سکونت ہر دو زوجہ کا ادا ہو گیا، اور اب دوسری زوجہ کو بدلنے کا کچھ حق نہیں[1]۔

خسر سے عدت کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں

سوال (۱۲۷۲) (م) شوہر (ز) اپنی زندگی میں اپنے باپ کے ساتھ اکٹھا رہتا تھا، اب بعد انتقال (م) کے (ز) اپنے خسر سے اپنے زمانہ عدت کے نفقہ اور مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں؟ نیز بعد وفات (م) (ز) کے لڑکا پیدا ہوا، اور پندرہ ماہ زندہ رہ کر فوت ہو گیا، اس کا پندرہ ماہ کا خرچہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ زمنکوحہ م کی اپنے خسر سے مطالبہ نفقہ عدت وغیرہ کا نہیں کر سکتی[2]، اگر م نے کچھ ترکہ مملوکہ اپنا چھوڑا ہے تو مہر اپنا اس ترکہ شوہری میں لے سکتی ہے، اور حصہ میراث اپنا اور اپنے پسر کی طرف سے جو اس کو پہنچا وہ لے سکتی ہے،

شوہر بیوی کو نکال دے تو اس کا نفقہ اس پر واجب ہے

سوال (۱۲۷۳) اگر شوہر زوجہ را از خانہ خود بدر کند و طلب نہ نماید، نفقہ اش بذمہ شوہر واجب است یا نہ؟ واگر زوجہ بسبب عدم ادائے حقوق طلاق طلب کند عاصی ہست یا نہ؟۔

الجواب:۔ اگر شوہر زوجہ را از خانہ خود بدر کند و طلب نہ نماید نفقہ اش بذمہ شوہر واجب است زوجہ نالش کردہ بگیرد[3]، واگر بسبب عدم ادائے

[1] وعلی الزوج ان یسکنها فی دار مفردة لیس فیها احد من اهله (هدایه باب النفقة ص ۴۲۱/۲) ظفیر [2] النفقة واجبة للزوجة علی زوجها مسلمة کانت او کافرة اذا سلمت نفسها الی منزله فعلیه نفقتها وکسوتها وسکناها (ایضاً ص ۴۱۷/۲) ظفیر
[3] تجب للزوجة علی زوجها (النفقة) الی قوله ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی وکذا اذا طالبها ولم تمتنع او امتنعت للمهر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۶/۲) ظفیر

حقوق زوجہ طلاق طلب کند عاصی نیست و بر شوہر واجب است کہ در صورت عدم ادائے حقوق او طلاق بدہد[1]۔ فقط

نفقہ اور سامان جہیز کا حکم

سوال (۱۲۷۴) زید نے ہندہ زوجہ خود کو بوجہ تنہائی کے چھ برس سے اپنی خوشی سے اس کے میکے میں چھوڑ آیا، اور ایک ماہ کا نان نفقہ دے کر کہا کہ آئندہ اسی طرح دیتا رہوں گا، مگر بعد اس کے اس نے کچھ نہیں دیا، اور اب اس نے طلاق دیدی تو اب ہندہ اپنا مہر اور نان نفقہ میکے میں رہنے کی مدت کا اور بعد اس کے زمانہ عدت کا نان نفقہ اور سامان جہیز وغیرہ جو اس کے والدین نے دیا تھا پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں ہندہ اپنا مہر اور نفقہ والدین کے گھر رہنے کی مدت کا اور نفقہ عدت کا لینے کی مستحق ہے، شوہر سے مطالبہ اس کے لینے کا کر سکتی ہے[2]، اور سامان جہیز جو اس کو والدین سے ملا ہے وہ اس کی ملک ہے اس کو بھی لے سکتی ہے ھکذا فی کتب الفقہ[3]۔

زوجہ متوفی عنہا کی عدت کا نفقہ

سوال (۱۲۷۵) زوجہ پسر متوفی کی عدت میں ہے، اس کی عدت کے اخراجات کس کے ذمہ ہیں کیا شوہر کے باپ کے ذمہ

[1] ویجب (الطلاق) لو فات الامساک بالمعروف (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۲۵/۲) ظفیر [2] فتجب للزوجة علی زوجها (الی قوله) ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی (در مختار) فتجب النفقة من حین العقد الصحیح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم یطالبها (رد المحتار ص ۸۸۹/۲) ظفیر
[3] وجهز ابنته بجهاز وسلمها ذلک لیس له الاسترداد منها ولا لورثته بعده (الدر المختار علی هامش رد المحتار ص ۵۰۳/۲) ظفیر

ہے؟ اگر شوہر کا پدر کچھ زوجہ کے صرف میں خرچ کرے تو زوجہ کے حقوق میں سے مجرا کر سکتا ہے یا نہ؟

الجواب:- کسی کے ذمہ نہیں ہیں، کیونکہ شوہر تو مر گیا اس کے ذمہ نفقہ عدت کا نہیں ہے[1] اور شوہر کے باپ کے ذمہ یہ اخراجات نہیں ہیں، پدر جو کچھ خرچ کرے وہ تبرع ہے مجرا نہیں کر سکتا۔

مرنے والے کے لڑکے کا ولی کون ہے

سوال (۱۲۷۶) پسر متوفی نے ایک پسر جس کی عمر چھ سال کی ہے چھوڑا، اس کا ولی کون ہے، اور حق پرورش کس کو حاصل ہے؟

الجواب:- ولی اس بچہ کا اس کا دادا ہے اور حق پرورش اس کی والدہ کو[2] ہے۔

زید نے نان نفقہ کی ضمانت لی تو نفقہ کی اس سے مستحق ہے یا نہیں

سوال (۱۲۷۷) زید نے بکر کے فرزند کے ساتھ عمر کی دختر کا نکاح اس معاہدہ پر کرایا کہ تم اپنی لڑکی کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ کر دو، اور کسی بات کا اندیشہ نہ کرو، میں اس کے نان نفقہ و مہر کا ذمہ دار ہوں، اب لڑکا اپنی زوجہ کو عمر کے گھر چھوڑ گیا ہے اور نان نفقہ نہیں دیتا اور نہ بلاتا ہے، اس صورت میں زید سے جو ضامن ہے نفقہ و مہر کا دعوی ہو سکتا ہے یا نہ؟

الجواب:- زید ضامن سے نفقہ اور مہر کا مطالبہ شرعاً ہو سکتا ہے، ولا یطالب الاب بمهر ابنه الصغیر الفقیر الا اذا ضمنه علی المعتمد کما فی النفقة[3] الخ وفی الشامی اداء ضمان الولی الكبیر منهما فظاهر لانه كالاجنبی الشامی

---

[1] لا نفقة المتوفی عنها زوجها (هدایه ص ۴۲۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] واذا وقعت الفرقة بین الزوجین فالام احق بالولد (هدایه ص ۴۳۱ ج ۲) ظفیر

[3] الدر المختار باب المهر ص ۴۹۱ ج ۲ علی ہامش رد المحتار۔ ظفیر

زوجہ مطلقہ ثلثہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے

سوال (۱۲۷۸) زوجہ مطلقہ ثلثہ کی عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہ؟

الجواب:- واجب[1] ہے۔ فقط

اولاد کی پرورش اور شادی باپ کے ذمہ ہے یا نہیں

سوال (۱۲۷۹) اولاد کی شادی و پرورش اور تعلیم باپ کے ذمہ ضروری ہے یا نہ؟ خصوصاً جبکہ اولاد کے پاس مال نہ ہو۔

الجواب:- باپ کے ذمہ اولاد کا نفقہ اس وقت ہے کہ اولاد کے پاس مال نہ ہو، اگر اولاد کے پاس مال ہو تو اولاد کے مال میں سے ان پر خرچ کرے[2]۔

مطلقہ کی عدت اور اس کا نفقہ

سوال (۱۲۸۰) معتدہ طلاق مستحق نفقہ از شوہر خود است یا نہ؟ و عدت معتدہ طلاق کہ جوان باشد حیض است، اگر تا سہ چہار سال می گوید کہ ہنوز سہ حیض از من از وقت طلاق منقضی نہ شدہ اند قول وے را اعتماد کردہ شود یا نہ؟ و نفقہ مدت مذکورہ بر شوہر لازم است یا نہ؟

الجواب:- وتجب لمطلقة الرجعی والبائن النفقة الخ ولو ادعت امتداد الطهر فلها النفقة[3] الخ پس معلوم شد کہ نفقہ مطلقہ تا

---

[1] واذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنی فی عدتها رجعیا كان او بائنا (الی قوله) سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول للمطلقة الثلث النفقة والسكنی ما دامت فی العدة (هدایه ص ۴۲۱ ج ۲) ظفیر [2] وتجب النفقة بانواعها علی الحر لطفله یعم الانثی الجمع الفقیر الحر فان نفقة المملوك علی مالكه والغنی فی ماله الحاضر (در مختار) الفقیر ای ان لم یبلغ حد الكسب الخ (رد المحتار باب النفقة مطلب الصغیر المكتسب نفقة فی كسبه ص ۹۲۳ ج ۲) ظفیر

[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۲۱ ج ۲۔ ظفیر

انقضائے عدت واجب است و در امتداد طہر قول مطلقہ معتبر است الا ان یقیم الزوج البینۃ علی اقرارہا بانقضاء العدۃ او تبلغ سن الایاس بعد ثلثۃ اشھر کذا فی الشامی

صغیر کا نفقہ

سوال (۱۲۸۱) نفقہ صغیر کہ بعمر دو سال است از پدر گرفتہ شود یا نہ ؟ و مدت حضانت چیست ؟

الجواب :- نفقہ صغیرہ بذمہ پدر است، حسب عرف نفقہ از پدر گرفتہ شود و تا ہفت سال نزد حاضنہ، ام یا ام الام یا غیر او شاں بماند[1]۔ فقط

مطلقہ کی عدت کا نفقہ بذمہ شوہر

سوال (۱۲۸۲) عورت حاملہ ہے بعد بچہ پیدا ہونے کے اس کا نان و نفقہ شوہر پر واجب ہوگا یا نہ ؟

الجواب :- مطلقہ کا نفقہ عدت میں شوہر پر لازم ہے، اور بچہ پیدا ہونے پر بچہ کا نفقہ باپ کے ذمہ لازم[2] ہے۔

بیوی شوہر کے ساتھ سفر میں جانے سے انکار کرے تو نفقہ کا کیا حکم ہے

سوال (۱۲۸۳) زوجہ اپنے شوہر کے ہمراہ جانے سے سفر میں انکار کرتی ہے اگر شوہر نفقہ بند کردے تو کیا حکم ہے ؟

الجواب :- درمختار میں ہے او ابت الذھاب الیہ او السفر

[1] وتجب النفقۃ بانواعھا علی الحر لطفلہ یعم الانثی والجمع (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۲۳ ج ۲) والام والجدۃ احق بالغلام (الی قولہ) والخصاف قدر الاستغناء بسبع سنین اعتبارا للغالب (ھدایہ ص ۴۲۸ ج ۲) ظفیر۔ [2] اذا طلق الرجل امرأتہ فلھا النفقۃ والسکنی فی عدتھا رجعیا کان او بائنا (ھدایہ ص ۴۲۸ ج ۲) ونفقۃ الاولاد الصغار علی الاب لایشارکہ فیھا احد الخ (ھدایہ ص ۴۲۳ ج ۲) ظفیر۔

معہ او مع اجنبی بعثہ ماینقلھا فلھا النفقۃ[1]۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے، نفقہ نہ دینے میں شوہر گنہ گار ہوگا۔

زوجہ کا حق بسلسلہ سکنیٰ

سوال (۱۲۸۴) زید نے زر دین مہر کل معجل اپنی زوجہ کو ادا کردیا، مسماۃ ہندہ حقوق زوجیت ادا نہیں کرتی، اور بخانہ شوہر کے بھی آنے سے انکار کرتی ہے، اس صورت میں زید مسماۃ ہندہ زوجہ خود کو بخانہ اپنے سکونت پذیر کر کے حقوق زوجیت ادا کرنے کا شرعاً مستحق ہے یا نہیں ؟

الجواب :- زید کو بیشک یہ حق ہے کہ اپنی زوجہ کو علیحدہ مکان میں رکھے اور زوجہ کے ذمہ اس کی اطاعت اور ادائے حق شوہری لازم[2] ہے، ورنہ وہ عورت ناشزہ اور نافرمان ہے، فقہاء یہ لکھتے ہیں کہ اگر زوجہ بے وجہ شوہر کے گھر نہ جاوے تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر نہیں رہتا[3]۔

بلا وجہ شوہر کے مکان میں عورت نہ جائے تو وہ شرعاً نافرمان ہے

سوال (۱۲۸۵) ایک شخص بہ ثبت اقرارنامہ بدیں الفاظ اپنی شادی کراتا ہے کہ میں اپنے خسر کے ہمراہ رہوں گا، اگر کسی قسم کی ناچاقی ہوجاوے تو مکان اسی محلہ میں کرایہ پر لے کر رہوں گا، اس شادی کو تین سال ہوگئے، ایک لڑکا بھی بعمر دو سال موجود ہے اب داماد اور خسر میں ایسا تنازعہ ہوگیا کہ نبھاؤ مشکل ہے، اس غرض سے داماد گھر چھوڑنے پر مجبور ہوا، اور آئندہ اس محلہ میں رہنا نہیں چاہتا، دوسرے محلہ میں مکان

[1] الدر المختار باب النفقۃ ص ۲۶۷ ج ۱ ۲ ظفیر۔ [2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا الرجل دعا زوجتہ لحاجتہ فلتاتہ وان کانت علی التنور (مشکوۃ ص ۲۸۱) ظفیر۔ [3] لا نفقۃ لاحد عشر ھی تدۃ الا وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ھامش رد المحتار ص ۸۸۹ ج ۲) ظفیر

کرایہ پر لیا ہے، لڑکی اس مکان میں جانے سے انکار کرتی ہے، اس صورت میں لڑکی خاوند سے نان نفقہ پانے کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہ اور لڑکا اپنی ماں کے ہمراہ ہے

الجواب :- اگر عورت اس مکان میں شوہر کے ساتھ بلا وجہ نہ جاوے گی، تو ناشزہ ہوگی، اور شوہر سے نفقہ پانے کی مستحق نہ ہوگی ھکذا فی الدر المختار[1] وغیرہ، اور لڑکا ماں کے پاس ہی رہے گا۔[2]

بچہ اور بیوی کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے

سوال (۱۲۸۶) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کا مہر ادا کر دیا اور ہندہ کو اس کے والدین کے یہاں پہنچا دی، ہندہ کے ہمراہ ایک چھوٹا بچہ ہے، زید نہ اس کی پرورش کرتا ہے اور نہ ہندہ کو نان نفقہ دیتا ہے، کوئی حق زوجیت ادا نہیں کرتا اور گھر رکھنے سے انکار کرتا ہے، اور طلاق بھی نہیں دیتا، اس صورت میں ہندہ کے گذر اوقات کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

الجواب :- نالش کر کے شوہر سے نان و نفقہ مقرر کرائے یا وہ طلاق دے گا یا نفقہ دے گا، شریعت کا یہ حکم ہے کہ حاکم شوہر سے زبردستی نفقہ دلوائے۔[3]

عدت کے ایام میں جب عورت شوہر کے گھر سے بلا وجہ نکل جائے تو مستحق نفقہ عدت نہیں

سوال (۱۲۸۷) زوجہ بعد وفات شوہر چوتھے روز مکان اپنے شوہر کا جہاں شوہر فوت ہوا تھا چھوڑ کر اپنے بھائیوں کے یہاں چلی گئی اور ایام عدت مکان شوہر میں نہیں گذارے، ایسی حالت میں شوہر کے ترکہ سے اس کو نان و نفقہ کا استحقاق تا اختتام

---

[1] لا نفقة خارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة مختصرا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ط ۲ ص ۸۹۶) ظفير۔ [2] تربية الولد تثبت للام النسبية ولو بعد الفرقة الا ان تكون مرتدة او فاجرة او متزوجة بغير محرم الصغير ايضا باب الحضانة ص ۹۴۹ ج ۲) ظفير [3] فتجب للزوجة بنكاح صحيح الخ على زوجها (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۶ ج ۲) ويجب (الطلاق) لوفات الامساك بالمعروف (ايضا كتاب الطلاق ص ۵۴۳ ج ۲) ظفير

عدت حاصل ہوگا یا نہیں۔

الجواب :- بعد وفات شوہر عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے وہ نکلے یا نہ نکلے، پس شوہر کے ترکہ میں سے عدت کا نفقہ عورت کو نہ ملے گا، فی الدر المختار لا تجب النفقة بانواعها المعتدة موت الخ۔[1]

والدین کا نفقہ اولاد کے ذمہ

سوال (۱۲۸۸) زید کے دو لڑکے ہیں زید اپنے لڑکوں سے کہتا ہے کہ تم اپنی کمائی میں سے میرا حصہ جدا کر دو، شرعاً زید اور اس کی بیوی ضعیف و نادار ہیں، بیٹوں کے مال میں سے کچھ حصہ زید و اس کی زوجہ کا ہے یا نہیں، لڑکے کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی قوت بازو سے کمایا ہے، آپ کا ہماری کمائی میں کچھ حصہ نہیں، کیا حکم ہے۔

الجواب :- ماں باپ کا جب کہ محتاج و ضعیف و نادار ہوں، ان کا نفقہ اولاد کے ذمہ واجب ہے، پس دونوں کے ذمہ ماں باپ کا خرچ لازم ہے بقدر حاجت پوشاک و خوراک کے لئے ان کو دیویں، اور کوئی حصہ علاوہ نفقہ کے لازم نہیں ہے، وتجب على موسر الخ النفقة لاصوله الفقراء الخ ملخصا در مختار۔[2]

جب تک نکاح باقی ہے بیوی کو نفقہ کا حق حاصل ہے

سوال (۱۲۸۹) زید عرصہ چار سال سے افریقہ چلا گیا، اور اپنی منکوحہ عورت کو چھوڑ گیا تین سال تک اس نے اپنی منکوحہ کی خبر تک نہ لی، ناچار بمعرفت وکیل نان نفقہ کے لئے نوٹس دیا تو اس نے دو سو روپیہ بھیجدیا، اب سنا جاتا ہے کہ وہ اس جگہ خمر خواری میں مشغول ہے اور کوئی عورت بھی بغیر نکاح کے رکھی ہوئی ہے

---

[1] الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة مطلب فى نفقة المطلقة ۲ ظفير

[2] الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۳۱ ج ۲ و ص ۹۳۳ ج ۲ ظفير

اور وہ کہتا ہے کہ میں وطن کو کبھی جانا ہی نہیں، اور نہ وہ اب خرچ دیتا ہے نہ آباد کرتا ہے نہ چھوڑتا ہے، ایسی صورت میں عورت کو کیا کرنا چاہئے۔

الجواب :۔ اقول وباللہ التوفیق مذہب حنفیہ اس بارہ میں یہ ہے کہ بدون طلاق دینے شوہر کے اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی، نفقہ کے لئے حکام کی طرف رجوع کرے اور حکام شوہر کو مجبور کریں کہ عورت کی خبرگیری کرے اور نفقہ دے ورنہ طلاق دیدے، خود حاکم تفریق نہیں کراسکتا۔ قال فی الدر المختار ولا یفرق بینهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ایفائه لو غائبا حقها ولو موسرا وجوزه الشافعی باعسار الزوج وبتضررها بغیبته ولو قضی به حنفی لم ینفذ الخ والتحقیق فی الشامی۔[1]

بیوی اپنے شوہر کو گھر میں آنے سے روکنے کا حق نہیں رکھتی

سوال (۱۲۹۰) اگر زوجہ اپنے شوہر کو خدا کا واسطہ دے کر یہ کہے کہ تو میرے پاس مت آیا اس گھر میں مت آ، حالانکہ گھر اس کے شوہر کا ہو، تو ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے

الجواب :۔ زوجہ کو یہ حق نہیں کہ وہ شوہر کو اس کے گھر میں آنے سے روکے اور منع کرے، اور نہ شوہر کو اس میں عورت کا کہنا ماننا ضروری ہے، عورت کو کچھ اختیار نہیں ہے کہ وہ خدا کا واسطہ دے کر ایسا کہے اور اس کو یہ کہنا درست نہیں ہے[2]

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیره ص ۹۰۳ ج ۲ صاحب "حیلہ ناجزہ" حضرت تھانویؒ نے حالات سے مجبور ہو کر راستہ پیدا کیا ہے تفصیل اس میں دیکھی جائے ۱۲ واللہ اعلم۔ ظفیر

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرأة اذا صلت خمسها وصامت شهرها واحصنت فرجها واطاعت بعلها فلتدخل من ای ابواب الجنة شاءت رواه ابونعیم فی الحلیة (مشکوٰة باب عشرة النساء ص ۲۸۱) ظفیر

نکاح کرکے خبر نہ لینا

سوال (۱۲۹۱) ایک شخص نے نکاح کر کے پھر اپنی زوجہ کی خبر نہیں لی جس کو تین سال گذر گئے، اب کیا حکم ہے؟

الجواب :۔ جب تک شوہر طلاق نہ دے گا، اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، بدون طلاق کے اور بدون گذرنے عدت کے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی، چاہئے کہ نان نفقہ کا اس پر دعویٰ کیا جاوے یا اس سے طلاق لے لی جاوے[1]۔

بعد ختم عدت مطلقہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں

سوال (۱۲۹۲) زید کی زوجہ نے بذریعہ نالش زید سے تاحیات اپنے نان نفقہ کی رجسٹری کرالی، پھر کچھ دنوں بعد زید نے زوجہ کو طلاق دیدی، اور اس کے ماں باپ کو بھی بذریعہ رجسٹری اطلاع دیدی، اب بعد انقضائے عدت زید نے زوجہ کو طلاق پوری دیدی یعنی رجعت نہیں کی بلکہ بالکل نکال دی اور نان نفقہ بند کردیا، اب زوجہ نے پھر نان نفقہ کی نالش کی ہے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ شریعت میں بعد طلاق وبعد انقضائے عدت نان نفقہ فرض ہے۔

الجواب :۔ نفقہ زوجہ کا بذمہ زوج حالت نکاح میں اور بعد طلاق عدت کے ختم تک لازم ہے، اس کے بعد نفقہ واجب نہیں رہتا، قال فی الدر المختار فتجب للزوجة علی زوجها الخ وفیه ایضاً وتجب لمطلقة الرجعی والبائن والفرقة بلا معصیة النفقة والسکنیٰ الخ[2] فقط

[1] اس شخص پر بھی واجب ہے کہ یا حقوق ادا کرے ورنہ طلاق دیدے، ویجب لو فات الامساك بالمعروف (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۵۵ ج ۲) ظفیر۔ [2] ایضاً باب النفقة ص ۹۳۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

مطلقہ جب اپنے باپ کے گھر چلی جائے تو عدت کا نفقہ نہیں ہے

سوال (۱۲۹۳) ایک شخص نے اپنی عورت کو تین دفعہ طلاق دیدی اور عورت اپنے خاوند کے گھر نہیں رہی اپنے والدین کے گھر پر چلی گئی، اب وہ عدت کا نفقہ طلب کرتی ہے، کیا وہ مستحق نفقہ کی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر عورت مطلقہ شوہر کے گھر سے چلی جاوے، اور عدت وہاں پوری نہ کرے تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر لازم نہیں ہے کذا فی الشامی[1]۔

بغیر طلاق شوہر بیوی کے جرم کی وجہ سے علیحدگی اختیار کرے تو بھی نفقہ واجب ہے

سوال (۱۲۹۴) زید نے اپنی اہلیہ کو ایک شخص کے ساتھ مجامعت کرتے دیکھا اور زید نے اپنی منکوحہ سے کنارہ کشی اختیار کی اور نفقہ سے بھی دست بردار ہوگیا، جس کو عرصہ ایک سال کا ہوتا ہے۔ کیا ایسی صورت میں بھی زید کو مہر اور نفقہ دینا ہوگا، نیز بعد خلوت صحیحہ کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے جو مہر مرد کے ذمہ سے ساقط ہوجاوے۔

الجواب:- اس صورت میں زید کے ذمہ مہر اور نفقہ لازم ہے، کیونکہ بعد خلوت صحیحہ کے مہر شوہر کے ذمہ لازم ومؤکد ہوجاتا ہے کما فی الدر المختار ویتأکد عند وطئ او خلوة صحت[2] الخ فقط

[1] ویجب لمطلقة الرجعی والبائن النفقة والسکنی والکسوة (در مختار) وفی المجتبی نفقة العدة کنفقة النکاح وفی الذخیرة وتسقط بالنشوز وتعود بالعود واطلق فشمل الحامل وغیرھا والبائن بثلاث (رد المحتار باب النفقة ص ۹۲۱ ج ۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المہر ص ۴۵۴ ج ۲) ظفیر۔

دوسری شادی سے خسر نہیں روک سکتا ہے اور نہ گھر بٹھا کر لڑکی کا نفقہ لے سکتا ہے

سوال (۱۲۹۵) ایک شخص کی شادی ایک لڑکی سے ہوئی، تھوڑے عرصہ بعد کسی قسم کا تعلق نہیں ہونے پایا کہ لڑکی ایک عارضہ میں مبتلا ہوئی کہ چہرہ بالکل مسخ ہوگیا دیکھنے سے بھی طبیعت کراہت کرتی ہے۔ ہر چند علاج کیا گیا لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا، لڑکے کے والدین چاہتے ہیں کہ لڑکے کی دوسری شادی کردیں، لیکن لڑکی کے والدین کہتے ہیں کہ ہم دوسری شادی نہیں ہونے دیں گے جب تک کہ لڑکی کے خورد ونوش کی ماہانہ رقم مقرر نہ کرو، اور وہ علیحدہ رہے گی، تمہارے یہاں نہیں جاوے گی لیکن رقم تم کو ادا کرنی ہوگی، اور لڑکے کے والدین نے صدہا مرتبہ لڑکی کو اپنے گھر بلایا وہ آنے سے انکار کرتی ہے، صورت مذکورہ میں لڑکی کے والدین کو نکاح شوہر سے مانع ہونے کا حق ہے یا نہیں، اور شوہر طلاق دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- زوجہ کے والدین کو شوہر کو دوسرے نکاح سے منع کرنے کا کوئی حق شرعاً نہیں ہے، اور صورت مسئولہ میں چونکہ شوہر کے والدین بمجبوری وبضرورت اپنے پسر کے دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں تو بحالت موجودہ ان کو دوسری شادی سے منع کرنا سخت ظلم اور معصیۃ ہے، اور ماہانہ زوجہ کا نفقہ مقرر کرانا باوجودیکہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر نہیں جاتی اور وہاں نہیں رہتی یہ بھی خلاف حکم شرع ہے، نفقہ زوجہ کا اسی وقت لازم ہوتا ہے کہ وہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہ کرے، اور انکار کرنے کی صورت میں نفقہ ساقط ہوجاتا ہے۔ کما فی الشامی قولہ والا لا ای وان امکن نقلھا الی بیت الزوج بمحفة ونحوھا فلم تنتقل لا نفقة لھا الخ شامی[1] جلد ۲ باب النفقة، اور شوہر کو طلاق دینا بھی جائز ہے۔

[1] رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر

بدچلن بیوی کا نفقہ

سوال (۱۲۹۶) زید کی بیوی بدچلن ہے، اس لئے زید نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی، زید کی بیوی کو جب تک طلاق نہیں دی گئی، نان ونفقہ کی حقدار ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نفقہ کی حقدار ہے[1]۔

شوہر کے خلاف ماں باپ کے یہاں رہ کر نفقہ کی مستحق نہیں

سوال (۱۲۹۷) ایک عورت بلا رضامندی شوہر اپنے والدین کے پاس رہ کر نان ونفقہ طلب کرتی ہے باوجودیکہ شوہر اس کو بلانے گیا اور وہ نہ آئی، آیا ایسی حالت میں وہ اپنا نان ونفقہ شرعاً پا سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسی حالت میں عورت نان ونفقہ کی مستحق نہیں ہے جب تک وہ شوہر کے گھر نہ آوے گی اس کو نفقہ نہ ملے گا، البتہ اگر باجازت شوہر وہاں یعنی والدین کے گھر رہی یا کوئی وجہ شرعی اور عذر شرعی نہ آنے کا ہو تو اس وقت وہ نفقہ پا سکتی ہے[2]۔

نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۲۹۸) زید کے دو بیبیاں ہیں، پہلی بی بی سے آٹھ اولاد پانچ ذکور تین اناث۔ اور دوسری بی بی سے صرف ایک اولاد ذکور ہے، پہلی بی بی نہایت شریف وفادار خدمت گذار فرمانبردار خوش اخلاق ونیک نفس ونیک بخت ہے، اور دوسری بی بی سخت بدخلق و بدزبان، بے وفا، باغی وسرکش ہے جو اپنے شوہر کی برائی، بدنامی و بربادی کی ہمیشہ

[1] فتجب للزوجة بنكاح صحيح الخ على زوجها لانها جزاء الاحتباس (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۶/۲) ظفیر

[2] لا نفقة لاحد عشر منها ۔۔۔ الخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۹/۲ و ص ۸۹۰/۲) ظفیر۔

خواہاں وجویاں رہتی ہے، اور از وقت عقد تا ایندم شوہر کے ساتھ رہنے سے انکاری ہے، اگرچہ زید نے اس پر کبھی کسی قسم کی سختی وغیرہ نہیں کی، کیونکہ زید نہایت نیک نفس ونیک مزاج ہے، مگر وہ زوجہ اپنی اعزہ کی صلاح بد ونیز اپنی ذاتی و خلقی کج خلقی وسرکشی کی وجہ سے باوجودیکہ زید کی خواہش وفہمائش اور نصیحت وپند کی وہ اپنی سرکشی ونافرمانی سے باز نہیں آتی اور ساتھ نہیں رہتی تو ایسی صورت میں اس کا نان ونفقہ دینا زید پر واجب ہے یا نہ، اور کیا زید کو اس کا حق نہیں ہے کہ وہ اپنی اولاد اس سرکش وبے وفا زوجہ سے لے لے، اس معاملہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ ایسی عورت نافرمان کا نفقہ جو کہ شوہر کے پاس نہ جاوے اور باوجود طلب شوہر کے جانے سے انکار کرے اور عدول حکمی شوہر کی کرے شوہر کے ذمہ سے ساقط ہے جیسا کہ درمختار میں ہے لا نفقة لاحد عشر منها ۔۔۔ وخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود[1] الخ اور حق پرورش بچہ کا والدہ کو سات برس تک ہے، اب اگر وہ لڑکا سات برس کا پورا ہو گیا ہے تو اس کا باپ اس کو اس کی والدہ سے لے سکتا ہے[2]، اور جب تک وہ لڑکا والدہ کے پاس رہے گا اس کا خرچہ باپ کو دینا ہوگا بشرطیکہ اس لڑکے کی ملک میں کچھ مال نہ ہو، اور اگر اس کے پاس مال ہے تو اس کے مال میں سے اس کا خرچ دیا جاوے گا[3]۔

[1] الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۹/۲ و ص ۸۹۰/۲ ظفیر [2] والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى (ايضاً باب الحضانة ص ۸۸۰/۲) ظفیر [3] وتجب النفقة بانواعها على الحر لطفله الفقير الحر فان نفقة المملوك على مالكه والغنى فى ماله الحاضر (ايضاً باب النفقة ص ۹۲۳/۲) ظفیر۔

جب شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرے تو نفقہ کی مستحق نہیں

سوال (۱۲۹۹) زید کی زوجہ اگر زید کے مکان پر نہ جاوے یا زید جہاں نوکر ہو وہاں نہ رہے، اور اپنے والدین کے مکان پر رہے تو نفقہ زید سے لے سکتی ہے یا نہیں، اور زید اس کو اپنی ساتھ مکان یا نوکری پر لے جاسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- زوجہ اگر شوہر کے گھر جانے اور اس کے ساتھ جانے سے باوجود طلب شوہر کے انکار کرے تو نفقہ اس کا ساقط ہوجاتا ہے کما فی الدر المختار لوھی فی بیت ابیھا اذا لم یطالبھا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی[۱] لیکن اس کے بعد درمختار میں کہا اگر سفر میں شوہر کے ساتھ جانے سے انکار کرے تو نفقہ اس کا ساقط نہ ہوگا بخلاف ما اذا خرجت من بیت الغصب او ابت الذھاب الیہ او السفر معہ (درمختار) ای بناءً علی المفتی بہ من انہ لیس لہ السفر بھا لفساد الزمان فامتناعھا بحق[۲] شامی جلد ۲

بیوی جان کے خوف کی وجہ سے جب شوہر کے یہاں نہ رہے تو بھی نفقہ پائے گی

سوال (۱۳۰۰) جب کہ زوجہ زید کو زید کے ساتھ رہنے میں اپنی جان کا خوف ہے تو زوجہ اپنے شوہر سے علٰحدہ رہ کر نان ونفقہ لے سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- ایسی حالت خوف ومجبوری میں عورت اپنے شوہر سے نفقہ گھر بیٹھے لے سکتی ہے، کیونکہ اس حالت میں وہ ناشزہ نہیں ہے، پس یہ نہ جانا اس کا شوہر کے گھر نافرمانی اور نشوز نہ ہوگا جو کہ مسقط نفقہ ہے، جیسا کہ شامی سے وسئلت عن امرأۃ اسکنھا زوجھا فی

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المختار باب النفقہ ص ۸۸۹/۲ ۱۲ ظفیر

[۲] رد المحتار باب النفقہ ص ۸۹۰/۲ و ص ۸۹۱/۲ ۱۲ ظفیر

بلاد الدروز الملحدین ثم امتنعت وطلبت منہ السکنیٰ فی بلاد الاسلام خوفاً علی دینھا ویظھر لی ان لھا ذلک الا قولہ او السفر معہ ای بناءً علی المفتی بہ من انہ لیس لہ السفر بھا لفساد الزمان فامتناعھا بحق[۱] - فقط -

شوہر کی مرضی سے میکے میں بھی رہے گی تو نفقہ پائے گی

سوال (۱۳۰۱) ایک شخص کا نکاح ایک جوان عورت سے ہوا تخلیہ ہوا اگر شوہر حق ادا نہ کرسکا، بلکہ صاف لفظوں میں بی بی سے کہا کہ مجھے بیماری ہے میں رنگون جاتا ہوں اپنی دوا کر کے بہت جلد آؤں گا، بعد ایک ہفتہ کے رنگون چلے گئے اور پانچ برس میں واپس آئے، اور عورت زمانہ نکاح سے تا ایندم اپنے میکہ میں ہے تو نان ونفقہ کی مستحق ہے یا نہیں، اور عورت خلع چاہتی ہے تو مہر وزیور وغیرہ شوہر سے پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔

الجواب:- شرعاً نکاح صحیح ہوگیا اور چونکہ اب قضاۃ اسلام نہیں ہیں جو تاجیل وتفریق کریں، اس لئے بدون طلاق دینے شوہر کے علٰحدگی نہ ہوگی اور خلع اگر کرنا چاہیں تو زوجین کی رضامندی سے ہوسکتا ہے، خلع کے بعد عورت اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہوجاوے گی، اور خلع سے مہر وغیرہ ساقط ہوجاتا ہے، اور اگر عورت خلاف مرضی اپنی شوہر کے اپنی میکہ میں نہیں رہی بلکہ شوہر کی مرضی واجازت سے رہی تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر لازم ہے ھکذا فی کتب الفقہ[۲]

[۱] رد المحتار باب النفقہ ص ۸۹۱/۲ ۱۲ ظفیر

[۲] ولوھی فی بیت ابیھا اذا لم یطالبھا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی وکذا اذا طالبھا ولم تمتنع (درمختار) فتجب للزوجۃ وھذا ظاھر الروایۃ فتجب النفقۃ من حین العقد الصحیح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم یطالبھا (رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹/۲) ظفیر۔

گذشتہ نفقہ بغیر قضائے قاضی واجب نہیں

سوال (۱۳۰۲) زید نے ہندہ کو یہ الفاظ کہے د ہم نے اس کو چھوڑ دیا اور ہم کو اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے، اگر اسی سال مذکورہ میں ہندہ نے قرض لے کر حوائج ضروریہ میں صرف کیا ہے تو ادائگی کیا صورت ہے۔

الجواب: - کتب فقہ میں ہے کہ پچھلا نفقہ بدون قضاء یا رضاء کے شوہر کے ذمہ دین نہیں ہوتا، لہذا ماضیٰ کا نفقہ شوہر سے وصول نہیں کیا جاسکتا، البتہ اگر وہ خوشی سے دیدیوے تو دوسری بات ہے، در مختار میں ہے والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء[1] الخ فقط

گذشتہ چودہ سال کا نفقہ واجب ہوگا یا نہیں

سوال (۱۳۰۳) مسماۃ گجرا دختر فاطمہ کو اس کے شوہر کلن نے چودہ برس سے اپنے پاس نہیں رکھا اور نہ روٹی کپڑا دیا اور بار گجرا کا اس کی والدہ نے برداشت کیا، لہذا ایسی حالت میں چودہ برس کا خرچہ اور زر مہر شوہر کلن سے دلایا جائے گا یا نہیں۔

الجواب: - درمختار میں ہے والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء[2] الخ اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ گذشتہ کا نان ونفقہ عورت بلا قضاء یا رضاء کے نہیں لے سکتی اور مہر مؤجل کا مطالبہ بعد طلاق یا موت کے ہوسکتا ہے ابھی مطالبہ مہر کا شوہر سے نہیں ہوسکتا ہے۔

غائب مفقود الخبر کے ذمہ بیوی کا نفقہ

سوال (۱۳۰۴) سلیمان کی شادی عائشہ کے ساتھ ہوئی، سلیمان شادی سے ایک ماہ بعد افریقہ چلا گیا، جس کو ستائیس برس کا عرصہ ہوا، زوج نے افریقہ سے زوجہ کے لئے نان ونفقہ وخط نہیں بھیجا، مگر زوج کا افریقہ میں زندہ ہونے کا یقین ہے، زوجہ میں افریقہ

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۶/۲ ظفیر [2] ایضاً ظفیر

جانے کی طاقت نہیں، زوجہ کا نفقہ کس کے ذمہ ہے، اور زوجہ کو دوسرا نکاح کرنا اس صورت میں درست ہے یا نہیں۔

الجواب: - جب کہ سلیمان زندہ ہے اور مفقود الخبر بھی نہیں ہے تو بدون سلیمان کے طلاق دینے کے اس کی زوجہ عائشہ دوسرا نکاح نہیں کرسکتی اور نفقہ عائشہ کا بذمہ سلیمان کے واجب ہے کما فی الدر المختار فتجب للزوجۃ الخ علی زوجہا الخ ولو ہی فی بیت ابیہا اذا لم یطالبہا الزوج بالنقلۃ الخ بہ یفتی[1] الخ فقط

عنین کے ذمہ بیوی کا نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۰۵) ایک شخص عنین نے دھوکہ دے کر ایک عورت باکرہ سے نکاح کیا اور خلوت اول میں وہ ہاتھ نہیں لگا سکا، کیا وہ نکاح جائز ہے اور عورت کو ایسے شخص پر حقوق زوجیت حاصل ہوں گے یعنی اس سے وہ مہر اور نان ونفقہ لے سکتی ہے، اور اس کے ورثہ میں حصہ پاسکتی ہے اور در صورت علیحدگی عدت لازم آتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - یہ نکاح صحیح ہے، اور نفقہ زوجہ کا بذمہ شوہر لازم ہے اور بعد خلوت کے اگر علیحدگی ہو تو پورا مہر بذمہ شوہر لازم ہے اور عدت بھی واجب ہے اور شوہر کے مرنے کے بعد وہ عورت حصہ پاوے[2] گی۔

گذشتہ سالوں کا نفقہ واجب الادا نہیں ہوتا

سوال (۱۳۰۶) محمد اسحاق کی ایک نابالغ لڑکی اس کی مطلقہ عورت کے ساتھ چلی گئی تقریباً پانچ سال ہوگئے، لڑکی کی ماں نے قرضہ لے کر اس کو پرورش کیا، مدت منقضیہ کا نان ونفقہ محمد اسحاق

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۶/۲ وص ۸۸۹/۲ ظفیر

[2] فتجب للزوجۃ بنکاح صحیح الخ علی زوجہا لانہا جزاء الاحتباس (ایضاً ص ۸۸۶/۲ وص ۸۸۹/۲) ظفیر۔

پر عائد ہوگا یا نہیں ۔

الجواب :- اصل یہ ہے کہ نفقہ ماضی کا ساقط ہوجاتا ہے، بدون قضاء یا رضاء کے دین بذمہ شوہر نہیں ہوتا، کما فی الدر المختار والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء[1] الخ پس موافق اس قاعدہ کے جب کہ قضاء یا رضاء کسی مقدار نفقہ پر نہیں ہوئی تو وہ ساقط ہوگیا ۔

بلا اجازت جو بیوی میکے چلی جائے اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں

سوال (۱۳۰۷) حاملہ بیوی جو اپنے شوہر کے بیماری کی حالت میں بلا اجازت شوہر اپنے باپ کے ساتھ مع چند زیورات کے جو اس کے مہر کے نصف حصہ کے قریب ہیں ساتھ لئے ہوئے اپنے میکہ میں چلی گئی ہو، اور باوجود مکرر سکرر شوہر کی طلبی کے اپنے باپ کی رائے کے موافق شوہر کے گھر آنے کو انکار کرتی ہو تو نان ونفقہ اور مہر کی طلب کرنے کی حقدار ہے یا کیا ۔

الجواب :- اس مدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم نہیں ہے[2]، اور مہر اگر موجل ہے تو اس کا مطالبہ عورت ابھی نہیں کرسکتی، اس کا وقت موت یا طلاق ہے

مطلقہ مہر اور نفقہ عدت کی مستحق ہے

سوال (۱۳۰۸) اگر کوئی مشرکہ مسلمان ہونے کے بعد کسی مسلمان سے نکاح کرے پھر مسلمان اس کو طلاق دیدے تو وہ سوائے مہر ونان ونفقہ عدت کے کسی دوسرے شے کی مستحق ہوسکتی ہے یا نہیں یا دوامی نفقہ دلایا جاسکتا ہے ۔

الجواب :- وہ مطلقہ سوائے مہر اور نفقہ عدت کے اور کسی شئی

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۰۶ ج۲ ۱۲ ظفیر

[2] لا نفقة لاحد عشر ... ناشزة الا خارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۸۸ ج۲ وص۹۰۰ ج۲) ظفیر

کی مستحق نہیں ہے، اور اگر طلاق بائنہ ہے تو بلا نکاح جدید کے شوہر اس کو نہیں رکھ سکتا، البتہ طلاق رجعی میں بدون نکاح کے عدت میں رجوع کرسکتا ہے اور مطلقہ کے لئے بعد عدت کے نفقہ نہیں ہے، پس دوامی نفقہ اس کو شرعاً نہیں دلایا جاسکتا[1]۔

نافرمان بیوی جب شوہر کے پاس رہتی ہے تو اس کا نفقہ ضروری ہے

سوال (۱۳۰۹) زید کی زوجہ نافرمان ہے اپنے شوہر کی رضاجوئی کی پرواہ نہیں کرتی باوجود تقاضہ وتاکید کے صوم وصلوٰۃ کی پابندی نہیں باوجود تنبیہ اور ممانعت کے غیر محرموں کے سامنے بے حجاب آتی ہے، زید تنگ آکر دوسرا عقد کرلیا، اب زوجہ اول اپنے نان ونفقہ اور عدل کی مدعی ہے تو کیا زوجہ اول اپنے حقوق کے مطالبہ میں حق بجانب ہے اور آیا ایسے نافرمان عورت کا جو نماز روزہ کی پابندی ضروری نہیں سمجھتی اور خلاف مرضی شوہر غیر محرموں کے سامنے آتی ہے، شوہر کے ذمہ نان ونفقہ اور عدل واجب ہے یا نہیں ۔

الجواب :- زید کی زوجہ اولیٰ کا نان ونفقہ وعدل کے بارے میں مطالبہ کرنا حق بجانب ہے، اس کا نان ونفقہ زوج کے ذمہ جب تک وہ شوہر کے گھر ہے اور جب تک وہ نافرمان ہوکر اس کے گھر سے نکل نہ جاوے واجب[2] ہے اور عدل ومساوات درمیان ہر دو زوجہ کے واجب ولازم ہے ۔

---

[1] وتجب لمطلقة الرجعي والبائن الخ النفقة والسكنى والكسوة ان طالت المدة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۲۱ ج۲) واذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى في عدتها الخ سمعت رسول الله عليه السلام يقول للمطلقة الثلث النفقة والسكنى مادامت في العدة۔ (هدايه باب النفقہ ص۴۲۴ ج۲) ظفیر

[2] النفقة واجبة للزوجة على زوجها الخ اذا سلمت نفسها الى منزله (هدايه باب النفقہ ص۴۲۴ ج۲) ظفیر۔

زانیہ بیوی کا نفقہ

سوال (۱۳۱۰) زید نے ایک لڑکی سے نکاح کیا اس کے چار ماہ بیس روز کے بعد لڑکا پیدا ہوا، تو شرعاً نکاح و مہر وغیرہ حقوق زوجیت کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- اس صورت میں نکاح زید کا صحیح ہو گیا، کیونکہ حاملہ عن الزنا سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن اگر نکاح اس حاملہ کا غیر زانی سے ہو تو تا وضع حمل اس کو وطی کرنا جائز نہیں ہے، پس جب کہ بوجہ لاعلمی کے وطی ہوئی تو زید کو کچھ گناہ نہیں ہوا، اور نکاح قائم ہے، اور نان ونفقہ زوجہ کا جب کہ وہ شوہر کے مکان پر رہے بذمہ شوہر واجب [1] ہے اور مہر بعد صحبت کے پورا واجب ہو جاتا ہے۔

جب تک شوہر کے پاس بیوی نہ رہے نفقہ واجب نہیں ہوتا

سوال (۱۳۱۱/۱) شادی کے بعد لڑکی کے والدین پر یہ فرض ہے کہ نہیں کہ وہ لڑکی کو اس کی سسرال بھیجدیں جب کہ اس کا شوہر اس کو کوئی تکلیف نہ دیتا ہو، اور اگر لڑکی شوہر کے یہاں نہ جاوے والدین کے پاس رہے تو نان ونفقہ اس کا شوہر کے ذمہ ہے یا نہیں، اور اولاد کا خرچ کس کے ذمہ ہوگا۔

سوال (۱۳۱۱/۲) جب کہ ہندہ اپنے شوہر کے حقوق پوری طور پر ادا نہیں کرتی تو اگر زید سے کوئی گناہ کبیرہ ہو جاوے تو خدا کے یہاں جوابدہ زید ہوگا یا اس کی بی بی۔

الجواب:- (۱/۱، ۲) والدین کے ذمہ یہ ضروری ہے اور شوہر اس کو زبردستی لے جا سکتا ہے، اور اگر نہ جاوے اور خلاف رضائے شوہر

[1] النفقة واجبة للزوجة على زوجها اذا اسلمت نفسها الى منزله (هدايه باب النفقه ص ۴۱۷/ج ۲) ظفير

اپنے والدین کے پاس رہے تو شوہر کے ذمہ اس کا نان ونفقہ نہیں ہے اور دعوی اس کا اپنے نان ونفقہ کے بارے میں باطل [1] ہے، اور اولاد کا خرچ باپ کے ذمہ [2] ہے۔

نفقہ میں گرانی وارزانی کی وجہ سے ردوبدل کرنا جائز ہے

سوال (۱۳۱۲) نابالغان کے نفقہ میں بوجہ گرانی وارزانی کے باپ کے ذمہ کمی وبیشی ہو سکتی ہے یا نہ، یعنی اگر حاکم نے ایک دفعہ ایک مقدار مقرر کر دی ہو تو اس کے بعد بوجہ گرانی نرخ کے اس مقدار مقررہ پر زیادتی کا حکم صادر ہو سکتا اور کہا جا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- نفقہ میں بقدر ارزانی وگرانی کمی بیشی ہو سکتی ہے کما فی الدر المختار ویقدرها بقدر الغلاء والرخص الخ (در مختار) ای یراعی کل وقت او مکان بما یناسبه وفی البزازية اذا فرض القاضی النفقة ثم رخص تسقط الزيادة ولا يبطل القضاء وبالعكس لها طلب الزيادة اه وكذا الوصالحته على شئ معلوم ثم غلا السعر او رخص كما سيذكره المصنف والشارح الا شامی صالحت زوجها عن نفقة كل شهر على دراهم ثم قالت لا تكفيني زيدت [3] در مختار [4]۔ فقط

[1] لا نفقة لاحد عشر منها مرتدة ... وخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقه ص ۸۹۴/ج ۲ وص ۹۰۳/ج ۲) ظفير

[2] والنفقة على الاب على ما نذكر (هدايه باب حضانة الولد ص ۴۱۶/ج ۲) ظفير

[3] رد المحتار باب النفقه ص ۸۹۹/ج ۲، ۱۲ ظفير۔ [4] الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقه ص ۹۰۵/ج ۲ ظفير

بیوی کا نفقہ واجب ہے اور ماں صاحب جائداد کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۱۳) زید کی والدہ اور اہلیہ میں بیحد ناچاقی ہے، زید نے ہر طریق پر اتفاق کی کوشش کی لیکن ناکام رہا، والدہ زید کا سوائے زید کے اور کوئی بچہ نہیں ہے، اور والدۂ زید کے پاس محض اسی کی قابل جائداد ہے، زید پریشان ہے کہ دونوں میں سے اس کے واسطے کوئی ایسا نہیں کہ جس سے علیحدہ ہو۔ اس کی تنخواہ اتنی نہیں کہ وہ دونوں کے اخراجات کا علیحدہ علیحدہ کفیل ہو سکے، اگر وہ ان دونوں میں سے ایک شخص کو اپنی ہمراہ رکھے اور خرچ دیوے تو ماخوذ ہوگا یا نہ۔

الجواب:۔ زید کے ذمہ اس کی اہلیہ کا پورا نفقہ لازم[1] ہے، اور اس کی والدہ کے پاس جب کہ جائداد بقدر اس کی گذر کے موجود ہے تو زید کے ذمہ اس کا خرچ واجب نہیں ویسے[2] ان کے خوش رکھنے کو کچھ خدمت کرتا رہے اور محبت وادب سے پیش آتا رہے۔

گذشتہ سالوں کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں

سوال (۱۳۱۴) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح ہوا، چند روز بعد لڑکی کا شوہر کہیں چلا گیا، اور چھ سال تک مفقود الخبر رہا، اس عرصہ میں لڑکی اپنے والدین کے یہاں رہی اور بالغہ ہو کر اپنی قوت بازو سے کما کر کھاتی رہی، اب شوہر آگیا ہے زوجہ کو گھر لے جانا چاہتا ہے تو

---

[1] النفقة واجبة للزوجة على زوجها الخ اذا سلمت نفسها الى بيته (هدایہ باب النفقه ص۴۱۷ ج۲) ظفیر۔ [2] وتجب على موسر الخ النفقة لاصوله ولو اب امه الفقير او لو قادرين على الكسب الخ بالسوية (در مختار) قوله لاصوله الخ الا الام المتزوجة فان نفقتها على الزوج قوله الفقير او قيد به لانه لا تجب نفقة الموسر الا الزوجة (رد المحتار باب النفقه ص۹۳۱ و ص۹۳۲ ج۲) ظفیر

چھ سال کا نفقہ اس سے لے سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ کتب فقہ میں ہے والنفقة لا تصير دينا الا بالقضاء او الرضاء[1] الخ لہذا گذشتہ زمانہ کا نفقہ شوہر سے نہیں لے سکتی لیکن اگر وہ خوشی سے دیدیوے تو لیلینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

سفر میں جو بیوی ساتھ نہ جائے اس کا نفقہ بھی ضروری ہے

سوال (۱۳۱۵) ایک شخص ہجرت کرنا چاہتا ہے، اس کے دو بیبیاں ہیں، ایک کا نام چھوٹی ایک کا بڑی ہے، چھوٹی کے ایک لڑکا خورد سال ہے بڑی کے ایک لڑکا ۱۹ سالہ ہے، اور ایک لڑکی ۲۷ سالہ بال بچوں والی ہے چھوٹی ہجرت کے لئے تیار ہے، بڑی کا لڑکا ہجرت کرنا چاہتا ہے مگر وہ خود ہجرت کرنا نہیں چاہتی، دریافت طلب یہ ہے کہ بعد ہجرت مہاجر پر بڑی کا نان ونفقہ کس قدر واجب رہے گا۔

الجواب:۔ در مختار میں ہے بخلاف ما اذا خرجت من بيت الغصب او ابت الذهاب اليه او السفر معه او مع اجنبي بعثه لينقلها فلها النفقة[2] الخ شامی میں ہے قوله او مع السفر معه) اى بناء على المفتى به من انه ليس السفر بها لفساد الزمان فامتناعها بحق[3] الخ یعنی عورت کا شوہر کے ساتھ نہ جانا نافرمانی اور نشوز میں داخل نہیں ہے جو کہ نفقہ کو ساقط کرنے والا ہے، پس حاصل یہ ہے کہ اس عورت کا نفقہ جو ساتھ نہ جاوے بذمہ شوہر لازم ہے اس کا انتظام شوہر کو کرنا چاہئے۔

باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ ماں کے ذمہ ہے

سوال (۱۳۱۶) مریم صغیرہ کا باپ مر گیا ہے ایک برادر چچا زاد اور ماں موجود ہے، صغیرہ کے

---

[1] الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقه ص۹۰۶ ج۲ ظفیر

[2] ایضاً ص۸۹۶ ج۲ ظفیر [3] رد المحتار باب النفقه ص۸۹۶ ج۲ ظفیر

نفقہ کا کفیل کون ہے اور کس عمر تک، مریم ایسی قوم کی لڑکی ہے جس کی سات آٹھ سالہ لڑکی اپنے کسب سے روٹی حاصل کرسکتی ہے۔

الجواب:- اولاد صغار کا نفقہ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں ان کی ماں کے ذمہ ہے، شامی میں ہے وھی اولیٰ بالتحمل من سائر الاقارب[1] باقی یہ کفالت نفقہ اسی وقت تک ہے، جب تک کہ وہ خود کوئی کسب نہ کرسکیں اور جب کہ سات آٹھ سالہ بچہ اس قوم کا خود کسب حلال کرسکتا ہے تو ان کا نفقہ بھی صرف اتنی ہی عمر تک واجب ہوگا قال خیر الرملی لو استغنت الانثی بنحو خیاطۃ وغزل یجب ان تکون نفقتہا فی کسبہا الخ شامی[2] جلد ۲

نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۳۱۷) ہندہ ایک مالدار کی لڑکی ہے، والدین کی سازش سے ہمیشہ اپنے شوہر سے نافرمان ہوکر والد کے گھر میں بیٹھ گئی، باوجود بھانے کے بھی شوہر کے گھر نہیں گئی، اب چھ مہینے سے اس کا شوہر مجنون ہوکر پاگل خانہ میں زیر علاج ہے، اب ہندہ مجنون کے بھائی سے بھائی سے نان ونفقہ لے سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے کہ ناشزہ عورت کا نفقہ جو کہ شوہر کے گھر سے بلا عذر شرعی کے چلی جاوے ساقط ہوجاتا ہے اور جب تک وہ شوہر کے گھر واپس نہ آوے، اس وقت تک نفقہ کی مستحق نہیں ہے، لہٰذا اس صورت میں دعویٰ نفقہ کا باطل اور غیر مسموع ہے قال فی الدر المختار لا نفقۃ لاحدی عشرۃ ھی تدۃ الا خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود والقول لہا فی عدم النشوز بیمینہا الخ[3]

[1] رد المحتار باب النفقہ ص ۹۲۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۹۲۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر
[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹ ج ۲ وص ۸۹۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر

اگر شوہر کے ساتھ رہے تو بیوی کا نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۱۸) میرا عقد ۴ مارچ ۱۹۲۲ء کو دختر نذر محمد خاں کی ساتھ ہوا، بوقت عقد مجھ سے پندرہ روپیہ ماہوار خرچ پاندان کے نان ونفقہ کے لکھوا کر رجسٹری کرالی علاوہ ازیں پانچ ہزار کا مہر موجل تحریر کرایا گیا، اب میری منکوحہ بے حد نافرمان ہے اور اپنے میکہ چلی گئی ہے اور حقوق زوجیت ادا کرنا نہیں چاہتی اپنے میکہ میں رہنا چاہتی ہے جو میرے خلاف ہے، اس صورت میں نکاح منعقد ہوا یا نہیں، اور مبلغ پندرہ روپیہ خرچ پاندان جو مجھ سے لکھوایا گیا اور نیز مہر کے متعلق شرعاً کیا حکم ہوگا۔

الجواب:- شوہر کے ذمہ بعد نکاح کے علاوہ مہر مقرر کے نفقہ زوجہ کا حسب حیثیت لازم ہوتا ہے اور وہ بھی اس وقت تک کہ عورت کی طرف سے نافرمانی اور شوہر کے گھر سے چلا جانا نہ پایا جاوے، اور اگر ایسا ہوا یعنی زوجہ کی طرف سے نافرمانی اور خروج پایا گیا تو اس مدت کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ نہیں رہتا پس اس صورت میں نکاح منعقد ہوگیا، اور بصورت نافرمانی اور نکل جانے عورت کے نفقہ اس مدت کا کہ جب تک عورت خاوند کے گھر واپس نہ آوے شوہر کے ذمہ لازم نہیں ہے اور پندرہ روپیہ ماہوار خرچ پاندان جو شوہر سے لکھوایا گیا وہ بھی شرعاً شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہے، البتہ مہر جس قدر مقرر ہوگیا وہ شوہر کے ذمہ واجب ہوگیا، مگر مطالبہ اس کا بعد طلاق یا موت کے ہوسکتا ہے کذا فی کتب[1] الفقہ۔

[1] فتجب بنکاح صحیح الخ علی زوجھا لانھا جزاء الاحتباس الخ لا نفقۃ لاحدی عشر ھی تدۃ الا خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۶ ج ۲ وص ۸۸۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر

نفقہ کی مقدار

سوال (۱۳۱۹) نان ونفقہ کا نقدی مقدار وانداز ماہوار وسالانہ متوسط اقوام میں کس قدر ہوگا، شرعاً اس کی تعیین یا اندازہ ہے یا کہ ملک ووسعت کے مطابق۔

الجواب:- اس کی کوئی مقدار شرعاً معین نہیں ہے، متوسط نفقہ جس زمانہ میں نرخ اجناس وغیرہ کی اعتبار سے ہوتا ہے، اس کی مقدار باہمی مصالحت سے یا جماعت کے مشورہ سے طے ہو، اور شوہر اس کو تسلیم کرے وہی مقدار مقرر ہو سکتی ہے[1]۔

نکاح فاسد کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۲۰) زید نے ہندہ کو سہ بار طلاق بائن دی، پھر چار پانچ سال کے بعد یہ خیال کر کے کہ وہ صرف طلاق بائن دی تھی باخفاء نکاح ثانی کیا، اسی نکاح سے ایک لڑکی ایک سال کی ہو کر فوت ہو گئی، اب ہندہ کو علم ہوا کہ زید نے مجھ سے نکاح ثانی بغیر حلالہ کے کیا تھا جو کہ حرام تھا تو اتنی مدت تک کا ہندہ زید سے نفقہ پانے کی مستحق ہے یا نہ؟

الجواب:- اس صورت میں زید کے ذمہ نفقہ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ دوسرا نکاح نکاح فاسد ہوا تھا، اور کتب فقہ میں تصریح ہے کہ نکاح فاسد موجب نفقہ نہیں، والنکاح الفاسد لا یوجب النفقة[2] خانیہ ج ۱۔ فقط

---

[1] ویقدرها بقدر الغلاء والرخص ولا تقدر بدراهم ودنانير (در مختار) ای یراعی کل وقت او مکان بما یناسبه وفی البزازیة اذا فرض القاضی النفقة ثم رخص تسقط الزیادة ولا یبطل القضاء وبالعکس لها طلب الزیادة وکذا المصالحة علی شیٔ معلوم (رد المحتار باب النفقة [illegible]) ظفیر

[2] ولا نفقة علی مسلم فی نکاح فاسد لانعدام سبب الوجوب (ایضاً [illegible]) ظفیر

شوہر کے ذمہ بیوی کا علاج لازم نہیں

سوال (۱۳۲۱) میری زوجہ مریضہ کا علاج اس کے اقارب نے اپنی خوشی سے کیا، اب وہ لوگ جو کہ انھوں نے علاج میں رقم صرف کی ہے مجھ سے طلب کرتے ہیں، اور جس زمانہ میں میری زوجہ بیمار رہی ہے اس زمانہ کا نان ونفقہ بھی طلب کرتے ہیں، تو کیا وہ رقم جو انھوں نے صرف کی ہے مجھ پر واجب الادا ہے، اور نان ونفقہ بھی واجب ہے یا نہ؟

الجواب:- شوہر کے ذمہ زوجہ مریضہ کی دوا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ تبرع محض ہے، پس صورت مسئولہ میں جن لوگوں نے اس کی بیماری میں دوا وغیرہ کے سلسلہ میں جو کچھ خرچ کیا ہے اس کا ادا کرنا شوہر کے ذمہ ضروری نہیں، کیونکہ اس کا وجوب خود اس کے اوپر بھی نہیں تھا، چہ جائیکہ دوسروں کے کرنے سے اس پر وجوب ہو جائے ولا یجب الدواء للمرض ولا اجرة الطبیب ولا الفصد[1] عالمگیریہ۔ البتہ اس زمانہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے، کما فی الدر المختار، او مرضت فی بیت الزوج فان لها النفقة استحساناً لقیام الاحتباس[2]۔ فقط

خود شوہر جب بیوی کو میکہ بھیجدے تو اس کا نفقہ لازم ہوگا۔

سوال (۱۳۲۲) ایک شخص نے بادل ناخواستہ اپنی بیوی کو اس کے عزیزوں کے اصرار پر ناخوش ہو کر اس کے والدین کے یہاں بھیجدیا، وہاں سے بیوی بلا اجازت شوہر و بلا اطلاع اپنی ماں کے ساتھ پردیس میں جا کر غیر مردوں کو دیکھتی ہے تو وہ عورت خاوند سے نفقہ پانے کی مستحق ہے یا نہ، اور نکاح سے خارج تو نہیں ہوئی؟

---

[1] کما لا یلزمها مداواتها ای اتیانه لها بدواء المرض ولا اجرة الطبیب ولا الفصد والحجامة هندیة (رد المحتار باب النفقة ۲/۸۸۹) ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ۲/۸۸۹ ۱۲ ظفیر

الجواب :- اس صورت میں عورت مذکورہ اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور جب کہ شوہر نے زوجہ کے اصرار پر خود اس کے والدین کے گھر بھیجا ہے اگرچہ اس کا دل نہ چاہتا تھا تو عورت مذکورہ نفقہ پانے کی مستحق ہے کما فی الدر المختار ولو ھی فی بیت ابیھا اذا لم یطالبھا وکذا اذا طالبھا ولم تمتنع او امتنعت للمھر[1] الخ یعنی زوجہ نفقہ پانے کی شوہر سے مستحق ہے اگر وہ اپنے باپ کے گھر ہو، جب کہ اس کے خاوند نے اس کو بلایا نہ ہو یا بلایا ہو اور اس نے انکار نہ کیا ہو یا مہر کی وجہ سے انکار کیا ہو لیکن عورت کا بدون اجازت شوہر کے اپنی والدہ کے ساتھ پردیس جانا درست نہیں ہے اور غیر مردوں کو دیکھنا کسی حال میں جائز نہیں ہے، خواہ شوہر کی اجازت ہو یا نہ ہو۔ فقط

تنگ دست شوہر سے تفریق

سوال (۱۳۲۳) زید اپنی بیوی کا نان ونفقہ دینے سے بالکل انکار کرتا ہے، اور عدالت سے بھی کچھ نہیں ہوا، اب شوہر کا پتہ بھی نہیں قرض بھی کوئی نہیں دیتا، اب عورت کو حق فسخ نکاح حاصل ہے یا نہیں۔ کوئی صورت ہے جس سے تفریق ہو جاوے اور بوقت عدم ادائیگی نفقہ وانکاری ہونے کے کوئی صورت تفریق کی ہے یا نہیں۔

الجواب :- حنفیہ کا مذہب اس صورت میں یہ ہے کہ عورت کو حق فسخ نہیں ہے بلکہ شوہر سے نفقہ کو کہا جاوے، اگر وہ نہ دے تو بذریعہ حکام اس کو مجبور کیا جاوے اور اس سے کہا جاوے کہ یا نفقہ ادا کرے ورنہ طلاق دیدے صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے کہ اس صورت میں قاضی ان میں تفریق کرا سکتا ہے۔ ومن اعسر بنفقۃ امرأتہ لم یفرق بینھما ویقال لھا استدینی علیہ وقال الشافعی رحمہ اللہ یفرق لانہ عجز عن الامساک بالمعروف

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۹۴ / ج ۲ ۱۲ ظفیر

فیناب القاضی منابہ فی التفریق[1] الخ اور مختار میں ہے وجوز الشافعی باعسار الزوج وبتضررھا بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیاً فقضی بہ نفذ[2] اور شامی میں ہے قال فی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائباً ممن مذھبہ التفریق بینھما اذا کان الزوج حاضراً وابی عن الطلاق الخ الی ان قال وعلیہ یحمل ما فی فتاوی قاری الھدایہ حیث سئل عمن غاب زوجھا ولم یترک لھا نفقۃ فاجاب اذا اقامت بینۃ علی ذلک وطلبت فسخ النکاح من قاض یراہ ففسخ نفذ وھو قضاء علی الغائب وفی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذہ یسوغ للحنفی ان یزوجھا من الغیر بعد العدۃ الخ ص ۶۵۶ ج ۲ شامی[3]۔

پس اس صورت میں تفریق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایسے قاضی سے رجوع کیا جاوے جس کا مذہب تفریق کا ہو، وہ اگر تفریق کر دے گا تو صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح ثانی جائز ہے۔

بیوی جب شوہر کے گھر سے بلا اجازت چلی جائے تو اس کا نفقہ واجب نہیں رہتا

سوال (۱۳۲۴) ایک شخص کی عورت باوجود تاکید نہ تو نماز پڑھتی ہے نہ روزہ کی پابند ہوتی ہے نہ اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہے، بلکہ بدچلنی اس کی ثابت ہونے پر اس فاحشہ عورت کو طلاق دیدی، بعد طلاق کے وہ عورت اس بات کی مدعی ہے کہ طلاق سے پہلے ایام نافرمانی کا نان نفقہ دیا جاوے اور مہر ادا کیا جاوے

---

[1] ہدایہ باب النفقہ ص ۴۲۱ / ج ۲ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ / ج ۲ ۱۲ ظفیر [3] رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ / ج ۲ وص ۹۰۴ / ج ۲ ۱۲ ظفیر

اس صورت میں نان نفقہ اور مہر کے بارے میں کیا حکم ہے، عورت مذکورہ کو ایام نافرمانی قبل از طلاق کے نان نفقہ لینے کا حق شرعاً حاصل ہے یا نہیں اور جب کہ طلاق بدچلنی کے سبب سے دی جاتی ہے تو مہر دینا ہوتا ہے یا نہیں ایسے ہی ایام عدت کے نان نفقہ کا دعوی بھی درست ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- زوجہ اگر خاوند کی نافرمان ہو کر اس کے گھر سے چلی جاوے تو نفقہ اس کا ساقط ہو جاتا ہے اور اگر شوہر کے گھر رہے تو نفقہ واجب [1] ہے پس طلاق سے پہلے جب تک وہ عورت شوہر کے مکان پر رہے نفقہ اس کا واجب ہوتا ہے، لیکن یہ بھی مسئلہ ہے کہ گذشتہ نفقہ کا مطالبہ بلا حکم قاضی و بلا رضا باہمی صحیح نہیں [2] ہے، اور اگر وہ مطلقہ مدخولہ ہے یعنی وطی یا خلوت صحیحہ کے بعد اس کو طلاق دی گئی ہے تو مہر پورا بذمہ شوہر واجب الادا [3] ہے اور ایام عدت کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ لازم ہے، خواہ عورت کو اس کی نافرمانی اور بدچلنی کی وجہ سے طلاق دی جاوے یا بغیر اس کے، مہر اور نفقہ ہر حالت میں لازم ہوتا ہے، هٰكذا فی عامة کتب [4] الفقه۔

[1] وان نشزت فلا نفقة لها حتى تعود الى منزله (هدايه باب النفقه ص ۴۱۶/۲) ظفير
[2] واذا مضت مدة لم ينفق الزوج عليها وطالبته بذلك فلا شئ لها الا ان يكون القاضى فرض لها النفقة او صالحت الزوج على مقدار نفقتها فيقضى لها بنفقة مامضى (هدايه باب النفقه ص ۴۱۸/۲) ظفير۔
[3] ومن سمى مهرا عشرا فمازاد عليه فله المسمى ان دخل بها اومات عنها (هدايه باب المهر ص ۳۰۴/۲) ظفير۔
[4] واذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى فى عدتها رجعيا كان اوبائنا (هدايه باب النفقه ص ۴۲۱/۲) ظفير۔

شوہر جہاں رہے بیوی کو وہیں رہنا ہوگا تب ہی نفقہ کی مستحق ہوگی

سوال (۱۳۲۵) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ایک قصبہ میں ہوا، وہاں سے زید ہندہ کو اپنے مکان پر لے گیا جو مسکن ہندہ سے دو روز کا راستہ ہے، یہ مکان زید کا ایک موضع میں ہے اور قصبہ سے آٹھ میل ہے، نکاح کو نو سال ہوئے اس عرصہ میں ہندہ زید کے یہاں اچھی طرح رہی، اب عرصہ ڈیڑھ سال سے زید نابینا ہو گیا ہے تو ہندہ اس سے تفریق چاہتی ہے اور یہ بہانہ نکالا ہے کہ زید گاؤں میں رہتا ہے میں گاؤں میں رہنا نہیں چاہتی، قصبہ میں جو مسکن زید کا ہے وہاں میرے کھانے پینے کا انتظام کرایا جائے، آیا زید کو اس بات پر مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ زوجہ کو قصبہ میں رکھ کر وہاں اس کے خورونوش کا انتظام کرے، شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- زید کو شرعاً اس امر پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے کہ وہ موافق خواہش ہندہ کے ہندہ کو قصبہ مذکورہ میں رکھ کر اس کے نفقہ کا انتظام کرے بلکہ ہندہ کو ضروری ہے کہ وہ شوہر کے مکان میں رہے، اگر ہندہ بلا رضامندی و بلا اجازت زید کے اس قصبہ میں جا کر رہے گی تو اس کا نفقہ زید کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا کذا فی الدر المختار [1] وغیرہ۔

نکاح کے بعد بیوی کو شوہر کے گھر رہ کر نفقہ حاصل کرنا چاہئے

سوال (۱۳۲۶) زید کا نکاح ہندہ سے ہوا تھا عرصہ ہو گیا، اب تک ہندہ زید کے مکان نہیں گئی اور نہ آئندہ جانا قبول کرتی ہے، اس صورت میں زید کا ہندہ کو اسی طرح ہمیشہ معلق رکھنے کا حق ہے یا نہ آنے کے باعث ہندہ کو چھوڑ دینے کا حکم ہے۔

الجواب:- جب کہ ہندہ کا نکاح زید سے حسب قاعدہ شرعیہ ہو گیا تو

[1] خارجة من بيته بغير حق وهى الناشزة حتى تعود (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقه ص ۹۰۹/۲) ظفير

اب ہندہ کو اختیار نہیں کہ وہ زید کے گھر نہ جاوے اور علیحدگی چاہے۔ ہندہ زید کی منکوحہ ہوگئی اس کو اپنے شوہر زید کی اطاعت کرنی چاہیئے، اور زید کے ذمہ یہ ہے کہ جب ہندہ زید کے گھر آجاوے تو اس کے نان نفقہ کی خبر رکھے اور حقوق زوجیت ادا کرے، اگر اس وقت زید کچھ کوتاہی کرے گا تو وہ گنہ گار ہوگا اور اگر ہندہ زید کے گھر نہ جاوے بلا کسی وجہ شرعی کے تو اس میں ہندہ گنہگار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ۔[1]

وکیل کے کچھ مقرر کرنے سے شوہر کے ذمہ واجب نہیں

سوال (۱۳۲۷) ایک عورت کا ایک شخص سے نکاح ہوا، وقت نکاح اس شخص کے وکیل سے یہ بات ٹھہری کہ اگر ناکح یعنی وہ شخص جس سے نکاح ہوا بعد میں کچھ حرکت کرے تو فی یوم بیوی کا اس سے ایک ایک روپیہ خرچہ لیا جاوے گا، وکیل نے یہ بات تحریر کردی مگر وکیل مذکور کو اس شخص نے اس قسم کی تحریر کردینے کی کوئی اجازت نہیں دی تھی خود بخود وکیل نے تحریر کردیا ہے کہ اگر کچھ حرکت کرے تو ایک روپیہ روزانہ خرچ وہ شخص جس کا نکاح ہوا ہے دیوے گا، وکیل صدر کی تحریر جو کہ بغیر اجازت اس شخص کے جس کا نکاح ہوا ہے، درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وکیل کو جب کہ وہ نکاح کا وکیل تھا اختیار ایسی تحریر کا نہ تھا۔ ایک روپیہ روزانہ بذمہ شوہر عاید نہیں ہوگا اور وکیل کے ذمہ بھی نہ ہوگا کہ یہ تجویز خلاف شرع اور باطل ہے۔

ناراضگی کی صورت میں نفقہ واجب نہیں رہتا

سوال (۱۳۲۸) یہاں اس قسم کا رواج ہے کہ بعد شادی عورت خاوند کے گھر ایک سال رہتی ہے، ایک سال بعد بیوی کا

[1] سورۃ النساء رکوع ۶ ـ ظفیر۔

باپ اس کو اپنے گھر لے جاتا ہے، بعد اس کے دو سال گذرتے ہیں، دو سال کے عرصہ میں بہت دفعہ خاوند نے اپنی بیوی کے لانے کے واسطے چند آدمی بھیجے مگر بیوی کے والد نے اپنی لڑکی کو رخصت نہیں کیا، اور اب بیوی کا والد خرچہ ایک روپیہ یومیہ لینا چاہتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ شوہر کے ذمہ اس صورت میں نان نفقہ وغیرہ اور ایک روپیہ روزانہ کچھ نہیں ہے، کیونکہ نشوز اس صورت میں عورت کی طرف سے پایا گیا ہے ایسی حالت میں نفقہ زوجہ کا ساقط ہوجاتا ہے، درمختار میں ہے لا نفقة لاحدی عشرة الخ وخارجة من بيته بغير حق الخ[1] وفی الشامی وتجب النفقة من حين العقد الصحيح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم يطالبها الخ[2] ص ۶۴۶، پس قید اذا لم یطالبہا سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر طلب کرے اور عورت اس کے گھر بعد طلب کے نہ آوے اور کوئی وجہ شرعی امتناع کی نہ ہو تو نفقہ اس کا ساقط ہوجاتا ہے۔

جو بیوی مرد کی اطاعت نہ کرے اس کا نفقہ شوہر پر نہیں ہے

سوال (۱۳۲۹) ہندہ نے زوج کی اطاعت چھوڑ دی، اور اس کے گھر بھی نہیں رہتی، اپنے ماں باپ کے گھر رہتی ہے، اور سفر بلا اجازت شوہر کے بغیر کسی محرم کے کرتی ہے اس صورت میں کیا نان نفقہ زوج پر ضروری ہے یا نہیں، عورت والدین کے گھر نان نفقہ کی طالب ہے۔

الجواب:۔ ایسی عورت کا نفقہ ساقط ہوجاتا ہے، کما فی الدر المختار لا نفقة لاحدی عشرة الی ان قال وخارجة من بيته

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر

بغیر حق وھی الناشزۃ[1] الخ -

سوال (۱۳۳۰) | شرط کے مطابق شوہر پر نفقہ واجب ہے

مسماۃ ہندہ مع والدین خود کے بود و باش اجمیر شریف کی رکھتی ہے، اور زید شوہر ہندہ کی بود و باش قدیم وحال اکبر آباد کی ہے، اور نکاح بھی مسماۃ ہندہ کا اجمیر میں ہوا ہے۔ زید شوہر ہندہ نے بوقت نکاح ایک اقرار نامہ میں لکھا ہے کہ مسماۃ ہندہ بوقت ناراضی خود اجمیر یا جہاں چاہے رہے، میں اس حالت میں بھی مسماۃ ہندہ زوجہ خود کو بلا عذر پانچ روپیہ ماہوار دیتا رہوں گا، جب کہ زید شوہر مسماۃ ہندہ نے ہندہ کو قسم قسم کی تکالیف پہنچائی کہ جس کے صدمات سے ہندہ مجبور ہو کر اکبر آباد سے اجمیر بخانہ والدین آگئی ہے، اب زید ہندہ کو جبراً اجمیر شریف سے اکبر آباد لے جانا چاہتا ہے، اور ہندہ جانا پسند نہیں کرتی، زید کو لے جانے کا حق ہے یا نہیں -

الجواب :- اس صورت میں شوہر کو چاہئے کہ موافق شرط کے اپنی زوجہ کو اجمیر شریف سے نہ لے جاوے اور نفقہ دیتا رہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے احق الشروط ان توفوا بہ ما استحللتم بہ الفروج[2] متفق علیہ لیکن اپنے وطن اکبر آباد میں مثلاً لے جانا مصلحت سمجھتا ہے اور پسند کرتا ہے تو اس کو یہ حق ہے لے جاوے اور یہ بھی حق ہے کہ اگر زوجہ اس کے کہنے کے موافق اکبر آباد وغیرہ نہ جاوے تو نفقہ نہ دے[3] -

سوال (۱۳۳۱) | بیوی شوہر کے خلاف رہکر نفقہ کی مستحق نہیں

جب کہ شوہر کے پہلی زوجہ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۹۹/۲ ۱۲ ظفیر

[2] مشکوٰۃ باب اعلان النکاح وغیرہ ص ۲۷۱ - ظفیر -

[3] ولذا قیل بالاجنبی اذ لو کان محرما لم یکن لہا النفقۃ - لانہ لیس لہا الامتناع (رد المحتار باب النفقہ ص ۸۹۱/۲) ظفیر

سے اولاد ذکور وا ناث ہو، اور زوجہ ثانی کے ادائے حقوق شرعی پر شوہر کو خیال نہ ہو تو کیا زوجہ ایسی صورت میں شوہر سے علیحدہ رہکر حقوق شرعی طلب کر سکتی ہے یا نہیں -

الجواب :- خلاف رائے شوہر اس کے گھر سے علیحدہ رہ کر نفقہ طلب نہیں کر سکتی بلکہ وہیں رہے اور اپنے حقوق اور نفقہ کا مطالبہ کرے نافرمانی شوہر کی درست نہیں[1] ہے -

سوال (۱۳۳۲) | معلقہ بیوی کا نفقہ ضروری ہے

ایک شخص نے اپنی زوجہ کو اپنے سوتیلے لڑکے سے الزام لگایا، مگر خود کوئی واقعہ جس سے ثبوت پوری طرح ہو سکے نہیں دیکھا، اور جس قدر واقعہ دیکھا تھا اس کو علمائے کرام نے ثبوت الزام کے لئے کافی نہیں سمجھا اور وہ عورت نکاح میں قائم رہی مگر وہ شخص اپنے شک پر قائم ہے اور جس وقت سے اس کو یہ شبہ ہوا ہے زوجہ کو معلق چھوڑ رکھا ہے، اگر وہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو اس عورت مظلومہ کا نان نفقہ جب سے اس کو معلق چھوڑ رکھا ہے بذمہ شوہر ہوگا یا نہیں، جس کی تعداد بوقت نکاح پندرہ روپیہ ماہوار ہو چکی ہے -

الجواب :- نفقہ مقررہ شوہر کے ذمہ مدت مذکورہ کا واجب الاداء ہے کما فی الدر المختار والنفقۃ لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء ای اصطلاحہما علی قدر معین[2] الخ -

---

[1] لا نفقۃ لاحدی عشرۃ الاولی خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۹۰/۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۶/۲ ۱۲ ظفیر

اولاد کا نفقہ | **سوال** (۱۳۳۳) اور کیا اس کی ہرسہ اولاد کا نان نفقہ اب تک اور آئندہ بذمہ شوہر ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- ہرسہ اولاد کا نفقہ بذمہ ان کے باپ یعنی اس عورت کے شوہر کے ذمہ لازم ہے قال فی الدر المختار وتفرض النفقۃ[1] لزوجۃ الغائب وطفلہ[1] الخ وایضاً فیہ وتجب لطفلہ یعم الانثی والجمع[2] الخ۔

زچہ خانہ کا نفقہ | **سوال** (۱۳۳۴) زچہ خانے میں جو مصارف ہوئے وہ بذمہ شوہر ہیں یا نہیں۔

الجواب:- وہ مصارف بھی بذمہ شوہر ہیں۔

مہر کی ادائیگی | **سوال** (۱۳۳۵) مہر کی جو تعداد مقرر کی گئی تھی اس کی ادائیگی بذمہ شوہر ضروری ہے یا نہیں، خواہ زبانی ہو یا تحریری، کیونکہ بوقت نکاح ایک ہزار معجل اور ایک ہزار مؤجل اور زیور بخشش ہے تحریر کیا گیا، اور ایک مکان قیمتی پانسو روپیہ کا زبانی وعدہ کیا گیا تھا جو تحریر میں نہیں آیا گواہ موجود ہیں۔

الجواب:- بعد طلاق کے جو مہر مؤجل ہوتا ہے وہ بھی معجل ہو جاتا ہے لہٰذا طلاق دینے کے بعد کل مہر بذمہ شوہر واجب الاداء ہے قال فی رد المحتار ناقلاً عن الخلاصۃ وبالطلاق یتعجل المؤجل[3] الخ۔

بیوی کے نفقہ کی مقدار | **سوال** (۱۳۳۶/۱) زوجہ کا نفقہ بحالت غنی شوہر وافلاس زوجہ کس قدر ہوگا، اور مفتی بہ اس بارے میں کیا ہے۔

نفقہ سے زیادہ رقم جو بیوی کے پاس جمع ہو | **سوال** (۱۳۳۶/۲) زید اپنی زوجہ کو اپنی

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۱۶ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

[2] ایضاً ص ۹۲۳ ج ۲، ۱۲ ظفیر [3] رد المحتار باب المہر ص ۴۹۳ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

پوری تنخواہ جو کہ صعہ روپیہ ماہوار تھی بارہ سال سے دیتا رہا، اور وہ رقم اس کے اور اس کے عیال کے نفقہ سے بہت زیادہ تھی، زوجہ نے اس میں سے ایک معتد بہ رقم پس انداز کی، پس یہ رقم زید کی ملک ہے یا زوجہ کی، اور زید نے پانچ برس تک اپنی زوجہ سے یہ نہیں کہا کہ رقم باقی ماندہ مہر میں محسوب ہوگی۔

الجواب:- (۱) درمختار میں ہے فتستحق النفقۃ بقدر حالھما بہ یفتی ویخاطب بقدر وسعہ الخ وفی رد المحتار قال فی البحر واتفقوا علی وجوب نفقۃ الموسرین اذا کانا موسرین وعلی نفقۃ المعسر اذا کانا معسرین وانما الاختلاف فیما اذا کان احدھما موسراً والآخر معسراً فعلی ظاہر الروایۃ الاعتبار لحال الرجل فان کان موسراً وھی معسرۃ فعلیہ نفقۃ الموسرین وفی عکسہ نفقۃ المعسرین واما علی المفتی بہ فتجب نفقۃ الوسط فی المسئلتین وھو فوق نفقۃ المعسرۃ ودون نفقۃ الموسرۃ[1] اھ پس قول مفتی بہ کے موافق اس صورت میں اوسط درجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہوگا اس کی مقدار ہر زمانہ کے نرخ اور گرانی کے اعتبار سے مقرر ہو سکتی ہے مثلاً اگر ادنیٰ درجہ کا نفقہ دس روپیہ ماہوار اور اعلیٰ درجہ کا بیس روپیہ تو اوسط پندرہ روپیہ ہوگا اور بچہ کا خرچ بقدر اس کے خرچ اور حاجت کے متعین کیا جاوے گا۔

الجواب:- (۲) اس صورت میں اگر زید کی نیت یہ ہے کہ جو کچھ اس رقم میں سے نفقہ کے بعد پس انداز ہو وہ بھی زوجہ کی مملوک ہے تو مالک اس رقم باقی ماندہ کی زوجہ ہے، اور اگر اس کو مالک بنانا مقصود نہیں ہے تو وہ رقم زائد مملوکہ زید کی ہے۔

[1] رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۸ ج ۲، ۱۲ ظفیر

نکاح باطل کا نفقہ

سوال (۱۳۳۷) زید نے ہندہ سے نکاح کیا، کچھ عرصہ بعد ہندہ کو بدچلن پاکر زید نے اس کو طلاق دینا چاہا، زید نے کاغذ خرید کر عرضی نویس سے طلاقنامہ لکھوایا، اقرار یہ ٹھہرا تھا کہ اگر ہندہ زید کا زیور جو ہندہ کے پاس تھا، زید کو واپس کردے اور معافی مہر کا اقرار نامہ لکھدے تو زید ہندہ کو رو برو گواہان کے طلاق شرعی دے کر آزاد کردے، لیکن جب طلاقنامہ تحریر ہوچکا ہنوز زید کے دستخط نہیں ہوئے تھے، ہندہ نے زیور واپس دینے اور اقرار نامہ معافی مہر لکھوانے سے انکار کردیا، جس پر زید نے نہ طلاق نامہ مکمل کرکے ہندہ کو دیا اور نہ زبان سے طلاق دی۔ ہندہ چار پانچ سال آوارہ پھرنے کے بعد بکر سے نکاح کیا، بدچلنی کی وجہ سے بکر نے بھی طلاق دیدی کیا ہندہ بکر سے زر مہر اور ایام عدت کا نفقہ پانے کی مستحق ہوسکتی ہے یا نہیں۔ بکر ہندہ کے فریب سے لاعلم تھا، بکر کو کچھ گناہ ہوا؟

الجواب:- زید کی طرف سے ہندہ پر اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ جب ہندہ اپنے اقرار پر قائم نہ رہی تو زید کی طرف سے بھی طلاق واقع نہیں ہوئی، اور جب کہ ہندہ مطلقہ نہیں ہوئی تو بکر کے ساتھ نکاح صحیح نہیں ہوا اور جب کہ نکاح نہیں ہوا تو بکر سے نفقہ اور مہر کا بھی مطالبہ نہیں کرسکتی[1] ہے، اور بکر کو جب کہ ہندہ کے فریب کی کچھ خبر نہ تھی تو اس پر گناہ نہیں ہوا۔

شوہر جب خود بیوی کو نہ لائے تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے

سوال (۱۳۳۸) ایک شخص کا نکاح ایک عورت سے ہوا، دو سال تک تقریباً باہم اتفاق رہا اور ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کے بعد شوہر کی خوشی سے زوجہ اپنی والدین کے گھر گئی اور وہاں رہی پھر شوہر نے کبھی اس کو نہیں بلایا، اور باوجود تقاضا زوجہ اور اس کی والدین

---

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر الخ فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر

کے شوہر اس کو لینے نہیں آیا اور نہ اجازت آنے کی اس کو دی اور اس کے والدین نے اس عرصہ میں یہ چاہا کہ یا وہ اپنی زوجہ کو بلاوے یا یہیں رہتے ہوئے نان ونفقہ دے، مگر شوہر کسی امر پر راضی نہیں ہوتا تو اس صورت میں عورت مطالبہ نفقہ کا کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں نفقہ اس عورت کا بذمہ شوہر لازم ہے، کیونکہ عورت کی طرف سے نشوز کچھ نہیں پایا گیا، درمختار میں ہے فتجب ولو ھی فی بیت ابیھا اذا لم یطالبھا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی وکذا اذا طالبھا ولم تمتنع[1] الخ پس عورت بذریعہ نالش وغیرہ نفقہ لے سکتی ہے

شوہر کا روپیہ لے کر جو بیوی بھاگ گئی اس کا نفقہ

سوال (۱۳۳۹) زید کی منکوحہ عورت بلا اجازت شوہر بلا وجہ اچانک چھ سو روپیہ کا مال لے کر مفرور ہوگئی جس کو عرصہ اٹھارہ سال گذر گئے، آج وہ اس قدر عرصہ کے بعد خرچ ماہواری کی خواستگار ہے۔ آیا زید خرچ کا کفیل ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار باب النفقہ میں ہے لا نفقۃ الخ الخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ[2] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ وہ عورت ناشزہ ہے اور اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے، دعویٰ اس کا باطل ہے

گذشتہ زمانہ کا خرچ نہیں ملے گا

سوال (۱۳۴۰) عورت مذکورہ نے اٹھارہ سال تک لڑکیوں کو زید سے پوشیدہ رکھا، اس صورت میں زید لڑکیوں کے خرچ کا ذمہ دار ہوسکتا ہے کہ نہیں۔

الجواب:- گذشتہ زمانہ کا خرچ نہیں ملے گا قال فی الدر المختار

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] ایضاً ص ۸۸۹ ج ۲ و ص ۸۹۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

والنفقة لا تصير ديناً الا بالقضاء او الرضاء وفي رد المحتار ثم اعلم ان المراد بالنفقة نفقة الزوجة بخلاف نفقة القريب فانها تصير ديناً ولو بعد القضاء والرضاء حتى لو مضت مدة بعدهما تسقط كما [illegible] [1]

بلا اجازت جب عدت میں باہر چلی جائے

سوال (۱۳۴۱) ہندہ کو زید نے طلاق دی۔ وہ زید کے یہاں سے بخوف گناہ اپنے باپ کے یہاں چلی آئی تو کیا زمانۂ عدت کا نفقہ زید کے ذمہ واجب ہوگا، اور بعد طلاق جو لڑکا زید سے پیدا ہوا اس کا نفقہ بھی زید ہندہ کو نہیں دیتا۔

الجواب:- نفقہ عدت کا مطلقہ کے لئے واجب ہوتا ہے۔ اور خاوند کی نافرمانی سے ساقط ہوجاتا ہے، شامی میں ہے ونفقة العدة كنفقة النكاح۔ وفي الذخيرة وتسقط بالنشوز[2] ۱۲ باب النفقہ جلد ثانی شامی ص ۶۶۹ وفی الدر المختار لا نفقة الخارجة من بيته بغير حق[3] ۱۲ اور چونکہ صورت مسئولہ میں عدت میں نکلنا مطلقہ کا بلا عذر ہے لہذا نفقہ اس کا ساقط ہے، اور لڑکا جو بعد طلاق کے پیدا ہوا، نسب اس کا زید سے ثابت ہے یعنی اس مدت میں پیدا ہوا کہ نسب اس کا زید سے ثابت ہے تو نفقہ اس کا بھی باپ کے ذمہ ہے، شامی میں ہے قال في البحر وعلى هذا يجب على الاب ثلثة

---

[1] رد المحتار باب النفقہ مطلب لا تصیر النفقۃ دینا الا بالقضاء ص ۹۰۶ / ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب النفقہ تحت قولہ وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن مطلب فی نفقۃ المطلقۃ ص ۹۲۱ / ۲ ۱۲ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ / ۲ و ص ۹۰۸ / ۲ ۱۲ ظفیر۔

اجرة الرضاع واجرة الحضانة ونفقة الولد[1] الا ص ۹۳۰ جلد ثانی۔

گذرے ہوئے دنوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۳۴۲) محمد خلیل زوج مسماۃ رحمت دونوں میں اتفاق نہ تھا، اس لئے محمد خلیل نے اپنی زوجہ مذکورہ کو اس کے میکہ میں پہنچا دیا، اور وہ بیس ماہ تک میکہ میں رہی، اس درمیان میں محمد خلیل نے اپنی زوجہ کو ایک حبہ نفقہ نہیں دیا، پس شرعاً زوجہ مذکورہ اپنے شوہر محمد خلیل سے نفقہ ایام گذشتہ بیش ماہ کا لینے کی مستحق ہے یا نہیں۔

الجواب:- والنفقة لا تصير ديناً الا بالقضاء او الرضاء در مختار[2] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زمانہ گذشتہ کا نفقہ بدون حکم قاضی یا کسی مقدار معین پر صلح کرنے کے لازم نہیں ہوتا۔

بہن کا نفقہ بھائیوں پر

سوال (۱۳۴۳) زید نے انتقال کیا۔ ایک لڑکی نابالغ اور ایک عینی بھائی اور ایک اخیافی بھائی چھوڑے۔ تو عند الشرع لڑکی کا نفقہ اور اجازت نکاح کس کے ذمہ واجب ہے۔

الجواب:- لڑکی نابالغہ ہو یا بالغہ اگر وہ محتاج ہے، نفقہ اس کا بحالت مذکورہ دونوں بھائیوں پر بقدر ارث واجب ہے۔ سدس برادر اخیافی پر اور باقی عینی بھائی پر کہ حساب میراث بھی اسی طرح ہے صرح به في الدر المختار بعد قول بقدر الارث ولو اخوة متفرقين فسدسها على الاخ لام والباقي على الشقيق كارثه[3] ۱۲ اور ولایت نکاح باعتبار عصوبۃ ہے لہذا ولی نکاح نابالغہ

---

[1] رد المحتار [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ مطلب لا تصیر النفقۃ دینا ص ۹۰۶ / ۲ ۱۲ ظفیر [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۳۰ / ۲ ۱۲ ظفیر

اس صورت میں علینی بھائی ہے کما فی الدر المختار الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الا علی ترتیب الارث والحجب[1] ۔

زید کے وعدہ کے عدم ایفاء پر بیوی اپنے کو شوہر سے علیحدہ نہیں رکھ سکتی ہے

سوال (۱۳۴۴) زید ہندہ سے شادی کرنا چاہتا ہے، زید کے اور بیویاں موجود ہیں ہندہ کے ماں باپ زید سے یہ خواہش کرتے ہیں کہ وہ اپنی جائداد کا ایک حصہ ہندہ کے نام کرادے تاکہ آئندہ کے جھگڑوں کا احتمال باقی نہ رہے، زید ایک اقرار نامہ بحق ہندہ لکھ دیتا ہے کہ چونکہ مجھ سے یہ خواہش کی گئی ہے کہ تا وقتیکہ میں ایک مکان دس ہزار روپیہ کا اور نیز اپنی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ میں سے نصف حصہ ہندہ کے نام ہبہ نہ کردوں ازدواج اس سے نہ ہو سکے گا، لہذا میں بہ ثبات ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ لکھ دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ مکان نمبری فلاں محلہ فلاں جو میرے پاس مبلغ سات ہزار میں رہن بالقبض ہے، اور جس کی مدت رہن ختم ہونے کو ہے ایک سال باقی ہے، بفور وصول رقم رہن مکان مذکور کوئی دوسرا مکان یا کوئی اور جائداد ان کی حسب دلخواہ یا وہی مکان مرہونہ ان کو دلا دوں گا اور ان کے حق میں ہبہ کردوں گا ان کو کل حقوق مالکانہ اس دس ہزار کی خرید کردہ جائداد پر حاصل رہیں گے، اگر مستورات میں موافقت نہ ہوئی تو علیحدہ مکان میں رکھوں گا، اس کے علاوہ اپنی کل جائداد مسکونہ وذاتی کا نصف حصہ جس کی تفصیل اقرار نامہ ہذا میں درج ہے، مسماۃ ہندہ کے حق میں ہبہ کردیا، اور کل حقوق مالکانہ جو مجھے اس کے متعلق حاصل تھے وہ بذریعہ ہذا مسماۃ کی ذات پر منتقل کردیئے گئے، چونکہ میرا ازدواج اس شرط پر موقوف تھا، لہذا میں نے بہ خوشنودی خود و برضامندی دیگر ورثہ یہ تحریر لکھ دی ہے۔ اس اقرار کے بھروسہ پر زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہو جاتا ہے اور ہندہ سے اولاد بھی پیدا ہوئی ہے مگر باوصف

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

تقاضا زید اس اقرار نامہ کے بموجب عمل نہیں کرتا ہے، اس لئے ہندہ اپنے ماں باپ کے گھر آکر بیٹھ جاتی ہے، پس آیا زید کو اس اقرار نامہ کے بموجب عمل نہ کرنے تک حق طلب ہندہ ہو سکتا ہے یا نہیں، اور بصورت دعوی طلب زوجہ ہندہ کو یہ حق امتناع واصرار حاصل ہے یا نہیں کہ جب تک زید حسب اقرار خود مقدم یعنی اقرار نامہ کے بموجب تعمیل نہ کرے زید حق طلب زوجہ سے متمتع نہیں ہو سکتا اور ایسی حالت میں باوصف اس کے کہ ہندہ اپنے ماں باپ کے یہاں مقیم رہے زید پر نفقہ ہندہ کا واجب الادا ہوگا یا نہیں ۔

الجواب :- مہر معجل اگر شوہر نہ دیوے تو اس کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو شوہر سے روک سکتی ہے، علاوہ مہر کے جو وعدہ شوہر نے مکان وجائداد وغیرہ دینے کا کیا یا اقرار نامہ لکھ دیا ہے تو اس کے عدم ایفاء کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو نہیں روک سکتی، البتہ مہر نہ دینے کی وجہ سے اگر عورت شوہر کے گھر نہ جاوے تو نفقہ ساقط نہیں ہوتا، بخلاف صورت مذکورہ کے کہ اگر یہ وعدہ ہبہ مکان وغیرہ کا علاوہ مہر کے ہے تو اس کے عدم ایفاء کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو نہیں روک سکتی قال فی الدر المختار ولو منعت نفسہا للمھر الا لانہ منع بحق فتستحق النفقۃ ولو ھی فی بیت ابیہا اذا لم یطالبہا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی وکذا اذا طالبہا ولم تمتنع او امتنعت للمھر[1] الخ

نفقہ کا دعوی شوہر پر

سوال (۱۳۴۵) ایک عورت کے نکاح کو تیرہ سال ہوئے، اس کا شوہر آج تک کسی طرح سے خبر گیراں نہیں ہے، نہ روٹی کپڑا دیتا ہے نہ پاس سوتا ہے، تین کوس کے فاصلہ پر ہے اور نہ طلاق دیتا ہے، عورت مذکورہ اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں ۔

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۸ ج ۲ و ص ۸۸۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر

الجواب: بدون طلاق کے دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی[1]، لیکن نفقہ کا دعویٰ کرے اور بحکم سرکار اس سے خرچ کھانے کپڑے کا وصول کرے۔

جب والدین لڑکی کو شوہر کے یہاں نہ بھیجیں

سوال (۱۳۴۶) اگر والدین لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجیں اور لڑکی بوجہ عدم رضاء والدین کے شوہر کے یہاں جانے سے انکار کرے تو شوہر کے ذمہ نفقہ واجب ہوگا یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں نفقہ اس کا بذمہ شوہر واجب نہ ہوگا اور وہ عورت ناشزہ یعنی نافرمان شوہر کی ہوگی اور عاصی ہوگی[2]۔

نفقہ کے ادا نہ ہونے کی وجہ سے تفریق نہیں

سوال (۱۳۴۷) مابین زن وشوہر کے نہایت بدمزگی پیدا ہوگئی ہے، عورت کے وارثوں کے پاس شوہر کی جبر وتعدی ناقابل برداشت اور نان ونفقہ کی عدم خبرگیری کے بینہ موجود ہیں بدیں وجہ عورت اور اس کے ورثاء تفریق بین الزوجین کرانا چاہتے ہیں، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: ہمارے مذہب میں نفقہ نہ دینے کی وجہ سے تفریق بین الزوجین نہیں ہوسکتی، البتہ شوہر پر نفقہ کی نالش کی جاسکتی ہے۔ اور رفع تکلیف کی تدبیر سرکار سے کرائی جائے[3]۔

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب المھر ص $\frac{۴۸۲}{۲۶}$) ظفیر۔ [2] لا نفقۃ للخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص $\frac{۹۰۰}{۲۶}$) ظفیر

[3] ولا یفرق بینھما بعجزہ عنھا بانواعھا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ (در مختار) قولہ بانواعھا الثلاثۃ وھی ماکول وملبوس ومسکن (رد المحتار ص $\frac{۹۰۳}{۲۶}$) اب زوجہ متعنت کے لئے تفریق کی صورت نکل سکتی ہے دیکھئے "الحیلۃ الناجزہ" للتھانوی؟ ۱۲ ظفیر

جو عورت کوشش کے باوجود شوہر کے یہاں نہیں آتی اس کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۴۸) ایک شخص کی عورت اپنے والدین کے یہاں رہتی ہے اور شوہر ہر چند کوشش کرتا ہے کہ میری زوجہ میرے پاس رہے لیکن وہ کسی طرح شوہر کے پاس نہیں رہتی اور اسے دو بچے بھی ہیں نہ ان بچوں کو باپ کے پاس بھیجتی ہے، اور عدالت سے اس نے چھ روپیہ ماہوار شوہر سے لینا مقرر کرا لیا ہے، شوہر نے مجبور ہو کر دوسرا نکاح کر لیا ہے، اس صورت میں شرعاً اس عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں، اور مسماۃ بوجہ اندیشہ جان کے مبلغ سات روپیہ شوہر سے طلب کرتی ہے۔

الجواب: اس صورت میں اس زوجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ ناشزہ ہے اور ناشزہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے والناشزۃ لا نفقۃ لھا وھی اللتی خرجت من منزل الزوج بغیر اذنہ بغیر حق فتاویٰ قاضیخان[1]۔ وان نشزت فلا نفقۃ لھا (ھدایہ[2]) اور عورت کا یہ مطالبہ شرعی حیثیت سے ناجائز اور ناقابل قبول ہے۔ فقط

جو شوہر نہ نفقہ دے اور نہ لے جائے وہ کیا کرے

سوال (۱۳۴۹) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ایک شخص اپنی زوجہ کو نہ نان نفقہ دیتا ہے نہ طلاق دیتا ہے خود دوسرا نکاح کر لیا ہے، اس صورت میں عورت مہر مؤجل اور نفقہ کا دعویٰ کرسکتی ہے یا نہیں، اور تفریق ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: حنفیہ کا مذہب اس صورت میں یہ ہے کہ بدون طلاق

[1] فتاویٰ قاضیخان باب النفقہ مصری ص $\frac{۳۶}{۱۲}$ – ظفیر

[2] ہدایہ باب النفقہ ص $\frac{۴۱۵}{۲۴}$ ۱۲ ظفیر۔

دینے شوہر کے تفریق نہیں ہوسکتی اور دوسرا نکاح لڑکی کا نہیں ہوسکتا، جس طرح ہو اس کے شوہر سے طلاق لی جاوے اکراہ اور جبر کرکے بھی اگر اس سے طلاق لی جاوے گی اور بعد طلاق کے مہر مؤجل کے وصول کا دعویٰ بھی عورت کی طرف سے ہوسکے گا، اور گذشتہ نفقہ کا دعویٰ نہیں ہوسکتا، جب کہ حاکم کی طرف سے نفقہ ماہانہ وغیرہ مقرر نہ کیا گیا ہو، ھکذا فی الدر[1] المختار۔

جب خود شوہر نہ لے جائے تو اس پر نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۵۰) ہندہ زوجۂ زید اپنی چھوٹی ہمشیرہ کی شادی میں سسرال سے رخصت ہوکر میکہ چلی آئی بعد تقریب زید ہندہ کو رخصت کرا لے جانے سے انکاری ہوا، اور بالکل قطع تعلق کرلیا، ہندہ نے عدالت میں نان ونفقہ کا دعویٰ کیا، زید نے جوابدہی کی کہ ہندہ بدچلن ہے، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ ہندہ ضرور بدچلن ہے، ایسی صورت میں وہ کھانا کپڑا اپنے شوہر زید سے ہرگز پانے کی مستحق نہیں ہوسکتی، ایسی صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں، اور زید سے مہر وصول کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں شرعاً ہندہ کا نفقہ زید کے ذمہ واجب ہے کیونکہ جب کہ ہندہ شوہر کی اجازت سے اپنے میکہ میں آئی اور پھر زید اس کو اپنے گھر نہ لایا باوجودیکہ ہندہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہیں کرتی تو اس صورت میں ناشزہ اور نافرمان نہیں[2] ہے، اور شوہر کے اس دعویٰ کرنے سے کہ ہندہ بدچلن

---

[1] والنفقة لا تصير دينا الا بالقضاء او الرضاء (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۰۶ ج ۲) ظفیر۔ [2] فتستحق النفقة بقدر حالهما الاولى في بيت ابيها اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة به يفتى (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۹۹ ج ۲) ظفیر۔

ہوگئی ہے اور عدالت سے اس کے موافق فیصلہ ہونے سے ہندہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، اور ہندہ کو بحالت موجودہ دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور مہر مؤجل بدون طلاق کے نہیں لے سکتی، فقط

جو عورت شوہر کے پاس نہ رہے اس کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۵۱) زید کی منکوحہ زید کے گھر میں نہیں رہتی اور مرتکب فعل شنیع کی ہورہی ہے اس کا نان ونفقہ زید کے ذمہ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جو عورت شوہر کے گھر میں نہ رہے اور نافرمانی کرے وہ ناشزہ اور نافرمان ہے، ایسی عورت کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے، درمختار میں ہے لا نفقة لاحدى عشر الى ان قال وخارجة من بيته بغير حق وهي ناشزة[1] الخ اور درمختار میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی کی زوجہ فاجرہ ہو تو اس کو طلاق دینا واجب نہیں البتہ اگر وہ باوجود سمجھانے کے اور تنبیہ کرنے کے بھی نہ مانے اور اپنی حرکات سے باز نہ آوے تو پھر طلاق دیدینی چاہئے لیس على الزوج تطليق الفاجرة[2]۔ فقط

گذشتہ برسوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۳۵۲) زید وہندہ کی کمسنی میں ان کے والدین نے نکاح کردیا، نکاح کے بارہ برس کے بعد ہندہ کی والدہ نے ہندہ کو وداع کیا ہے، دو ایک ماہ بعد ہندہ کو پھر لے گئی، اب دوسری مرتبہ جب زید کے اقرباء ہندہ کو لانے کے لئے گئے تو اب اس کے والدین کہتے ہیں کہ بارہ برس کا نفقہ جو زید کے ذمہ ہے وہ ادا کردے تو لے جاؤ، تو کیا اس

---

[1] الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۹ ج ۲ وص ۸۹۰ ج ۲ ظفیر۔ [2] باب المحرمات ص ۴۰۳ ج ۲ ظفیر۔

صورت میں زید پر گذشتہ بارہ برسوں کا نفقہ واجب ہوتا ہے یا نہیں، اگر واجب ہے تو پورا یا نصف۔

الجواب: در مختار میں ہے لا تصیر النفقة دیناً الا بالقضاء او الرضاء[1] یعنی نفقہ پہلے زمانے کا شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہوتا، بدون حکم قاضی کے یا بدون رضامندی کے۔ اس لئے ہندہ کے والدین بارہ برس کا نفقہ زید سے نہیں لے سکتے، اور یہ عذران کا مسموع نہ ہوگا، اور اگر ہندہ بدون رضا شوہر کے والدین کے یہاں رہے گی تو وہ ناشزہ و نافرمان ہوگی، اور آئندہ کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا۔

| مہر کی ادائیگی وسعت نہ ہو تو مہلت دی جائے اور نفقہ واجب ہے |

سوال (۱۳۵۳) ایک عورت اور مرد کا نکاح ہوا جن کے مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ کے مقرر ہوئے، اسی غرض سے کہ دولہا پر دباؤ ہو، دولہن اپنے شوہر کے یہاں چلی گئی، مہر ادا کرنے کی طاقت نہیں اور بیوی معاف نہیں کرتی، اس صورت میں مسئلہ کیا اجازت دیتا ہے، بغیر صفائی مہر دونوں رہنے لگے، اور تمام خرچ شوہر نے برداشت کیا تو اس صورت میں عورت پر گناہ سود کا تو نہیں ہوا، یا سود کہا جائے گا۔

الجواب: جب کہ شوہر میں قدرت اور وسعت مہر ادا کرنے کی نہیں ہے تو اس کو شرعاً مہلت دی جائے گی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان کان ذو عسرة فنظرة الی میسرة الآیہ[2] اور بدون ادا کرنے دین مہر کے اور بدون معاف کرانے کے شوہر کا نان و نفقہ دینا اپنی زوجہ کو سود نہیں ہے بلکہ نفقہ نہ دینے سے شوہر گنہگار ہوگا، کیونکہ شوہر کے ذمہ علاوہ دین مہر کے زوجہ کا نان و نفقہ بھی واجب

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۰۶/۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] سورة البقرہ آیت ۲۸۰ ع ۳۸ ظفیر

ہوتا ہے[1] اور شوہر پر دباؤ ڈالنے کی وجہ سے بھی زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے۔

| عدت کا نفقہ شوہر پر واجب ہے |

سوال (۱۳۵۴) زید نے ہندہ کو طلاق دیدی اور صرفہ کا عدت میں وعدۂ ادائی کرتا ہے مگر وعدہ خلاف ہے چونکہ ملازم پیشہ ہے، اس لئے رقم ملازمت خود وصول کر لیتا ہے، کیا زید ایسے فعل پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

الجواب: زید پر نفقہ عدت کا واجب ہے اور جب کہ زید میں وسعت ادا کرنے کی ہے تو وہ ادا کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے[2]۔

| بیوہ مکان فروخت کر کے نفقہ لے سکتی ہے |

سوال (۱۳۵۵) ایک بیوہ عورت کا شوہر کچھ جائداد چھوڑ گیا ہے، نقدی کچھ نہیں چھوڑی ہے۔ آیا بیوہ مکان فروخت کر کے یا گروی رکھ کر اپنا گذارہ کر سکتی ہے یا نہیں۔ اگر بیوہ کو زکوٰۃ کا روپیہ دیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: مکان گروی رکھنا اور فروخت کرنا دونوں جائز ہیں شرعاً کسی امر میں ممانعت نہیں ہے۔ لیکن مشورہ یہ ہے کہ اگر فی الحال خرچ کی ضرورت ہے اور یہ امید ہے کہ جس وقت جائداد کی آمدنی آوے گی اس آمدنی سے مکان گروی چھڑا لیا جاوے گا تو مکان گروی رکھ دیا جاوے اور اگر مکان متعدد ہیں۔ اگر مکان ایک ہی ہے تو پھر مکان کو گروی نہ رکھے اور نہ فروخت کرے،

---

[1] النفقة واجبة للزوجة علی زوجها اذا سلمت نفسها الی منزله (هدایه باب النفقة ص ۴۱۷/۲) ظفیر۔

[2] اذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسکنی فی عدتها رجعیا کان او بائنا (هدایه باب النفقة ص ۴۲۳/۲) ظفیر۔

بلکہ جنگل کی زمین گروی رکھ دے یا فروخت کردے بقدر ضرورت - فقط

قد تم الجزء الحادی عشر بعون اللہ تعالیٰ و توفیقہ فی شہر ذی القعدۃ سنۃ اربع مائۃ والف علیٰ ید العبد الضعیف محمد ظفیر الدین المفتاحی الذی فوض الیہ الترتیب والتحشیۃ تحت اشراف صاحب الفضیلۃ حکیم الاسلام مولانا القاری محمد طیب دامت فیوضہ، رئیس الجامعۃ الاسلامیہ دارالعلوم دیوبند - ویاتی الجزء الثانی عشر انشاء اللہ تعالیٰ